مجلّۃ الاحکام العدلیہ

فقہ اسلامی کے حصۂ معاملات کا سب سے پہلا دفعہ وار مجموعہ جسے عثمانی خلیفہ امیر المومنین سلطان عبدالعزیز کے حکم سے فقہا اور ماہرین قانون نے مرتب کیا اور جو تمام ممالک محروسۂ خلافت میں بطور قانون معمول عدالت ۱۹۱۸ء تک رائج رہا اور اب بھی معمولی ترمیم کے ساتھ مختلف عرب ممالک میں رائج ہے۔

ترجمہ : عبد القدّوس ہاشمی

تقدیم : ڈاکٹر محمّد یوسف گورایہ

علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

۱۴۰۱ھ ـــــ ۱۹۸۱ء

ناشر : ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ پی.ایچ.ڈی (پنجاب)، ایم اے (پنجاب)، ایم اے (کینیڈا)، ڈائریکٹر علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب بادشاہی مسجد لاہور
فون : ۵۵۸۴۵

تاریخ اشاعت : ـــــــ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ - جولائی ۱۹۸۱ء

تعداد : ـــــــ ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

قیمت : ـــــــ ۶۵/- روپے

طابع : ـــــــ میاں محمد یعقوب، مینجر حمایتِ اسلام پریس ریلوے روڈ۔ لاہور

علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب
حضوری باغ، بادشاہی مسجد۔ لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داود میں روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لما اراد ان یبعث معاذاً الی الیمن۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا (تو)

قال: کیف تقضی اذا عرض لک القضاء

آپؐ نے فرمایا: جب آپ کے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہو تو آپ کیسے فیصلہ کریں گے؟

قال: اقضی بکتاب اللہ۔

حضرت معاذؓ نے کہا: میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

قال: فان لم تجد فی کتاب اللہ

آپؐ نے فرمایا: اگر تم (اس کا حکم) کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟

قال: فبسُنّۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم۔

حضرت معاذؓ نے کہا: پھر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق۔

قال: فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ولا فی کتاب اللہ

آپؐ نے فرمایا: اگر تم نہ سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں (اس کا حکم) پاؤ اور نہ ہی کتاب اللہ میں؟

قال: اجتہد برأیي ولا آلو[1]　　حضرت معاذؓ نے کہا: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کسر نہ اُٹھا رکھوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے لے کر اب تک فقہاء اپنے اپنے اعصار و امصار میں پیش آمدہ مختلف مسائل و امُور کتاب، سُنّت اور اجتہاد کی بُنیاد پر حل کرتے رہے۔ خلفاءِ راشدین، تابعین اور تبع تابعین کے عہد خیر القرون کہلاتے ہیں۔ ان عہدوں میں اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں پر غالب آچکا تھا۔ اسلامی فتوحات کے نتیجے میں بہت سے قدیم ادیان و مذاہب، احکام و قوانین اور تہذیب و تمدّن مفتوحہ اقوام و ملل کے ساتھ خلافتِ اسلامیہ میں داخل ہُوئے۔ ان میں بہت قدیم، مضبوط اور مستحکم الہامی اور انسانی قوانین ——— موسوی قانون، حمورابی قانون، جسٹینین قانون ——— شامل تھے۔ ان مختلف و متنوع اقوام و ملل، مذاہب و قوانین اور ان کے معتقدین اور متبعین سے اختلاط و تصادم کے سبب خلافتِ اسلامیہ کو بہت سے جدید مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

تاریخِ فقہ اسلامی کے اس نہایت اہم اور نازک موقع پر حسنِ اتفاق سے اسلامی فقہ کے مجتہدین کثرت سے موجود تھے۔ اُنہوں نے پوری یکسوئی، محنت، جہدِ مسلسل اور سعیٔ پیہم سے کام لے کر اسلام کے بُنیادی مآخذ ——— کتاب و سنت ——— کا پُورا پُورا اطلاق و انطباق کیا اور جدید تقاضوں اور نئے مسائل کو حل کرنے کے لیے کتاب و سُنّت کی روشنی میں وسیع پیمانے پر اجتہاد سے کام لیا۔ جن فقہائے اسلامی فقہ کے اس دَورِ عروج میں ناقابلِ فراموش اجتہادی کارنامے انجام دیئے ان میں حضرت ابو حنیفہؒ کا نام سرِ فہرست ہے۔ آپ اپنی عظیم فقہی خدمات کے سبب امام اعظم کے شہرۂ آفاق نام سے مشہور ہُوئے۔ آپ فقہ میں جس مکتبِ فکر کے بانی ہیں وہ آپ کے نام پر فقہ حنفی کہلایا۔

خلافتِ عثمانیہ نے اپنی خلافت میں فقہ حنفی کو نافذ کیا، اسلامی فقہ عہدِ جدید کے قانونی

---

[1] امام سلیمان بن اشعث ابی داود السجستانی، سنن ابی داود۔ ایڈیشن نُور محمد اصح المطابع، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ فریر روڈ، کراچی، کتاب القضاء، باب اجتہاد الرای فی القضاء صفحہ ۵۰۵۔

مجموعوں کی طرح دفعہ وار قانون کی صورت میں مرتب نہ تھی۔ خلافتِ عثمانیہ نے جدید تقاضوں کے مطابق بہت سے دیوانی قوانین وضع کیے۔ ان قوانین کی تنفیذ کے لیے ایک نیا نظامِ عدالت "مجالس تمیز حقوق" کے نام سے قائم کیا، جب کہ شرعی قوانین کے نفاذ کے لیے پہلے سے شرعی عدالتی نظام رائج تھا۔ "مجالس تمیز حقوق" کو عملاً شرعی نظامِ عدالت کے تحت قائم کیا گیا۔ اس طریقِ کار سے "مجالس تمیز حقوق" کے ارکان کو بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ یہ ارکان اسلامی فقہ اور اس کے مسائل و احکام سے ناواقف تھے۔ اس کے باوجود حکام شرعی عدالت کے خلاف بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے اور سمجھتے کہ یہ حکام احکام و قوانین اور قواعد و ضوابط انتظامیہ کو پسِ پشت ڈال کر من مانے احکام صادر کر دیتے ہیں۔ اس صورتِ حال کا نتیجہ یہ نکلتا کہ وضعی قوانین اور شرعی قوانین کے حکام میں کشمکش اور کشیدگی پیدا ہو جاتی۔

اسی نوعیت کی ایک دشواری خلافتِ عثمانیہ کو قانونِ تجارت کے سلسلے میں بھی پیش آ رہی تھی۔ خلافت کی طرف سے تجارت اور تجارتی اداروں کو چلانے کے لیے ایک دستور العمل بنایا گیا تھا، جو خلافت اور اس کے ماتحت تمام ممالک میں رائج تھا۔ اس دستور العمل میں خامی یہ تھی کہ یہ تجارتی معاملات کے جملہ پہلوؤں اور اس کی جزئیات پر پوری طرح حاوی نہ تھا۔ بعض اوقات ایسے دعاوی دائر ہوتے جن کا حل اس قانون میں موجود نہ تھا۔ اب دشواری یہ پیش آتی کہ ایسی صورتِ حال میں یورپی قوانین، جنہیں خلافت کی منظوری حاصل نہ تھی، کی طرف رجوع نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی ایسے مقدمات میں شرعی قوانین کی طرف رجوع ممکن تھا، کیونکہ اگر ایسے دعاوی شرعی عدالتوں میں پیش کیے جاتے تو ان عدالتوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ پورے دعوے کی از سرِ نو سماعت کر کے فیصلہ صادر کریں۔ اگر یہ صورت اختیار کی بھی جاتی تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک ہی دعویٰ میں خلافت کی دو عدالتوں کے دو مختلف فیصلے صادر ہوتے۔ جس سے خلافت میں قانونی اور عدالتی انتشار میں مزید اضافہ ہوتا۔ اس مشکل کا ایک حل یہ ہو سکتا تھا کہ قانونِ تجارت کے تحت قائم ہونے والی عدالتوں کے حکام ایسے دعاوی کے حل میں اسلامی فقہ سے استفادہ کرتے مگر مشکل یہ تھی کہ تجارتی عدالتوں کے حکام اسلامی فقہ سے استفادہ کی استعداد نہ رکھتے تھے۔

مذکورہ بالا پیچیدگیوں کے علاوہ خلافتِ عثمانیہ کو ایک مشکل یہ درپیش تھی کہ فقہی کتابوں سے پوری طرح استفادہ بھی آسان نہ تھا۔ کیونکہ فقہی کتابیں جدید طرز پر مرتب نہیں۔ ان میں سے کسی مخصوص مسئلے کا حکم معلوم کر لینا آسان نہیں۔ پھر مختلف مسالک کے فقہاء اپنی فقہی کتابوں کی ترتیب و تالیف میں کسی ایک مقررہ اسلوب کے پابند نہیں۔ اگر ایک مسئلہ ایک مسلک کی کتاب میں پہلے بیان کیا گیا ہے تو وہی مسئلہ دوسرے مسلک کی کتاب میں مؤخر کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر ایک مسئلہ ایک مسلک کی فقہی کتاب میں کسی مخصوص باب کے تحت آیا ہے تو وہی مسئلہ دوسرے مسلک میں کسی دوسرے باب میں شامل ملتا ہے۔

مجلّۃ الاحکام العدلیہ کے مرتبین کے مطابق قدیم فقہی کتابوں میں سے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا آسان نہ تھا۔ اُنھوں نے اس سلسلے میں فقہ حنفی سے مسائل کے حل کی تلاش میں اپنی دشواری کا اظہار اس طرح کیا ہے:

"بہت سے مجتہدین نے جن کے مدارج متفاوت تھے فقہ حنفی میں کام کیا ہے۔ ان میں بہت سے اختلافات ہیں اور مزید برآں ان میں فقہ شافعی کی طرح کوئی عمل تنقیح نہیں ہوا ہے۔ بلکہ آج تک مختلف اقوال و فتاویٰ بکھرے ہوئے اور اُلجھے ہوئے پڑے ہیں۔ ان مختلف اقوال و مسائل میں سے صحیح قول تلاش کرنا اور پیش آمدہ صورتِ حال پر اس کی تطبیق بے انتہا مشکل کام ہے۔ اس پر مزید مشکل یہ ہے کہ جن مسائل کی بُنیاد عادت و رواج پر ہوتی ہے وہ امتدادِ ایام کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں"[1]

اس مشکل پر قابو پانے کے لیے مختلف امصار و اعصار میں جیّد فقہائے نے مسائل و فتاویٰ کی ضخیم کتابیں مرتب کیں جن میں فتاویٰ تاتارخانیہ اور فتاویٰ عالمگیری بہت شہرت کی حامل ہیں۔ ایسی مساعی جمیلہ سے مسائل و فتاویٰ کی تلاش میں کافی حد تک سہولت پیدا ہو گئی۔ اس کے باوجود بھی جملہ اختلافات رفع نہ ہو سکے۔ فقہی مسائل و احکام میں نظم و ترتیب پیدا کرنے کے

[1] رپورٹ مدونین مجلۃ الاحکام العدلیہ، کتاب ہذا صفحہ: ۱۹

لیے ابن نجیمؒ نے ٹھوس کام کا آغاز کیا۔ آپ نے بہت سے قواعد فقہ، مسائل کلیہ اور فروع فقہیہ کو ایک جگہ جمع کرنے کی طرف توجہ کی۔ اور بڑی محنت سے منزل تک پہنچنے کا راستہ ہموار کیا مگر آپ کے بعد اسی نہج پر کام کر کے اسے زیادہ وسعت نہ دی جا سکی۔ البتہ محمد قدری پاشا نے "مرشد الحیران" مرتب کر کے فقہ حنفی اور جدید قانون میں موازنے کے کام کو سہل بنا دیا ہے۔ انھوں نے فقہِ حنفی کے دیوانی قوانین کو جدید قوانین کی طرح ابواب و دفعات کی صورت میں مرتب کر دیا ہے۔ اس سے اسلامی قانون اور جدید قانون میں موازنہ کر کے یہ معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے کہ ان دونوں قانونی نظاموں میں کن مقامات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور کن مقامات میں اختلاف ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ کو عہدِ حاضر کے قانونی مجموعوں کی صورت میں دفعہ وار ترتیب دینے کی کتنی ضرورت ہے۔ انھیں تقاضوں کے پیشِ نظر امیر المؤمنین سلطان عبدالعزیز عثمانی (۱۲۷۷ھ — ۱۲۹۳ھ) نے فقہاء، ماہرینِ قانون اور حکامِ عدلیہ پر مشتمل ایک مجلس قائم کی جس کے ذمّے یہ کام لگایا کہ وہ اسلامی فقہ کے حصّہ معاملات کو دفعہ وار قانون کی صورت میں مرتب کرے جسے ملکی قانون کا درجہ دے کر خلافتِ عثمانیہ کے طول و عرض میں نافذ کر دیا جائے۔

مجلّۃ الاحکام العدلیہ کی افادیت، اہمیت اور ضرورت کو مدونین مجلّہ نے اس طرح بیان کیا ہے :

"ان وجوہ کی بناء پر یہ ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی رہی کہ ایک کتاب قسم معاملات فقہیہ پر ایسی تالیف کی جائے جس میں مسائل مربوط انداز میں مرتّب ہوں۔ اس سے استفادہ آسان ہو، اختلافات کا اس میں ذکر نہ ہو، مقبول و مفتیٰ بہ اقوال پر مشتمل ہو۔ اور ہر شخص کے لیے اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اگر ایسی کتاب تیار ہو جائے تو اس سے حکام شرعی، ارکان محاکم نظامیہ اور افسران سررشتہ ہائے انتظامی سب کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ اس کے مطالعہ سے انہیں شرع سے یک گونہ ربط پیدا ہو جائے گا اور بقدر استطاعت دعاوی اور شرعِ شریف کے مابین توفیق

کی ان میں قوت پیدا ہو جائے گی۔ اس طرح یہ کتاب محاکم شرعیہ میں اجرائے احکام کے لیے سند کا کام دے گی اور محاکم نظامیہ میں جن مقدماتِ حقوق کی سماعت ہوتی ہے، ان کے لیے کسی جدید قانون کے وضع کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔"[1]

مباحثِ بالا کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے کہ مجلّہ کی تدوین و ترتیب کے وقت خلافتِ عثمانیہ اور پاکستان کے موجودہ حالات میں کتنی مماثلت پائی جاتی ہے۔ خلافتِ عثمانیہ میں اس وقت عدالتی نظام میں دوعملی شروع ہو چکی تھی۔ ایک طرف شرعی عدالتیں قائم تھیں اور دوسری طرف "مجالس تمیز حقوق" اور "ادارات قانونِ تجارت" کا رواج تھا۔ ان دونوں نظاموں کی بنیاد مختلف اور متضاد تھی۔ شرعی عدالتیں اسلامی شریعت کی بنیاد پر قائم تھیں جبکہ دوسری عدالتوں کے مآخذ مغربی افکار و نظریات تھے۔ دونوں نظاموں کے مآخذ و مصادر کے اختلاف کے سبب تضاد و تصادم پیدا ہو رہا تھا جسے مجلّہ کی ترتیب و تدوین کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس وقت پاکستان میں نفاذِ اسلام کا عمل جاری ہے۔ قانونِ حدود (حدود آرڈیننس)، اور قانونِ زکوٰۃ وعشر (زکوٰۃ وعشر آرڈیننس)، جیسے انتہائی اہم اور بنیادی اسلامی قوانین کی تنفیذ ہو چکی ہے۔ شفعہ، دیت، قصاص جیسے قوانین کے نفاذ پر کام ہو رہا ہے۔ نافذ کردہ اسلامی قوانین کے تحت "وفاقی شرعی عدالت" کا قیام معرضِ وجود میں آچکا ہے۔ اور اس عدالت کی طرف سے متعدد معاملات کے فیصلے بھی ہو چکے ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں سابقہ برطانوی نظامِ عدالت بدستور جاری ہے۔

پاکستان میں نفاذِ اسلام کی جدوجہد اور تحریک کو تیز تر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی قانون کی اہم اور بنیادی کتابیں زیادہ سے زیادہ شائع کی جائیں۔ بالخصوص اسلامی فقہ کی وہ کتابیں جو زیادہ مرتّب اور منظم صورت میں موجود ہوں۔ اسلامی قانون اور اس کے مآخذ و

---

[1] رپورٹ مدونین، صفحہ: ۲۱

مصادر عربی زبان میں ہیں جب کہ ہمارے ملک میں جدید قانون سے وابستہ طبقے کی اکثریت عربی نہ جاننے کے سبب اسلامی فقہ اور اس کے مصادر اصلیہ سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اسلامی قانون کی کتابوں کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ ان کے اردو تراجم کی اشاعت و طباعت بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ منصفین عدالت، وکلاء، اساتذہ، عمّال، حکّام اور عوام سب اسلامی قانون کو اپنی قومی زبان میں پڑھ سکیں اور اس کے فیوض و برکات سے آگاہ ہو کر ایک زبردست تحریک کے ذریعے پورے نظامِ اسلام کے نفاذ میں حکومت کے ممد و معاون بنیں۔

انہیں دینی، قانونی، عدالتی، معاشرتی اور ملکی تقاضوں کے پیشِ نظر ہم اس سے پہلے اسلامی قانون پر ایک انتہائی اہم بنیادی، مبسوط اور جامع کام علامہ عبدالرحمٰن الجزیری کی شہرہ آفاق تالیف "کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ" کی پانچ ضخیم جلدوں کے سلیس اور عام فہم اردو ترجمے کی اشاعت کی صورت میں کر چکے ہیں۔ یہ کتاب اس وقت نفاذِ اسلام میں نہایت مفید ثابت ہو رہی ہے اور ہر طبقہ خیال کے اہلِ علم و دانش اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

مجلّۃ الاحکام العدلیہ کے اردو ترجمے کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت تھی۔ یہ اسلامی قانون کی سب سے پہلی کتاب ہے جو جدید قانونی اور عدالتی تقاضوں کے مطابق دفعہ وار ترتیب دی گئی ہے۔ یہ فقہی اختلافات سے مبرّا ہے اور فقہ حنفی کے مقبول اور مفتی بہ اقوال پر مشتمل ہے۔

قبل ازیں اس کا ترجمہ کراچی سے شائع ہوا تھا۔ ایک تو وہ اس وقت دستیاب نہیں اور دوسرے اس میں بہت سی اغلاط تھیں۔ چنانچہ ضرورت تھی کہ مجلّہ کا ایک اچھا اور قابلِ اعتماد اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں جناب مولانا عبدالقدوس ہاشمی کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے مجلّۃ الاحکام العدلیہ کا اردو ترجمہ تیار کیا جو اس وقت ہدیہ قارئین ہے۔ میں محکمہ اوقاف پنجاب بالخصوص جناب آفتاب احمد خان ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس کی اشاعت منظور کی۔ جناب محمد نسیم عباسی

آفیسر تحقیق و مطبوعات علماء اکیڈیمی بھی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے اسے طباعتی مراحل سے گزارا۔

میں آخر میں رب العالمین اور احکم الحاکمین سے دعا کرتا ہوں کہ جن نیک مقاصد کے تحت یہ کتاب شائع کی گئی ہے انہیں پورا فرمائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے دین کو مکمل طور پر نافذ کرسکیں۔

وما توفیقی الاّ باللہ۔

ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ
ڈائریکٹر علماء اکیڈیمی محکمہ اوقاف پنجاب
بادشاہی مسجد۔ لاہور

۲۷ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ
یکم جون ۱۹۸۱ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مترجم

حامدًا للہ ومصلیًا علیٰ نبیہ ۔ یہ کتاب جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش ہے وہ المجلۃ یا مجلۃ الاحکام العدلیہ کا اُردُو ترجمہ ہے ۔ یہ کتاب سولہ[۱۶] قوانین فقہیہ پر مشتمل ہے جو سب کے سب المعاملات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ یہ قوانین ۱۹۱۸ء تک تمام قلمرو عثمانی کی عدالتوں میں رائج تھے ، اور مصر ، سوڈان ، شام ، حجاز ، ترکی ، عراق اور شرق اردن کی عدالتیں اسی کے بموجب فیصلے کیا کرتی تھیں ۔ اور اب بھی کسی قدر ترمیم کے ساتھ حجاز اور شرق اردن میں عملاً رائج ہیں ۔ اگرچہ اب ان کی قانونی حیثیت باقی نہیں رہی ہے ۔

ترکی سلطان امیر المؤمنین عبدالعزیز العثمانی (۱۲۷۷ھ - ۱۲۹۳ھ) نے اپنے عہد حکمرانی میں ایک مجلس ماہرینِ قانون ، فقہاء اور عہدہ دارانِ عدلیہ کی اس مقصد کے لیے بنائی تھی کہ وہ فقہ اسلامی کے قسم المعاملات کو دفعہ وار قانون کی صورت میں مرتب کر دے اور ایسی کلی دفعات بنا دے جنہیں قانونِ مُلکی کا درجہ دے کر عدالتوں میں رائج کر دیا جائے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہئے کہ جو فصل خصومات میں عدالتی عہدہ داروں کی رہنمائی کر سکیں ۔

چنانچہ یہ مجلس کام کرنے لگی اور ۱۲۸۶ھ میں اس نے سولہ[۱۶] قوانین فقہیہ تیار کر کے اُس وقت کے صدر اعظم مرحوم امین عالی پاشا کی خدمت میں اپنی ایک مختصر رپورٹ کے ساتھ پیش کر دیئے ۔ اس کے بعد سے یہ قوانین تبییض و نظر ثانی کے مختلف مراحل سے گزر کر فرمانروائے وقت کی منظوری حاصل کر کے نافذ ہوتے رہے ۔ یہ سارے قوانین ایک ساتھ منظور نہیں ہوئے بلکہ ۱۲۸۶ھ سے ۱۲۹۳ھ تک کم و بیش سات سال کی مدت میں یہ باب عالی سے گزرے اور دستخط ہمایونی سے مزین ہو

کر نافذالعمل قرار پائے۔ آخری منظوری امیر المؤمنین سلطان عبد الحمید (۱۲۹۳ھ۔۱۳۲۷ھ) کے دستخط سے ہُوئی۔

مجلۃ الاحکام الشرعیہ (العدلیہ)

یہ قوانین دو زبانوں، عربی اور ترکی میں لکھے گئے تھے۔ سب سے پہلے یہ سارے قوانین ایک مجموعہ میں بمقام آستانہ عالیہ (قسطنطنیہ) ۱۲۹۳ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئے۔ دو الگ الگ کتابیں دو زبانوں میں ایک ہی نام مجلۃ الاحکام العدلیہ کے نام سے شائع ہوئیں۔ یہ قوانین جیسے جیسے منظور ہوتے رہے عدالتوں میں رائج ہوتے رہے تھے۔

اس کے بعد یہ کتاب مختلف ممالک میں بار بار چھپتی رہی، جزیرہ نمائے پاک و ہند میں غالباً سب سے پہلی بار مطبع عزیز دکن حیدر آباد دکن میں ۱۳۰۱ھ میں چھپی۔ اگرچہ اس کو حیدر آباد میں قانون کی حیثیت حاصل نہ تھی لیکن ایک امدادی کتاب کے طور پر وکلاء نے اس سے استفادہ کیا۔ یہ نسخہ ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے کتب خانہ میں داخلہ نشان (۱۷۳۴) پر موجود ہے۔ چند سال ہوئے کہ یہ کتاب کراچی میں بھی چھپی تھی۔

متعدد شرحیں

چونکہ یہ متداول عدالتی قانون کی کتاب تھی اس لیے اس کی متعدد مقامات پر متعدد شرحیں لکھی گئیں، ترکی میں بھی اور عربی میں بھی، ۱۳۱۲ھ میں بیروت سے سلیم آفندی بن رستم باز کی عربی شرح شائع ہوئی۔ ایک عربی شرح مصر میں بھی شائع ہوئی تھی۔ ایک بہت مشہور شرح الاتاسی کی شرح ہے جو پانچ جلدوں میں ہے اور باپ بیٹے دو جج صاحبان محمد خالد الاتاسی اور محمد طاہر الاتاسی نے لکھی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مطبوعہ حمص (شام) ۱۳۴۹ھ کتب خانہ ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں داخلہ نشان (۳۷۰۲) پر موجود ہے۔

انگریزی ترجمے

مجلۃ الاحکام العدلیہ کے تین انگریزی ترجمے بھی چھپ کر شائع ہوئے ہیں۔

(۱) مجلہ ٹرانسلیٹڈ ان ٹو انگلش — مترجم: ڈبلیو، ای، گرگیس بی
طبع لندن ۱۸۹۵ء

(۲) مجلہ ٹرانسلیٹڈ — مترجم: سر چارلس ٹائنسر
طبع نکوسنیا ۱۹۰۱ء

(۴) سول لا آف فلسطین اینڈ ٹرانس جارڈن   مترجم: سی اے ہوپر

جلد اوّل طبع لندن ۱۹۳۴ء

جلد دوم طبع اورشلیم ۱۹۳۶ء

یہ تینوں ترجمے قابلِ اعتماد نہیں سمجھے جاتے کیونکہ ان میں بہ کثرت غلطیاں ہیں۔

شریعت مجوبیہ حیدر آباد دکن کے مولوی محمد سلیم صاحب دہلوی نے اس کا ایک ترجمہ بطور تلخیص کسی قدر حذف و اضافہ کے ساتھ کیا تھا جو شریعت محبوبیہ کے نام سے مقنن دکن پریس حیدر آباد دکن سے ۱۳۰۱ھ میں چھپ کر شائع ہوا تھا، اس کا ایک عکسی نسخہ اسلام آباد میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کے کتب خانہ میں رجسٹر عکسیات ۸۶/۱ پر موجود ہے۔ یہ ترجمہ نہیں بلکہ تلخیص و تفہیم ہے۔ مترجم رحمہ اللہ نے صفحہ ایک پر جو تحریر "امور واجب العرض" کے عنوان سے لکھی ہے اس میں خود ہی تحریر فرمادیا ہے کہ:-

"اور جو اصل مقصود ہے اسی کا ترجمہ لیا گیا ہے۔ اس لیے امر زائد متروک ہے اور جو امر مفید ہے وہ زیادہ کیا گیا ہے۔"

اور حقیقتاً صورت یہی ہے۔ مثالیں تو اکثر و بلیشتر خارج کر دی گئی ہیں لیکن اصل عبارت کے ترجمہ میں بھی بعض جگہ بہت ہی زیادہ اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور کہیں کہیں تو عربی عبارت سے اُردو عبارت بالکلیہ مختلف مفہوم دیتی ہے۔

مجلّہ کو مرتب اور تالیف کرنے والی مجلس نے صدر اعظم مرحوم امین عالی پاشا کی خدمت میں جو رپورٹ پیش کی ہے اور جس میں بہت سے اہم امور بیان کئے گئے ہیں، اس رپورٹ کا ترجمہ بھی چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ اس کا کوئی ذکر ہی شریعت محبوبیہ میں نہیں ہے۔

اُردو ترجمہ اہلِ علم کے مابین المجلہ کے اُردو ترجمہ کی ضرورت کا ذکر رہتا تھا اور یہ بھی کہ مولوی محمد سلیم دہلوی مرحوم کی تلخیص کو بنیاد بنا کر جو کام المجلّہ پہ کیا جائے گا وہ باوجود محنت و جانفشانی کے صحیح نہ ہو سکے گا۔ اس لیے اس کا ایک مکمّل اُردو ترجمہ ہونا ہی چاہئیے۔ یہ کام میرے سر لگا دیا گیا۔ ساڑھے تین سو صفحے کی عربی کتاب کا ترجمہ کوئی جلدی سے ہو جانے کا کام نہ تھا اور وہ بھی میرے ہاتھوں؟ جسے بعض مرتبہ دو دو ہفتے تک اس کی طرف توجّہ کرنے کی

فرصت ہی نہ مل سکی۔ اس لیے یہ کام بہت دنوں میں ہوا۔ مگر الحمد للہ کسی نہ کسی طرح ہو گیا۔

یہ مجلۃ الاحکام العدلیہ کا مکمل اردو ترجمہ ہے۔ کہیں کہیں دو چار مقامات پر بین القوسین تفہیم کے لیے کچھ جملے وضاحت کے ساتھ علیحدہ کر کے لکھ تو دیئے گئے ہیں، لیکن ایک لفظ بھی کہیں سے کم نہیں کیا گیا ہے۔ ترجمہ کے دوران الاتاسی کی شرح سامنے رکھی گئی ہے اور عبارت کی تشریح اور مفہوم کی تعیین میں شرح الاتاسی کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

ترکی المجلہ بھی سامنے رہا ہے۔

میں مکرم جناب ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ صاحب ڈائریکٹر علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ آپ کی توجہ اور قدر شناسی سے مجلۃ الاحکام العدلیہ کا تصحیح شدہ اُردو ترجمہ مکمل ہوا۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے علماء اکیڈمی کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

عبدالقدوس ہاشمی۔ کراچی

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رپورٹ

المجلہ مدوّن کرنے والی کمیٹی کی طرف سے محمدّ امین علی پاشا

صدر اعظم باب عالی کی خدمت میں۔ مورخہ یکم محرم ١٢٨٦ھ

عالی جناب صدرِ اعظم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ علمِ فقہ کا وہ حصّہ جو امورِ دُنیاوی سے متعلّق ہے اس کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

(١) مناکحات

(٢) معاملات

(٣) عقوبات

اسی طرح تمام متمدّن اقوامِ عالم کے قوانین بھی مذکورہ تین قسموں پر منقسم ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو حصّہ معاملات سے متعلّق ہوتا ہے، اسے قانون دیوانی کہا جاتا ہے (رسول لا)۔

اس زمانے میں معاملاتِ تجارت میں بڑی وسعت ہو گئی ہے۔ اس لیے ضرورت لاحق ہوئی کہ معاملات میں سے بہت سی باتوں کو عام دیوانی قوانین سے علیحدہ کر کے الگ الگ قوانین وضع کئے جائیں، مثلاً ہنڈی اور حوالہ کے قوانین اور افلاس کے احکام وغیرہ۔ ان علیحدہ کئے ہوئے معاملات کے لئے ایک خاص قانون بنایا گیا ہے جسے قانونِ تجارت کہا جاتا ہے۔ یہ قانون صرف تجارتی مقدّمات کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ باقی دوسرے قسم کے معاملات بدستور دیوانی قوانین کے ماتحت فیصل ہوتے ہیں۔

قانون تجارت بن جانے کے بعد بھی طریقۂ کار یہ ہے کہ تجارتی محکموں میں جو دعوے پیش ہوتے ہیں، اگر ان میں کوئی شق ایسی نظر آتی ہے جس کے لیے قانونِ تجارت میں کوئی حکم نہیں ملتا تو اس پر عام قانون دیوانی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً رہن، کفالت اور وکالت وغیرہ۔ ان معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے اصل قانون دیوانی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ قانون دیوانی جس قسم کے احکام کا مقتضی ہوتا ہے، اسی قسم کا حکم دیا جاتا ہے اور اسی طرح خلاف ورزی قانون سے جو عام حقوق متاثر ہوتے ہیں ان کا فیصلہ بھی اسی اصول پر کیا جاتا ہے۔

دولتِ عالیہ (عثمانیہ) نے قدیم وجدید دور میں بھی بہت سے ایسے قوانین وضع کر کے نافذ کیے ہیں جو دیوانی قوانین کے برابر ہیں۔ یہ قوانین تو ہر قسم کے معاملات کی توضیح اور فصل خصومات کے لیئے پوری طرح کافی نہیں ہیں لیکن علم فقہ میں جو معاملات کے متعلق مسائل بیان کیئے گئے ہیں وہ چونکہ اس سلسلے کی تمام عدالتی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔ اس لیے کام چل جاتا ہے۔

شرع شریف اور قانون کے ذریعہ دعاوی کے تصفیہ میں اکثر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ مجالس تمیز حقوق چونکہ حکام شرع شریف کے ماتحت ہیں۔ اس لیے ہوتا یہ ہے کہ شرعی دعوے تو حکام شرع شریف کے ماتحت پیش ہو کر فیصل ہوتے ہیں اور جو دیوانی معاملات مجالس تمیز حقوق کے سامنے پیش ہوتے ہیں وہ بھی حکام شرع شریف کی آراء کے مطابق طے پاتے ہیں۔ اس لیے کہ قوانین دیوانی اور احکام سلطانی کی اصل اور مرجع بہر صورت علم فقہ ہے۔ بہت سی جزئیات پر فقہی مسائل کی طرح غور کیا جاتا ہے اور اسی طرح ان کے فیصلے ہوتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ مجالسِ تمیز حقوق کے ارکان کو علم فقہ اور مسائل فقہیہ کی کوئی اطلاع نہیں، جب حکام شرع شریف کسی مسئلہ میں علم فقہ کے بموجب کوئی حکم دیتے ہیں تو مجالس تمیز حقوق کے ارکان یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حکام قوانین موضوعہ اور ضوابط انتظامیہ سے باہر من مانے احکام صادر کر دیتے ہیں، اور بدظنی میں گرفتار ہو جاتے ہیں، اس طرح قیل وقال کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

ایک دوسری دقّت یہ پیش آتی ہے کہ سلطانی قانون تجارت، تجارتی محکموں میں دستور العمل ہے اور سارے ممالک محروسۂ عثمانی میں اسی پر عمل ہوتا ہے۔ تجارتی دعودں میں بعض جزئیاتی امور ایسے بھی تصفیہ طلب ہوتے ہیں جن کے بارے میں کوئی حکم قانون تجارت میں نہیں ہوتا۔ اس صورت

میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ اگر ان امور کے لیے یورپی قوانین کی طرف رجوع کیا جائے تو یہ طریقہ صحیح نہیں ہوگا کیونکہ ان قوانین کو سلطانی منظوری کا شرف حاصل نہیں۔ دولت عالیہ کے محکموں میں یہ مدار حکم قرار نہیں پا سکتے اور اگر ان مشکلات کو محاکم شرعیہ میں پیش کیا جائے تو محاکم شرعیہ مجبور ہیں کہ پورے دعوے کو شروع سے دوبارہ دیکھیں اور فیصلہ صادر کریں۔ اس صورت میں ایک ہی قضیہ میں دو محکموں سے دو مختلف و متغایر فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ یہ صورتِ حال اصول محاکمہ اور مبانی فصل دعاوی میں انتشار اور ناہمواری پیدا کر دیتی ہے اور محکمہ تجارت کے لئے محاکم شرعیہ سے رجوع کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اگر عدالت ہائے تجارتی کے ارکان سے کہا جاتا ہے کہ وہ فقہ کی کتابوں سے استفادہ کریں تو یہ بھی اس کے بس کی بات نہیں کیونکہ مسائل فقہ سے واقفیت کے معاملہ میں یہ لوگ مجالس تمیز حقوق کے ارکان کے برابر ہی ہیں۔ فقہ کی کتابوں سے رجوع کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔

ظاہر ہے کہ علم فقہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ اس میں سے مسائل کے وہی موتی نکال لینا جو پیش آمدہ مشکلات کے حل کے لیے ضروری ہوں صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تلاش کرنے والے کو علمی مہارت اور پوری طرح ملکہ حاصل ہو، خصوصاً فقہ حنفی میں سے مسائل کی تلاش بہت ہی دشوار ہے۔ کیونکہ بہت سے مجتہدین نے جن کے مدارج متفاوت تھے فقہ حنفی میں کام کیا ہے۔ ان میں بہت سے اختلافات ہیں اور مزید برآں یہ کہ ان میں فقہ شافعی کی طرح کوئی عمل تنقیح نہیں ہوا ہے بلکہ آج تک مختلف اقوال و فتاویٰ بکھرے ہوئے اور اُلجھے ہوئے پڑے ہیں۔ ان مختلف اقوال و مسائل میں سے صحیح قول کا تلاش کرنا اور پیش آمدہ صورت حال پر اس کی تطبیق بے انتہا مشکل کام ہے۔ اس پر مزید مشکل یہ کہ جن مسائل کی بنیاد عادت و رواج عام پر ہوتی ہے وہ امتداد ایام کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، مثلاً:

اگر کوئی شخص ایک مکان خریدنا چاہتا ہے تو فقہائے متقدّمین کے نزدیک اس مکان کے کسی ایک کمرے کا دیکھ لینا کافی ہے لیکن فقہائے متاخرین کے نزدیک مکان کے ہر کمرے اور ہر حصّہ کا دیکھنا ضروری ہے۔

یہ اختلاف محض عادت و رواج تعمیر کی بنا پر پیدا ہوا ہے۔ قدیم زمانے میں رواج یہ تھا کہ

لوگ مکان میں ایک ہی پیمانہ اور ایک ہی طرز کے کمرے بنا لیتے تھے۔ اُس وقت کسی ایک کمرے کا دیکھ لینا بالکل کافی تھا۔ لیکن آج کل ایک ہی مکان میں مختلف پیمانے کے اور مختلف طرز کے کمرے بنانے کا رواج پڑ گیا ہے۔ ضروری ہے کہ خرید و فروخت کے وقت خریدار پورے مکان کو اچھی طرح دیکھ لے۔ یہ اور اس قسم کے معاملات میں ضرورت ہے کہ خریدار کو شئے مبیع (خریدی جانے والی چیز) کا کافی حد تک علم حاصل ہو جائے۔ مسٔلہ مذکورہ بالا میں اختلاف رائے کی وجہ کسی قاعدۂ شرعی میں تغیّر و تبدل نہیں ہے بلکہ محض رواج زمانہ میں تغیّر و تبدل سے اختلاف رائے پیدا ہوا ہے۔ اختلافِ زمانی اور اختلاف بُرہانی کے مابین تفریق و امتیاز بڑی دقّتِ نظر اور اعلیٰ تحقیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے مسائلِ فقہیہ پر احاطہ اور معرفت مسائل میں اعلیٰ ترین مرتبہ حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے، کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اس مہم کو سر کرنے کے لئے بڑے بڑے فاضل فقہاء کی ایک جماعت نے ہر دور میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تالیف کی ہیں مثلاً فتاویٰ التاتارخانیہ اور فتاویٰ عالمگیری جو آج کل فتاویٰ الھندیہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس کے باوجود بھی یہ لوگ سارے اختلافات فقہیہ کا حصر کر لینے پر قادر نہ ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام کتب فتاویٰ ان فیصلوں اور مسائل کے مجموعے ہیں جن پر زمانہ ماضی میں قواعد فقہیہ کی تطبیق کر کے کوئی حکم دیا جا سکا تھا، بلاشبہ یہ مہم کہ زمانہ ماضی میں علمائے احناف نے جتنے بھی فتاوی صادر کئے ہوں سب کو جمع کر دیا جائے، ایک ایسی مہم ہے کہ جو بدرجہ محال مشکل ہے۔

اس مقصد کے لئے ابن نجیم رحمہ اللہ نے بہت سے قواعد فقہ اور ان کے ماتحت فروع فقہیہ اور مسائل کلیہ کو ایک جگہ جمع کرنے کا کام کیا۔ اس طرح انہوں نے احاطۂ مسائل تک پہنچنے کی ایک راہ پیدا کی لیکن ان کے بعد کسی اور عالم فقہ کو زمانے نے اس کا موقع نہیں دیا کہ ان کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر اس کو وسعت دیتا۔ اور آج کل تو ایسے عالم ہی بہت نادر ہیں جو مسائل فقہ پر ہر جہت سے ماہرانہ نظر رکھتے ہوں اور یہ بھی ممکن نہیں کہ محاکم نظامیہ (ملکی قوانین کی عدالتوں) کے ارکان کو بدل کر ایسے لوگوں کا تقرر کیا جائے جن کو فقہ کی کتابوں سے حل مشکلات کے لیے استفادہ کی قدرت حاصل ہو۔ ممالک محروسہ (عثمانیہ) میں جو محاکم شرعیہ ہیں ان ہی کے لیے کافی تعداد میں قاضیوں کا ملنا ایک امر دشوار ہو رہا ہے، یہ کہاں ممکن ہے کہ محاکم نظامیہ کے لیے ایسے ارکان میسّر آسکیں۔

ان وجوہ کی بنا پر یہ ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی رہی کہ ایک کتاب قسم معاملات فقہیہ پر ایسی تالیف کی جائے جس میں مسائل مربوط انداز میں مرتب ہوں۔ اس سے استفادہ آسان ہو۔ اختلافات کا اس میں ذکر نہ ہو، مقبول و مفتیٰ بہ اقوال پر مشتمل ہو، اور ہر شخص کے لیے اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اگر ایک ایسی کتاب تیار ہو جائے تو اس سے حکام شرعی، ارکان محاکم نظامیہ اور افسران سررشتہ ہائے انتظامی سب ہی کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ اس کے مطالعہ سے انہیں شرع سے یک گونہ ربط پیدا ہو جائے گا اور بقدر استطاعت دعاوی اور شرع شریف کے مابین توفیق کی ان میں قوت پیدا ہو جائے گی۔ اس طرح یہ کتاب محاکم شرعیہ میں اجزائے احکام کے لیے سند کا کام دے گی۔ اور محاکم نظامیہ میں جن مقدمات حقوق کی سماعت ہوتی ہے، ان کے لیے کسی جدید قانون کے وضع کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

اس مقصد کے لیے سابق میں مجلس تنظیمات کے ماتحت ایک جمعیۃ علمیہ قائم کی گئی تھی اور اس نے بہت سے مسائل ضبط تحریر میں بھی لیے تھے، لیکن کام پورا نہ ہوسکا اور یہ مثل صادق آئی کہ "اِنَّ الْاُمُوْرَ مَرْہُوْنَۃٌ بِاَوْقَاتِہَا" (کام اپنے اوقات سے وابستہ ہوتے ہیں)، یہاں تک کہ مشیّتِ خداوندی نے یہ دور ہمایونی شروع کر دیا، جس میں ہر زمانے سے زیادہ مہم ترین اعمال خیریہ انجام پذیر ہوئے۔ اس مقصد کے ماتحت کہ سلطان معظم کے عہد میں بہت سے قابلِ فخر اعمالِ حسنہ کے ساتھ یہ کام بھی درجہ اتمام کو پہنچا دیا جائے۔ اس کتاب کی تالیف کا بار ہم عاجزوں کے ضعیف کاندھوں پر ڈال دیا گیا۔ یہ ایک بہترین اور لازوال نیکی ہوگی جس کے ذریعہ ہر زمانے میں پیش آمدہ معاملات کا قواعد فقہیہ کے بموجب فیصلہ حسب اقتضائے زمانہ انشاء اللہ ممکن ہو سکے گا۔

بموجب حکم عالی ہم لوگ دیوان الاحکام میں جمع ہوتے رہے اور ہم نے ایک مجلّہ ترتیب دیا۔ اس میں قسم معاملات فقہ کے ان مسائل و امور کے متعلق احکام ہیں جو کثیر الوقوع ہیں۔ اس میں ائمۂ فقہ حنفی کے وہ اقوال درج ہیں جن پر قبولیت کی مہر ثبت ہے۔ اس مجلّہ کو مختلف حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ کا نام "الاحکام العدلیہ" رکھا گیا ہے۔

جب اس کا مقدمہ اور ابتدائی حصّے لکھ کر تیار ہو گئے تو ایک نقل اس کی حضرت

شیخ الاسلام کے سامنے پیش کی گئی اور اس کی متعدد نقلیں ان جلیل القدر علماء کے سامنے پیش کی گئیں جن کو علم فقہ میں مہارت تامہ اور معرفتِ حقیقی حاصل ہے۔ ان بزرگوں نے جو ترمیمات اور ملاحظات رقم کیے ان کی روشنی میں ساری کتاب پر نظر ثانی کی گئی۔ ضروری اصلاح و ترمیم کے بعد اس مجموعہ کی جو صورت قائم ہوئی جناب والا کی خدمت میں پیش ہے۔

اب اس کا عربی زبان میں ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے، اور مجوزہ کتاب "الاحکام العدلیہ" کے باقی حصوں کی تالیف کا کام بھی جاری ہے۔

اس مجلّہ کے مطالعہ سے جناب عالی پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ مقدّمہ کا دوسرا مقالہ ابن نجیم اور ان کے ہم مسلک فقہاء کے جمع کردہ قواعد فقہیہ پر مشتمل ہے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ حکام شرع شریف جب تک کہ صریح حکم نہ پالیں، ان قواعد میں سے کسی ایک پر اعتماد کر کے فیصلہ تو نہیں صادر کر سکتے، لیکن مسائل کو سمجھنے میں ان قواعد سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔ جو ان قواعد کو سمجھ لے گا وہ مسائل کو دلائل فقہ کے موجب اچھی طرح سمجھ سکے گا۔

اور تمام سرکاری افسران بھی ہر موقع پر اس کی طرف رجوع کریں گے۔ اور ان قواعد کے ذریعہ لوگوں کے لیے یہ ممکن ہو جائے گا کہ اپنے معاملات پر شرعی حکم معلوم کر لیں، یا کم از کم احکام شرعیہ سے تقرب حاصل کر لیں۔

ان ہی وجوہ کی بنا پر ہم نے ان تمام قواعد کو کسی ایک حصّہ یا ایک باب کے ماتحت نہیں رکھا ہے بلکہ مقدّمۂ مجلّہ میں علیٰحدہ ذکر کر دیا ہے۔ فقہ کی اکثر کتابوں میں یہ ہوتا ہے کہ مسائل اور مبادی مسائل کا ذکر ایک دوسرے سے مخلوط ہوتا ہے۔ لیکن اس مجلّہ میں ہر حصّہ کی ابتداء میں ایک مقدّمہ لکھا گیا ہے، جس میں اُس حصّۂ کتاب میں بیان ہونے والی اصطلاحات درج ہیں اس کے بعد ترتیب کے ساتھ سادہ مسائل درج ہیں، اور ان اساسی مسائل کی توضیح کے لیے بہت سے ضمنی مسائل بھی کتب فقہ سے تلاش کر کے بطور تمثیل درج کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے زمانے میں لین دین کا جو طریقہ رائج ہے، اس میں اکثر معاملات شرائط کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں اور فقہ حنفی کی رو سے عقد بیع و شرا میں جو شروط عائد کی جاتی ہیں ان میں سے اکثر معاملۂ بیع کو بیع فاسد بنا دیتی ہیں۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے کتاب البیوع میں سے دہ فصل

سب سے زیادہ اہم ہوگئی جس میں بیع بالشرط کو بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری جمیعۃ میں بہت سے مباحثات و مناظرات ہوتے رہے، مناسب ہے کہ ان مباحثات کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔

خلاصہ بیع بالشرط کے بارے میں اکثر مجتہدین کے اقوال ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ مالکی مذہب میں اگر مدت تھوڑی ہو، اور حنبلی مذہب میں مطلقاً، بائع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بیع شدہ چیز سے استفادہ جاری رکھنے کی شرط بیع کے ساتھ کر لے۔ لیکن یہ حق صرف بائع کو حاصل ہو، مشتری کو حاصل نہ ہو، یہ بات رائے اور قیاس کے مخالف نظر آتی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ جو امام اعظم ابوحنیفہ کے معاصرین میں سے ہیں اور اب ان کے متبعین باقی نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دوسرے کے بالکل مخالف رائے رکھتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ کی یہ رائے ہے کہ اگر بیع کے ساتھ کسی قسم کی کوئی شرط لگا دی جائے تو معاملہ بیع اور شرط مذکورہ دونوں ہی فاسد ہو جائیں گے اور ابن شبرمہ کی رائے یہ ہے کہ معاملۂ بیع اور شرط مذکورہ دونوں مطلقاً جائز ہوں گے۔ ابن ابی لیلی کا مذہب اس حدیث کے خلاف ہے کہ "مسلمانوں کا معاملہ ان کی شرائط کے بموجب ہوگا" اور ابن شبرمہ کا مذہب اس حدیث سے پوری طرح موافقت رکھتا ہے لیکن معاملہ کرنے والے بائع و مشتری ہر قسم کی شرط کر سکتے ہیں چاہے وہ شرط جائز ہو یا ناجائز، قابلِ اجراء یا ناقابلِ اجراء اور فقہائے کے نزدیک یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ شرط کی رعایت صرف بقدر امکان ہی ہو سکتی ہے، تو ہوا یہ کہ شرط کی پابندی و رعایت ایک ایسے قاعدہ کی متقاضی ہے جو تخصیص و استثناء کو قبول کر سکے۔ اسی لیے حنفیوں نے ایک درمیانی راہ اختیار کی، اور وہ یہ کہ شرطیں تین قسموں کی ہوتی ہیں۔ شرط جائز۔ شرط مفسد اور شرط لغو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر شرط ایسی ہو جو عقد بیع کی مقتضیات میں سے نہ ہو، نہ اس کی مؤید ہو اور اس میں فریقین (بائع اور مشتری) میں سے کسی ایک کا نفع ہو تو ایسی شرط شرطِ مفسد ہوگی، اور جو معاملۂ بیع ایسی شرط پر معلّق ہوگا معاملہ فاسد قرار پائے گا اور جو شرط ایسی ہو کہ دونوں فریقوں میں سے کسی کے لیے نفع بخش نہ ہو، ایسی شرط شرط لغو ہوگی اور جو معاملۂ بیع ایسی شرط پر معلّق ہوگا وہ معاملہ صحیح قرار پائے گا اور بیع صحیح ہوگی، کیونکہ بیع و شرا سے اصل مقصود تملیک (مالک بنا دینا) اور تملک (مالک بن جانا) ہے یعنی یہ کہ خریدار شئے مبیع کا اور بائع قیمت کا

بلامزاحم و ممانع مالک ہو جائے. کوئی ایسی بیع جس کے ساتھ ایک فریق کا نفع متعلق ہو نزاع باہمی کی موجب ہوتی ہے کیونکہ وہ فریق جس کا نفع ہوگا وہ اپنے نفع کا مطالبہ کرے گا اور دوسرا فریق اپنی جان چھڑائے گا. اس طرح بیع کامل ہی نہ ہوسکے گی، لیکن اس بنا پر کہ رواج عام نزاع کے ختم کر دینے کے لیے کافی ہے اس لیے متعارف شروط کے ساتھ بیع کو مطلقاً جائز قرار دیا گیا ہے (اس طرح یہ شرط جائز ہوئی) رہے معاملات تجارت وہ جیسا کہ اُوپر ذکر کیا جاچکا ہے اپنی اصل کے اعتبار سے ایک استثنائی صورت رکھتے ہیں. اکثر اہلِ پیشہ و صنعت کار مخصوص قسم کے معاملات کرنے کے عادی ہیں اور ان کی صورتوں سے پوری طرح واقف ہیں. جو طریقہ ان کے ہاں رائج ہے وہ قابلِ اعتبار ہے، اس میں بحث کی کوئی ضرورت نہیں. البتّہ اگر کوئی شرط ایسی ہو جو رواج و عادت سے خارج ہو اور لین دین میں کبھی کہیں کہیں پائی جائے، تو ایسے معاملات ایسے نہیں ہیں کہ ان کی طرف توجّہ کی جائے. اس لیے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی کہ جدید دور کے معاملات میں آسانی پیدا کرنے کے لیے امام ابوحنیفہ رح کی رائے کو چھوڑ کر ابن شبرمہ کی رائے اختیار کی جائے. اور اسی قدر کافی سمجھا گیا کہ صرف ان شروط کا ذکر کر دیا جائے جو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک معاملہ کو بیع فاسد نہیں بناتے. باب اوّل کی فصل رابع میں ان کا ذکر کر دیا گیا ہے اور تمام دیگر فصول میں بھی یہی ملحوظ رکھا گیا ہے.

دفعہ ۱۹۷ اور دفعہ ۸۵ میں مرقوم ہے کہ معدوم کی بیع صحیح نہیں ہے. اور صورتِ حال یہ ہے کہ گلاب، خرشوم اور دوسرے پھول اور سبزیاں اور میوہ جات جن کی پیداوار پیاپے حاصل ہوتی ہیں. ان کی بیع اس وقت جائز ہے جب کہ ان کی پیداوار کا کچھ حصّہ ظاہر ہو جائے اور کچھ حصّہ ابھی ظاہر نہ ہوا ہو، کیونکہ ساری پیداوار کا ایک ہی وقت میں ظاہر ہو جانا ممکن نہیں ہے. ان کا کچھ حصّہ نکل آتا ہے، اس کے بعد بتدریج نکلتا رہتا ہے اور بتدریج کم بھی ہوتا رہتا ہے. لوگوں نے یہ عادت بنالی ہے کہ ایک ہی بار موجودہ پیداوار اور آئندہ نکلنے والی پوری پیداوار کا معاملہ کر لیتے ہیں، اسی لیے امام محمّد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استحساناً اس بیع کو صحیح قرار دیا ہے. اور فرمایا ہے کہ جو موجود ہے وہ اصل شیٔ مبیع ہے اور جو آئندہ فصل نکلے گی وہ تابع ہے موجودہ فصل کی. اور ان ہی کے قول پر امام فضلی، شمس الائمہ الحلوائی اور ابوبکر ابن فضل رحمہم اللہ تعالیٰ

نے فتویٰ دیا ہے۔ ان سب کے نزدیک سارے لوگوں کو رواج سے لوٹا دینا ممکن نہیں، اور حتی الامکان ان کے معاملات کو مبنی بر صحت قرار دینا ان کو فاسد قرار دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں امام محمدؒ رحمہ اللہ کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مجلّہ کی دفعہ (۸۷) میں مندرج ہے۔

غلّہ کے کسی ڈھیر کی فروخت اگر اس طرح ہو کہ ہر مُد اتنی قیمت میں فروخت کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف ایک مُد کی حد تک بیع صحیح ہو گی، اور امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے نزدیک سارے ڈھیر کے لیے بیع ہو جائے گی، چاہے وہ ڈھیر کتنے ہی مُد ہو خریدار نرخ مقررہ فی مُد کے حساب سے قیمت ادا کرے گا اور سارا ڈھیر اُٹھالے گا۔ بہت سے فقیہوں نے اس مسئلہ میں صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے۔ مثلاً صاحب الہدایہ نے یہی قول اختیار کیا ہے تاکہ لوگوں کو معاملات میں آسانی میسّر آسکے، یہ مسئلہ دفعہ (۲۲۰) میں حسب قول صاحبین تحریر کیا گیا ہے۔
اسی طرح خیار شرط کی اکثر مدّت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین دن ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک یہ مدّت اتنے دنوں تک ہو گی جو دونوں فریقوں (بائع اور مشتری) میں طے ہو جائے۔ چونکہ اس جگہ صاحبین کا قول صورت حال اور مصلحتِ وقت کے زیادہ موافق ہے، اس لیے اس جگہ بھی صاحبین کا قول اختیار کیا گیا ہے اور دفعہ (۳۰۰) میں یہ مسئلہ بغیر ذکر مدّت درج کیا گیا ہے۔
یہی اختلاف خیار نقد میں بھی ہے۔ البتہ خیار نقد کا تین دن تک محدود نہ ہونا بلکہ اس سے زیادہ مدّت تک کے لیے جائز ہونا صرف امام محمدؒ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ مصلحت عامہ کا لحاظ رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں امام محمدؒ ہی کا قول اختیار کیا گیا ہے اور یہی دفعہ (۳۱۳) میں مرقوم ہے۔

امام اعظمؒ کے نزدیک اس شخص کو جو کسی صنعت گر سے کسی شے کے بنانے کا معاہدہ کرے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے معاہدہ سے رجوع کرلے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اگر شئے مصنوعہ ان صفات کے مطابق بنے جو معاہدہ کے وقت طے پاگئی تھیں تو پھر اس کے بعد خریدار کو اپنے معاہدہ سے رجوع کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ اس زمانہ میں صورتِ حال یہ ہے کہ بڑے بڑے کارخانے جہاں توپیں اور جہاز بنا کرتے ہیں عام طور سے خریداروں کی طلب کے بموجب مال تیّار کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے معاہدات صنعت اس زمانے میں عام ہیں۔ اب اگر خریدار کو اس کا اختیار حاصل ہو کہ چاہے اپنی طلب پر قائم رہے یا اسے منسوخ کر دے تو معاملات میں شدید اختلال

پیدا ہو جائے گا، اور اس لیے بھی کہ خود ایسا معاہدہ رواج متعارف پر بیع السلم کے بموجب ایک خلاف قیاس معاملہ ہونے کے باوجود جائز سمجھا گیا ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو اختیار کیا گیا ہے، اور اسی کے بموجب دفعہ (۳۹۲) میں تحریر کیا گیا ہے، تاکہ مصلحتِ عامہ کے مطابق ہو۔

کسی اجتہادی معاملہ میں اگر ولی آمر کسی ایک رائے پر عمل کرنے کا حکم صادر کر دے تو اسی پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اگر یہ تفصیلی معروضات جنابِ والا کے نزدیک قرینِ صواب ہوں تو ہم امیدوار ہیں کہ اس مجلّہ کی پیشانی پر بخط شریف ہمایونی منظوری صادر فرمائی جائے۔ والامر لولی الامر۔

احمد جودت	ناظر دیوان الاحکام العدلیہ
السیّد خلیل	محقق اوقات ہمایونی
سیف الدین	رکن مجلس شورائے دولت
سیّد احمد حلمی	رکن دیوان الاحکام العدلیہ
سیّد احمد خلوصی	〃 〃 〃 〃
محمد امین الجندی	رکن مجلس شورائے دولت

علاء الدّین بن ابن عابدین، رکن جمعیتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احکامِ عملیہ

مقدمہ مشتمل بر دو مقالات

مقالہ اوّل : علم فقہ کی تعریف اور تقسیم

دفعہ ۱ شریعت کے عملی مسائل کو جاننے کا نام علمِ فقہ ہے۔

مسائلِ فقہ اگر امورِ آخرت سے متعلق ہیں تو انہیں عبادات کہا جاتا ہے اور اگر اُمورِ دُنیا سے متعلق ہیں تو ان کی تین قسمیں ہوتی ہیں : ۱۔ مناکحات ۔ ۲۔ معاملات ۳۔ عقوبات۔

باری تعالیٰ نے یہ طے کر دیا ہے کہ اس عالم کا نظام اس کے مقدّر کیے ہُوئے وقت تک باقی رہے۔ یہ صرف اسی صُورت میں ہو سکتا ہے کہ نوعِ انسانی بھی باقی رہے۔ نوعِ انسانی کی بقاء اس امر پر موقوف ہے کہ مرد و عورت کے مابین توالد و تناسل کے لیے رشتۂ ازدواج قائم ہو اور آدمی ختم نہ ہو جائے۔ آدمی حسب مزاجِ طبعی اپنی بقاء کے لیے صنعتی اُمور مثلاً غذا، لباس اور مکان کا محتاج ہے اور ان چیزوں کا حصول افرادِ انسانی کے مابین باہمی تعاون اور مشارکت پر موقوف ہے۔

غرض یہ کہ انسان اپنی اس حیثیت میں کہ وہ طبعاً مدنی الطبع ہے۔ اس کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ حیوانوں کی طرح انفرادی زندگی بسر کر سکے۔ تمدّن کی بساط کے پھیلاؤ کے بموجب باہمی تعاون و مشارکت کا محتاج ہے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ ہر شخص اس چیز کا طلب گار رہے جو اس کے موافق ہو اور ہر اس چیز سے برافروختہ ہے جو اس کی راہ میں مزاحم ہو۔

اس صُورت میں عدل قائم رکھنے اور انسانوں کے مابین نظم وانتظام کو خلل سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسے شرعی قوانین کی ضرورت ہے جو ازدواجی امُور سے متعلق ہوں علمِ فِقہ کا یہی حِصّہ مناکحات کہلاتا ہے اور وہ حِصّہ جس میں تمدّنی امُور تعاون و مشارکت کا بیان ہوتا ہے ۔ اس حِصّہ کو معاملات کہا جاتا ہے ۔ امُورِ تمدّن کا اس طریقہ پر منظم ہونا اس کا متقاضی ہے کہ جزائے اعمال کے احکام بھی ہوں ۔ اس حِصّے کو عقوبات کہتے ہیں ۔

یہ مجلّہ ان مسائل کے بیان کے واسطے تالیف کیا گیا ہے جو بسلسلۂ معاملات کثیرالوقوع ہیں ۔ یہ مسائل فِقہ کی معتبر کتابوں سے تلاش کر کے جمع کیے گئے ہیں اور انہیں مختلف حِصّوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ پھر ان حِصّوں کو ابواب میں اور ابواب کو فصول میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

وہ فرق مسائل جن پر محکموں میں عمل ہو گا ابواب و فصول میں ذکر کیے گئے ہیں ۔ محققین فقہائے نے مسائل فقہیہ کو قواعد کلیہ کے ماتحت بھی کر دیا ہے ۔ ان میں سے ہر قاعدہ ایک ضابطہ ہے جس کے ماتحت بہت سے مسائل آ جاتے ہیں ، یہ قاعدے فِقہ کی کتابوں میں معتبر اور مسلّم قاعدے سمجھے جاتے ہیں ۔ مسائل کے ثبوت اور پوری طرح ذہن نشین کرنے کے لیے ان کو بطور دلیل کے بیان کیا جاتا ہے ۔ ابتدائی طور پر مسائل سے مانوس ہونے اور ذہن میں ان کے جانشین ہونے کے لیے یہ قواعد وسیلہ ثابت ہوتے ہیں ، اس لیے جُملہ ایک سو قواعد فقہیہ ایک جگہ جمع کر کے مقدمہ کے مقالۂ دوم میں لکھ دیا گیا ہے ۔

ان قواعد میں سے بعض وہ بھی ہیں جن پر الگ الگ غور کیا جائے تو بعض مستثنیات بھی ان میں داخل نظر آتے ہیں ، لیکن یہ بات ان کی کلیّت اور عمومیت کو بحیثیت مجموعی متاثر نہیں کرتی کیونکہ ان میں سے بعض ایک دُوسرے کی تخصیص کے لیے تقئید کا کام دیتے ہیں ۔

مقالہ دوم ۔ قواعدِ فقہیہ کا بیان

دفعہ ۲ ۔ ہر بات میں اس کا مقصد دیکھا جائے گا ۔ یعنی جو حکم کسی امر میں دیا جائے گا اس کی بُنیاد اس مقصد پر ہو گی جو اس کام سے مقصود تھا۔

دفعہ ۳ ۔ ہر معاملہ میں مقصد و معنی کا اعتبار ہو گا، الفاظ و تمہید کا اعتبار نہ ہو گا۔ اسی بنا پر بیع بالوفاء پر حکم رہن عائد کیا جائے گا ۔

دفعہ ۴ یقین کو کسی شک کے ذریعہ زائل نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ ۵ اصول یہ ہے کہ جو جیسا تھا ویسے ہی باقی رہے ۔

دفعہ ۶ قدیم کو اس کی قدامت پر چھوڑ دیا جائے گا ۔

دفعہ ۷ نقصان رسانی میں قدامت قابلِ اعتبار نہیں ہے ۔

دفعہ ۸ اصول یہ ہے کہ ذمّہ داری سے برأت ہو۔ اگر کوئی شخص کسی کا مال تلف کر دے اور اختلاف مال کے مقدار میں ہو تو تلف کرنے والے کا قول قابلِ قبول ہو گا، اور زیادہ ہونے کے لیے صاحبِ مال کو ثبوت دینا پڑے گا۔

دفعہ ۹ جدید پیدا شدہ صفات میں اصول یہ ہے کہ "یہ نہیں پیدا ہوئے" مثلاً اگر مضاربتہ میں دونوں فریق صاحبِ مال اور مضارب میں اختلاف ہو کہ نفع ہُوا یا نہیں تو قول مضارب کا قبول کیا جائے گا ۔ اور صاحبِ مال کو اس کا ثبوت دینا پڑے گا کہ نفع ہوا ہے ۔

دفعہ ۱۰ جو بات ایک وقت میں ثابت شدہ قرار پا جائے، وہ ثابت شدہ ہی رہے گی، جب تک کہ اس کے خلاف کوئی ثبوت مِل جائے۔ مثلاً اگر کسی شے پر ایک شخص کی ملکیت ایک وقت میں ثابت ہو جائے تو اس وقت تک جب کہ اس کی ملکیت کے زائل ہونے کا ثبوت نہ مل جائے یہی حکم دیا جائے گا کہ اس شخص کی ملکیت قائم ہے ۔

دفعہ ۱۱ ہر جدید پیدا شدہ صُورت کو اقرب ترین وقت کی طرف منسوب کیا جائے گا یعنی

اگر اختلاف اس امر میں واقع ہو کہ یہ صورت کب پیدا ہوئی تو زمانۂ حال سے جو قریب ترین وقت ہوگا، وہی معتبر ہوگا، اس وقت تک جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ صورت کسی بعید زمانہ میں پیدا ہوئی تھی۔

دفعہ ۱۲ ہر کلام میں معنی حقیقی ہی مراد لیا جائے گا۔

دفعہ ۱۳ تصریح کے مقابلہ میں کوئی دلالت قابلِ اعتبار نہیں۔

دفعہ ۱۴ جہاں نص موجود ہو وہاں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔

دفعہ ۱۵ جس امر کا خلاف قیاس ہونا ثابت ہو اس پر کسی دوسرے امر کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ ۱۶ ایک اجتہاد کو دوسرے اجتہاد سے نہیں توڑا جا سکتا۔

دفعہ ۱۷ مشقت آسانی کو کھینچتی ہے، یعنی مشکلات سہولت کا سبب بن جاتی ہیں اور تنگی کے وقت توسیع لازمی ہے۔ اس اصول پر بہت سے فقہی احکام مرتب ہوتے ہیں، جیسے قرض، حوالہ، حجر وغیرہ۔ فقہائے نے احکام شرعیہ میں جو رخصتیں اور تخفیفات جائز قرار دی ہیں وہ اسی قاعدہ سے مستنبط ہیں۔

دفعہ ۱۸ کسی کام میں جب بہت تنگی ہو تو اس میں وسعت پیدا کی جائے گی یعنی جب کسی کام میں مشقت پیدا ہو جائے تو اس میں رخصت و وسعت پیدا کی جائے گی۔

دفعہ ۱۹ لا ضرر و لا ضرار (اصول یہ ہے کہ نہ کوئی نقصان اُٹھایا جائے اور نہ کسی کو نقصان پہنچایا جائے)۔

دفعہ ۲۰ ضرر کا ازالہ ہونا چاہیئے۔

دفعہ ۲۱ ضرورت محظور کو مباح بنا دیتی ہے۔

دفعہ ۲۲ ضرورت کو اتنی ہی اہمیت حاصل ہے جتنی کہ کسی موقع پر دی جاسکتی ہے۔

دفعہ ۲۳ جو بات کسی عذر کی بنا پر جائز قرار دی جائے وہ عُذر کے زائل ہونے پر جائز نہیں رہے گی۔

دفعہ ۲۴ جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع علی حالہٖ قائم ہو جائے گا۔

دفعہ ۲۵ کسی ضرر کا ازالہ اسی قسم کے دوسرے ضرر سے نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۲۶ ضررِ عام کے دفعیہ کے لیے ضررِ خاص کو برداشت کیا جائے گا۔ اسی بنا پر جاہل طبیب کو علاج معالجہ کی ممانعت کی جاتی ہے۔

دفعہ ۲۷ شدید ضرر کا ازالہ نسبتاً خفیف ضرر سے کیا جائے گا۔

دفعہ ۲۸ جب دو خرابیاں متعارض ہوں تو نسبتہً خفیف کا ارتکاب کر کے زیادہ نقصان پہنچانے والی سے احتراز کیا جائے گا۔

دفعہ ۲۹ دو بُرائیوں میں سے کمتر بُرائی کو اختیار کیا جائے گا۔

دفعہ ۳۰ فسادات کا دفع کرنا حصول فوائد سے اولیٰ ہے۔

دفعہ ۳۱ ضرر کو بقدر امکان دفع کیا جائے گا۔

دفعہ ۳۲ حاجت کو ضرورت کا درجہ حاصل ہے، عامہ بھی اور خاصہ بھی۔ اسی اصول پر بیع بالوفا کی اجازت مبنی ہے جب کہ اہلِ بخارا پر قرض بہت ہو گئے تو حاجت اس کے جواز کی داعی ہوئی اور اس کی رعایت سے اسے جائز قرار دیا گیا۔

دفعہ ۳۳ اضطرار کسی دوسرے کے حق کو باطل نہیں کرتا۔ اسی بنا پر یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مضطر ہو اور کسی دوسرے کا کھانا کھا لے تو اسے کھانے کی قیمت ادا کرنی پڑیگی۔

دفعہ ۳۴ جس چیز کا لینا حرام ہو، اس کا دینا بھی حرام ہے۔

دفعہ ۳۵ جس کا کرنا حرام ہو دوسروں کو اس کے کرنے کا حکم دینا بھی حرام ہے۔

دفعہ ۳۶ عادت بُنیادِ حکم ہے، یعنی عادت چاہے عامہ ہو یا خاصہ حکم شرعی کی بنا ہو سکتی ہے۔

دفعہ ۳۷ لوگوں کا عملی رواج ایک دلیل ہے جس پر عمل ضروری ہے۔

دفعہ ۳۸ جو عادۃً ممتنع ہو وہ حقیقتاً ممتنع کے برابر ہے۔

دفعہ ۳۹ زمانہ کے بدل جانے سے احکام کے بدل جانے کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۴۰ حقیقت کو عادت کی دلیل کے مقابلہ میں ترک کر دیا جائے گا۔

دفعہ ۴۱ عادت کا اعتبار اسی وقت ہو گا جبکہ وہ پھیل چکی ہو اور غالب اکثریت پر چھا جائے۔

دفعہ ۴۲ اعتبار اس عادت کا ہو گا جو عام طور پر چھائی ہوئی ہو، نادر اور کم واقع ہونے

والی صُورت قابلِ اعتبار نہیں۔

دفعہ ۴۳ جو بات عرفِ عام میں جانی پہچانی ہوئی (معروف) بات ہو، وہ ایسی ہی ہے جیسے طے شدہ کوئی شرط ہوتی ہے۔

دفعہ ۴۴ تاجروں میں جو بات معروف ہے وہ ایسی ہی ہے جیسے شرط کر لی گئی ہو۔

دفعہ ۴۵ عرف عام سے کوئی تعیّن ایسی ہی ہے جیسے کسی بیان تصریحی کے ذریعہ تعیّن کی گئی ہو۔

دفعہ ۴۶ جب مانع اور مقتضی میں تعارض واقع ہو تو مانع کو مقتضی پر تقدّم دیا جائے گا۔ اس لیے جب تک کوئی مرہونہ شے مرتہن کے قبضے میں ہو، راہن اس کی بیع نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۴۷ تابع تابع ہی شمار ہوگا۔ کسی ایسے جانور کی بیع ہو جس کے پیٹ میں بچّہ ہو تو بچہ بطور تابع اس بیع میں داخل سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۴۸ تابع کو کسی حکم میں علیحدہ شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کسی جانور کے پیٹ میں بچّہ اس کی ماں سے علیحدہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۴۹ جو شخص کسی چیز کا مالک ہو وہ ہر اس چیز کا مالک ہوگا جو فروخت شدہ شے (مبیع) کے لیے ضروری ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک مکان خریدا تو اس مکان تک پہنچنے کے راستہ پر ملکیت خریدار کی قائم ہو جائے گی۔

دفعہ ۵۰ جب اصل (جڑ) ساقط ہو جائے تو اس کی فرع (شاخ) بھی ساقط ہوگی۔

دفعہ ۵۱ ساقط کا اعادہ اسی طرح نہیں ہوگا جیسے معدوم کا اعادہ نہیں ہوتا۔

دفعہ ۵۲ جب کوئی چیز باطل قرار پائے تو اس کے مشتملات بھی باطل قرار پائیں گے۔

دفعہ ۵۳ جب اصل باطل ہو جائے تو اس کا بدل تلاش کیا جائے گا۔

دفعہ ۵۴ جن چیزوں کی احتیاج توابع میں ہوتی ہے، غیر توابع میں نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر کسی مشتری نے بایع کو وکیل بنا دیا کہ وہ شئے مبیع پر اس کی طرف سے قبضہ کرے تو یہ وکالت جائز نہ ہوگی، لیکن اگر بایع کا ایک ٹوکرا اُٹھا کر مُشتری کو بایع نے دیدیا کہ اس میں فروخت شُدہ اناج تول دے اور بایع نے تول دیا تو یہ مُشتری کا

قبضہ سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۵۵ بقاء کے لیے ایسی باتوں کی ضرورت ہوتی ہے جس کی ابتداء کے لیے ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے غیر معیّن حصّہ کو ہبہ کیا تو ہبہ جائز نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے ایک جائیداد منقولہ پُوری ہبہ کردی اور بعد کو کسی دوسرے کا استحقاق اس جائیداد کے ایک حِصّہ پر ثابت ہوگیا تو باقی حِصّہ پر جو اگرچہ ثبوتِ استحقاق کے بعد غیر متعیّن حِصّہ ہے ہبہ کا حکم باطل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۵۶ بقاء ابتداء سے زیادہ سہل ہے۔

دفعہ ۵۷ کوئی تبرع بغیر قبضہ کے مکمّل نہیں ہوتا۔ اس لیے اگر کسی شخص نے کوئی چیز ہبہ کردی تو جب تک اس دُوسرے شخص کا قبضہ نہ ہو، ہبہ مکمّل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۵۸ رعیت پر تصرّف مصلحتِ عامہ سے وابستہ ہے۔

دفعہ ۵۹ ولایت خاصہ ولایت عامہ سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اس لیے متولی کی ولایت وقف پر قاضی کی ولایت سے زیادہ قوی ہے۔

دفعہ ۶۰ کلام کو بامعنی قرار دینا اسے مہمل قرار دینے سے زیادہ بہتر ہے یعنی جب تک کہ کسی کلام کے معنی نکل سکتے ہوں، اسے مہمل قرار نہیں دیا جائے گا۔

دفعہ ۶۱ جب حقیقی معنی لینا ممکن نہ ہو، تو مجازی معنی لیے جائیں گے۔

دفعہ ۶۲ جب کسی کلام کو بامعنی قرار دینا ممکن نہ ہو تو اسے مہمل قرار دیا جائے گا یعنی جب کسی کلام کے حقیقی یا مجازی معنی مراد لینا ممکن نہ ہو تو اس کو مہمل سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۶۳ کسی شے کے ایسے بعض حِصّہ کا ذکر کرلینا جو اس شے سے الگ نہ کیا جاسکے، پوری شے کے ذکر کرنے کے مثل ہوگا۔

دفعہ ۶۴ مطلق کا حکم اطلاق ہی ہوگا جب تک کہ کسی نص یا دلالت سے اس کے مقید ہونے پر دلیل نہ مل جائے۔

دفعہ ۶۵ حاضر میں صِفت کا بیان لغو ہوگا اور غائب میں صِفت کا بیان معتبر ہوگا۔ مثلاً ایک

بائع نے ایک گھوڑا بیچنے کا ارادہ کیا۔ گھوڑا موجود تھا۔ اس نے اشارہ کر کے کہا کہ میں نے یہ اشہب رنگ کا گھوڑا فروخت کیا اور خریدار نے قبول بھی کر لیا۔ حالانکہ وہ گھوڑا اشہب نہیں بلکہ ادہم رنگ کا تھا تو بیع ہو جائے گی اور بائع کا صفت بیان کرنا فعل لغو ہو گا۔ لیکن اگر گھوڑا موجود نہ تھا تو اس صورت میں بیع نہیں ہو گی۔

دفعہ ۶۶ کسی سوال کے جواب میں اصل سوال کا اعادہ لازماً تسلیم کیا جائے گا۔ یعنی اگر کسی سوال کی جواب دینے والے شخص نے تصدیق کر دی تو اس نے ان تمام باتوں کا اقرار کر لیا جو سوال میں بیان کی گئی تھیں۔

دفعہ ۶۷ ساکت کی طرف کوئی قول منسوب نہیں کیا جا سکتا، لیکن ضرورت (کلام) کے وقت سکوت بیان سمجھا جائے گا۔ یعنی کسی ساکت کے متعلق یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے ایسا کہا، لیکن اس موقع پر جہاں اس کو کچھ کہنا لازم تھا اس شخص کا سکوت اقرار اور بیان سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۶۸ باطنی امور میں دلالت کو حقیقت کا قائم مقام سمجھا جائے گا۔ یعنی جن امور کی حقیقت پر اطلاع مشکل ہو، ان میں حکم ظاہری دلائل پر لگایا جائے گا۔

دفعہ ۶۹ تحریر لسانی بیان کے برابر ہے۔

دفعہ ۷۰ گونگے کی طرف سے مفہوم اشارے بیان لسانی کے برابر ہیں۔

دفعہ ۷۱ مترجم کا قول مطلقاً قابل قبول ہے۔

دفعہ ۷۲ اس ظنبہ کا اعتبار نہیں جس کا مبنی پر غلط ہونا ظاہر ہو۔

دفعہ ۷۳ اگر کسی دلیل سے احتمال پیدا ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں حجت قائم نہیں رہتی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اپنے کسی وارث کے حق میں کسی دین کا اقرار کیا ہو۔ اگر یہ اقرار مرض موت میں ہوا ہے تو جب تک دوسرے ورثا اس کی تصدیق نہ کر دیں، اقرار صحیح نہیں ہو گا، اس لیے کہ یہ احتمال موجود ہے کہ مریض نے دوسرے ورثا کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے یہ اقرار کیا ہو۔ اس احتمال کی دلیل یہ ہے کہ مقر مرض مت

میں ہے، اور اگر کسی شخص نے ایسا اقرار حالتِ صحت میں کیا ہو تو اقرار جائز ہو گا۔ اس صورت میں دُوسرے ورثا کو وراثت سے محروم کرنے کا احتمال بے دلیل ایک قسم کا وہم ہے۔ اس لیے یہ احتمال اقرار کے حجت ہونے کو نہیں روک سکتا۔

دفعہ ۷۴ وہم کا کوئی اعتبار نہیں۔

دفعہ ۷۵ جو بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہو وہ عینی طور پر ثابت شدہ ہوگی۔

دفعہ ۷۶ دلائل کا پیش کرنا مدعی کا کام ہے اور قسم صرف اسی کے لیے ضروری ہے جو انکار کرے۔

دفعہ ۷۷ دلائل کسی خلاف ظاہر بات کے ثبوت کے لیے ہوتے ہیں اور قسم اصلی صورت حال کو باقی رکھنے کے لیے۔

دفعہ ۷۸ بیّنہ (دلائل) حجت متعدی ہے اور اقرار حجّت قاصرہ ہے۔

دفعہ ۷۹ آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

دفعہ ۸۰ تناقض کی صُورت میں حجّت باقی نہیں رہتی، لیکن اس سے حکم حاکم متاثر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً دونوں گواہ اپنی شہادت سے پھر گئے تو ان کی شہادتیں حجت تو نہیں رہیں، لیکن اگر قاضی نے ان شہادتوں کی بناء پر پہلے ہی کوئی حکم دے دیا ہو تو یہ حکم ان کے پھر جانے سے باطل نہیں ہو جائے گا بلکہ صرف اتنا ہو گا کہ دونوں شاہدوں پر ضمان (ڈنڈ) عائد کیا جائے گا۔

دفعہ ۸۱ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اصل ثابت نہیں اور فرع ثابت ہو جائے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ فلاں شخص کا فلاں شخص پر اتنا قرض ہے اور میں اس کا کفیل (ضامن) ہوں۔ مدیون نے دین سے انکار کر دیا اور دائن نے کفیل کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا تو کفیل پر اس دین کی ادائیگی واجب ہو گی۔

دفعہ ۸۲ اگر کوئی بات کسی شرط پر معلق ہو تو شرط کے ثبوت پر وہ بات ثابت ہو جائے گی۔

دفعہ ۸۳ شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہو گی۔

دفعہ ۸۴ معلق وعدوں کی تکمیل لازمی ہوتی ہے مثلاً اگر کسی شخص نے بائع سے یہ کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ یہ چیز فروخت کر دو۔ اگر وہ قیمت نہ دے گا تو میں قیمت ادا کر دوں گا اور

مُشتری نے قیمت نہیں ادا کی تو اپنے معلق وعدہ کی بنا پر پہلے شخص پر اس قیمت کا ادا کرنا واجب ہوگا۔

دفعہ ۸۵ استفادہ کی بُنیاد ذمہ داری ہے یعنی جو شخص کسی چیز کی ایسی ذمہ داری لے کہ اگر تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے۔ وہ بمقابلہ اس ذمہ داری کے اس شے سے استفادہ کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے ایک جانور بشرط خیار عیب خرید کیا اور اس کو استعمال کیا، اگر وہ اس جانور کو واپس کر دے تو اس استعمال کے بدلے میں کچھ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا، کیونکہ واپسی سے قبل اگر وہ جانور مُشتری کے قبضے میں تلف ہو جاتا تو مُشتری کا مال تلف ہوتا، بایع کا مال نہیں ہوتا۔

دفعہ ۸۶ اُجرت اور ضمانت ایک ہی جگہ مجتمع نہیں ہو سکتی۔

دفعہ ۸۷ نقصان نفع ساتھ ساتھ ہوتے ہیں یعنی جو نفع اُٹھائے گا اسی کو نقصان بھی اُٹھانا پڑے گا۔

دفعہ ۸۸ نعمت مشقت کے برابر اور مشقت نعمت کے برابر ہے۔

دفعہ ۸۹ فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہوگی۔ حکم دہندہ کی طرف نہیں جب تک جبر ثابت نہ ہو جائے۔

دفعہ ۹۰ جب کسی فعل کا مرتکب اور اس کے لیے اسباب مہیا کرنے والا متسبب دونوں ہوں تو حکم مرتکب پر لگایا جائے گا، متسبب پر نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے عام راستہ میں کنواں کھود دیا اور دوسرے کسی شخص نے کسی کا جانور اس میں گرا دیا تو حکم جانور کو گرا دینے والے پر ہوگا کنواں کھودنے والے پر نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۱ جواز قانونی ضمان (ڈنڈ) کو ختم کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص نے اپنی زمین میں کنواں کھودا، اس میں کسی دوسرے شخص کا جانور گر پڑا اور مر گیا تو کنواں کھودنے والے پر ضمان عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۲ مرتکب ذمہ دار ہے، چاہے وہ عمداً نہ کرے۔

دفعہ ۹۳ متسبب صرف عمداً کرنے ہی پر ذمہ دار ہوگا۔

دفعہ ۹۴ جانوروں سے جو نقصان ہو، اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

دفعہ ۹۵ ملک غیر میں تصرف کا حکم باطل ہے۔

دفعہ ۹۶ کسی کو بغیر اجازت مالک ملک غیر میں تصرّف کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دفعہ ۹۷ کسی قانونی سبب کے بغیر کسی شخص کا مال لینے کا اختیار نہیں۔

دفعہ ۹۸ سبب ملک میں تبدل ذات میں تبدل کا قائم مقام ہوگا۔

دفعہ ۹۹ جو کسی شے کو قبل از وقت حاصل کرنا چاہے گا۔ اس کو محرومی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

دفعہ ۱۰۰ جو شخص اس کی سعی کرے کہ کسی ایسی بات میں نقص پیدا کرے جب کہ خود اسی کی طرف سے وہ بات مکمل ہو چکی ہو تو اس کی سعی اسی پر رد کر دی جائے گی۔

کتاب اوّل

البیوع

اس حصّہ میں ایک مقدمہ اور سات ابواب ہیں

مقدمہ

البیوع سے متعلق فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۰۱ ایجاب : خرید و فروخت کرنے والے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کا پہلا کلام جو تصرّف کا اختیار پیدا کرنے کے لیے صادر ہو اسی کلام اوّل کی بنا پر تصرّف کا حق پیدا ہوتا اور ثابت ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۰۲ قبول : خرید و فروخت کرنے والے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کا کلام جو ایجاب کے جواب میں اختیار تصرّف پیدا کرنے کے لیے صادر ہو، اس کی بنا پر معاملہ بیع مکمل ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۳ عقد : دونوں فریقوں کا اپنے آپ کو پابند کرنا اور ذمّہ داری لینا یعنی ایجاب کے ساتھ قبول سے ربط قائم کرنا۔

دفعہ ۱۰۴ انعقاد : ایجاب و قبول کے مابین بہ طریقہ مشروع تعلق قائم ہونا۔ اس کے اثرات ان دونوں کے متعلقات پر ظاہر ہوں گے۔

دفعہ ۱۰۵ البیع : مال کا مال سے تبادلہ (اسی کی جمع البیوع ہے) اور اُردو زبان میں واحد اور جمع دونوں بغیر ال بیع اور بیوع بھی کہے جاتے ہیں۔ بیع منعقد بھی ہوتی ہے اور غیر منعقد بھی۔

دفعہ ۱۰۶ بیع منعقد : وہ بیع جو مذکورہ بالا طریقہ پر منعقد ہو، اس کی چار قسمیں ہیں : ۱۔ بیع صحیح

(۲) بیع فاسد (۳) بیع نافذ (۴) بیع موقوف۔

دفعہ ۱۰۷ بیع غیر منعقد : بیع غیر منعقد بیع باطل کو کہتے ہیں۔ (یعنی بیع نہیں ہوئی)۔

دفعہ ۱۰۸ بیع صحیح : یہ بیع جائز ہوتی ہے یعنی وہ بیع جو اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے مشروع (قانونی) ہو۔

دفعہ ۱۰۹ بیع فاسد : وہ بیع جو اپنی ذات سے تو مشروع ہے لیکن صفات سے بیع صحیح اور مشروع نہ ہو، یعنی اس بیع میں کچھ صفات خارجی ایسے ہیں جن کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ (دیکھو : باب ہفتم)۔

دفعہ ۱۱۰ بیع باطل : اپنی ذات ہی سے صحیح نہیں ہوتی یعنی اصلاً وہ مشروع نہیں ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۱۱ بیع موقوف : وہ بیع جس میں کسی غیر کا حق آجائے۔ مثلاً بیع فضولی۔

دفعہ ۱۱۲ فضولی : اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی غیر کے حق میں اسکی اجازت شرعی کے بغیر تصرف کرتا ہے۔

دفعہ ۱۱۳ بیع نافذ : وہ بیع جس سے کسی غیر کا حق متعلق نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں : لازم اور غیر لازم۔

دفعہ ۱۱۴ بیع لازم : وہ بیع نافذ ہے جو ہر قسم کے خیارات سے خالی ہو۔

دفعہ ۱۱۵ بیع غیر لازم : وہ بیع نافذ ہے جس میں کسی قسم کا خیار باقی ہو۔

دفعہ ۱۱۶ خیار : بایع اور مشتری میں سے کسی کو یا دونوں کو یہ اختیار حاصل ہو تا کہ بیع کو نافذ کریں یا نہ کریں۔ اس کی تفصیلات باب خیار میں آئیں گی۔

دفعہ ۱۱۷ بیع قطعی : وہ بیع جس کے بعد اس سے متعلق کوئی بات باقی نہ رہے۔ (بیع لاکلامی)

دفعہ ۱۱۸ بیع الوفا : ایک ایسی بیع جس میں یہ شرط ہو کہ مشتری (خریدار) جب قیمت بائع (بیچنے والے) سے واپس لے لے تو اسے بیع شدہ شے (مبیع) واپس کر دے گا۔ ایسی بیع اس اعتبار سے بیع جائز کا حکم رکھتی ہے کہ مشتری مبیع سے نفع اٹھاتا ہے اور اس اعتبار سے بیع فاسد ہے کہ دونوں فریقوں کو اس معاملہ بیع کے فسخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور چونکہ مشتری اسے کسی دوسرے کے ہاتھ بیع کر دینے کا حق نہیں رکھتا ہے، اس لیے بیع الوفا کا حکم رہن کا ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۱۹ بیع الاستغلال: کسی شخص سے اُجرت پر کام لینا اور اُجرت کے عوض میں کوئی شے اس کے ہاتھ فروخت کر دینا۔

دفعہ ۱۲۰ شے مبیع (فروخت کی جانے والی چیز) کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ کسی شے کا بمقابلہ قیمت فروخت کرنا۔ یہ خرید و فروخت کی مشہور ترین شکل ہے اور اسی لیے لفظ بیع سے تعبیر کی جاتی ہے۔

۲۔ بیع الصرف۔

۳۔ بیع المقایضہ۔

۴۔ بیع السلم۔

دفعہ ۱۲۱ بیع الصرف: نقد کی نقد سے خرید و فروخت۔

دفعہ ۱۲۲ بیع المقایضہ: مال کی مال سے خرید و فروخت یعنی مال کا تبادلہ نقد رقم سے نہ ہو بلکہ کسی دُوسرے مال سے ہو۔

دفعہ ۱۲۳ بیع السلم: مال حاضر قیمت اُدھار یا قیمت نقد مال اُدھار۔

دفعہ ۱۲۴ استصناع: معاملہ کسی کاریگر سے کسی شے کے بنانے کا ہو تو کاریگر عامل کہا جائے گا اور بنوانے والا مُشتری ہوگا اور جو چیز بنائی جائے گی مصنوع کہلائے گی۔

دفعہ ۱۲۵ مِلک: جس چیز کا کوئی آدمی مالک ہو چاہے وہ کوئی چیز ہو یا اُس سے حاصل شدہ نفع۔

دفعہ ۱۲۶ مال: وہ شے جس کی طرف آدمی کی طبیعت مائل ہو اور جمع کر کے وقتِ ضرورت کے لیے اس کا رکھ چھوڑنا ممکن ہو سکے، چاہے وہ قابلِ نقل ہو یا نہ ہو۔ (منقولہ و غیر منقولہ)

دفعہ ۱۲۷ مال متقوم: دو معنوں میں مستعمل ہے۔ (الف) وہ مال جس سے نفع حاصل کرنا مباح ہو۔ (ب) وہ مال جو گھیر کر اکٹھا کیا جائے اور زیرِ حفاظت آ جائے مثلاً دریا میں مچھلی غیر متقوم ہے اور جب شکار کر لی گئی تو زیرِ حفاظت آ جانے سے مال متقوم ہو گئی۔

دفعہ ۱۲۸ مال منقول: ہر وہ چیز جس کا ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کرنا ممکن ہو۔ اس طرح اس میں زرِ نقد، سامان، حیوانات، تول اور ناپ کے قابل تمام اشیاء داخل ہیں۔

دفعہ ۱۲۹ مال غیر منقول: جس چیز کا ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کرنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً مکان،

اراضی، کھیت وغیرہ، ان کو عقار بھی کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۳۰ نقود : نقد کی جمع ہے اور سونا چاندی کو کہا جاتا ہے۔ دیا سونے چاندی کے قائم مقام ہو مثلاً کرنسی نوٹ۔

دفعہ ۱۳۱ عروض : عرض کی جمع ہے "نقد، حیوانات" ناپ یا تول والی اشیاء کے علاوہ دیگر سامان کو کہتے ہیں مثلاً کپڑے، فروش، فرنیچر وغیرہ۔

دفعہ ۱۳۲ مقدرات : ہر وہ شے جس کو ناپ کر، تول یا گِن کر اس کی مقدار کا تعیّن کیا جاسکے، ناپنے میں پیمانہ اور گز یا کوئی دُوسری قسم داخل ہے۔

دفعہ ۱۳۳ کیلی : وہ چیزیں جو کسی پیمانہ کے برتن سے ناپی جاسکیں۔

دفعہ ۱۳۴ وزنی : وہ چیزیں جو کسی باٹ سے تولی جاسکیں۔

دفعہ ۱۳۵ عددی : وہ چیزیں جو شمار کی جاسکیں۔

دفعہ ۱۳۶ ذرعی : وہ چیزیں جو کسی گز وغیرہ سے ناپی جاسکیں۔

دفعہ ۱۳۷ محدود : وہ عقار (اراضی) جس کے حدود و اطراف کی تعیّن ممکن ہو۔

دفعہ ۱۳۸ مُشاع : وہ چیز جس میں شایع (پھیلے ہُوئے غیر واضح (الحدود) حصّے ہوں۔

دفعہ ۱۳۹ حِصّہ شایعہ : وہ حِصّہ جو کسی مال مُشترک کے ہر ہر جُزء میں پھیلا ہوا ہو۔

دفعہ ۱۴۰ جنس : جس کے افراد میں اس کی غرض کو دیکھتے ہُوئے تفاوت ظاہری موجود نہ ہو۔

دفعہ ۱۴۱ بیع مجازفہ : بیع مجازفہ (جزاف)، کسی جمع شدہ شے کا تعیّن مقدار بیع کرنا۔

دفعہ ۱۴۲ حق مرور : غیر کی ملک میں گُزرنے اور چلنے کا حق۔

دفعہ ۱۴۳ حقِ شرب : نہر میں سے ایک معیّن اور معلوم حصّہ۔

دفعہ ۱۴۴ حق سیل : کسی گھر میں سے پانی کے خارج کرنے کا حق۔

دفعہ ۱۴۵ مثلی : ایسی چیزیں جیسی کہ بازار میں عام طور پر مل سکتی ہوں اور ان کے مابین کوئی قابلِ اعتبار تفاوت نہ ہو۔

دفعہ ۱۴۶ قیمی : ایسی چیزیں جس کے مثل بازار میں دستیاب نہ ہوں، یا دستیاب تو ہوں مگر ان کی قیمتوں میں قابلِ اعتبار تفاوت ہو۔

دفعہ ۱۴۷ عددیات متقاربہ : یہ وہ گنی جانے والی چیزیں ہیں جن کی وحدتوں کے مابین قیمت میں کوئی تفاوت نہ ہو ایسی تمام چیزیں مثلی ہیں۔

دفعہ ۱۴۸ عددیات متفاوتہ : وہ گنی جانے والی چیزیں جن کی وحدتوں کے مابین قیمت میں تفاوت ہو ایسی تمام چیزیں قیمی ہیں۔

دفعہ ۱۴۹ بیع : اس عبارت کی اصلی صورت جس کے ذریعے مال کا مال سے تبادلہ ہو اور ایجاب و قبول کو اسی لیے بیع کہتے ہیں کہ مبادلہ کی دلیل ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۵۰ محل بیع : وہ مقام جہاں بیع ہوئی ہو اسے اُلمُبْتَیَعْ بھی کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۵۱ شے مبیع : وہ اصل شے جو بیع میں متعیّن کی جائے اور مقصود ہو، کیونکہ حصول نفع شے سے ہوتا ہے۔ زرثمن (قیمت)، صرف ایک وسیلہ ہے مبادلہ کا۔

دفعہ ۱۵۲ ثمن یا زرثمن : وہ چیز جو شے مبیع کا بدل قرار پائے۔ اسی سے متعلق ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۵۳ ثمن مسمی : کسی چیز کی وہ مقررہ قیمت جو بائع اور مشتری کی باہمی رضا مندی سے بیع کے وقت متعیّن کرلی جائے چاہے وہ حقیقی قیمت سے کم ہو یا زائد ہو۔

دفعہ ۱۵۴ قیمت : کسی شے کی حقیقی قیمت۔

دفعہ ۱۵۵ المثمن : وہ شے جس کو زرثمن کے عوض فروخت کیا جائے۔

دفعہ ۱۵۶ تاجیل : دین (واجب الادا) کو معلق قرار دینا اور ایک وقت معیّن پر ادائیگی کو اُٹھا رکھنا۔

دفعہ ۱۵۷ تقسیط : دین کو وقت معیّن کے اندر متفرق طور پر بالاقساط ادا کرنے کی صورت کا قائم کرنا۔

دفعہ ۱۵۸ دین : ہر وہ چیز جو کسی کے ذمّہ واجب الادا قرار پائے مثلاً کسی کے ذمّہ روپیہ کی ایک مقدار واجب الادا ہو۔ اس مقدار میں سے کچھ حاضر نہ ہو یا مقدار معیّن روپیہ کی یا گیہوں کے ڈھیر کی جو اقرار سے قبل ہی حاضر ہو۔ یہ سب کی سب دین میں داخل ہوں گی۔

دفعہ ۱۵۹ عین : وہ معیّن و مشخّص چیز جو زیرِ معاملہ ہو، مثلاً مکان، گھوڑا، کرسی، گیہوں کا ڈھیر جو بھی موجود ہو۔ سب عین کہلائے گا۔

دفعہ ۱۶۰ بایع : فروخت کرنے والا (بیچنے والا)۔

دفعہ ۱۶۱ مشتری : خریدنے والا۔

دفعہ ۱۶۲ متبایعان : فروخت کرنے والا (بایع)، اور خریدنے والا (مشتری) دونوں کو ملاکر متبایعان یا عاقدان کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۶۳ اِقالہ : معاملہ بیع کو ختم کر دینا، اور زائل کر دینا۔

دفعہ ۱۶۴ تغریر : (غلط توصیف) فروخت کی جانے والی شے کی حقیقت کے خلاف تعریف و توصیف کرنا۔

دفعہ ۱۶۵ غبن فاحش : سامان میں پانچ فیصد، حیوانات میں دس فیصد، جائیداد غیر منقولہ مثلاً اراضی، مکان وغیرہ میں بیس فیصد یا اس سے زائد غبن کو غبن فاحش کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۶۶ قدیم : جس کی ابتداء کا جاننے والا کوئی نہ مل سکے (جاننے والا یعنی بلا واسطہ جاننے والا)۔

باب اوّل

عقدِ بیع سے متعلّق مسائل کا بیان

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔

فصل اوّل : رکن بیع سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۱۶۷ ایجاب اور قبول سے بیع منعقد ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۱۶۸ بیع میں ایجاب و قبول سے ہر وہ لفظ مراد ہے جو اس مقام پر خرید و فروخت کے لیے مستعمل ہو۔ (جہاں خرید و فروخت کا معاملہ ہو)۔

دفعہ ۱۶۹ ایجاب و قبول دونوں فعل ماضی کے صیغہ میں ہوں مثلاً بیچنے والے نے کہا فروخت کیا اور خریدنے والے نے کہا خرید کیا۔ ان میں سے جو پہلے کہے گا اس کا قول "ایجاب" ہوگا اور جو بعد میں کہے گا اس کا قول "قبول" ہوگا اور بیع منعقد ہو جائے گی۔

اگر پہلے فروخت کرنے والے نے کہا کہ "بیچا" اور خریدنے والے نے اس کے بعد کہا "خریدا" یا پہلے خریدنے والے نے کہا خریدا اور اس کے بعد بیچنے والے نے کہا بیچا، تو پہلی صورت میں بیچنے والے کا قول بیچا ایجاب ہوگا اور خریدنے والے کا قول خریدا قبول کہلائے گا اور دوسری صورت میں اس کے بالعکس ہوگا۔

اسی طرح بیع ہر اس لفظ سے منعقد ہو گی جس کے ذریعے مالک بنانے اور مالک بننے کا مفہوم لیا جاتا ہے۔ مثلاً دیا، لیا، لے جاؤ، لے لیا وغیرہ وغیرہ۔

دفعہ ۱۷۰ بیع صیغۂ مضارع سے بھی منعقد ہو جائے گی اگر اس سے زمانۂ حال مراد ہو، البتہ اگر زمانہ مستقبل مراد ہو تو بیع منعقد نہیں ہو گی۔ (اُردو میں ایسا کوئی صیغہ نہیں جس سے حال اور مستقبل دونوں مراد ہو سکے۔ اس لیے صریح صیغہ فعل حال سے بیع منعقد ہو گی، صیغۂ مستقبل سے نہیں ہو گی)۔

دفعہ ۱۷۱ صیغہ مستقبل صرف وعدۂ بیع ہے، اس سے کوئی معاملۂ بیع منعقد نہیں ہو گا۔ مثلاً کوئی

کہے کہ بیچ دوں گا، خرید لوں گا وغیرہ۔

دفعہ ۱۷۲ صیغۂ امر سے بیع منعقد نہ ہوگی۔ مثلاً کسی نے کہا بیچ دو۔ خرید لو، ان الفاظ سے بیع منعقد نہ ہوگی، البتہ اگر صورتِ حال کی اقتضاء یہ ہو کہ بیع منعقد ہو جائے تو منعقد ہو جائے گی۔ مثلاً خریدار نے کہا کہ دس روپے میں اس مال کو بیچ دو اور فروخت کنندہ نے کہا کہ دس روپے میں لے لو۔ اور خریدار نے کہا کہ لے لیا۔ یا پہلے خریدار نے کہا کہ دس روپے میں یہ مال میں نے خریدا اور فروخت کنندہ نے کہا کہ لے جاؤ، تو بیع منعقد ہو جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں خریدار کا یہ کہنا کہ لے جاؤ قائم مقام ہے اس جملہ کا "میں نے بیچ دیا تم لے جاؤ"

دفعہ ۱۷۳ ایجاب و قبول جیسے زبان سے بالمشافہ صحیح ہوتا ہے تحریر کے ذریعہ بھی صحیح ہوگا۔

دفعہ ۱۷۴ گونگے کے لیے اشارۂ معروفہ بھی بمنزلہ اقرار زبانی کے ہے۔ اس لیے اشارہ سے بیع منعقد ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۷۵ چونکہ ایجاب و قبول سے مقصود یہ ہے کہ بیچنے اور خریدنے والے کی رضامندی ظاہر ہو جائے اس لیے بالفعل مبادلہ سے جو دونوں کے راضی ہونے کی دلیل ہے بیع منعقد ہو جائے گی، ایسی بیع کو بیع تعاطی (لین دین)، کہا جاتا ہے۔

مثلاً ایک خریدار نے نانبائی کو چند پیسے دیئے۔ نانبائی نے اسے چند روٹیاں دے دیں۔ دونوں میں سے کسی نے لفظاً نہ ایجاب کیا اور نہ قبول۔ یا ایک خریدار دکان پر آیا۔ کچھ رقم دکاندار کے حوالے کی اور کوئی چیز اُٹھا کر چلا گیا۔ دکاندار نے کچھ نہ کہا۔ یا ایک خریدار دکاندار کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایک من گیہوں کتنے میں دیتے ہو؟ اس نے کہا دس روپے میں کل دوں گا۔ بیع منعقد ہو جائے گی۔ ایجاب و قبول نہ ہوا مگر بیع ہو گئی۔ اس صورت میں اگر دوسرے دن گیہوں کا دام چڑھ گیا تو دکاندار کو دس روپے فی من پر بمقدار معین گیہوں دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر ایک خریدار قصاب کی دکان پر گیا اور کہا کہ میرے لیے دو روپے کا گوشت ادھر سے کاٹ دو۔ قصاب نے کاٹ کر تولا اور دے دیا تو خریدار کو اس کے قبول کرنے

سے انکار کا حق نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۷۶ اگر عقد بیع تبدیل قیمت، اضافہ قیمت یا نقص قیمت کے ساتھ مکرر ہو تو آخری معاملہ کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً دو اشخاص نے کسی خاص چیز کا آپس میں معاملہ سو روپے پر کیا، اس کے بعد پھر ایک سو دس روپے پر کیا، یا نوے روپے پر کیا تو جو آخری معاملہ ہوگا، وہ معتبر ہوگا۔

فصل دوم : لزومات اور ایجاب وقبول کے مابین موافقت۔

دفعہ ۱۷۷ اگر فروخت کنندہ یا خریدار میں سے کسی نے ایجاب بیع کسی خاص صورت میں کیا ہے تو لازم ہے کہ قبول بھی اسی طریقہ پر ہو۔ یہ صحیح نہ ہوگا کہ فروخت شدہ شے کا ایک حصہ یا زرِ ثمن کا ایک حصہ تفریق کر کے قبول کیا جائے۔ مثلاً دکاندار نے کہا کہ سو روپے میں کپڑے کا یہ تھان فروخت کیا اور خریدار نے قبول بھی اسی طرح کر لیا تو خریدار کو سو روپے میں یہ تھان لینا پڑے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ پورا تھان پچاس روپے میں لے یا نصف تھان پچاس روپے میں لے۔ اسی طرح اگر بائع نے کہا کہ دو گھوڑے میں نے تین ہزار میں دیئے اور خریدار نے قبول کر لئے تو خریدار کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان میں سے ایک گھوڑا ڈیڑھ ہزار میں لے اور دوسرا گھوڑا چھوڑ دے۔

دفعہ ۱۷۸ قبول کا ایجاب سے ضمنی طور پر موافق ہونا بھی انعقادِ بیع کے لیے کافی ہوگا۔ مثلاً اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ یہ چیزیں میں تمہارے ہاتھ ایک ہزار روپے میں فروخت کیں اور مشتری نے کہا کہ میں نے ڈیڑھ ہزار میں خریدیں تو ایک ہزار روپے میں بیع منعقد ہو جائے گی۔ اگر اسی مجلس میں بائع نے بھی ڈیڑھ ہزار قبول کر لیا تو مشتری پر وہ پانچ سو روپے کی ادائیگی بھی لازم ہوگی جو اس نے بڑھا دیئے تھے، ورنہ بیع صرف ایک ہزار روپے میں ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ میں نے یہ چیز تم سے ایک ہزار روپے میں خرید کی اور بائع نے کہا کہ آٹھ سو میں میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کی تو بیع آٹھ سو میں ہو گئی۔ دو سو روپے ایک ہزار میں سے کم کر دینا لازمی ہوگا۔

دفعہ ۱۷۹ جب ایک ہی بار متعدد اشیا کا سودا کسی فریق نے کیا ہو تو چاہے ان میں سے ہر ایک

چیز کی الگ الگ قیمت بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو۔ فریق ثانی کو اس صورت میں صرف یہ اختیار حاصل ہوگا کہ ساری چیزوں جملہ قیمت میں قبول کر لے یا نہ قبول کرے ۔ یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ ان میں سے کچھ چیز تو لے اور کچھ نہ لے۔ مثلاً اگر بائع نے کہا کہ میں نے تمہارے ہاتھ یہ دونوں گھوڑے تین ہزار میں فروخت کیے۔ یہ ایک ہزار میں اور وہ دو ہزار میں، یا کہا کہ ان میں سے ایک ڈیڑھ ہزار میں، تو مشتری کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں گھوڑے تین ہزار میں لے لے۔ یہ حق نہیں حاصل ہوگا کہ ان میں سے ایک گھوڑا مقررہ قیمت پر لے لے۔

اسی طرح اگر بایع نے کہا کہ یہ تین تھان کپڑا سو سو روپے میں تمہارے ہاتھ فروخت کیا اور مُشتری نے کہا کہ میں نے ان میں سے ایک تھان سو روپے میں یا دو تھان دو سو روپے میں لیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔

دفعہ ۱۸۰ اگر ایک فریق نے متعدد چیزوں کا ذکر کیا اور ان کی الگ الگ قیمتیں بتائیں اور یہ بھی کہا کہ یہ اتنے میں بیچا اور یہ اتنے میں دیا، علیحدہ ایجاب کیا اور مُشتری نے ان میں سے کچھ چیزیں مقررقیمتوں پر قبول کرلیں تو بیع ان چیزوں کی حد تک منعقد ہو جائے گی جن کو مشتری نے قبول کر لیا۔

جب ایجاب کے الفاظ الگ الگ ہر چیز کے لیے استعمال کیے گئے ہوں تو مشتری کو حق حاصل ہے کہ جو اور جس قدر چاہے قبول کرے۔

تیسری فصل :

دفعہ ۱۸۱ مجلس بیع۔ خریدنے اور بیچنے والے کی وہ ملاقات جس میں معاملۂ خرید و فروخت واقع ہوا ہو۔

دفعہ ۱۸۲ خریدار اور فروشندہ دونوں کو ایجاب کے بعد بھی آخر مجلس تک اختیار باقی رہتا ہے کہ معاملہ کو قبول کرے یا نہ کرے۔ مثلاً دونوں معاملہ داروں میں سے کسی ایک نے ایک مجلس میں معاملۂ بیع کیا۔ یعنی یہ کہا کہ یہ مال میں نے بیچا۔ یا یہ مال میں نے خریدا۔

لیکن دُوسرے فریق نے فوراً یہ نہیں کہا کہ "میں نے قبول کیا" بلکہ اس نے دیر کے بعد قبول کیا، لیکن اسی مجلس میں کہا تو چاہے جتنی دیر ہو چکی ہو، معاملۂ بیع مکمل ہو جائیگا۔

دفعہ ۱۸۳ اگر ایجاب کے بعد دونوں میں سے کسی سے ایسا قول یا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ معاملہ کی طرف سے اعراض کیا گیا تو ایجاب باطل ہو جائے گا اور اس کے بعد جو قبول واقع ہو گا وہ معتبر نہ ہو گا۔ مثلاً ایک فریق نے کہا "بیچا یا خریدا" اور دُوسرا فریق اس کے بعد قبول کرنے کی بجائے ایسے کام کرنے لگا یا ایسی باتیں کرنے لگا جس کا کوئی تعلق اس معاملہ سے نہیں، ایجاب باطل ہو جائے گا اور اس کے بعد اگر قبول کیا جائے تو اسی مجلس میں ہونے کے باوجود یہ قبول معتبر نہیں قرار دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸۴ اگر فریقین میں سے کسی نے ایجاب کے بعد رجُوع کر لیا اور قبول کرنے والے نے اس کے بعد قبول کیا تو اگرچہ اسی مجلس میں ہو معاملۂ بیع نہیں ہو گا۔ مثلاً بایع نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنی قیمت میں بیچی اور خریدار کے قبول کرنے سے پہلے ہی بایع نے اپنے قول سے رجُوع کر لیا، اس کے بعد خریدار نے قبُول کیا بھی تو بیع نہیں ہو گی۔

دفعہ ۱۸۵ قبول سے پہلے ایجاب کی تکرار (دوبارہ کہنا) پہلے ایجاب کو باطل کر دیتی ہے اور دُوسرے ایجاب کو معتبر قرار دیتی ہے۔ اگر بایع نے خریدار سے کہا کہ یہ مال سو روپے میں تمہارے ہاتھ بیچا۔ اس ایجاب کے بعد خریدار کے قبول کرنے سے پہلے ہی بایع نے ایجاب کی تکرار اس طرح کی: "میں نے یہ مال ایک سو بیس روپے میں تمہیں دیا" اور خریدار نے قبول کر لیا تو پہلا جُملہ لغو قرار پائے گا اور معاملۂ بیع ایک سو بیس روپے میں مکمل سمجھا جائے گا۔

چوتھی فصل: بیع کے ساتھ شرائط۔

دفعہ ۱۸۶ معاملۂ بیع جس شرط کا مقتضی ہو ایسی شرط کے ساتھ بیع صحیح ہے اور شرط معتبر ہو گی۔ مثلاً بایع یہ شرط کرے کہ جب تک قیمت اسے وصول نہ ہو گی فروخت شدہ مال وہ روکے رکھے گا تو اس شرط سے بیع کو نقصان نہ پہنچے گا بلکہ یہ شرط، معاملۂ بیع جس بات

کا مقتضی ہے اسی کا اظہار سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۱۸۷ معاملہ کی جس شرط سے تائید ہوتی ہو، اس شرط کے ساتھ بھی بیع صحیح ہے اور شرط معتبر ہوگی، اگر یہ شرط کی جائے کہ خریدار فلاں (معلوم چیز) فروخت کرنے والے کے پاس رہن رکھ دے گا یا فلاں شخص کو وصولی قیمت کا کفیل بنا دے گا تو اس طرح بیع صحیح ہوگی اور شرط معتبر ہوگی۔ حتیٰ کہ اگر خریدار نے شرط کی تکمیل نہ کی تو بایع کو اس بیع کے فسخ کر دینے (توڑ دینے) کا حق حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ شرط فروخت شدہ چیز اور اس کی قیمت کی ایک دوسرے کو سپردگی کی تائید کرتی ہے اور معاملۂ بیع کا اقتضا یہی ہے۔

دفعہ ۱۸۸ کسی معروف و متعارف شرط (یعنی ایسی شرط کے ساتھ جو مقامی طور پر عرفاً رائج اور معلوم ہو)۔ معاملۂ بیع صحیح ہے۔ یہ شرط بھی معتبر ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نے فروہ (چمڑا جس سے چھاگل اور پانی کے برتن بناتے ہیں) اس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ اس سے برتن سی دے گا یا قفل اس شرط کے ساتھ بیچا کہ اسے دروازے میں جڑ دے گا، یا کپڑا اس شرط کے ساتھ بیچا کہ اسے سی کر جوڑ دے گا، یا رفو کر دے گا۔ تو یہ بیع صحیح ہوگی اور بایع پر لازم ہوگا کہ جو شرط کی ہے اسے پوری کرے۔

دفعہ ۱۸۹ بیع میں کوئی ایسی شرط لگانا جس سے بایع یا مشتری دونوں میں سے کسی کا فائدہ نہیں ہے شرط لغو ہوگی بیع صحیح ہوگی اور شرط غیر معتبر۔ مثلاً کسی نے جانور اس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ خریدار اس جانور کو کسی دوسرے کے ہاتھ نہیں بیچے گا یا اس شرط کے ساتھ بیچا کہ جانور کو خریدار چراگاہ میں نہیجے گا تو ایسی صورت میں بیع تو صحیح ہوگی مگر شرط لغو ہو جائے گی اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

پانچویں فصل : اقالۂ بیع کا فسخ کر دینا یا توڑ دینا۔

دفعہ ۱۹۰ بایع اور مشتری دونوں کو یہ حق حاصل ہے کہ باہمی رضامندی سے بیع کو مکمل ہو جانے کے بعد توڑ دیں۔

دفعہ ۱۹۱ اقالۂ بیع یعنی بیع کا توڑ دینا بھی بیع ہی کی طرح ایجاب و قبول سے ہوگا۔ مثلاً دونوں

میں سے ایک نے کہا کہ میں نے بیع کو فسخ کر دیا یا توڑ دیا، اور دُوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کیا' یا ایک نے دُوسرے سے کہا کہ بیع کو توڑ دو۔ اس نے کہا توڑ دیا تو اقالۂ بیع ہو گیا اور بیع فسخ ہو گئی۔

دفعہ ۱۹۲ ایک دُوسرے کو فروخت شدہ چیز اور قیمت کا واپس کر دینا ایجاب و قبول کا قائم مقام ہو گا اور بیع فسخ ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۹۳ بیع کی طرح اقالۂ بیع میں بھی ایجاب و قبول دونوں کا ایک ہی مجلس میں ہونا لازمی ہے۔ اگر ایک نے کہا کہ بیع فسخ کر دیا اور دُوسرے نے ابھی قبول نہیں کیا تھا اور مجلس ختم ہو گئی یا دونوں میں سے کسی ایک سے ایسا قول یا فعل صادر ہُوا جو اقالۂ بیع سے اعراض پر دلالت کرتا ہے اور اس کے بعد دُوسرے نے قبول بھی کر لیا تو اس قبولیت کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔ معاملۂ بیع باقی رہ جائے گا۔

دفعہ ۱۹۴ یہ ضروری ہے کہ اقالۂ بیع کے وقت فروخت شدہ مال خریدار کے قبضہ میں موجود ہو۔ اگر مال ضائع ہو چکا ہو تو اقالۂ بیع نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۹۵ اگر مال فروخت شدہ کا کُچھ حصّہ ضائع ہو چکا ہو تو جتنا حصّہ مال کا باقی رہ گیا ہو اس حد تک اقالۂ بیع ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کسی نے اراضی مع فصل کے فروخت کی اور خریدار نے فصل کاٹ لی، اس کے بعد دونوں نے باہمی رضامندی سے اقالۂ بیع کر لیا تو اراضی کی حد تک اقالۂ بیع ہو جائے گا اور جتنا حصّہ قیمت کا اراضی کی قیمت ہو گا' وہ خریدار کو واپس دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۹۶ زرِ ثمن یعنی فروخت شدہ چیز کی قیمت کا تلف ہو جانا، اقالۂ بیع کی صحت میں مانع نہیں ہو گا۔

باب دوم

ان مسائل کا بیان جو مبیع یعنی فروخت کی جانے والی چیز سے متعلق ہیں

یہ باب چار فصلوں پر منقسم ہے

فصل اوّل : مال فروخت (مبیع) کی شرائط اور اس کے اوصاف

دفعہ ۱۹۷ لازم ہے کہ مال فروخت موجود ہو۔

دفعہ ۱۹۸ لازم ہے کہ مال فروخت کی سپردگی پر قدرت حاصل ہو۔

دفعہ ۱۹۹ لازم ہے کہ جو چیز فروخت کی جائے وہ مال متقوم (قابل تبادلہ بعوض قیمت) ہو۔

دفعہ ۲۰۰ لازم ہے کہ مال فروخت خریدار کے نزدیک معلوم شے ہو۔

دفعہ ۲۰۱ مالِ فروخت کے ایسے احوال و اوصاف اگر بیان کر دیئے جائیں جو اس کو دوسری چیزوں سے ممتاز کر دیں تو مال فروخت معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کسی شخص نے یہ کہہ دیا کہ حورانی گیہوں اتنی مقدار میں فروخت کر دیا یا کوئی زمین فروخت کی اور اس کے حدود بیان کر دیئے تو مال فروخت یعنی مبیع معلوم شے ہو گئی اور بیع صحیح ہو گئی۔

دفعہ ۲۰۲ اگر مال فروخت مجلس بیع میں حاضر ہو تو اشارہ کافی ہو گا۔ مثلاً بایع نے مشتری سے کہا یہ جانور تمہارے ہاتھ فروخت کیا اور خریدار اسے دیکھ رہا ہے، اور خریدار نے کہہ دیا کہ میں نے خرید لیا تو بیع صحیح ہو گئی۔

دفعہ ۲۰۳ مالِ فروخت کا خریدار کے علم میں ہونا کافی ہے۔ اس صورت میں پھر سے اس کے صفات و حالات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

دفعہ ۲۰۴ معاملۂ بیع کے وقت مال فروخت کی تعیین سے مبیع (مال فروخت) متعین ہو جاتا ہے۔ بایع نے ایک چیز کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میں نے فروخت کیا اور خریدار نے قبول کر لیا تو بایع پر لازم ہو گا کہ وہی چیز خریدار کے سپرد کرے۔ اسے یہ

حق حاصل نہیں کہ اسی قسم کی کوئی دُوسری چیز خریدار کو دے۔

دُوسری فصل : کن چیزوں کی بیع جائز اور کن اشیاء کی ناجائز ہے۔

دفعہ ۲۰۵ معدوم شے کی بیع ناجائز ہے۔ اس لیے اس پھل کی بیع ناجائز ہے جو ابھی ڈال میں آیا ہی نہیں ہے۔

دفعہ ۲۰۶ وہ پھل جو شاخوں میں پُورا ظاہر ہو چکا ہو اس کی بیع درختوں پر ہی جائز ہے چاہے ابھی کھانے کے قابل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

دفعہ ۲۰۷ بعض پھل آگے پیچھے آتے رہتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں سارے پھل نہیں آجاتے مثلاً بعض فواکہ، پھُول، ساگ، سبزیاں۔ جب ان کا ایک حصّہ آجائے تو ان کی فروخت اور آئندہ آنے والے حصّہ کی فروخت (تبعاً) ایک ہی معاملہ میں صحیح ہوگی۔

دفعہ ۲۰۸ اگر کوئی چیز فروخت کی اور اس کی جنس بیان کردی، اس کے بعد وہ شے اُس جنس کی نہیں بلکہ کسی دوسری جنس کی نکلی، تو بیع باطل ہو جائے گی۔ اس لیے اگر کانچ کو ہیرا کہہ کے فروخت کر دیا تو یہ بیع باطل ہوگی۔

دفعہ ۲۰۹ کسی ایسی چیز کی فروخت جو سپرد نہیں کی جا سکتی بیع باطل ہے جیسے کوئی غرق شدہ کشتی جس کا نکالنا ممکن نہیں فروخت کردے۔ یا بھاگا ہوا جانور جس کا پکڑنا اور سپرد کرنا ممکن نہ ہو، فروخت کردے تو یہ بیع باطل ہوگی۔

دفعہ ۲۱۰ اس چیز کی خرید و فروخت دونوں باطل ہیں جسے عام طور پر لوگ مال نہ سمجھتے ہوں۔ مثلاً کوئی مُردہ جانور فروخت کرے یا آزاد آدمی کو فروخت کردے یا ایسی چیزوں کے عوض کوئی مال حاصل کرے، یہ سب معاملے باطل ہیں۔

دفعہ ۲۱۱ مال غیر متقوم کی بیع باطل ہے۔ (مال غیر متقوم، جس کی عرف عام میں کوئی قیمت قرار نہ دی جاسکے۔ مثلاً دھوپ اور ہوا وغیرہ)۔

دفعہ ۲۱۲ مال غیر متقوم کے عوض کچھ خریدنا بیع فاسد ہے۔

دفعہ ۲۱۳ مال مجہول کی فروخت بیع فاسد ہے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ جو کچھ میرے ملک میں ہے

سب تمہارے ہاتھ فروخت کیا اور خریدار نہیں جانتا کہ بایع کے ملک میں کیا کیا چیزیں ہیں تو یہ بیع فاسد ہوگی۔

دفعہ ۲۱۴ تفریق سے پہلے بھی جائداد غیر منقولہ میں حصّہ مملوکہ مثلاً ½ ⅓ ¼ حصّہ کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

دفعہ ۲۱۵ کسی شخص کا اپنے معلومہ حصّہ کو دُوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز ہے۔ یہ بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ ۲۱۶ زمین کے ساتھ ہی حق عبور و مرور، حق شرب و حق سیلان کی بیع اور نہر کے ساتھ پانی کی بیع صحیح ہے۔

تیسری فصل : مبیع یعنی مالِ فروخت کو فروخت کرنے کی کیفیات کا بیان

دفعہ ۲۱۷ ناپی جانے والی اشیاء، تولی جانے والی اشیاء، گنی جانے والی اشیاء کی فروخت جیسے ناپ کر، تول کر اور گن کر جائز ہے۔ اسی طرح ناپے، تولے اور گنے بغیر بھی محض تخمینہ سے اُن کی بیع جائز ہے۔ مثلاً کسی نے گیہوں کی ایک ڈھیر فروخت کی، گھاس کی ایک گنج فروخت کی، اینٹوں کا ایک پژاوہ فروخت کیا، کپڑے کی ایک گانٹھ فروخت کی تو یہ بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ ۲۱۸ اگر کسی نے گیہوں فروخت کیا اور ایک پیمانہ معیّن سے ناپنے کی شرط کی، یا ایک معیّن پتھر سے تولنے کی شرط کرلی تو اگرچہ اس پیمانے کی مقدار یا اس پتھر کا وزن نہ معلوم ہو، یہ بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ ۲۱۹ ہر وہ چیز جس کو علیحدہ بیچنا جائز ہے، بیع میں اس کو مستثنےٰ کرلینا بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص نے درخت کا پھل فروخت کیا اور یہ کہہ دیا کہ اس میں سے اتنے رطل میں لے لوں گا، تو بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ ۲۲۰ ناپی، تولی اور گنی جانے والی اشیاء کو قسم بیان کرکے اور ہر ایک کی قیمت بیان کرکے فروخت کرنا جائز ہے۔ مثلاً اگر کسی نے گیہوں کی ایک ڈھیر فروخت کی یا ایک کشتی بھر لکڑی فروخت کی یا بکریوں کا ایک ریوڑ فروخت کیا یا کھادی کا ایک تھان فروخت

کیا اور بات یہ کی کہ گیہوں فی من یہ دام ہوگا، لکڑی فی گانٹھ یہ دام ہوگی۔ بکری فی راس یہ دام ہوگی۔ کھادی فی گز اس دام پر ہوگی، تو یہ بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ ۲۲۱ زمین جیسے گز یا جریب سے ناپ کر فروخت کی جا سکتی ہے اسی طرح اس کی حدود متعین کر کے بھی اس کی فروخت صحیح ہے۔

دفعہ ۲۲۲ معاملہ بیع میں اعتبار اسی مقدار کا ہوگا جو فروخت میں متعین ہو، باقی کا نہیں۔

دفعہ ۲۲۳ ایسی ناپی، گنی یا تولی جانے والی اشیاء جو سب تقریباً برابر ہوں اور ان کو الگ الگ کرنے میں کوئی ضرر نہ ہو، ایسی چیزیں اگر مقدار فروخت کی وضاحت کر کے ایک ساتھ ہی فروخت کی جائیں تو یہ بیع صحیح ہوگی چاہے ان کی قیمت مجموعی مقرر کردی گئی ہو یا فی وحدت قیمت بیان کردی جائے، لیکن اس صورت میں اگر مال تجارت کے مطابق نکلا تو معاملۂ بیع نافذ ہوگا اور اگر کم ہوا تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ جتنا موجود ہو قبول کرلے اور اتنے ہی مال کی قیمت ادا کردے یا بیع کو فسخ کردے اور اگر مال زائد نکلا تو جو کچھ زائد ہوگا وہ بایع کا مال ہوگا۔ خریدار کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

مثلاً کسی نے گیہوں کی ایک ڈھیر فروخت کی اور کہا کہ یہ پچاس من ہے یا یہ کہ پچاس من ہے، اور ہر من کی قیمت دس قرش ہے۔ جملہ پانچ سو قرش میں سودا ہوا۔ اب مال سپرد کرنے کے وقت ڈھیر میں پچاس ہی من نکلے تو معاملہ مکمل ہوگیا، لیکن اگر ۴۵ من نکلا تو خریدار کو حق حاصل ہوگا کہ ۴۵۰ قرش میں ۴۵ من خریدلے یا بیع کو فسخ کردے یا معاملہ کو ختم کردے اور اگر گیہوں ۵۵ من نکلا تو ۵ من جو زائد نکلا وہ بایع کا مال ہے۔ خریدار کو اس سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے انڈوں کا ایک ٹوکرا اس قول پر فروخت کیا کہ یہ سو انڈے ہیں یا یہ کہا کہ ہر انڈے کی قیمت نصف قرش ہے اور یہ سو انڈے ہیں۔ اب سپردگی کے وقت گنا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ ۹۰ انڈے ہیں تو خریدار کو اختیار حاصل ہے کہ ۴۵ قرش میں ۹۰ انڈے قبول کرلے یا بیع فسخ کردے اور اگر گنتی میں ایک سو دس انڈے نکلے تو زائد دس انڈے بایع کے ہیں۔ خریدار کو ان سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک کپا گھی اس طرح فروخت

کیا کہ یہ سو رطل ہے تو اس کا حکم بھی مندرجہ بالا حکم کے بموجب ہوگا۔

دفعہ ۲۲۴ اگر تولی جانے والی کسی چیز کو صرف مجموعی قیمت پر اور مجموعی مقدار بیان کر کے فروخت کیا، اور چیز ایسی ہے کہ جس کو ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہے۔ پھر جب اس چیز کو تولا گیا تو بیان کی ہوئی مقدار سے کم نکلی تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ بیان کردہ پوری قیمت پر موجودہ مقدار کو قبول کرلے یا بیع کو فسخ کردے۔ اور اگر تولنے کے وقت ظاہر ہوا کہ بیان کردہ مقدار سے زائد ہے تو یہ زائد مال خریدار کا مال ہوگا اور بایع کو اس سلسلہ میں کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔

مثلاً کسی نے ایک ہیرا پانچ قیراط وزن بتا کر بیس ہزار قرش میں فروخت کیا۔ جب اسے تولا گیا تو ہیرا ساڑھے چار قیراط نکلا۔ اس صورت میں خریدار کو حق حاصل ہے کہ پوری بیس ہزار قرش قیمت میں یہ ساڑھے چار قیراط کا ہیرا خرید لے یا بیع کو فسخ کردے اور اگر تولنے پر وہ ہیرا ساڑھے پانچ قیراط نکلا تو بایع کو کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ خریدار بیس ہزار قرش ہی قیمت ادا کرے گا اور ہیرے پر قبضہ کرلے گا۔

دفعہ ۲۲۵ اگر تولی جانے والی کسی چیز کو مجموعی طور پر فروخت کیا گیا۔ وہ چیز ایسی ہے کہ اس کو ٹکڑے کرنے یا الگ الگ کرنے میں نقصان ہے اور فروخت کے وقت اس کے ہر ہر جُز کی قیمت بھی بتادی گئی اور اس کے اقسام و اجزاء کی تفصیل بیان کردی گئی۔ اب سپردگی کے وقت وہ مجموعہ بایع کی بیان کردہ مقدار و تفصیل سے کم یا زیادہ نکلا تو خریدار کو اختیار حاصل ہے کہ بیع فسخ کردے یا قبول کرلے اور قیمت مقدار موجودہ کے مطابق ادا کرے۔

مثلاً کسی نے پیتل کی ایک انگیٹھی اس طرح فروخت کی کہ یہ پانچ رطل ہے اور ہر رطل کی قیمت چالیس قرش ہوگی۔ اب جو انگیٹھی کو تولا گیا تو ساڑھے چار رطل نکلی یا ساڑھے پانچ رطل نکلی تو اِن دونوں صورتوں میں خریدار کو اختیار حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کردے یا جو مقدار تول میں ثابت ہوئی ہے اس کی چالیس قرش فی رطل کے حساب سے قیمت ادا کردے۔ ساڑھے چار رطل کی ۱۸۰ قرش اور ساڑھے پانچ رطل کی ۲۲۰ قرش۔

دفعہ ۲۲۶ مذروعات (ایسی چیزیں جن کی مقدار گز، فٹ، انچ یا جریب وغیرہ سے ناپ کر معلوم کی جاتی ہے) اگر ایسی چیزوں کا مجموعہ چاہے وہ اراضی ہو، گھریلو سامان ہو یا کوئی عام شے ہو، فروخت کیا جائے اور اس چیز کی مجموعی مقدار اور مجموعی قیمت بیان کردی جائے یا مجموعی مقدار اور فی وحدت مثلاً فی گز یا فٹ قیمت بتادی جائے تو ان دونوں صورتوں میں اس پر وہی احکام جاری ہوں گے جو ایسی موزونات (یعنی تولی جانے والی اشیاء) پر جاری ہوتے ہیں جن کے ٹکڑے کرنے اور الگ الگ کرنے میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ باقی وہ سامان جن کے علیحدہ علیحدہ کرنے میں ضرر کا کوئی اندیشہ نہیں مثلاً اُونی یا سُوتی کھادی تو ان پر وہ حکم جاری ہوگا جو مکیلات (یعنی پیمانے میں ڈال کر ناپی جانے والی اشیاء) پر جاری ہوتا ہے۔

مثلاً ایک شخص نے کھلی اراضی بہ ایں قول کہ یہ سو گز ہے۔ ایک ہزار قرش میں فروخت کی۔ پیمائش ہُوئی تو معلوم ہوا کہ یہ اراضی ۹۵ گز ہے۔ اس صُورت میں خریدار کو اختیار ہوگا کہ ایک ہزار قرش میں یہی ۹۵ گز خریدلے یا بیع کو فسخ کردے اور اگر پیمائش پر وہ اراضی سو گز سے زائد نکلی تو خریدار پُوری اراضی مع زائد حصّہ ایک ہزار قرش میں لے لے گا۔

اسی طرح کپڑے کا ایک ٹکڑا چارسو قرش میں فروخت کیا گیا کہ یہ آٹھ گز ہے اور قبا کے لیے کافی ہے۔ جب اس کپڑے کی پیمائش ہوئی تو کپڑا سات ہی گز نکلا۔ اس صورت میں خریدار کو حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کردے یا چارسو قرش میں وہی سات گز لے لے، اور اگر پیمائش پر وہ کپڑا نو گز نکلا پھر بھی خریدار ایک گز زائد کی کوئی قیمت نہیں دے گا بلکہ صرف چارسو قرش میں پُورا ٹکڑا لے لے گا۔

لیکن اگر کھُلی اراضی اس طور پر فروخت ہوئی کہ یہ سو گز ہے اور ہر گز کی قیمت دس قرش ہے۔ پیمائش پر وہ اراضی ۹۵ گز نکلی۔ تو خریدار کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو ۹۵۰ قرش قیمت ادا کرکے یہ ۹۵ گز زمین لے لے یا معاملۂ بیع کو فسخ کردے، اور اگر اراضی سو گز کی بجائے ۱۰۵ گز نکلی تو بھی خریدار کو اس پانچ گز زائد کی بھی قیمت دینی ہوگی اور ایک ہزار پچاس قرش ادا کرنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر کپڑے کا ایک تھان فروخت کیا گیا کہ یہ آٹھ گز ہے اور ایک قبا کے لیے کافی ہے اور ہر گز کی قیمت پچاس قرش ہے۔ پیمائش پر وہ کپڑا سات گز یا نو گز نکلا تو خریدار کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ یا تو معاملۂ بیع کو فسخ کر دے یا جو مقدار موجود ہے اس کی قیمت بحساب پچاس قرش فی گز ادا کر کے کپڑا لے لے۔ سات گز کے ۳۵۰ قرش اور نو گز کے لیے چار سو پچاس قرش، لیکن اگر اونی کھادی ہو۔ (جس کے ٹکڑے کرنے میں کوئی نقصان نہیں) تو جتنی مقدار پیمائش ہو اس کی قیمت ادا کرنی ہو گی یا جو زائد ہو گا وہ مال بایع کا ہو گا اور خریدار فروخت شدہ مقدار بیان کردہ قیمت ادا کر کے لے لے گا یا بیع فسخ کر دے گا۔

دفعہ ۲۲۷ اگر ایک مجموعی تعداد ایسی گنی جانے والی چیز کی فروخت کی گئی جس کی ہر وحدت میں تفاوت ہوتا ہے (یعنی العددیات المتفاوتۃ) اور اس کی مجموعی قیمت ہی صرف بیان کی گئی۔ پھر شمار کرنے پر وہ چیز بیان کردہ تعداد سے کم یا بیش نکلی تو دونوں صورتوں میں بیع فاسد ہو گی۔

مثلاً کسی نے بکریوں کا ایک ریوڑ فروخت کیا کہ یہ پچاس بکریاں ہیں اور ان کی قیمت ایک ہزار پانچ سو قرش ہے۔ شمار پر یہ بکریاں صرف چالیس نکلیں یا پچپن راس ثابت ہوئیں تو یہ بیع فاسد ہو گی۔

دفعہ ۲۲۸ اگر عددیات متفاوتہ کی مجموعی تعداد فروخت کی گئی اور فی عدد قیمت بھی ظاہر کر دی گئی، اب شمار میں وہ چیز بیان کردہ تعداد سے کم ثابت ہوئی تو خریدار کو اختیار حاصل ہو گا کہ بیع کو فسخ کر دے یا جو تعداد موجود ہے، وہ قیمت فی عدد ادا کرے اور اگر تعداد زیادہ نکلی تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

مثلاً بکریوں کا ایک ریوڑ فروخت کیا گیا کہ یہ پچاس بکریاں ہیں اور ہر بکری کی قیمت پچاس قرش ہے۔ شمار پر یہ بکریاں ۴۵ نکلیں تو خریدار کو اختیار حاصل ہو گا کہ بیع کو فسخ کر دے یا ۴۵ بکریاں ۲۲۵۰ قرش ادا کر کے لے لے اور اگر شمار میں بکریوں کی تعداد پچپن نکلی تو بیع فاسد ہو گی۔

دفعہ ۲۲۹ مندرجہ بالا دفعات میں جہاں خریدار کو فسخ بیع کا اختیار حاصل ہے، یہ اختیار صرف اسی وقت تک حاصل ہوگا جب تک خریدار نے مال فروخت شدہ پر قبضہ نہ کر لیا ہو۔ اگر خریدار نے اس علم کے باوجود کہ مال فروخت شدہ بیان کردہ مقدار یا تعداد سے کم ہے، مال فروخت شدہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا تو فسخ بیع کا اختیار ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ بیع کو فسخ کر دے۔

چوتھی فصل: ان چیزوں کا بیان جو بیع میں بغیر ذکر صریح داخل ہوتی ہیں، اور جو داخل نہیں ہوتی ہیں۔

دفعہ ۲۳۰ ہر وہ چیز جو اس مقام کے عرف عام میں مبیع (مال فروخت شدہ) میں داخل سمجھی جاتی ہے، معاملۂ بیع میں داخل مال فروخت سمجھی جائے گی۔ چاہے سودا کرنے میں اس کا ذکر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

مثلاً مکان کی فروخت میں باورچی خانہ اور مودی خانہ اور زیتون کے باغیچہ کی فروخت میں زیتون کے درخت بغیر ذکر و بیان داخل ہوں گے، اس لیے کہ مکان میں باورچی خانہ اور مودی خانہ داخل ہے اور زیتون کا باغیچہ زیتون کے درختوں کے ساتھ ہی باغیچہ ہوتا ہے، ورنہ خالی زمین ہوتا۔

دفعہ ۲۳۱ جو چیز مال فروخت شدہ کے ایک جز کا حکم رکھتی ہے یعنی ایسی چیز ہے کہ مقصدِ بیع کے لیے اسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی چیز بغیر ذکر مال فروخت شدہ کی بیع میں داخل ہوگی۔ مثلاً کوئی قفل فروخت کرے تو کنجی اس کے ساتھ ہی فروخت ہوگی۔ کوئی شیردار گائے فروخت کرے تو اس کا شیر خوار بچہ بھی اس کے ساتھ فروخت ہو جائیگا۔

دفعہ ۲۳۲ مال بیع (فروخت شدہ) کے تمام وہ توابع جو مستقلاً اس سے متصل ہوتے ہیں بغیر ذکر و تصریح کے بیع میں داخل ہوں گے۔ مثلاً گھر فروخت کیا گیا تو اس کے دروازوں میں جتنے قفل جڑے ہوئے ہوں گے، اس میں جتنی الماریاں جڑی ہوئی ہوں گی، دیواروں اور زمین پر جو کچھ نصب شدہ چیزیں ہوں گی۔ گھر کے احاطہ کے اندر جو باغیچے ہونگے، گھر سے شارع عام یا متصلہ گلی تک جو راستہ ہوگا۔ یہ سب داخل بیع ہوں گے۔

اسی طرح اگر کوئی زمین فروخت کی جائے تو جتنے درخت اس زمین پہ لگے ہوں گے وہ سب اس میں داخل ہوں گے کیونکہ یہ چیزیں گھر یا اراضی سے علیحدہ نہیں کی جاسکتیں ہیں، اسی لیے یہ سب بغیر ذکر و تصریح کے مال بیع میں داخل سمجھے جائینگے۔

دفعہ ۲۳۳ جو چیزیں مال مبیع کے مشمولات میں نہ ہوں، نہ وہ مستقلاً متصل توابع میں سے ہوں، نہ وہ مال مبیع کے جزء کے حکم میں ہوں اور نہ مقامی طور پر عرف عام میں، ان کا ساتھ ہی فروخت ہونا عادۃً جاری ہو تو ایسی چیزیں جب تک بہ تصریح بیع میں شامل نہ کی جائیں، مال مبیع میں داخل نہیں ہوں گی۔ البتہ وہ چیزیں بلا ذکر صریح داخل بیع ہونگی جن کا عرف عام میں مال مبیع کے ساتھ فروخت ہونا مروج ہو۔

مثلاً کسی مکان کی فروخت میں ضروری اشیاء کرسی، صندوق، تخت وغیرہ بغیر تصریح داخل بیع نہیں ہوں گے۔ اسی طرح گملے یا قابلِ انتقال پھول، پودے اور درخت بغیر ذکر صریح داخل بیع نہیں ہوں گے۔ اراضی کی فروخت میں فصل۔ درختوں کی فروخت میں پھل بغیر ذکر صریح کے داخل نہیں ہوں گے۔ لیکن گھوڑے کی لگام، اونٹ کی مہار اور اس قسم کی چیزیں جو عرف عام میں مال مبیع کے ساتھ ہی فروخت ہوتی ہیں، بغیر کسی ذکر صریح کے داخل بیع ہوں گی۔

دفعہ ۲۳۴ جو چیزیں محض تابع ہو کر مال مبیع میں داخل ہوں گی، قیمت میں ان کا کوئی حصّہ نہیں ہوگا۔ مثلاً فروخت کے بعد اونٹ کی مہار گم ہوگئی یا چوری ہوگئی تو قبضہ دیتے وقت اس وجہ سے قیمت کا کوئی حصّہ کاٹا نہیں جاسکتا۔

دفعہ ۲۳۵ وہ تمام اشیاء جن پر عقد بیع (بیعنامہ یا زبانی صیغۂ فروخت) کے عمومی الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ سب کی سب داخل بیع ہوں گی۔

مثلاً کسی نے کہا کہ میں نے تمہارے ہاتھ یہ مکان بہ جمیع حقوق فروخت کیا، تو حق مرور، حق شرب، حق سیلان وغیرہ سب اس میں داخل ہوگا۔

دفعہ ۲۳۶ کسی شے کے فروخت کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے جو اضافہ اس شے میں ہوگا، وہ خریدار کا مال سمجھا جائے گا۔ مثلاً ایک باغ فروخت کیا گیا

اور قبضہ دینے سے پہلے اس میں پھل پھول وغیرہ آ گئے تو یہ اضافہ اور زیادتی خریدار کا مال ہوگی۔ اسی طرح جانور فروخت کیا گیا اور قبضہ دینے سے پہلے اُس کے بچّہ ہُوا تو یہ بچّہ خریدار کا ہوگا (بایع کا اس میں کوئی حق نہیں)۔

باب سوم

ان مسائل کا بیان جو ثمن (قیمت) سے متعلق ہیں

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل: ان مسائل کا بیان جو قیمت کے احوال اور اوصاف سے متعلق ہیں۔

دفعہ ۲۳۷ بیع کے لیے قیمت کا بیان کر دینا ضروری ہے۔ اگر بیع بغیر بیان ثمن (قیمت) ہوئی تو یہ بیع فاسد ہوگی۔

دفعہ ۲۳۸ ضروری ہے کہ ثمن (قیمت) اچھی طرح معلوم ہو۔

دفعہ ۲۳۹ ثمن جب حاضر ہو تو اس کا مشاہدہ اور اس کی طرف اشارہ علم کے لیے کافی ہے لیکن جب حاضر نہ ہو تو اس کی صفات اور مقدار کے بیان کر دینے سے علم حاصل ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۲۴۰ جس مقام پر لین دین میں مختلف قسم کے دینار متداول ہوں، وہاں اگر بیع میں صرف اس قدر کہا گیا کہ اتنے دینار میں فروخت کیا اور دینار کی قسم نہ بتائی گئی تو بیع فاسد ہوگی۔ درہموں کا اس سلسلہ میں وہی حکم ہے جو دیناروں کا۔

دفعہ ۲۴۱ اگر بیع ایک مقدار معیّن قرش پر ہوئی ہو تو خریدار کو حق حاصل ہے کہ ممنوعہ نقود کے سوا جس سکّہ میں چاہے قیمت ادا کر دے۔ بایع کو یہ حق حاصل نہیں کہ کوئی خاص سکّہ ہی طلب کرے۔

دفعہ ۲۴۲ اگر معاملۂ بیع کے وقت ثمن (قیمت) کی نوعیت بیان کر دی گئی ہو تو خریدار پر لازم ہوگا کہ اسی خاص قسم کے سکّہ میں قیمت ادا کرے۔ مثلاً اگر معاملہ مجیدی، اشرفی یا انگریزی گنی یا فرنساوی گنی میں یا مجیدی ریال یا عمودی ریال میں ہوا ہے تو خریدار پر اُسی سکّہ میں ثمن (قیمت) ادا کرنا لازم ہوگا جس کی نوعیت بیان کر کے تعیّن کر دی گئی ہو۔

دفعہ ۲۴۳ معاملۂ بیع کے وقت اگرچہ نقد خاص کی تعیین کر دی گئی ہو، مگر وہی خاص سکّہ متعیّن و

مخصوص نہیں ہوسکتا۔ مثلاً اگر خریدار نے چار مجیدی اشرفی بایع کو دکھائی اور اس کے عوض کوئی چیز خریدی تو خریدار کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ جو اشرفی دکھائی تھی، بعینہٖ وہی اشرفی بائع کو دے بلکہ اسے اختیار حاصل ہے کہ اسی قسم کی کوئی مجیدی اشرفی قیمت میں ادا کرے۔

دفعہ ۲۴۴ وہ نقد جس کے اجزاء ہوتے ہیں، اگر اس کے کسی جزء پر سودا ہوا ہو تو خریدار کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اسی نوع کے دُوسرے اجزا سے نقد میں قیمت ادا کرے۔ اس بارے میں مقامی چلن کا اعتبار ہو گا۔ مثلاً کسی نے ریال مجیدی پر سودا کیا تو اسے اختیار حاصل ہے کہ نصف ریال یا چوتھائی ریال کے سکّوں میں قیمت ادا کرے۔

دُوسری فصل : اُدھار اور وعدۂ ادائیگی پر خرید و فروخت کے مسائل

دفعہ ۲۴۵ اُدھار اور وعدۂ ادائیگی پر اور بالاقساط ادائیگی پر بیع صحیح ہے۔

دفعہ ۲۴۶ لازم ہے کہ اُدھار میں مدت ادائیگی اور اقساط اچھی طرح معلوم ہوں۔

دفعہ ۲۴۷ اگر قیمت کی ادائیگی کا وقت بایع اور مشتری (فروشندہ و خریدار) دونوں کو معلوم ہو تو بیع صحیح ہو گی۔ مثلاً فلاں مہینہ، فلاں سنہ کی فلاں تاریخ یا امسال کی عید، بقرعید محرم وغیرہ۔

دفعہ ۲۴۸ قیمت کی ادائیگی کا وعدہ مدت غیر معیّن پر مثلاً بارش کے دن، بیع کو فاسد کر دے گا۔

دفعہ ۲۴۹ اگر اُدھار سودا کیا گیا اور مدت ادائیگی بیان نہیں کی گئی تو مدت ایک ماہ سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۲۵۰ اُدھار میں ادائیگی قیمت کی جو مدّت یا قسط مقرر کی گئی ہو، اس کا شمار مال فروخت کی سپُردگی سے ہو گا۔ مثلاً اگر کسی شخص نے ایک سال کے بعد قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر مال خریدا اور بایع نے ایک سال تک مال خریدار کے سپرد ہی نہیں کیا تو جس دن مال سپرد کرے گا، اس دن سے ایک سال ادائیگی کی مدّت شمار ہو گی۔ بایع کو اختیار حاصل نہیں ہو گا کہ سپُردگی پر ایک سال گزرنے سے پہلے قیمت کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

دفعہ ۲۵۱ مطلقاً معاملۂ بیع نقد خرید و فروخت ہی شمار ہوتا ہے۔ لیکن اگر مقامی عرف عام میں یہ طریقہ رائج ہو کہ مطلقاً بیع اُدھار یا بہ اقساط معینہ ہوا کرتی ہے تو مطلقاً بیع مقامی عرف عام کے بموجب اُدھار یا باقساط معینہ سمجھی جائے گی۔ مثلاً کسی نے بازار سے کوئی چیز خریدی اور قیمت کی ادائیگی کے لیے نقد یا اُدھار یا بالاقساط کا کوئی ذکر ہی نہیں آیا تو خریدار کو نقد قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ البتہ اگر مقامی عرف عام اور عادت اس مقام یہ ہو کہ قیمت پوری یا اس کا جزو ایک ہفتہ یا ایک مہینے کے بعد ادا کی جاتی ہے تو اس سلسلہ میں مقامی عرف عام کے بموجب عمل لازم ہوگا۔

باب چہارم

معاملۂ بیع کے بعد مالِ فروخت اور اسکی قیمت میں تصرّف سے متعلقہ مسائل کا بیان

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل : معاملۂ بیع ہو چکنے اور تقابض البدلین سے پہلے مال فروخت و زرِ ثمن (قیمت) میں تصرّف۔

دفعہ ۲۵۲ بایع کو یہ حق حاصل ہے کہ معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد زرثمن پر قبضہ ہونے سے پہلے زرثمن میں تصرّف کرے۔ مثلاً کسی شخص نے مال کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو اس کو اس کا حق حاصل ہے کہ اپنے قرض کی ادائیگی میں قرض خواہ کو زرثمن حوالے کر دے۔

دفعہ ۲۵۳ خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ مال فروخت پر قبضہ لینے سے پہلے اس مال کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن یہ صرف جائیداد غیر منقولہ کی حد تک جائز ہے ورنہ نہیں۔

دُوسری فصل : معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد مال فروخت یا زرثمن میں اضافہ یا کمی کرنے کا بیان۔

دفعہ ۲۵۴ بایع کو یہ حق حاصل ہے کہ معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد مال فروخت کی مقدار میں اضافہ کر دے اگر خریدار نے اسی مجلس میں اس اضافہ کو قبول کر لیا تو اسے بایع سے اضافہ طلب کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ بایع کے پچھتانے سے کچھ نہ ہو گا اور اگر خریدار نے اسی مجلس میں قبول نہ کر لیا اور اس کے بعد قبول کیا تو اس قبولیت کا کوئی اعتبار نہ ہو گا۔

مثلاً کسی نے بیس قرش میں بیس خربوزے خریدے اور اس کے بعد بایع نے کہا کہ تمہیں اور پانچ خربوزے میں نے دیئے۔ اب اگر خریدار نے اسی مجلس میں قبول کر لیا تو خریدار ۲۵ خربوزے لے گا اور بیس قرش قیمت ادا کرے گا۔ اور اگر خریدار نے اسی مجلس میں قبول نہ کیا بلکہ بعد کو قبول کیا تو بایع کو مزید پانچ خربوزے دینے پر مجبور نہیں

کیا جا سکتا۔

دفعہ ۲۵۵ خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد قیمت میں اضافہ کر دے۔ اگر بایع نے یہ اضافہ اسی مجلس میں قبول کر لیا تو بایع کو اضافہ کے مطالبہ کا حق حاصل ہو جائے گا۔ خریدار کے پچھتانے سے کچھ نہ ہو گا اور اگر اس مجلس میں قبول نہیں کیا بلکہ بعد کو قبول کیا تو اس قبولیت کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔

مثلاً کسی نے ایک ہزار قرش میں ایک جانور فروخت کیا۔ معاملہ ہو چکنے کے بعد خریدار نے کہا کہ میں تم کو مزید دو سو قرش اس کے دیتا ہوں اور بایع نے اسی مجلس میں قبول کر لیا تو خریدار کو بارہ سو قرش دینے پڑیں گے اور اگر بائع نے اسی مجلس میں قبول نہیں کیا بلکہ بعد کو قبول کیا تو خریدار کو مزید دو سو قرش دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ ۲۵۶ بایع کا معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد قیمت میں کوئی کمی کر دینا صحیح اور معتبر ہے۔ مثلاً کسی نے ایک مال سو قرش میں فروخت کیا اور اس کے بعد بائع نے کہا کہ قیمت میں سے بیس قرش میں نے چھوڑ دیا تو بایع کو اس مال کے مقابلہ میں صرف اسّی (۸۰) قرش لینے کا حق حاصل رہے گا۔

دفعہ ۲۵۷ معاملۂ بیع کے بعد بایع کا مال مبیع (فروخت شدہ) میں اور خریدار کا زر ثمن (قیمت) میں اضافہ یا کمی کر دینا اصل معاملۂ بیع سے ملحق ہو گا یعنی ایسا ہو گا کہ اصل معاملہ ہی اس مقدار پر ہوا ہے جو اضافہ یا کمی کے بعد ہوئی ہے۔

دفعہ ۲۵۸ معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد مال مبیع (فروخت شدہ مال) میں جو اضافہ بایع کرے، وہ بیان کردہ قیمت کے اندر ہی سمجھا جائے گا۔ مثلاً کسی نے آٹھ خربوزے دس قرش میں فروخت کیے، اس کے بعد بایع نے دو خربوزوں کا اضافہ کر دیا اور خریدار نے اسی مجلس میں قبول بھی کر لیا۔ تو یہ ایسا ہو گا کہ اس نے دس قرش میں دس خربوزے فروخت کیے اب اگر قبضہ دینے سے پہلے دو خربوزے جو زیادہ کیے تھے ضائع ہو گئے تو بایع پر لازم ہو گا کہ قیمت میں سے دو قرش چھوڑ دے۔ اسے اب آٹھ قرش سے زیادہ کے مطالبہ کا حق باقی نہیں رہا۔

اسی طرح اگر کسی نے ایک ہزار گز زمین دس ہزار قرش میں فروخت کی اور معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد بایع نے سو گز اراضی کا اس میں اضافہ کر دیا۔ اب اس پر کسی نے حق شفع کا دعوٰی کیا اور اسے وہ اراضی بحق شفعہ مل گئی تو شفیع مع ایک سو گز اضافے کے گیارہ سو گز اراضی دس ہزار قرش میں لے گا۔

دفعہ ۲۵۹ اگر خریدار نے بعد معاملۂ بیع زر ثمن (قیمت) میں کوئی اضافہ کیا تو قیمت مع اس اضافے کے مجموعی طور پر مجموعی مال مبیع (فروخت شدہ مال) کے مقابلہ میں ہوگی۔ لیکن یہ صرف ان ہی دونوں کے لیے ہوگا۔

مثلاً کسی نے ایک جائداد دس ہزار قرش میں خریدی۔ اس کے بعد قبضہ سے پہلے خریدار نے زر ثمن میں مزید پانچ سو قرش کا اضافہ کر دیا اور بایع نے اسی مجلس میں اس اضافہ کو قبول بھی کر لیا تو جائداد کی قیمت دس ہزار پانچ سو قرش ہو گئی۔ اب اگر کسی تیسرے شخص نے اس جائیداد پر حقیت کا دعوٰی کر دیا اور فیصلہ اس کے حق میں ہوا۔ جائیداد اس کے قبضے میں دے دی گئی تو خریدار بایع سے دس ہزار پانچ سو قرش وصول کرے گا، لیکن اگر کسی نے بحق شفع یہ جائیداد پالی تو شفیع صرف دس ہزار قرش ہی دے گا۔ کیونکہ اضافہ بعد معاملۂ بیع اصل معاملہ کا جز صرف ان ہی دونوں کے لیے ہوتا ہے جو معاملہ کر رہے ہوں۔ اور حق شفع معاملہ میں بیان کردہ قیمت کے بموجب ہوتا ہے۔ خریدار نے جو پانچ سو کا اضافہ کیا تھا اس کا شفیع پر کوئی اثر نہیں پڑیگا اور بایع کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ شفیع سے اضافہ کے پانچ سو قرش کا مطالبہ کرے۔

دفعہ ۲۶۰ اگر بایع نے قیمت بیان کردہ میں کوئی کمی کر دی تو مال فروخت شدہ بمقابلہ کم کی ہوئی قیمت کے ہوگا۔ مثلاً کسی نے ایک جائیداد دس ہزار قرش میں فروخت کی۔ اس کے بعد قیمت میں ایک ہزار قرش کی کمی کر دی تو جائیداد فروخت شدہ بمقابلۂ نو ہزار قرش ہو گئی، اب اگر اس پر شفع کا حق ثابت ہوا، تو اس اصول کے بموجب شفیع نو ہزار قرش ہی ادا کرے گا۔

دفعہ ۲۶۱ بایع کو یہ حق حاصل ہے کہ زر ثمن پر قبضہ سے پہلے زر ثمن پورے کا پورا معاف

کر دے۔ لیکن یہ معافی اصل معاملۂ بیع سے ملحق نہ ہوگی۔

مثلاً کسی نے دس ہزار قرش میں ایک جائیداد فروخت کی اور قبضہ سے پہلے ہی بایع نے زرِ ثمن تمام کا تمام خریدار کو معاف کر دیا۔ تو حق شفع رکھنے والے شفیع کو دس ہزار قرش ہی ادا کرنے پڑیں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ شفیع بھی اس جائیداد کو بلا قیمت ہی لے لے۔

باب پنجم

تسلیم اور تسلّم یعنی سپُردگی سے متعلقہ مسائل

(اس باب میں چھ فصلیں ہیں)

پہلی فصل : سپُرد کرنے اور سپردگی میں لینے کی حقیقت اور ان کی کیفیت۔

دفعہ ۲۶۲ قبضہ بیع میں شرط نہیں ہے لیکن جب معاملۂ بیع پُورا ہو جائے تو خریدار کو لازم ہے کہ پہلے ثمن (قیمت) سپرد کردے۔ اس کے بعد بایع پر لازم ہے کہ فروخت شدہ چیز خریدار کے سپُرد کردے۔

دفعہ ۲۶۳ فروخت شدہ شے کی سپُردگی تخلیہ سے ہو جاتی ہے۔ تخلیہ کا مطلب یہ ہے کہ بایع خریدار کو فروخت شدہ چیز پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دے اور کوئی وجہ ایسی نہ ہو جو خریدار کو فروخت شدہ چیز پر قبضہ کرنے میں مانع ہو سکے۔

دفعہ ۲۶۴ جب بایع کی طرف سے فروخت شدہ چیز کی سپُردگی ہو چکے تو یہ سمجھا جائے گا کہ خریدار کا اس پر قبضہ ہو گیا۔

دفعہ ۲۶۵ سپُردگی کی کیفیت فروخت شدہ چیز کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے۔

دفعہ ۲۶۶ اگر خریدار فروخت شدہ میدان یا الاراضی میں ہو اور اس زمین کو دیکھ رہا ہو اس وقت بایع کی طرف سے قبضہ کر لینے کی اجازت، اس اراضی کی سپُردگی سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۲۶۷ اگر ایسی زمین فروخت کی گئی ہو جس میں فصل لگی ہوئی ہو تو فروخت کرنے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی فصل کو کاٹ لے یا چَرا دے اور اراضی کو خالی کر کے خریدار کے سپُرد کر دے۔

دفعہ ۲۶۸ اگر ایسے درخت فروخت کیے گئے ہوں جن میں پھل موجود ہوں تو بایع کو مجبور کیا جائے گا کہ پھل توڑ لے اور درختوں کو خالی کر کے خریدار کے سپُرد کر دے۔

دفعہ ۲۶۹ اگر درختوں میں لگے ہُوئے پھل فروخت کیے گئے ہوں تو بایع کا مشتری کو یہ اجازت دے دینا کہ پھل توڑ لے، سپُردگی سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۲۷۰ اگر فروخت شدہ چیز ایسی جائیداد غیر منقولہ ہو جس کا کوئی دروازہ ہو اور قفل لگتا ہو۔ مثلاً کوئی مکان یا گودام وغیرہ اور خریدار اس کے اندر ہی موجود ہو۔ اس وقت بایع خریدار سے یہ کہے کہ میں نے یہ جائیداد تمہارے سپُرد کر دی تو یہ سپردگی ہو جائے گی اور اگر خریدار اس مکان کے اندر نہ ہو باہر ہو مگر اس قدر قریب ہو کہ فوراً اس کا دروازہ بند کر سکتا ہو اور قفل لگا سکتا ہو تو اس صورت میں بھی بایع کا قول مذکورہ بالا سپُردگی ہو گی اور اگر اتنا قریب ہو کہ خریدار جائیداد تک جا کر اس میں داخل ہو سکتا ہو اور اگر اتنا وقت بھی گزر جائے جو وہاں تک جانے اور جائیداد پر قابض ہونے کے لیے کافی ہو تو اس صُورت میں بھی بایع کا یہ کہہ دینا کہ میں نے یہ جائیداد تمہارے سپُرد کر دی ، سپُردگی سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۲۷۱ جس مکان میں قفل لگا ہوا ہو، اس کی کُنجی اگر بایع خریدار کو دے دے، تو یہ عمل سپردگی سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۲۷۲ جانور کا سر، کان یا ڈور پکڑ کر سپرد کیا جائے گا اور اسی طرح اگر جانور کسی ایسی جگہ پر ہو جہاں خریدار بغیر کسی دِقّت کے اس پر قبضہ کر سکتا ہے اور بایع خریدار کو دکھا کر اس پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دے تو یہ عمل بھی سپردگی سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۲۷۳ خریدار کی طلب پر کسی ناپی جانے والی شے کا ناپ کر یا کسی تولی جانے والی چیز کا تول کر اس برتن میں ڈال دینا جو خریدار نے مہیّا کیا ہو، عمل سپردگی ہو گا۔

دفعہ ۲۷۴ گھریلو اشیاء کی سپردگی اس طرح ہو گی کہ بایع خریدار کے ہاتھ میں دے دے گا یا اس کے پاس رکھ دے گا یا دکھا کر اس پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دے گا۔

دفعہ ۲۷۵ جو چیزیں ایک ساتھ ہی فروخت کی جائیں اور وہ کسی صندوق کے اندر ہوں یا گودام میں ہوں یا اس طرح کے کسی مقام پر ہوں جس میں قفل لگایا جاتا ہے تو بایع کی طرف سے اس کی کُنجی سپرد کر دینا اور خریدار کو قبضہ کر لینے کی اجازت دے دینا عمل سپردگی ہو گا۔

مثلاً اگر گیہوں کا ایک انبار یا کتابوں کا ایک صندوق تمام کا تمام ایک ساتھ فروخت کیا جائے تو انبار خانہ یا صندوق کی کنجی کا خریدار کے سپرد کرنا فروخت شدہ شے کی سپردگی ہوگی۔

دفعہ ۲۷۶ جب خریدار فروخت شدہ چیز پر قبضہ کر رہا ہو تو بایع کا اسے نہ روکنا قبضہ کی اجازت دینے کے برابر سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۲۷۷ خریدار کا بایع کی اجازت کے بغیر اور ادائے قیمت سے پہلے کسی شے پر قبضہ کر لینا معتبر نہیں ہے لیکن اگر خریدار نے بغیر اجازت بایع قبضہ کر لیا اور اس کے قبضے میں فروخت شدہ چیز ضائع ہوگئی یا غائب ہوگئی تو ایسی صورت میں یہ قبضہ معتبر شمار ہوگا۔

دُوسری فصل : فروخت شدہ چیز کو روک رکھنے کے احکام۔

دفعہ ۲۷۸ نقد فروخت کی صُورت میں بایع (فروخت کنندہ) کو یہ حق حاصل ہے کہ جب تک خریدار پُوری قیمت نہ ادا کردے فروخت شدہ چیز کو روک رکھّے۔

دفعہ ۲۷۹ اگر ایک ہی سودے میں متعدد چیزیں فروخت کی گئی ہوں تو بایع کو پُوری قیمت وصول ہونے تک تمام فروخت شدہ اشیاء کے روک رکھنے کا حق حاصل ہے۔ چاہے ان میں سے ہر چیز کی الگ الگ قیمت بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو۔

دفعہ ۲۸۰ خریدار کی طرف سے قیمت کے عوض کسی چیز کا رہن کر دینا یا کوئی کفیل دینا فروخت شدہ چیز کو روکنے کا جو حق بایع کو حاصل ہے، اس حق کو ساقط نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۲۸۱ اگر بایع نے فروخت شدہ چیز زرِ ثمن (قیمت) وصول ہونے سے پہلے خریدار کے حوالے کر دی تو اس نے فروخت شدہ چیز کو روک رکھنے کا اپنا حق ساقط کر دیا۔ اس صُورت میں اب بایع کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ خریدار سے فروخت شدہ چیز کو واپس لے اور پُوری قیمت وصول ہونے تک اسے روک رکھے۔

دفعہ ۲۸۲ اگر بایع نے کسی دُوسرے شخص کو وصولی قیمت کا اختیار دے دیا اور خریدار نے یہ حوالہ قبول بھی کر لیا تو بایع نے فروخت شدہ چیز کو روک رکھنے کا اپنا حق ساقط کر دیا۔ اس صُورت

میں بایع پر لازم ہے کہ فروخت شدہ چیز فوراً خریدار کے سپرد کردے۔

دفعہ ۲۸۳ اُدھار سودے میں بایع کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ فروخت شدہ چیز کو روک رکھے بلکہ اس پر لازم ہے کہ خریدار کے سپرد کردے اور قیمت کی ادائگی کا وقت آجانے پر قیمت وصول کرے۔

دفعہ ۲۸۴ اگر سودا نقد کیا ہوا اور اس کے بعد بایع نے قیمت کی ادائگی کے لیے وقت دے دیا تو بایع کا یہ حق ساقط ہو جائے گا کہ تا بہ ادائگی قیمت فروخت شدہ چیز کو روک رکھے اس صورت میں فروخت شدہ مال کا خریدار کے سپرد کردینا لازم ہے اور وقت آنے پر قیمت وصول کی جائے گی۔

تیسری فصل : مقام سپردگی۔

دفعہ ۲۸۵ معاملۂ بیع مطلقاً اس بات کا مقتضی ہے کہ فروخت شدہ مال، اس وقت جہاں ہو وہیں سپردگی عمل میں آئے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اسلامبول میں بیٹھ کر اپنا وہ گیہوں فروخت کیا جو اس وقت مقام تکفور طاغی میں ہے تو اس پر تکفور طاغی ہی میں گیہوں کی سپردگی واجب ہوگی، اسلامبول میں سپردگی واجب نہ ہوگی۔

دفعہ ۲۸۶ اگر خریدار کو معاملۂ بیع کے وقت یہ معلوم نہ ہو کہ فروخت شدہ مال کہاں ہے اور سودا ہو جانے کے بعد اس کو معلوم ہو تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ چاہے اس معاملہ کو فسخ کردے یا باقی رکھے اور مال جہاں موجود ہو، وہیں اس پر قبضہ کرے۔

دفعہ ۲۸۷ اگر کوئی مال اس شرط پر فروخت کیا گیا ہو کہ اس کی سپردگی کسی خاص مقام پر ہوگی تو بایع پر بموجب شرط اسی مقام پر سپردگی ضروری ہوگی، جو معاملۂ بیع میں مذکور ہو۔

چوتھی فصل : سپردگی کے اخراجات اور سپردگی کی تکمیل۔

دفعہ ۲۸۸ جو اخراجات ادائگی قیمت کے سلسلہ میں عائد ہوں گے مثلاً نقد کے شمار کرنے یا تولنے وغیرہ کے اخراجات، ان کی ذمہ داری صرف خریدار پر ہوگی۔

دفعہ ۲۸۹ جو اخراجات فروخت شدہ مال کی سپردگی پر عائد ہوں گے مثلاً تولنے اور ناپنے کے اخراجات وغیرہ ان کی ذمّہ داری صرف بایع پر ہوگی۔

دفعہ ۲۹۰ جو چیزیں بطور تخمینہ فروخت کی گئی ہوں، ان کے مصارف اور مشقّت خریدار پر ہوگی۔ مثلاً شاخوں میں لگے ہُوئے پھل تخمینہ پر فروخت ہُوئے تو شاخوں سے انہیں توڑنے اور جمع کرنے کے اخراجات خریدار پر عائد ہوں گے۔ اسی طرح گودام میں گیہوں تخمینہ سے فروخت کیا گیا تو گودام سے گیہوں کے نکالنے اور مشتری کے گھر پہنچانے کے اخراجات خریدار پر عائد ہوں گے۔

دفعہ ۲۹۱ جو چیزیں جانوروں پر بار کی ہُوئی فروخت ہوتی ہیں مثلاً لکڑی، کوئلہ وغیرہ تو ان کے خریدار کے گھر تک پہنچانے کا خرچ مقامی رواج کے مطابق عائد ہوگا۔

دفعہ ۲۹۲ بیعنامہ کے لکھنے کی اُجرت محکمہ میں اندراجات وغیرہ اخراجات خریدار کے ذمّہ ہونگے لیکن بایع پر لازم ہوگا کہ وہ محکمہ میں جا کر اقرار بیع کرے اور شاہد مہیّا کرے۔

پانچویں فصل : مال فروخت شدہ کے ضائع ہو جانے سے متعلق مسائل۔

دفعہ ۲۹۳ اگر مال فروخت شدہ بایع کے ہاتھ میں خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے ہی ضائع ہو جائے تو بایع کا مال ضائع ہوا۔ خریدار پر کوئی ذمّہ داری نہیں۔

دفعہ ۲۹۴ اگر مال فروخت شدہ خریدار کے قبضہ کے بعد ضائع ہو گیا تو خریدار کا مال ضائع ہوا۔ بایع پر اس کی کوئی ذمّہ داری نہیں۔

دفعہ ۲۹۵ خریدار نے مال مبیع پر قبضہ کر لیا اور ادائے ثمن (قیمت) سے قبل ہی مفلس ہو کر مر گیا، تو بایع کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ فروخت شدہ مال واپس لے لے، بلکہ بایع بھی دُوسرے قرض خواہوں کی طرح ایک قرض خواہ ہوگا۔

دفعہ ۲۹۶ مال مبیع پر قبضہ کرنے اور زرِ ثمن ادا کرنے سے پہلے خریدار مفلس ہو کر مر گیا تو بایع کو یہ حق حاصل ہے کہ خریدار کے ترکہ میں سے جب تک پُوری قیمت ادا نہ کر دی جائے، مال فروخت شدہ کو روکے رکھے۔ اس صُورت میں حاکم اس مال کو دوبارہ فروخت

کرے گا۔ اور اس کی قیمت سے بایع کا حق ادا کرے گا۔ اگر قیمت کم آئی تو بایع کو دے دی جائے گی اور باقی رقم بایع کی خریدار کے ذمّے قرض سمجھی جائے گی اور اگر قیمت زیادہ آئی تو بایع کو اصل قیمت دے کر باقی رقم دُوسرے قرضخواہوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔

دفعہ ۲۹۷ اگر بایع نے زرِ ثمن پر قبضہ کر لیا اور مال فروخت شدہ کی سپردگی سے پہلے مفلس ہو کر مر گیا تو یہ مال فروخت شدہ، خریدار کا مال ہو گا جو بایع کے ہاتھ میں امانت تھا۔ خریدار اپنا مال لے لے گا اور دُوسرے قرض خواہ اس میں کوئی مزاحمت نہیں کریں گے۔

چھٹی فصل: مال فروخت شدنی کی پسند و ناپسند۔

دفعہ ۲۹۸ خریدار نے جو مال پسند ناپسند پر لیا ہو (یعنی بایع سے خریدار نے مال لیا کہ وہ اسے خریدے گا دقیمت بھی طے ہو گئی)۔ اس کے بعد اگر خریدار کے ہاتھ وہ مال ضائع ہو گیا تو مال کی قیمت خریدار کے ذمّہ واجب الادا ہو گی، اور اگر مثلیات (ایسی چیزیں جو ایک دُوسرے کے مماثل ملا کرتی ہیں (جیسے صابن کی ایک ٹکیہ یا سگریٹ کا ایک ڈبہ، تو اسی طرح کا دُوسرا مال خریدار پر واجب ہو گا۔

اور اگر قیمت طے کیے بغیر خریدار نے لیا ہو تو مال بایع کا ہے اور خریدار کے ہاتھ میں ایک امانت ہے۔ اور اگر بلا قصد و ارادہ ضائع ہو گیا تو خریدار پر کچھ واجب نہ ہو گا۔ مثلاً بایع نے خریدار سے کہا کہ اس جانور کی قیمت ایک ہزار قرش ہے، لے جاؤ اگر پسند آ جائے تو خرید لینا اور خریدار اس جانور کو لے آیا اور وہ جانور خریدار کے ہاتھ میں ضائع ہو گیا تو خریدار پر واجب ہو گا کہ بایع کو اس جانور کی قیمت ایک ہزار قرش ادا کرے۔ اور اگر اس نے قیمت نہیں بیان کی بلکہ بایع نے یہ کہا کہ لے جاؤ پسند آ جائے تو خرید لینا اور خریدار لے آیا کہ پسند آ جائے گا، تو بایع سے قیمت طے کر کے لے لیں گے۔ اس صورت میں اگر وہ جانور خریدار کے قصد و ارادہ کے بغیر ہلاک ہو گیا تو خریدار پر ڈنڈ نہیں آئے گا۔

دفعہ ۲۹۹ جو مال دیکھنے یا کسی دوسرے کو دکھانے کے لیے لیا جائے، چاہے اس کی قیمت بیان کی گئی ہو یا نہ بیان کی گئی ہو، وہ مال امانت ہوگا اور اگر قصد و ارادہ کے بغیر ضائع ہو گیا تو کوئی ڈنڈ واجب الادا نہیں ہوگا۔

بابِ ششم

خیارات (اختیارات نفاذ بیع) کا بیان

پہلی فصل: خیار شرط (شرط نفاذ بیع) کا بیان۔

دفعہ ۳۰۰ کسی معاملۂ بیع میں یہ شرط کر لینا جائز ہے کہ بایع اور مشتری کو یا دونوں کو ایک معیّن و معلوم مدت کے اندر اس معاملہ کے باقی رکھنے یا توڑ دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ ۳۰۱ معاملہ میں جس نے یہ شرط کردی ہو، اس کو اس مقررہ مدت کے اندر جو بیع کے لیے معیّن کردی گئی ہو معاملۂ بیع کو فسخ کر دینے کا اختیار حاصل رہے گا۔

دفعہ ۳۰۲ مدّت خیار کے اندر بیع کو فسخ کر دینا یا اسے نافذ قرار دینا بذریعہ قول بھی ہو سکتا ہے اور بذریعہ فعل بھی۔

دفعہ ۳۰۳ بذریعہ قولاً نفاذ کے لیے کوئی لفظ جس سے رضامندی ظاہر ہو کافی ہے۔ مثلاً راضی ہوں یا سودا مان لیا وغیرہ۔ اسی طرح فسخ کے لیے بھی کوئی لفظ جس سے فسخ بیع ثابت ہو کافی ہے۔ مثلاً فسخ کیا، چھوڑ دیا وغیرہ۔

دفعہ ۳۰۴ فعلاً نافذ کر دینے کے لیے کوئی ایسا فعل جو رضامندی پر دلالت کرے اور فسخ کے لیے کوئی فعل جو نارضامندی پر دلالت کرے کافی ہوگا۔ مثلاً اگر خریدار کو خیار حاصل ہو اور مدّت خیار کے اندر ہی مالِ فروخت میں کوئی مالکانہ تصرّف کرے، جیسے فروخت کے لیے پیش کر دے، رہن یا اجارہ کر دے تو اسے خریدار کی طرف سے فعلاً نفاذ بیع سمجھا جائے گا اور بیع نافذ ہو جائے گی اور اگر بایع کو خیار حاصل ہو اور وہ کوئی اسی طرح کا مالکانہ تصرّف کرے جو عملاً فسخ ہو، تو اسے فعلاً فسخ بیع سمجھا جائے گا اور بیع فسخ ہو جائے گی۔

دفعہ ۳۰۵ اگر خیار کی مقرّرہ مدّت ختم ہو گئی اور صاحبِ خیار نے نہ تو فسخ کیا اور نہ بیع نافذ کیا

تو بیع نافذ اور مکمّل ہو جائے گی۔

دفعہ ۳۰۶ خیار شرط میں وراثت نہیں ہوتی۔ اگر بایع کو خیار شرط حاصل تھا اور مدت خیار کے اندر ہی مر گیا تو خریدار فروخت شدہ مال کا مالک ہو جائے گا۔ اور اگر خریدار کو خیار شرط حاصل تھا اور خریدار کا انتقال ہو گیا تو خریدار کے ورثا بغیر خیار کے اس مال کے وارث ہوں گے، انہیں کوئی خیار حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۳۰۷ اگر شرط خیار بایع اور مشتری دونوں کو یکساں حاصل ہو تو مدّت مقررہ کے اندر دونوں میں سے اگر ایک نے بھی فسخ بیع کر دیا تو بیع فسخ ہو جائے گی اور اگر ایک نے بیع کو نافذ کر دیا تو صرف نافذ کرنے والے کا خیار شرط ختم ہو گا۔ اختتام مدّت مقررّہ تک دوسرے فریق کو اختیار حاصل رہے گا۔

دفعہ ۳۰۸ اگر شرط خیار صرف بایع کو حاصل ہو تو مال فروخت شدہ اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہو گا بلکہ اسی کا مال سمجھا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر مال خریدار کے ہاتھوں میں ضائع ہو گیا تو خریدار پر زر ثمن واجب نہیں ہو گا بلکہ وہ قیمت بایع کو ادا کرے گا جو مشتری کے قبضہ کے دن اس کی ہوتی۔

دفعہ ۳۰۹ اگر شرط خیار صرف خریدار کو حاصل ہو تو مال فروخت شدہ بایع کی ملکیت سے خارج ہو جائے گا اور خریدار کی ملکیت شمار ہو گا۔ اب اگر ایسی صورت میں مال ضائع ہو گیا، تو جو قیمت طے ہو گئی تھی وہ خریدار کے ذمّہ واجب الادا ہو گی۔

دُوسری فصل: خیار وصف (مال فروخت شدہ کی صفات مبیّنہ سے پیدا شدہ اختیار)۔

دفعہ ۳۱۰ اگر کسی نے کوئی مال پسندیدہ صفت بیان کر کے فروخت کیا اور بعد میں ظاہر ہوا کہ مال مبیع میں یہ صفت نہیں ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہو گا کہ طے شدہ قیمت پر اس مال کو لے لے یا بیع کو فسخ کر کے مال واپس کر دے۔ اس اختیار کو خیار وصف کہا جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے ایک گائے فروخت کی اور بیان کیا کہ یہ دودھ دیتی ہے۔ بعد میں ظاہر ہوا کہ یہ دودھ نہیں دے رہی ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہو گا کہ اس بیع کو

نافذ کرے یا فسخ کردے۔ اسی طرح کسی نے رات کو ایک نگینہ سُرخ یاقوت کہہ کر فروخت کیا اور بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ زرد یاقوت ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ نگینہ لے لے یا واپس کردے۔

دفعہ ۳۱۱ خیار وصف میں وراثت ہوتی ہے، اگر خریدار مرگیا اور اس کے بعد ظاہر ہوا کہ مال فروخت شدہ میں وہ وصف نہیں ہے جو بایع نے بیان کی تھی تو خریدار کے وارثوں کو بیع کے فسخ کردینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ ۳۱۲ جس خریدار کو خیار وصف حاصل ہو، اگر اس نے مال مبیع میں مالکانہ تصرّف کردیا تو یہ خیار ختم ہوجائے گا۔

تیسری فصل : خیار نقد (ادائیگی ثمن (قیمت) سے پیدا شدہ اختیار)۔

دفعہ ۳۱۳ اگر بایع اور مشتری (خریدار) دونوں نے معاملۂ بیع میں یہ شرط کرلی کہ فلاں وقت تک اگر خریدار نے قیمت ادا نہ کردی تو یہ معاملۂ بیع کالعدم ہوگا۔ یہ بیع جائز ہے، اور اس صورت میں جو اختیار بایع کو حاصل ہوتا ہے، اس کو خیار نقد کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۳۱۴ اگر خریدار نے مدّت مقررہ کے اندر قیمت ادا نہ کردی تو یہ بیع فاسد ہوگی۔

دفعہ ۳۱۵ اگر خیار نقد والی بیع میں خریدار مرگیا تو بیع باطل ہوجائے گی۔

چوتھی فصل : خیار تعیین : (تعیّن مال فروخت سے پیدا شدہ اختیار)

دفعہ ۳۱۶ اگر بایع نے دو یا زیادہ اشیاء کی قیمت علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کردی اور مشتری کو اختیار دے دیا کہ بیان کردہ قیمت پر جو چاہے وہ لے لے۔ یا بایع ان میں جو چاہے دیدے تو بیع صحیح ہوگا۔ اور اس سے جو اختیار حاصل ہوگا، اسے خیار تعیین کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۳۱۷ خیار تعیین میں مدّت کی تعیین بھی ضروری ہے۔

دفعہ ۳۱۸ خیار تعیین جسے حاصل ہو اس پر یہ لازم ہے کہ مدّت مقرّرہ کے اندر مال فروخت شدہ (مبیع) کی تعیین کردے۔

دفعہ ۳۱۹ خیار تعیین وارث پر بھی منتقل ہوتا ہے۔
مثلاً بایع نے ایک خریدار کے سامنے ایک ہی جنس کے تین تھان کپڑوں کے پیش کیے اور ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمتیں بھی بتا دیں اور خریدار سے کہہ دیا کہ تین یا چار دن کے اندر ان میں سے جو تھان چاہیے لے لے، اور خریدار نے بھی یہ بات قبول کر لی تو معاملۂ بیع مکمل ہو گیا۔ مدت مقررہ گزر جانے کے بعد خریدار کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ان تینوں میں سے کوئی ایک تھان لے لے اور اس کی مقررہ قیمت بایع کو ادا کرے اور اگر تعیین سے پہلے خریدار کا انتقال ہو گیا تو اس کے ورثا بھی مجبور کیے جائیں گے کہ ایک تھان معیّن کر کے لیں اور اس کی مقررہ قیمت بایع کو ادا کر دیں۔

پانچویں فصل: خیار رویت (مال فروخت شدہ کے نہ دیکھنے کی وجہ سے پیدا شدہ اختیار)۔

دفعہ ۳۲۰ اگر کسی نے کوئی ایسی چیز خریدی جسے اس نے دیکھا نہیں ہے تو اسے یہ اختیار حاصل ہوگا کہ دیکھے اور ناپسند ہو تو معاملۂ بیع کو فسخ کر دے اس اختیار کو خیار رویت کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۳۲۱ خیار رویت وارث کو منتقل نہیں ہوتا۔ پس اگر دیکھنے سے پہلے خریدار فوت ہو گیا تو بیع نافذ ہو جائے گی اور وارثوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۳۲۲ خیار رویت بایع کو حاصل نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص وراثتہً ایک ایسے مال کا مالک ہو گیا کہ جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اور اس نے اس مال کو فروخت بھی کر دیا تو بیع مکمّل ہو گئی اور بایع کو خیار رویت حاصل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۳۲۳ خیار رویت کی بحث میں رویت (دیکھنے) سے مراد یہ ہے کہ مال کی کیفیت اور اسکے محلِّ وقوع سے اس حد تک واقفیت حاصل ہو جائے جو اس کی خریداری سے مقصود ہے۔ مثلاً روئی، تاگا اور سادہ کپڑا جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، اس کا ظاہری طور پر دیکھ لینا کافی ہے۔ منقوش و مشجر کو اس کے نقش اور سطح کو دیکھ لینا ضروری ہے، اگر بکری نسل کشی کے لیے خریدی جائے تو اس کے تھنوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ اگر گوشت کے لیے خریدی جائے تو پشت پر ہاتھ رکھ کر اور پچھلے حصوں کو ٹٹول کر دیکھنا

ضروری ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کو چکھ کر دیکھنا ضروری ہے۔ اب اگر خریدار نے ان طریقوں پر دیکھ لیا اور اس کے بعد خریدا تو اُسے خیار رویت حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۳۲۴ جو چیزیں نمونہ دکھا کر فروخت کی جاتی ہیں۔ ان کے لیے صرف نمونہ کا دیکھ لینا کافی ہوگا۔

دفعہ ۳۲۵ مال فروخت شدہ اگر نمونہ کے بموجب نہ ہوگا تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے اسے قبول کرے یا رد کردے۔ مثلاً گیہوں، گھی، تیل اور وہ تمام مصنوعات جو ایک ہی قسم کی تیار کی جاتی ہیں۔ اگر خریدار نے نمونہ دیکھ کر خریدا اور بعد کو ظاہر ہوا کہ مال جو اس سے ملادہ کمتر ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ اس بیع کو فسخ کردے۔

دفعہ ۳۲۶ مکان، دوکان، گودام اور دوسری جائیداد غیر منقولہ میں اس کی ہر ہر کوٹھڑی کو دیکھنا ضروری ہے اور اگر سب ایک ہی قسم کی اور یکساں ہی ہوں تو کسی ایک کا دیکھ لینا بھی کافی ہوسکتا ہے۔

دفعہ ۳۲۷ اگر مختلف و متفاوت چیزیں ایک ہی معاملۂ بیع میں خریدی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ دیکھنا ضروری ہے۔

دفعہ ۳۲۸ اگر مختلف و متفاوت چیزیں ایک ہی معاملہ میں خریدی گئی ہیں اور خریدار نے ان میں سے بعض کو دیکھ لیا ہو، تو جب باقی اشیا کو بھی دیکھے اور ناپسند کرے تو خریدار کو اس کا حق حاصل ہوگا کہ سب کو واپس کردے اور بیع فسخ کردے، لیکن اس کا حق نہیں حاصل ہوگا کہ جو دیکھ چکا ہو وہ رکھ لے اور باقی کو واپس کردے۔

دفعہ ۳۲۹ کسی نابینا آدمی کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ مگر اسے یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اگر بغیر علم کسی شے کو خریدے تو علم ہونے پر چاہے رکھے چاہے واپس کردے۔ مثلاً بغیر علم کے ایک مکان ایک نابینا خریدے تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جب اس مکان کی صفات کا علم اسے ہو تو اس بیع کو نافذ کرے یا فسخ کردے۔

دفعہ ۳۳۰ جب کسی نابینا کے سامنے کسی چیز کی پوری کیفیت بیان کردی جائے اور اس کے بعد وہ خریدے تو اس کو فسخ بیع کا اختیار حاصل نہیں رہے گا۔

دفعہ ۳۳۱ نابینا کا اختیار چھونے، سونگھنے اور چکھنے سے ختم ہوجائے گا۔ اگر وہ چیز ایسی ہو کہ

ان کا علم چھونے، سونگھنے اور چکھنے سے حاصل ہو سکتا ہو۔ نابینا نے اس طرح علم حاصل کر کے مال خریدا تو بیع صحیح ہوگی اور کوئی خیار رویت باقی نہیں رہے گا۔

دفعہ ۳۳۲ اگر کسی نے کسی مال کو دیکھا اور ایک مدّت کے بعد اس علم کے ساتھ مال کو خریدا کہ وہی مال ہے تو اسے خیار رویت حاصل نہ ہوگا۔ البتّہ اگر ظاہر ہو کہ جس حالت میں اس نے مال کو دیکھا تھا، اب خریداری کے وقت اس میں تغیّر واقع ہو چکا ہے تو اس صُورت میں خیار رویت حاصل ہوگا۔

دفعہ ۳۳۳ کسی مال کی خریداری یا قبضے کے لیے وکیل (ایجنٹ) خیار رویت میں اصل خریدار کا قائم مقام ہوگا۔ اس کا دیکھ لینا خریدار کا دیکھ لینا سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۳۳۴ قاصد جسے خریدار نے صرف اس کام کے لیے مقرر کیا ہو کہ مال کو قبضہ میں لے کر خریدار کے پاس بھیج دے، اس کے دیکھنے سے خریدار کا خیار رویت ساقط نہیں ہوگا۔

دفعہ ۳۳۵ خریدار نے مال فروخت شدہ میں اگر مالکانہ تصرّف کر دیا تو خیار رویت ساقط ہو جائیگا۔

چھٹی فصل: خیار عیب (مال فروخت شدہ میں کسی عیب کی وجہ سے پیدا شُدہ اختیار)۔

دفعہ ۳۳۶ خرید و فروخت کا معاملہ مطلقاً اس بات کا مقتضی ہے کہ فروخت شدہ مال سالم اور عیب سے پاک ہو، پس اگر بیع کے وقت نہ اس کے سالم ہونے اور عیب سے پاک ہونے کو بیان کیا گیا ہو اور نہ اس میں کسی عیب یا نقص کا اظہار کیا گیا ہو، تو یہ سمجھا جائے گا کہ مال فروخت شدہ عیب اور نقص سے پاک اور سالم ہے۔

دفعہ ۳۳۷ اگر کوئی چیز مطلقاً (بغیر دعوائے سلامتی و بغیر اظہارِ عیب و نقص، فروخت کی گئی اور بعد میں کوئی عیب و نقص اس چیز میں ایسا ظاہر ہو جو خریدار کے قبضے سے پہلے سے تھا تو خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس چیز کو طے شدہ قیمت پر خرید لے یا واپس کر کے بیع کو فسخ کر دے۔ اس حق کو خیار عیب کہا جاتا ہے۔ خریدار کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ مال فروخت شدہ کو اپنے پاس روک رکھے اور بائع سے بقدر نقص یا عیب زرِ ثمن کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

دفعہ ۳۳۸ عیب وہ بات ہے جس کی وجہ سے مال فروخت شدہ کی قیمت تاجروں اور جاننے والوں کے نزدیک کم ہو جائے۔

دفعہ ۳۳۹ عیب قدیم سے مراد وہ عیب ہے جو خریدار کے قبضے میں آنے سے پہلے سے بایع کی مِلک ہی میں پیدا ہوا ہو۔

دفعہ ۳۴۰ وہ عیب جو مال فروخت میں بیع کے بعد اور خریدار کے قبضے سے پہلے پیدا ہوا ہو، وہ بھی عیب قدیم شمار ہوگا جس کی وجہ سے خریدار کو مال واپس کر دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

دفعہ ۳۴۱ اگر بایع نے یہ بیان کر دیا ہو کہ مال میں یہ یہ عیب ہے اور اس کے بعد بھی خریدار نے خرید لیا تو خریدار کو خیارِ عیب حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۳۴۲ اگر بایع نے یہ کہہ کر مال فروخت کیا کہ اس میں کوئی عیب ہو تو وہ بری الذمہ ہے تو خریدار کو خیار عیب حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۳۴۳ اگر کسی نے کوئی چیز بہ جمیع عیوب خریدی تو اس کا دعویٰ خیار عیب کے متعلق نہیں سُنا جائیگا۔ مثلاً خریدار نے کوئی جانور خریدا اور کہہ دیا کہ جمیع عیوب کے ساتھ خریدا، لنگڑا، لولا جو بھی ہے لے لیا، تو پھر اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی خیار عیب کا دعویٰ کرے۔

دفعہ ۳۴۴ اگر خریدار نے عیب کا عِلم ہو چکنے کے بعد مال فروخت شدہ میں کوئی مالکانہ تصرّف کر دیا تو خیارِ عیب ساقط ہو جائے گا مثلاً یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ مال میں عیب ہے، خریدار نے وہی مال کسی دُوسرے کے ہاتھ فروخت کے لیے پیش کر دیا تو گویا عیب کے ساتھ قبول کر لیا۔ اس کے بعد وہ مال بایع کو واپس نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۳۴۵ اگر مال کے خریدار کے قبضے میں آنے کے بعد کوئی عیب پیدا ہوا، اور اس کے بعد اس مال میں کوئی قدیم عیب بھی معلوم ہوا تو مال واپس نہیں ہوگا بلکہ خریدار بایع سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کرنے اور بقدرِ نقص قیمت کی واپسی کا حقدار ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کپڑا خریدا اور اس کو قطع و برید کر لیا۔ اس کے بعد اس کپڑے

میں کوئی قدیم عیب ظاہر ہوا تو خریدار جو نقصان ہوا اور قطع کیا ہوا کپڑا نہیں واپس کر سکتا بلکہ وہ بقدر نقص قیمت کی واپسی کا مستحق ہوگا۔

دفعہ ۳۴۶ قیمت میں کمی کا تعین ایسے واقف کار لوگوں کی رائے سے ہوگا جو بے غرض ہوں مثلاً اگر کسی نے کپڑا ساٹھ قرش میں خریدا تھا اور واقف کاروں نے اس کپڑے کی قیمت ساٹھ قرش قرار دی اور عیب کے ساتھ ۴۵ قرش قرار دی تو فرق بقدر چوتھائی قیمت ہوا۔ خریدار پندرہ قرش واپس پانے کا مستحق ہوگا۔ اگر واقف کاروں نے کپڑے کی قیمت اچھی حالت میں ۸۰ قرش قرار دی اور عیب دار حالت میں ۶۰ قرش تو فرق وہی چوتھائی قیمت کا ہوا۔ مطالبہ پندرہ قرش کا ہوگا اور اگر کپڑے کی قیمت اچھی حالت میں پچاس قرش قرار دی اور عیب دار حالت میں چالیس قرش تو فرق بقدر ۱/۵ ہوا خریدار نے جتنے میں خریدا تھا اس کی ۱/۵ قیمت یعنی دس قرش کا مطالبہ کر سکے گا۔

دفعہ ۳۴۷ اگر جدید عیب جو پیدا ہوا ہو زائل ہو جائے تو عیب قدیم کی بنا پر مال واپس کیا جا سکتا ہے، مثلاً کسی نے ایک جانور خریدا۔ وہ جانور خریدار کے قبضہ میں آکر بیمار پڑ گیا، اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس جانور میں ایک قدیم عیب بھی ہے۔ وہ بیمار جانور کو واپس نہیں کر سکتا تھا بلکہ صرف قیمت میں کمی کا مطالبہ کر سکتا تھا، مگر اس کے بعد وہ جانور اچھا ہو گیا تو خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ عیب قدیم کی بنا پر وہ جانور بایع کو واپس کر دے۔

دفعہ ۳۴۸ اگر خریدار کے قبضہ میں جدید عیب پیدا ہو جانے کے باوجود فروخت شدہ مال کو واپس لینے کے لیے بایع راضی ہو جائے اور کوئی چیز واپسی مال میں مانع نہ ہو تو خریدار کو کسی قدیم عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کرنے کا کوئی حق باقی نہیں رہے گا۔ بلکہ خریدار کو مجبور کیا جائے گا کہ یا تو مال واپس کر دے، ورنہ اس کی طے شدہ قیمت ادا کرے۔ اگر خریدار مال کے اندر کوئی قدیم عیب معلوم ہونے کے باوجود اسے بیچ دے تو قیمت میں کمی کرنے کا کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مثلاً کسی نے ایک کپڑا خریدا۔ اور اس کو کاٹ کر ایک قمیص بیونت ڈالی۔ اب اس کپڑے میں ایک قدیم عیب کا اسے علم ہوا۔ اس نے وہ کٹی ہوئی قمیص کسی دوسرے کو فروخت کر دی، تو ایسی صورت میں اب وہ خریدار بایع سے کپڑے کی قیمت میں کمی کا کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا۔ بایع یہ کہہ سکتا ہے کہ میں وہ کٹی ہوئی قمیص واپس لینے کو تیار تھا۔ چونکہ خریدار نے بایع کو مال کی واپسی سے اپنے عمل کی بنا پر روک دیا، اس لیے اب اسے قیمت میں کسی کمی کے مطالبہ کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔

دفعہ ۳۴۹ خریدار کی طرف سے مالِ مبیع میں کسی چیز کا اضافہ خریدار کی طرف سے مال کی واپسی کا حق مثلاً کپڑا خریدا اور اسے سی دیا یا رنگ دیا۔ پودا خریدا اور اسے اپنی زمین میں لگا دیا۔

دفعہ ۳۵۰ مال فروخت شدہ کے واپس دینے میں اگر کوئی وجہ مانع پائی جائے تو بایع کو یہ حق حاصل نہیں کہ مال واپس لے۔ اگرچہ وہ جدید پیدا شدہ عیب کے ساتھ واپس لینے کو تیار رہو، بلکہ بایع کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ مقررہ زرِ ثمن میں کمی کر دے اور اتنی قیمت خریدار کو واپس کر دے۔ حتیٰ کہ خریدار نے اگر بایع کو مال میں کسی عیب قدیم کی اطلاع دینے کے بعد اگر مال کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت بھی کر دیا۔ پھر بھی خریدار کو یہ حق حاصل رہے گا کہ بایع سے قیمت کی کمی اور بقدر زرِ ثمن کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

مثلاً کسی نے ایک کپڑا خریدا اور کاٹ کر قمیص سلوا لی۔ اب اس کپڑے میں کسی قدیم عیب کی اطلاع ہوئی تو بایع اگرچہ واپس لینے کو راضی ہو مگر اسے واپس لینے کا حق نہیں، بلکہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ خریدار کو زرِ ثمن میں کمی کر کے بقدر فرق زرِ ثمن واپس کر دے۔ اگر خریدار نے وہ قمیص بایع کو عیب کی اطلاع دینے کے بعد کسی کے ہاتھ فروخت بھی کر دی پھر بھی بایع زرِ ثمن میں کمی کرنے کا اس کا مطالبہ ساقط نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خریدار نے اصل مال پر سلائی کر کے اپنے مال کا اضافہ کر دیا۔ بایع کو سِلا ہوا کپڑا واپس لینے کا کوئی حق حاصل نہ رہا۔ اب جو خریدار نے اس قمیص کو فروخت کر دیا تو یہ عمل بایع کو مال کی واپسی میں مانع نہیں ہوا۔

دفعہ ۳۵۱ اگر کئی چیزیں ایک ہی ساتھ ایک ہی معاملۂ بیع کے ذریعہ فروخت کی گئیں اور ان میں سے بعض میں عیب نِکلا۔ اگر یہ عیب قبضہ سے پہلے ظاہر ہُوا تو اس صورت میں خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ بیع کو فسخ کر دے یا پُوری طے شدہ قیمت میں سب مال اُٹھالے۔ یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اچھا مال لے لے اور عیب دار واپس کر دے۔ اور اگر قبضہ لینے کے بعد عیب ظاہر ہوا ہے تو اس کی دو صُورتیں ہیں۔ اگر مال کی نوعیت ایسی ہے کہ اس کے الگ الگ کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے تو سارا مال واپس کرنے کا خریدار کو بایع کی رضامندی کے بغیر حق نہیں ہوگا۔ اگر مال کی نوعیت ایسی ہے کہ ان کے الگ الگ کرنے میں ضرر و نقصان ہے تو خریدار پُوری قیمت میں سارا مال قبول کرے گا یا سارا مال واپس کر کے بیع کو فسخ کر دے گا۔

مثلاً کسی نے دو ٹوپیاں چالیس قرش میں خریدیں۔ قبضہ سے پہلے معلوم ہوا کہ ایک عیب دار ہے اور دُوسری درست ہے تو خریدار دونوں خریدے گا یا دونوں ٹوپیوں کو واپس کرے گا۔ یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ایک ان میں سے لے لے اور دُوسری واپس کر دے، لیکن اگر یہ عیب قبضہ کے بعد ظاہر ہُوا تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اچھی ٹوپی رکھ لے اور عیب دار ٹوپی واپس دے کر اس کے حِصّے کی قیمت واپس لے لے لیکن اگر ٹوپی کی بجائے پائتابوں کی ایک جوڑی خریدی اور قبضے کے بعد ایک میں عیب نِکلا تو پُوری جوڑی واپس کرے گا، یا چاہے تو مع عیب کے قبول کرے۔ یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ ایک پیر کا پائتابہ واپس کر دے اور آدھی قیمت واپس طلب کرے۔

دفعہ ۳۵۲ اگر کسی شخص نے ناپی اور تولی جانے والی اشیاء کی ایک مقدار خریدی اور قبضہ نہیں کیا۔ اس کے بعض حِصّہ میں عیب پایا تو اس کو حق حاصل ہوگا کہ پُوری قیمت میں پُوری مقدار فروخت شدہ قبول کر لے یا فسخ کر کے معاملہ کو ختم کر دے۔

دفعہ ۳۵۳ اگر کسی نے جو، گیہوں یا اسی قسم کا اناج خریدا اور اس میں مٹی کنکر تھے تو بازار کے

مقامی رواج پر عمل ہوگا۔ اگر مٹی اتنی ہے کہ رواجاً اتنی ہوتی ہی ہے تو بیع صحیح ہوگی، اور اگر اتنی ہے کہ لوگ اسے عیب سمجھتے ہیں تو خریدار کو اختیار ہوگا کہ بیع قائم رکھے یا فسخ کردے۔

دفعہ ۳۵۴ انڈے، اخروٹ اور اس قسم کی چیزوں میں سے اگر کچھ بیکار اور خراب نکلے، تو عرفاً جتنے خراب نکلا کرتے ہیں مثلاً دو تین فی صد اس حد تک قابلِ معافی ہیں۔ اور اگر خراب زیادہ نکلے مثلاً دس فیصد تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ سارا مال رکھ لے یا سارا ہی واپس کر کے بیع فسخ کردے اور اپنی دی ہوئی پوری قیمت واپس لے لے۔

دفعہ ۳۵۵ اگر فروخت شدہ مال تمام کا تمام ناکارہ نکلے تو بیع باطل ہے۔ خریدار کو بایع سے پورا زرِ ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہے۔ مثلاً کسی نے اخروٹ لیے یا انڈے خریدے اور وہ سارے ہی خراب و ناکارہ نکلے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ بایع سے اپنی دی ہوئی پوری قیمت (زرِ ثمن) واپس وصول کرے۔

ساتویں فصل : غبن اور فریب (ورغلانا)۔

دفعہ ۳۵۶ اگر معاملۂ بیع میں غبن فاحش پایا جائے مگر ورغلانے اور بہکانے کی کوئی صورت نہ ہو تو جس کا مال غبن ہوا ہو اسے بیع کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل نہیں، لیکن اگر صرف غبن ہی ہو، مگر ہو مال یتیم میں تو بیع صحیح نہ ہوگی۔ مال وقف اور بیت المال بھی مال یتیم کے حکم میں ہے۔

دفعہ ۳۵۷ اگر بایع اور مشتری میں سے ایک نے دوسرے کو ورغلایا اور اس معاملہ میں غبن فاحش پایا گیا تو جس کا مال غبن ہُوا ہو اسے معاملۂ بیع کو فسخ کردینے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ ۳۵۸ اگر وہ فریق جس کو ورغلا کر دھوکا دیا گیا ہو، فوت ہو جائے تو دعویٰ کا حق وارث کو منتقل نہ ہوگا۔

دفعہ ۳۵۹ اگر خریدار کو دھوکا دیا گیا اور خریدار نے اطلاع پانے کے بعد مال مبیع میں مالکانہ

تصرّف کرلیا تو فسخ کا حق ساقط ہوگیا۔

دفعہ ۳۶۰ اگر وہ مال مبیع جس کی بیع میں غبن اور دھوکا دیا گیا ہو ضائع ہو جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا، یا زمین کے خریدار نے اس زمین پر کوئی عمارت بنادی تو جسے دھوکا دیا گیا ہو، اس کا یہ حق کہ بیع کو فسخ کردے، باقی نہ رہے گا۔

باب ہفتم

بیع کی اقسام اور اس کے احکام کا بیان

پہلی فصل : بیع کی اقسام۔

دفعہ ۳۶۱ انعقاد بیع کے لیے یہ شرط ہے کہ رُکن بیع اُس سے صادر ہو جو اس کا اہل ہو۔ عاقل اور صاحبِ تمیز ہو اور معاملۂ بیع اس مقام و محل میں ہو جہاں بیع کا حکم صحیح ہوسکے۔

دفعہ ۳۶۲ اگر بیع کے کسی رُکن میں خلل ہو تو بیع باطل ہوگی جیسے کسی مجنون کی بیع۔

دفعہ ۳۶۳ قابل حکم بیع محل کا مطلب یہ ہے کہ مال فروخت (مبیع) موجود ہو، اس کا سپرد کرنا بایع کے اختیار و اقتدار میں ہو۔ وہ ایسا مال ہو جو مال متقوم سمجھا جا سکے، اس لیے کسی معدوم شے کی بیع یا ایسی چیز کی بیع جو مال متقوم نہ ہو، بیع باطل ہے۔

دفعہ ۳۶۴ اگر بیع کے انعقاد کی شروط موجود ہوں مگر کسی خارجی وجہ کی بنا پر وہ بیع غیر قانونی ہو تو بیع فاسد ہوگی مثلاً مال فروخت مال مجہول ہو یا زرِ ثمن میں کوئی خلل واقع ہو۔

دفعہ ۳۶۵ نفاذ بیع کے لیے یہ شرط ہے کہ بایع مال مبیع کا مالک ہو یا مالک کی طرف سے مختار ہو، یا ولی ہو، یا وصی ہو اور مال مبیع کسی غیر کے حق سے بری ہو۔

دفعہ ۳۶۶ بیع فاسد میں قبضہ کے بعد بیع نافذ ہو جائے گی یعنی اس صورت میں خریدار کا تصرّف اس میں جائز ہوگا۔

دفعہ ۳۶۷ اگر بیع میں کسی قسم کا خیار واقع ہو تو بیع لازمی نہ ہوگی۔

دفعہ ۳۶۸ کسی بیع میں مال فروخت شدہ پر دُوسرے کا حق پایا جائے جیسے بیع فضولی، یا بیع مرہون تو ایسی بیع صاحب حق کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ اگر وہ اجازت دے دے تو بیع ہوگی ورنہ نہیں۔

دُوسری فصل : مختلف انواعِ بیع کے احکام

دفعہ ۳۶۹ ایک منعقد بیع (صحیح و مکمل بیع) کا حکم یہ ہے کہ خریدار مال مبیع کا اور بایع زرِ ثمن (قیمت) کا مالک ہو جائے۔

دفعہ ۳۷۰ بیع باطل کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اگر خریدار نے مال مبیع پر قبضہ بھی کر لیا تو یہ مال بایع کا ہے۔ خریدار کے ہاتھ میں امانت ہوگا، اگر خریدار کے قصد و ارادہ کے بغیر ضائع ہو گیا تو خریدار پر ضمان (ڈنڈ) واجب نہ ہوگا۔

دفعہ ۳۷۱ بیع فاسد پر خریدار کے قبضہ کے بعد حکم بیع عائد ہوگا۔ یعنی اگر خریدار نے بایع کی اجازت سے مال مبیع پر قبضہ کر لیا تو خریدار اس مال کا مالک ہو جائے گا۔ اب اگر اس کے بعد وہ مال ضائع ہو گیا تو خریدار پر ضمان (ڈنڈ) واجب ہوگا۔ اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی یا ویسی ہی چیز دینی پڑے گی۔

دفعہ ۳۷۲ بیع کے دونوں فریقوں کو بیع فاسد کے فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن اگر مال خریدار کے قبضہ میں ضائع ہو گیا یا خود اس نے ضائع کر دیا یا بیع صحیح کے ذریعے یا ہبہ کے ذریعہ اُس نے اپنے قبضہ سے باہر کر دیا یا اس کے ساتھ اپنا کوئی مال ملحق کر دیا مثلاً مکان خریدا اور اس کی مرمّت وغیرہ کی یا زمین خریدی اور اس میں درخت لگا دیئے۔ یا مال مبیع میں ایسا تغیّر کر دیا کہ اس کا نام ہی بدل گیا۔ مثلاً گیہوں خریدا تھا، آٹا پسوا لیا تو ان صُورتوں میں فسخ بیع کا حق ساقط ہو جائیگا۔

دفعہ ۳۷۳ اگر ایک بیع فاسد کو فسخ کیا گیا اور بایع قیمت پر قبضہ کر چکا تھا تو خریدار کو حق حاصل ہے کہ جب تک بایع سے قیمت واپس وصول نہ کر لے مال مبیع کو اپنے پاس روک رکھے۔

دفعہ ۳۷۴ بیع اگر بیع نافذ ہے تو اس پر فوراً عمل ہوگا

دفعہ ۳۷۵ بیع جب کہ لازم و نافذ ہو تو بایع اور خریدار کسی کو بھی اس سے رجُوع کر لینے کا حق حاصل نہیں ہے۔

دفعہ ۳۷۶ اگر بیع غیر لازم ہے تو جس کو خیار حاصل ہو، اسی کو فسخ کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ ۳۷۷ بیع موقوف میں حکم بیع اجازت کے بعد عائد ہوگا۔

دفعہ ۳۷۸ بیع فضولی (ایک غیر شخص کی طرف سے بیع جو نہ مالک ہو، نہ مختار، نہ ولی، نہ وصی) کی صورت میں مالک، یا مختار یا وصی یا ولی کی اجازت کے بعد بیع نافذ ہو جائے گی۔ ورنہ بیع فسخ ہو جائے گی۔ اجازت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ بایع مشتری، مال مبیع اور شخص اجازت دہندہ سب قائم ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ہلاک ہو گیا تو اجازت صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ ۳۷۹ بیع مقایضہ (تبادلۂ شئے بہ شئے) میں دونوں بدلیں، مال مبیع کے حکم میں ہوتی ہیں اس لیے ان کی شرائط بھی مال مبیع (مال فروخت) کی ہوں گی۔ اگر ایک دوسرے کو مال کی سپردگی میں کوئی نزاع پیدا ہو تو لازم ہوگا کہ دونوں مال ایک دوسرے کو ایک ساتھ ہی سپرد کیے جائیں۔

تیسری فصل : بیع سلم (زر ثمن کی موجودگی اور مال کی عدم موجودگی میں پیشگی خرید و فروخت)۔

دفعہ ۳۸۰ معاملۂ سلم بھی بیع کی طرح سے ایجاب و قبول کے ذریعہ منعقد ہوتی ہے۔ اگر خریدار نے بایع سے کہا کہ سو من گیہوں پر ایک ہزار قرش تم کو دیئے اور بایع نے قبول کر لیا، تو معاملۂ سلم منعقد ہو گیا۔

دفعہ ۳۸۱ معاملۂ سلم صرف ان ہی اشیاء میں صحیح ہو سکتا ہے جن کی مقدار متعیّن کی جا سکے اور جن کی اچھائی، بُرائی کا تعین کیا جا سکے۔

دفعہ ۳۸۲ المکیلات (ناپی جانے والی اشیاء)، الموزونات (تولی جانے والی اشیا)، المذروعات (پیمائش کی جانے والی اشیاء)، کی تعیین پیمانوں اور اوزان کے ذریعہ پوری طرح ہونی ضروری ہے۔

دفعہ ۳۸۳ وہ چیزیں جو تقریباً ایک دوسرے سے برابر ہوتی ہیں اُن کی تعیین شمار اور وزن دونوں طرح ہونی چاہیئے۔

دفعہ ۳۸۴ گنی جانے والی اشیاء جیسے اینٹیں، ان کا بھی متعین ہونا ضروری ہے۔

دفعہ ۳۸۵ کھادی اور جوٹ وغیرہ وہ چیزیں جو گزوں سے پیمائش کی جاتی ہیں ان میں طول عرض، بنائی کی تفصیلات، بنائی کی قسمیں وغیرہ پوری طرح متعین ہونی چاہئیں۔

دفعہ ۳۸۶ معاملۂ سلم میں مال مبیع کی پوری تفصیلات کا بیان ضروری ہے۔ مثلاً گیہوں، چاول، ان کی اقسام، ان کی اچھائی، برائی، زرِ ثمن کی مقدار، مال مبیع کی مقدار، مال کی سپردگی کا مقام، سپردگی کا وقت یہ سب کچھ بغیر کسی ابہام کے بیان ہونا ضروری ہے۔

دفعہ ۳۸۷ معاملۂ سلم کے صحیح ہونے اور باقی رہنے کے لیے یہ شرط ہے کہ جس مجلس میں معاملہ ہو زرِ ثمن (قیمت مقررہ) اسی مجلس میں بایع کو دے دی جائے۔ اگر بایع اور مشتری زرِ ثمن کی ادائگی کے بغیر الگ ہوگئے تو معاملۂ سلم فسخ ہو جائے گا۔

چوتھی فصل : فرمائش پر کوئی چیز بنوانے کا بیان۔

دفعہ ۳۸۸ اگر کسی شخص نے کسی صنعت گر سے کہا کہ میرے واسطے فلاں چیز اتنے قرش پر بنا دو اور صنعت کار نے قبول کر لیا تو بیع استصناع منعقد ہوگئی۔ مثلاً کسی نے اپنا پیر دکھا کر کاری گر سے کہا کہ فلاں قسم کا ایک جفت موزہ میرے واسطے اتنے قرش میں بنا دو اور کاری گر نے قبول کر لیا۔ یا کسی بڑھئی سے بات چیت کی کہ میرے لیے اتنے قرش میں ایک ناؤ یا ایک کشتی جس کا طول یہ ہو، عرض یہ ہو، اور اس کی پوری کیفیت یہ ہو، یہ ہو، بنا دے اور بڑھئی نے یہ فرمائش قبول کر لی تو بیع استصناع کا معاملہ ہوگیا۔ یا کسی نے ایک کارخانہ دار کو کہا کہ میرے لیے ایسی ایسی (پوری تفصیلات) کی بندوق اتنے قرش میں بنا دو اور کارخانہ دار نے قبول کر لیا تو بیع استصناع کا معاملہ منعقد ہو گیا۔

دفعہ ۳۸۹ عام طور پر جو چیزیں فرمائش پر بنوائی جاتی ہیں ان کے لیے استصناع کا معاملہ مطلقاً صحیح ہے اور جن چیزوں کے لیے یہ طریقہ عام طور پر رائج نہیں ہے اگر ان کے لیے معاملہ ہو اور مدت متعین کر دی گئی ہو تو اسے بیع سلم سمجھا جائے اور اس پر بیع سلم کے احکام جاری ہوں گے اور اگر مدت نہیں متعین کی گئی تو اسے بھی معاملۂ بیع استصناع

سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۳۹۰ استصناع میں مصنوع کی پُوری کیفیت اور تفصیلات مطلوبہ کا بیان لازمی ہے۔

دفعہ ۳۹۱ استصناع میں معاملہ کے وقت قیمت (زرِ ثمن) کا ادا کر دینا ضروری نہیں ہے۔

دفعہ ۳۹۲ جب معاملہ بیع استصناع ہو گیا تو کسی فریق کو اس سے رُوگردانی کا حق حاصل نہیں البتہ اگر مطلوبہ شے ویسی نہ ہوئی جیسی کہ معاملہ میں بیان کی گئی تھی تو صاحبِ فرمائش کو فسخ معاملہ کا حق حاصل ہوگا۔

پانچویں فصل : بیع مریض کے احکام میں۔

دفعہ ۳۹۳ اگر کسی شخص نے اپنے مرض موت میں اپنے وارثوں میں سے کسی کے ہاتھ اپنا کوئی مال فروخت کر دیا تو یہ بیع دُوسرے تمام ورثاء کی اجازت پر موقوف ہو گی۔ اگر مریض کی وفات کے بعد ورثاء نے اجازت دے دی تو بیع نافذ ہو گی، ورنہ فسخ ہو جائے گی۔

دفعہ ۳۹۴ اگر کسی شخص نے مرضِ موت میں اپنا کوئی مال غیر آدمی (جو وارث نہ ہو) کے ہاتھ فروخت کیا اور پُوری قیمت پر فروخت کیا تو بیع صحیح ہو گی، اور اگر پُوری قیمت سے کم پر فروخت کیا تو یہ بیع (بیع محاباۃ) یعنی بیع بہ نقص ثمن ہو گی۔ اس صُورت میں اگر کمی بقدر ایک ثلث ہے تو بیع صحیح ہو جائے گی اور وارثوں کو اس کے فسخ کرنے کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اور اگر کمی ایک ثلث سے زیادہ ہو گی تو خریدار سے قیمت کے پُوری کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ اگر پُورا کر دیا تو بیع صحیح ہو جائے گی، ورنہ ورثاء کو اختیار حاصل ہو گا کہ بیع کو فسخ کر دیں۔

مثلاً ایک شخص کا مال صرف ایک مکان تھا اور اس مکان کی قیمت پندرہ سو قرش تھی۔ ایک شخص نے اپنا یہ مکان مرضِ موت میں ایک غیر وارث شخص کو ایک ہزار قرش میں فروخت کر دیا اور مکان اس کے سپرد بھی کر دیا۔ اس کے بعد بائع کا انتقال ہو گیا تو چونکہ قیمت میں کمی بقدر ایک ثلث ($\frac{1}{3}$) یعنی پانچ سو واقع ہوئی ہے۔ وارثوں کو اس بیع کے توڑ دینے (فسخ کرنے) کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اور اگر اس نے صرف پانچ سو

قرض میں فروخت کر دیا تو چونکہ کمی قیمت میں ایک ثلث (۱/۳) سے زیادہ واقع ہو رہی ہے اس لیے وارثوں کو اختیار حاصل ہو گا کہ خریدار سے تکمیل قیمت کا مطالبہ کریں، اگر خریدار یہ قیمت ادا کرے تو بیع نافذ ہو گی۔ ورنہ وارثوں کو حق حاصل ہو گا کہ بیع کو فسخ کر کے مکان واپس لے لیں۔

دفعہ ۳۹۵ اگر کسی نے مرض موت میں اپنا مال پوری قیمت سے کم پر فروخت کر دیا، اور مقروض حالت میں فوت ہو گیا۔ تو اگر اس کا پورا ترکہ ادائے قرض میں ڈوب جاتا ہے تو قرض خواہوں کو یہ حق حاصل ہے کہ خریدار سے پوری قیمت کی تکمیل کا مطالبہ کریں اگر خریدار قیمت کی تکمیل نہ کرے تو قرض خواہ اس معاملۂ بیع کو فسخ کر سکتے ہیں۔

چھٹی فصل : بیع بالوفا (یعنی کسی قرض کی ادائیگی میں مال کو بیع کرنا)۔

دفعہ ۳۹۶ بیع بالوفاء میں جیسے بایع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ زرثمن خریدار کو دے کر اپنا مال واپس لے لے۔ اسی طرح خریدار کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ مال واپس کر کے زرثمن اپنا واپس لے۔

دفعہ ۳۹۷ بیع بالوفاء میں بایع یا مشتری کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ مال مبیع کو کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کر دے۔

دفعہ ۳۹۸ بیع بالوفاء میں اگر یہ شرط کر لی جائے کہ مال مبیع کے نفع کا ایک حصّہ خریدار کے لیے ہو گا تو یہ صحیح ہو گا۔ مثلاً بایع اور مشتری گفتگو کر کے دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ انگور کا جو باغ بیع الوفاء کیا گیا ہے۔ اس کا پھل بایع اور مشتری (خریدار) نصف نصف بانٹ لیں گے تو یہ شرط جائز ہو گی اور اس کا پورا کرنا لازم ہو گا۔

دفعہ ۳۹۹ اگر بیع بالوفاء میں مال مبیع کی قیمت قرض کے برابر ہو اور مال خریدار کے ہاتھ میں ضائع ہو جائے تو قرض اس کے مقابلہ میں ساقط ہو جائے گا۔

دفعہ ۴۰۰ اگر مال مبیع کی قیمت دین سے کم ہو اور خریدار کے ہاتھ میں مال ضائع ہو جائے تو قرض بقدر قیمت ساقط ہو گا اور خریدار بایع سے باقی قرض وصول کرے گا۔

دفعہ ۴۰۱ اگر بیع بالوفاء میں مال مبیع کی قیمت مقدار دین سے زائد ہو اور مال خریدار کے ہاتھ میں ضائع ہو جائے تو بقدر دین قیمت ساقط ہو جائے گی اور بائع بقیہ قیمت خریدار سے وصول کرے گا۔ بشرطیکہ مال کا ضائع ہونا خریدار کے حیطۂ اقتدار سے باہر نہ ہو، اور اگر خریدار کے اختیار سے باہر ہو، تو خریدار باقی قیمت ادا کرنے کا ذمّہ دار نہ ہوگا۔

دفعہ ۴۰۲ اگر بیع بالوفاء میں دونوں فریقوں میں سے کوئی مرگیا تو وارث کو حق فسخ بیع منتقل ہو جائے گا۔

دفعہ ۴۰۳ بائع کے دُوسرے قرضخواہوں کو جب تک خریدار کا قرض ادا نہ ہو جائے مالِ مبیع بالوفاء میں تعرض کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

تاریخ: ۲ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ (مطابق ۳ مارچ ۱۸۷۰ء)

شرح دستخط

احمد خلوصی	رکن دیوان الاحکام العدلیہ
علاء الدین	رکن جمعیت
سیف الدین	رکن شوری الدولہ
محمد امین	رکن شوری الدولہ
احمد جودت	ناظر دیوان الاحکام العدلیہ
احمد حلمی	رکن دیوان الاحکام العدلیہ

(مقام اسلامبول)

کتاب دوم

مسائل اجارہ

ایک مقدّمہ اور آٹھ ابواب

مقدّمہ

اجارہ سے متعلّق فقہی اصطلاحات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس پر عمل کیا جائے

دفعہ ۴۰۴ اُجرت اور کرایہ نفع اٹھانے کا بدل۔ ایجار، کرایہ پر دینا۔ استیجار۔ کرایہ پر لینا۔

دفعہ ۴۰۵ اجارہ کے لغوی معنی ہیں اُجرت و مزدوری۔ یہ لفظ اجارہ پر دینے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

فقہ کی اصطلاح میں کسی معلوم شے سے معیّنہ منافع حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔

دفعہ ۴۰۶ اجارۂ لازمہ وہ اجارۂ صحیحہ ہے جس میں خیارِ عیب، خیارِ شرط اور خیارِ رویت نہ ہو اور فریقین میں سے کسی کو اس کے بلا عذر فسخ کر دینے کا اختیار حاصل نہ ہو۔

دفعہ ۴۰۷ اجارۂ منجزہ۔ وہ معاملۂ اجارہ جو معاملہ ہونے کے وقت ہی سے نافذ العمل ہو۔

دفعہ ۴۰۸ اجارۂ مضافہ۔ وہ معاملۂ اجارہ جو زمانہ مستقبل میں ایک معیّن وقت سے نافذ العمل

ہو، مثلاً کسی نے ایک ہزار روپے میں ایک سال کے لیے مکان اجارہ کیا اور شرط کرلی کہ یکم محرم ۱۲۸۷ھ سے اس مدت کا شمار ہوگا۔ تو یہ اجارہ یکم محرم ۱۲۸۷ھ سے پہلے تک جب ہوا ہو، اجارۂ مضافہ کہلائے گا ...... اور معاملہ مکمل سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۴۰۹ آجر۔ وہ شخص جس نے کوئی چیز اجارہ کی ہو۔ اُسے مُکاری (بضم میم)، اور مُوجِر (بکسر جیم) بھی کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۴۱۰ متاجر: وہ شخص جو کوئی چیز اجارہ پر کسی سے لیتا ہے۔ متاجر (بکسر جیم)

دفعہ ۴۱۱ ماجور: وہ شے جو اجارہ کی جائے، اُسے موجر (بفتح جیم)، اور مستاجر (بفتح جیم)، بھی کہتے ہیں۔

دفعہ ۴۱۲ متاجر فیہ: وہ مال جو کسی متاجر نے کسی اجیر (مزدور) کو مقررہ عمل کی تکمیل کے لیے سپرد کیا ہو۔ جیسے درزی کو سلائی کے لیے کپڑا۔ یا حمال کو سپرد کیا ہوا تھیلا۔

دفعہ ۴۱۳ اجیر (مزدور)، وہ شخص جس نے اپنی ذات کو بعوض اُجرت اجارہ کیا ہو۔

دفعہ ۴۱۴ اجرتِ مثل: اجرت کی وہ مقدار جو بے غرض واقف کاروں نے متعیّن کی ہو۔

دفعہ ۴۱۵ اجرِ مسمّٰی: وہ اجرت جو معاملہ کے وقت وضاحت کے ساتھ متعیّن کردی گئی ہو۔

دفعہ ۴۱۶ ضمان (ڈنڈ)، قیمت یا ویسی ہی کسی شے کا ادا کرنا۔

دفعہ ۴۱۷ مُعَد للاستغلال (کرایہ پر دینے کے لیے)، ہر وہ چیز ہوتی ہے جو کرایہ پر دینے کے لیے تیار کی گئی ہو۔ مثلاً مکان، احاطے یا گودام جو کرایہ پر دینے کے لیے تعمیر کیے گئے ہوں یا خریدے گئے ہوں یا دُوسری چیزیں جو اس مقصد کے لیے ہوں۔ مثلاً کرایہ کا سامان، کرایہ کے قطعات اراضی یا کرائے پر چلانے کے لیے جانور۔

کسی چیز کا مسلسل تین سال تک کرایہ پر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شے کرایہ پر دینے کے لیے ہے۔ مالک کا خود لوگوں کو یہ بتا دینا کہ یہ کرائے پر دینے کے لیے ہے۔ اس چیز کو مُعَد للاستغلال یعنی کرایہ کا مال قرار دینے کے لیے کافی ہے۔

دفعہ ۴۱۸ المسترضع (بکسر الضاد) وہ شخص جو بچے کو دودھ پلانے کے لیے اُجرت پر کوئی دایہ مقرر کرے۔

دفعہ ۴۱۹ المھاباۃ: کسی ایک مشترک چیز سے شریک داروں کا باری باری سے استفادہ کرنا۔ مثلاً ایک مشترک مکان کے بارے میں یہ معاہدہ کہ ایک سال اس سے ایک شریک انتفاع کرے گا اور دُوسرے سال دُوسرا۔ اسی طرح ہر ایک اپنی باری میں استفادہ کرے گا۔

باب اوّل

ضوابطِ عامہ کا بیان

دفعہ۴۲۰ اجارہ میں معاملہ کا موضوع حصولِ منفعت یعنی اس چیز سے نفع حاصل کرنا ہوتا ہے۔

دفعہ۴۲۱ معاملہ کے موضوع کے اعتبار سے اجارہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ

(الف) عین شئے سے نفع حاصل کرنا موضوع ہو، اس شئے کو عین ماجور اور مستاجر کو عین مستاجر کہا جائے گا! اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) جائیداد غیر منقولہ، اراضی و مکانات کا اجارہ۔

(۲) سامان مثلاً پوشاک۔ برتنوں کا اجارہ۔

(۳) جانوروں کا اجارہ۔ (یا کسی دوسری قسم کی سواری کا اجارہ)

اجارہ کی دوسری قسم میں معاملہ کا موضوع عین شئے نہیں بلکہ عمل ہوتا ہے۔

(ب) اس صورت میں ماجور کو اجیر کہا جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کو خدمت کے لیے مقرر کیا یا کسی خاص کام کے لیے اجیر پر مقرر کیا۔ مختلف قسم کے کاریگروں اور صنعت کاروں سے معاملات اسی قسم میں آتے ہیں مثلاً درزی سے کپڑے سینے کا معاملہ اجارہ ہے مگر اجارۂ عمل ہے، اجارۂ شئے نہیں ہے۔

دفعہ۴۲۲ اجیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اجیر خاص جس سے مستاجر نے اس بات کا معاملہ کیا کہ وہ اس کے لیے کام کرے گا۔ جیسے ایک نوکر خادم۔ دوسرا اجیر مشترک جو اس کا پابند نہیں ہے کہ مستاجر کے سوا دوسرے کا کام نہ کرے۔ جیسے حمال (مزدور)، دلال، درزی، گھڑی ساز، کاریگر، کرایہ پر گاڑی چلانے والے کشتی پر کام کرنے والے ملاح اور رہبر وغیرہ ان میں سے ہر ایک اجیر مشترک ہے کسی ایک شخص سے مختص نہیں۔ ان پر اتنا ہی لازم ہے کہ وہ کام کردیں۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی اس

طرح مقرر کیا گیا ہو کہ وہ ایک معین مدت کے لیے مستاجر کا کام کرے گا یا ایک خاص مقام تک وہ مستاجر کے لیے کام کرے گا تو اس کی حیثیت اجیر خاص کی ہوگی۔ اور اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اس مدت میں یا اس مقام تک پہنچانے سے پہلے اپنے مستاجر کے سوا دوسرے کا کام کرے۔

دفعہ ۴۲۳ جیسے کسی ایک شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ اجیر خاص مقرر کرے۔ اسی طرح بہت سے لوگوں کا مل کر بھی کوئی اجیر خاص مقرر کر لینا جائز ہے۔ اس وقت ان بہت سے لوگوں کا حکم مجموعی طور پر ایک شخص واحد کا حکم ہوگا۔ اسی قاعدہ کے بموجب اگر گاؤں کے لوگ اپنے جانوروں کے لیے ایک چرواہے کو اجیر خاص مقرر کریں تو جائز ہے۔ اگر اس گاؤں والوں نے چرواہے کو یہ اجازت دے دی کہ دوسرے گاؤں والوں کے جانور بھی چرا سکتا ہے تو اس وقت اس چرواہے کی حیثیت اجیر خاص کی نہیں رہے گی، بلکہ اجیر مشترک کی ہو جائے گی۔

دفعہ ۴۲۴ اجیر مشترک صرف اسی صورت میں اُجرت کا مستحق ہوگا جب کہ وہ مقررہ کام کر دے۔

دفعہ ۴۲۵ اجیر خاص اگر مدت اجارہ میں کام کے لیے حاضر ہو تو اُجرت کا مستحق ہوگا۔ اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ واقعتہً کام کرے۔ البتہ اس پر لازم ہے کہ خود کام کرنے سے گریز نہ کرے۔ اگر اس نے خود گریز کیا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

دفعہ ۴۲۶ معاملۂ اجارہ (یا کرایہ) کے ذریعے اگر کسی نے کسی چیز سے انتفاع کا استحقاق حاصل کر لیا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ اس شے سے پورا پورا فائدہ اٹھائے اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ کسی قدر کم فائدہ اٹھائے لیکن یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مقررہ انتفاع سے زائد استفادہ کرے۔ مثلاً اگر کسی نے ایک دکان کرایہ پر لی کہ اس میں آہنگری کا کارخانہ قائم کرے گا تو اسے حق حاصل ہے کہ آہنگری کا کارخانہ قائم کرے یا اسی طرح کی کوئی دوسری صنعت قائم کرے، لیکن اگر اس نے دکان عطاری کے لیے اجارہ پر لی، تو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اس دکان میں لوہے کا کارخانہ قائم کرے۔

دفعہ ۴۲۷ ہر وہ بات جس میں استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے صُورتِ حال کے بدلنے کا اندیشہ ہو اس میں تقیُّد کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی سواری کے لیے کوئی جانور کرایہ پر لیا، تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ کسی دُوسرے کو اس جانور پر سوار ہونے کی اجازت دے۔

دفعہ ۴۲۸ جس چیز میں استعمال کرنے والے کے اختلاف سے تبدیلی کا کوئی اندیشہ نہیں اس میں تقیُّد کی شرط لغو (ناقابلِ اعتبار) ہوگی۔ مثلاً کسی نے اپنے رہنے کو مکان اجارہ پر لیا تو اسے حق حاصل ہوگا کہ کسی اور شخص کو اس میں رہنے دے۔

دفعہ ۴۲۹ اگر ایک مشترک گھر میں کسی کا حِصّہ ہو اور وہ حِصّہ علیٰحدہ کیا ہوا نہ ہو۔ تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے شریک دار کو اپنا حِصّہ اجارہ پر دے دے، چاہے اس کا حِصّہ قابلِ علیٰحدگی ہو یا نہ ہو، لیکن اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ کسی غیر شریک دار کو اپنا حِصّہ اجارہ یا کرایہ پر دے دے۔ اور اگر باری باری سے انتفاع کا حق ہو (المہایاۃ)، تو اُسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنی باری پر کسی کو یہ مکان کرایہ پر یا اجارہ پر دیدے۔

دفعہ ۴۳۰ کسی مشترک جائیداد میں حِصّہ کا غیر متعیّن ہونا معاملۂ اجارہ کو فاسد نہیں کر سکتا، مثلاً کسی نے ایک مکان اجارہ پر دیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اس مکان میں کوئی دُوسرا شخص نصف کا شریک دار ہے تو اجارہ کیے جانے والے نصف حِصّہ کی حد تک معاملۂ اجارہ باقی رہے گا۔

دفعہ ۴۳۱ شریک داروں کو مال مشترک کے ایک ساتھ ہی اجارہ یا کرایہ پر دینے کا اختیار حاصل ہے۔

دفعہ ۴۳۲ ایک ہی شے کا دو اجارہ داروں یا کرایہ داروں کے ہاتھ اجارہ کرنا جائز ہے۔ اگر ایک اجارہ دار نے اپنے حِصّہ کی رقم اجارہ ادا کر دی تو دُوسرے شریک دار کے حِصّہ کی رقم کا مطالبہ اس سے نہیں کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ دُوسرے کے حِصّہ کی رقم کا کفیل نہ ہو۔ (اگر کفیل ہوگا تو دوسرے کے حِصّے کی رقم کا بھی اس سے مطالبہ کیا جائے گا)۔

باب دوم

اُجرت سے متعلقہ مسائل

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل : رُکن اجارہ کے مسائل کا بیان۔

دفعہ ۴۳۳ اجارہ (اور کرایہ) کا معاملہ بھی بیع کی طرح ایجاب وقبول کے ذریعہ منعقد ہوگا۔

دفعہ ۴۳۴ اجارہ میں ایجاب وقبول۔ وہ الفاظ ہیں جن کا معاملات اجارہ کرایہ کے لیے استعمال رائج ہے۔ مثلاً اجارہ دیا، کرایہ پر دیا، کرایہ پر لیا، اجارہ لیا' یا قبول کیا۔

دفعہ ۴۳۵ اجارہ بھی بیع کی طرح صیغۂ ماضی کے ذریعہ منعقد ہوگا۔ صیغہ فعل مستقبل سے نہیں ہوگا مثلاً کسی نے کہا کہ اجارہ پر دے دوں گا۔ کرایہ پر دیدوں گا اور فریق ثانی نے کہا کہ اجارہ پر لیا، یا کرایہ پر لیا۔ یا ایک فریق نے کہا کہ اجارہ پر دے دو' اور فریق ثانی نے کہا دے دیا، تو ان دونوں صورتوں میں معاملۂ اجارہ منعقد (مکمل) نہیں ہوا۔

دفعہ ۴۳۶ اجارہ وکرایہ کا معاملہ جیسے زبان سے الفاظ بول کر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تحریر کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے اور اگر کوئی گونگا ہو تو اس کے ایسے اشارہ سے بھی ہو سکتا ہے جس کو عام طور پر سمجھ لیا جائے۔

دفعہ ۴۳۷ معاملہ کرایہ واجارہ رواج عام (تعاطی) کے ذریعہ بھی ہوتا ہے جیسے مسافر بردار جہاز یا کشتی پر سوار ہونا' یا کرایہ کے جانور یا سواری پر سوار ہو جانا۔ اگر کرایہ معلوم ہوا تو وہی کرایہ ادا کیا جائے گا۔ یا اُجرت مثل (دفعہ ۴۴۱) واجب الادا ہوگی۔

دفعہ ۴۳۸ اجارہ میں سکوت (خاموشی)، قبولیت اور رضامندی کے برابر ہے۔ مثلاً ایک شخص نے پچاس روپے ماہوار پر ایک دکان کرایہ سے لی۔ چند ماہ تک

کرایہ دار کے قبضے میں رہنے کے بعد، مالک دکان آیا اور اس نے کہا کہ اگر ساٹھ روپے ماہوار کرایہ دینے پر راضی ہو تو رہو ورنہ دکان چھوڑ دو۔ اگر کرایہ دار نے اس کو رد کر دیا اور دکان میں رہا تو پچاس ہی روپے کرایہ واجب الادا ہو گا اور اگر خاموشی اختیار کی اور دکان پر قابض رہا تو ساٹھ روپے ماہوار واجب الادا ہوں گے اسی طرح اگر مالک نے ایک سو روپے کرایہ کہا اور کرایہ دار نے اسّی روپے کہے اور مالک نے کرایہ دار کو رہنے دیا تو اسّی روپے ہی واجب الادا ہوں گے اور اگر دونوں فریق اپنی اپنی بات پر اڑے رہے اور کرایہ دار دکان پر قابض رہا تو اجرت مثل (حسب دفعہ ۴۱۴) واجب الادا ہو گی۔

دفعہ ۴۳۹ ایک بار معاملۂ اجارہ (کرایہ) ہو چکنے کے بعد اگر فریقین نے رقم کی زیادتی یا کمی پر گفتگو کی تو یہ ایک جدید معاملہ سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۴۴۰ اجارۂ مضافہ (حسب دفعہ ۴۰۸) صحیح معاملہ ہے اور وقت معین سے قبل بھی لازم ہی ہو گا۔ اسی لیے اگر کسی فریق کو بغیر قبول فریق ثانی قبل از وقت بھی معاملہ کو فسخ کر دینے کا اختیار حاصل نہیں ہو گا۔

دفعہ ۴۴۱ معاملۂ اجارہ کے صحیح طور پر منعقد ہو جانے کے بعد مالک کو رقم میں اضافہ کر کے اکیلے اس معاملہ کو فسخ کر دینے کا اختیار حاصل نہیں، لیکن اگر وصی یا متولی نے یتیم کی جائیداد یا وقف کی جائیداد اجرت مثل سے کم رقم پر اجارہ کر دی ہے یا کرایہ پر دیدی ہے تو اجارہ فاسدہ ہے اور اجرت مثل (دفعہ ۴۱۴) واجب الادا ہو گی۔

دفعہ ۴۴۲ اگر متاجر (یا کرایہ دار) وراثتہً یا بذریعہ ہبہ اس جائیداد کا مالک ہو گیا تو اجارہ کا حکم ختم ہو جائے گا۔

دفعہ ۴۴۳ اگر معاملۂ اجارہ (یا کرایہ) کے اجراء میں کوئی مانع پیدا ہو جائے تو اجارہ فسخ ہو جائیگا۔ مثلاً کسی باورچی سے شادی کے لیے کھانا پکانے کا معاملہ ہوا اور دولہا، دولہن میں سے کوئی مر گیا تو اجارہ فسخ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے دندان ساز سے درد کرنے والے دانت نکالنے کا معاملہ پچاس قرش میں کیا۔ اس کے بعد دانت کا

درد خود بخود زائل ہوگیا تو معاملۂ اجرت بھی فسخ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی بچہ کو دودھ پلانے کا معاملہ ہوا۔ اور بچّہ یا دایہ مرگئی تو معاملہ فسخ ہوجائے گا لیکن اگر مسترضع (بچّہ کا ولی جو معاملہ کرنے والا تھا) مرجائے تو معاملہ فسخ نہیں ہوگا۔

دُوسری فصل : اجارہ کے انعقاد و نفاذ کی شرطیں۔

دفعہ ۴۴۴ معاملۂ اجارہ میں دونوں فریق کی اہلیت یعنی ان کا عاقل و صاحب تمیز ہونا شرط ہے۔

دفعہ ۴۴۵ ایجاب و قبول میں موافقت اور ایک ہی مجلس میں ہونا اجارہ میں بھی اسی طرح شرط ہے جیسے بیع میں۔

دفعہ ۴۴۶ لازم ہے کہ اجارہ دینے والا خود جائیداد اجارہ (یا کرایہ) کا مالک متصرف ہو یا اس کا وکیل یا ولی یا وصی ہو۔

دفعہ ۴۴۷ کسی غیر شخص (فضولی) کا کیا ہوا معاملۂ اجارہ اصل مالک و متصرف کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اگر مالک متصرّف بچّہ ہو یا فاتر العقل ہو تو ولی یا وصی کی اجازت ضروری ہوگی۔ بشرطیکہ اجارہ اُجرت مثل پر کیا گیا ہو، لیکن معاملۂ اجارہ و کرایہ کی صحت کے لیے چار چیزوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔

(۱) آجر (۲) متاجر (۳) ماجور (وہ شے جو اجارہ کی جائے)۔

(۴) بدل اجارہ (اگر کوئی مال ہو یعنی محنت، قوّت وغیرہ نہ ہو)۔

اگر ان چار چیزوں میں سے کوئی ایک شے بھی معدوم ہو تو معاملۂ اجارہ و کرایہ صحیح نہ ہوگا۔

تیسری فصل : معاملۂ اجارہ (کرایہ) کے صحیح ہونے کی شرطیں۔

دفعہ ۴۴۸ معاملۂ اجارہ و کرایہ کے صحیح ہونے کے لیے دونوں فریقوں کا راضی ہونا شرط ہے۔

دفعہ ۴۴۹ جو چیز اجارہ کی جائے یا کرائے پر دی جائے اس کا متعیّن ہونا ضروری ہے اس لیے بغیر تعیّن دو دکانوں میں سے ایک کا کرایہ پر دینا صحیح نہیں ہے۔

دفعہ ۴۵۰ اُجرت دیا رقم کرایہ کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

دفعہ ۴۵۱ یہ ضروری ہے کہ جو چیز کرایہ پر یا اجارہ پر دی جا رہی ہو اس کا فائدہ اس طرح معلوم ہو کہ اس سلسلہ میں کوئی نزاع نہ پیدا ہو سکے۔

دفعہ ۴۵۲ مکان، دکان یا دودھ پلانے والی دایہ یا اس قسم کی چیزوں کے سلسلے میں مدّت کی تعیین سے فائدہ معلوم ہو جائے گا۔

دفعہ ۴۵۳ جانور کو کرایہ پر دینے میں مقصد کی تعیین ضروری ہے۔ مثلاً اپنی سواری کے لیے محمل کسنے کے لیے یا جسے چاہے اسے سوار کرنے کے لیے (علی التعمیم) مسافت کی تعیین اور مدّت کی تعیین ضروری ہے۔

دفعہ ۴۵۴ اراضی کو کرایہ یا اجارہ کرنے میں غرض وغایت کی تعیین اور مدّت کی تعیین ضروری ہے۔ اگر زراعت کے لیے ہے تو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اس میں کس چیز کی کاشت کی جائے گی یا متاجر کو اختیار حاصل ہو گا کہ جس چیز کی کاشت چاہے کرے۔

دفعہ ۴۵۵ کاریگر سے معاملۂ اُجرت کرنے میں عمل کی تعیین عمل کی کیفیت کا بیان ضروری ہے مثلاً اگر کپڑا رنگنے کا معاملہ ہو تو کپڑا رنگریز کو دکھا دینا اور رنگ کا بیان کر دینا ضروری ہے اور وقت کی تعیین بھی ضروری ہے۔

دفعہ ۴۵۶ حمل ونقل کے معاملہ میں بوجھ کی طرف اشارہ اور جہاں پہنچانا مقصود ہے اس مقام کی تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر حمال سے کہا کہ یہ چیز فلاں جگہ پہنچا دو تو بوجھ کے سامنے ہونے اور مسافت کے معلوم ہونے کی وجہ سے معاملۂ اُجرت کی منفعت واضح ہو جائے گی۔

دفعہ ۴۵۷ یہ بھی شرط ہے کہ معاملۂ اُجرت وکرایہ میں انتفاع حیطۂ اقتدار میں ہو، اسی لیے بھاگے ہوئے جانور کا کرایہ پر دینا صحیح نہیں ہے۔

چوتھی فصل: معاملۂ اجارہ کا فاسد و باطل ہونا۔

دفعہ ۴۵۸ اگر شرائط اجارہ میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو معاملہ باطل ہو گا۔ مثلاً

ایک فاترالعقل نے یا ایک بچّہ نے جسے تمیز کی قوّت نہیں، معاملہ کیا تو معاملہ باطل ہوگا، لیکن اگر معاملہ کر چکنے کے بعد پاگل ہو گیا تو معاملہ فسخ نہیں ہوگا۔

دفعہ ۴۵۹ اجارۂ باطلہ میں استعمال کی وجہ سے اُجرت واجب الادا نہیں ہوگی۔ البتہ اگر مالِ وقف ہو یا مالِ یتیم ہو تو اُجرتِ مثل لازم آئے گی۔ اس سلسلہ میں مجنون کا حکم بھی یتیم کے برابر ہے۔

دفعہ ۴۶۰ اگرچہ شروط انعقاد اجارہ موجود ہوں، مگر شروط صحت اجارہ میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو اجارہ فاسد ہوگا۔

دفعہ ۴۶۱ اجارۂ فاسدہ نافذ ہوگا، لیکن آجر اس میں اُجرت مثل کا مالک ہوگا۔ معینہ (یعنی بیان کردہ)، اُجرت کا مالک نہ ہوگا۔

دفعہ ۴۶۲ اجارہ میں فساد کبھی بدل کے مجہول ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی صحتِ اجارہ کی دُوسری شرائط کے مفقود ہونے کی بنا پر۔ تو پہلی صورت میں اُجرتِ مثل لازم آتی ہے چاہے وہ جس قدر بھی ہو اور دُوسری صُورت میں اُجرتِ مثل لازم آئے گی۔ با ایں شرط کہ نامزدہ اُجرت سے متجاوز نہ ہو۔

باب سوم

اُجرت سے متعلقہ مسائل

یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل : بدل اجارہ۔

دفعہ ۴۶۳ معاملۂ بیع میں جو چیز بدل (زرِ ثمن) ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ معاملۂ اجارہ میں بدل اجارہ بھی ہو سکتی ہے اور اجارہ میں وہ چیز بھی بدل ہو سکتی ہے جو بیع میں ثمن (قیمت) نہیں قرار پا سکتی۔ مثلاً ایک باغ کو ایک جانور کے یا ایک مکان میں رہائش کے مقابلہ میں اجارہ میں دیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۴۶۴ اگر بدل اجارہ رقم نقد ہو تو اس کی مقدار متعیّن کر دینے سے بدل متعین ہو جائے گا جیسا کہ بیع میں قیمت کی تعیین کے لیے ہوتا ہے۔

دفعہ ۴۶۵ اگر بدل اجارہ نقد نہ ہو بلکہ سامان ہو تو یا ناپی جانے والی، تولی جانے والی یا گنی جانے والی کوئی چیز ہو تو اس کی مقدار کا مقرر کر دینا اور اس کی صفات کا بیان کر دینا ضروری ہے اور جس چیز کے حمل و نقل اور محنت و مشقت کے ذریعہ لانے کا سوال ہو۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ شرط میں مقررہ مقام تک لا کر حوالہ کر دی جائے اور اگر معاملہ میں ایسی کوئی شرط نہ ہو تو جائیداد غیر منقولہ اپنے محل وقوع میں حوالہ کی جائے گی۔ اور اگر عمل ہو تو اجیر کے مقام عمل پر اور اگر مقابل انتقال ہو تو جہاں اُجرت واجب آئے وہاں پر، اگر حمل و مشقت بار برداری کی محتاج نہ ہو تو جس مقام پر پسند کریں سپردگی عمل میں لائی جائے۔

دوسری فصل: اُجرت کے واجب الادا ہونے کے اسباب اور آجر کے استحقاق کی کیفیت۔

دفعہ ۴۶۶ معاملۂ اجارہ میں اُجرت صرف انعقاد معاملہ سے لازمی نہیں ہوجاتی۔ یعنی یہ لازمی نہیں ہے کہ معاملہ ہوتے ہی بدل اجارہ آجر کے حوالہ کردیا جائے۔

دفعہ ۴۶۷ معاملۂ اجارہ میں اُجرت فوراً لازم ہوجاتی ہے۔ یعنی اگر متاجر نے آجر کو اُجرت حوالہ کی تو اُس نے آجر کو مالک بنادیا۔ اب متاجر کو یہ حق نہیں رہا کہ آجر سے اُجرت واپس لے۔

دفعہ ۴۶۸ معاملۂ اجارہ میں اُجرت بشرط تعجیل لازمی ہوتی ہے یعنی اگر کسی نے یہ شرط کرلی ہے کہ اجارہ کا بدل نقد ادا کیا جائے گا تو متاجر پر لازم ہوگا کہ بدل اجارہ فوراً سپرد کردے اگر معاملۂ اجارہ کسی شے سے استفادہ کا مقصود رکھتا ہے تو آجر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب تک اجارہ کا بدل اسے پورا پورا وصول نہ ہوجائے وہ اجارہ کی جانے والی چیز (ماجور) متاجر کے حوالے نہ کرے، اور اگر معاملۂ اجارہ سے مطلوب عمل ہو تو مزدور کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب تک اجارہ کا بدل متاجر سے پورا پورا وصول نہ ہوجائے عمل سے باز رہے۔ ہر دو صورتوں میں آجر کو متاجر سے ادائیگی بدل اجارہ کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اب اگر متاجر بدل اجارہ کی ادائیگی نہ کرسکے تو فریقین میں سے ہر ایک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اجارہ کو فسخ کردے۔

دفعہ ۴۶۹ اجارہ کی اُجرت پورا نفع حاصل کرلینے پر لازم آتی ہے۔ مثلاً کسی نے ایک خاص مقام تک سواری کے لیے ایک جانور کرایہ پر لیا تو اُجرت اسی وقت واجب الادا ہوگی جب کہ اس مقام تک پہنچ جائے۔

دفعہ ۴۷۰ اجارہ صحیحہ میں اگر متاجر کو یہ قدرت حاصل ہو کہ اجارہ شدہ چیز سے استفادہ کرسکے تو اُجرت واجب الادا ہوجائے گی۔ مثلاً کسی نے ایک مکان کرایہ پر لیا، مکان پر قبضہ مل جانے کے بعد کرایہ دار اس میں بسے یا نہ رہے، کرایہ واجب الادا ہوگا۔

دفعہ ۴۷۱ اجارۂ فاسدہ میں انتفاع پر قدرت حاصل ہونا معتبر نہیں۔ اس لیے جب تک

حقیقتہً انتفاع حاصل نہ کیا جائے، مستاجر پر اُجرت واجب نہ ہوگی۔

دفعہ ۲/۷ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کی کسی چیز سے بغیر کوئی معاملہ کیے استفادہ کیا، تو اگر وہ چیز بھی ہی کرایہ پر دی جانے کو، تو استفادہ کرنے والے پر اُجرت مثل واجب الادا ہوگی اور اگر وہ چیز کرایہ پر دینے کے لیے نہ تھی تو اُجرت واجب نہ ہوگی البتہ اگر اُجرت کا مطالبہ ہونے کے بعد بھی اس نے اس چیز کو استعمال کیا تو اُجرت اس پر واجب الادا ہوگی، چاہے وہ چیز کرایہ پر دی جانے والی ہو یا نہ ہو، اس صورت میں جب کہ صاحب مال نے اُجرت کا مطالبہ بھی کیا ہو۔ اگر کوئی اس چیز کو استعمال کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اُجرت ادا کرنے پر راضی ہے۔

دفعہ ۳/۷ اُجرت کی فوری ادائیگی یا بعد مہلت ادائیگی کے سلسلہ میں فریقین نے جو شرط بھی کرلی ہوگی، اس کا اعتبار ہوگا اور اس کی رعایت کی جائے گی۔

دفعہ ۴/۷ اگر معاملۂ اجارہ میں اُجرت کی ادائیگی کے لیے وقت کی تعیین کرلی گئی ہو تو آجر پر شئے اجارہ کی سپردگی اور مزدوری ہو تو کام کی تکمیل اوّلاً واجب ہوگی، اور مستاجر پر اُجرت کی ادائیگی اس مدت کے بعد واجب ہوگی جو معاملہ میں شرط کی گئی ہو۔

دفعہ ۵/۷ اگر اجارہ مطلقہ (یعنی بغیر شرط) ہو تو آجر پر اجارہ کی شئے کا پہلے سپرد کردینا لازمی ہے، اور اگر معاملہ کام کا ہو تو مقررہ کام کا پورا کردینا مزدور پر پہلے لازم ہوگا۔ بہرصورت معاملہ کسی شئے سے انتفاع کا ہو یا کسی شخص کے عمل کا ہو پہلے شئے ماجور کی سپردگی اور مقررہ کام کی تکمیل لازمی ہے۔

دفعہ ۶/۷ اگر اُجرت کی ادائیگی مشروط ہو، مثلاً تنخواہ ماہانہ یا سالانہ تو مدت مقررہ کے ختم پر ادائیگی اُجرت ضروری ہے۔

دفعہ ۷/۷ معاملات اجارہ میں اُجرت کے لازم ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ شئے اجارہ شدہ مستاجر کے سپرد کردی جائے۔ اُجرت کا اعتبار ہی سپردگی کے وقت سے ہوگا۔ اسی لیے آجر کو اس مدت کی اُجرت طلب کرنے کا حق حاصل نہیں جو سپردگی سے پہلے گزر چکی ہو۔ اور اگر اجارہ کی پوری مدت ہی قبل سپردگی گزر گئی تو آجر کو اُجرت میں سے

کسی حصّہ کا کوئی استحقاق حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۷۸ اگر اجارہ شدہ چیز سے انتفاع بالکلیہ ہوگیا تو اُجرت واجب الادا نہیں رہے گی۔ مثلاً ایک حمام کرایہ پر لیا گیا۔ اس کی تعمیر ضروری ہو گئی، تو جتنی مدّت تک تعمیر کے دوران حمام سے انتفاع نہیں ہو سکا۔ اتنے دنوں کا کرایہ بھی واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک پن چکی کرایہ پر لی گئی اور نہر سے پانی آنا بند ہو گیا تو جتنی مدّت تک پن چکی نہ چل سکی اتنی مدت کا کرایہ ساقط ہو جائے گا۔ البتہ اگر متاجر (کرایہ دار) نے پن چکّی کے مکان سے انتفاع کیا تو اس حد تک جتنا انتفاع کیا، کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔

دفعہ ۷۹ اگر کسی نے ایک دکان کرایہ پر لی اور اس پر قبضہ بھی حاصل کر لیا۔ اس کے بعد کساد بازاری کا دَور آگیا تو کرایہ دار یہ عذر کر کے کرایہ کی رقم سے نہیں چھوٹ سکتا کہ کاروبار نہیں چلا اور دکان بند پڑی رہی (بلکہ کرایہ دار پر کرایہ کی رقم واجب الادا ہوگی)۔

دفعہ ۸۰ اگر کسی نے ایک کشتی ایک مقرّرہ مدّت کے لیے کرایہ پر دی اور وہ مدت اثنائے سفر ہی میں پُوری ہو گئی تو مدّت اجارہ ساحل پر کشتی کی واپسی تک بڑھ جائے گی اور کرایہ دار مقرّرہ مدت سے زائد ایّام کا کرایہ اُجرت مثل کے مطابق ادا کرے گا۔

دفعہ ۸۱ اگر کسی نے اپنا مکان کسی شخص کو اس شرط پر دیا کہ وہ اس کی مرمّت کرائے اور بغیر کرایہ اس میں رہے۔ اب اُس نے مرمّت کرائی اور رہائش اختیار کی تو اس معاملہ کی نوعیت عاریتہً کی ہوگی۔ تعمیر کے مصارف مرمّت کرنے والے کے ذمّہ ہونگے مالک مکان کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ مدّت سکُونت کے کرایہ کا اس سے مطالبہ کرے۔

تیسری فصل: اجیر کو وصولی اُجرت تک مال روکنے کا حق کن صورتوں میں حاصل ہے اور کن صورتوں میں حاصل نہیں۔

دفعہ ۸۲ اگر کام کی نوعیت ایسی ہو کہ اجیر کا کام کسی مال پر اثر انداز ہو۔ مثلاً درزی، رنگریز، دھوبی تو ایسی صُورت میں اجیر کو یہ حق حاصل ہے کہ اُجرت وصول کرنے کے لیے اس چیز کو اپنے قبضہ میں روک رکھے۔ اگر اجیر نے اس طرح کسی مال کو روک

رکھا ہو اور وہ مال تلف ہو جائے تو اجیر پر ضمان (ڈنڈ) نہیں لازم ہوگا، اور نہ وہ مستاجر سے اُجرت پانے کا مستحق ہوگا۔

دفعہ ۴۸۳ اگر کام کی نوعیت ایسی ہو کہ اجیر کے عمل کا اثر مال پر نہ پڑے۔ مثلاً حمال و ملاح وغیرہ تو اجیر کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اُجرت وصول ہونے کے لیے مال کو روکے رکھے۔ اگر اجیر نے مال کو روکا اور اس کے قبضہ میں مال تلف ہو گیا تو اس پر ضمان (ڈنڈ) واجب ہوگا اور صاحبِ مال کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ڈنڈ میں لیا ہوا مال حمالی کی خدمت کے ساتھ لے اور اُجرت حمالی ادا کرے یا مال بغیر حمالی کے وصول کرے اور اُجرت حمالی نہ ادا کرے۔

باب چہارم

ان مسائل کا بیان جن کا تعلق مدّت اجارہ سے ہے

دفعہ ۴۸۴ کسی مال کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنا مملوکہ مال کسی شخص کو ایک مقررہ مدت کے لیے کرایہ (اجارہ) پر دے، چاہے یہ مدّت قلیل ہو جیسے ایک دن، یا طویل ہو جیسے ایک سال۔

دفعہ ۴۸۵ اجارہ یا کرایہ کی مدّت اس وقت سے شروع ہو گی جو معاملہ کرتے وقت بیان کردی جائے۔ یعنی ابتدائے مدّت کا اعتبار اسی وقت سے ہوگا جو معاملہ کے وقت طے کرلی گئی ہو۔

دفعہ ۴۸۶ اگر معاملہ کے وقت کسی مدّت کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو مدّت معاملہ کے وقت سے شمار ہو گی۔

دفعہ ۴۸۷ کسی جائیداد کو ایک سال کے لیے کرایہ پر دینا اس تصریح کے ساتھ کہ ہر ماہ اتنی رقم کرایہ کی ہو گی، صحیح ہے۔ بالکل اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ پُورے سال کی مجموعی رقم بتادی جائے اور ہر ماہ کا کرایہ نہ بتایا جائے۔

دفعہ ۴۸۸ اگر کرایہ پر دیتے ہُوئے یہ شرط کی گئی ہو کہ کرایہ ماہ بہ ماہ اس قدر ہوگا تو پہلے مہینہ کے بعد جتنے مہینے ہوں گے سب کا کرایہ وہی ہوگا اور اس صُورت میں اگر مہینہ تیس روز سے کم ہُوا تو کرایہ پُورا ہی واجب ہوگا، کم نہ ہوگا (اور اگر مہینہ اکتیس روز کا ہوگا تو بھی کرایہ رقم وہی رہے گی۔ ایک روز کا مزید کرایہ واجب نہ ہوگا)۔

دفعہ ۴۸۹ اگر کرایہ صرف ایک ماہ کے لیے دیا گیا ہو اور مہینہ کا ایک حصّہ گزر جائے تو تیس دن کا کرایہ واجب الادا ہوگا۔

دفعہ ۴۹۰ اگر کرایہ دیتے ہُوئے یہ شرط کرلی گئی ہو کہ اتنے مہینوں کے لیے معاملہ کیا گیا ہے

اور اس وقت مہینہ کا ایک حصّہ گزر چکا ہو تو آخر مدّت کرایہ میں جو مہینہ واقع ہوگا اس میں سے اوّل مدّت کے کم ایام جو ناقص رہ گئے تھے پُورے کر کے مہینہ کو تیس دن کا مکمّل کر لیا جائے گا۔ اور زائد ایّام کا کرایہ فی یوم کرایہ حساب کر کے ادا کیا جائیگا۔

دفعہ ۴۹۱ اگر ماہوار مقررہ کرایہ پر معاملہ کیا گیا ہو اور یہ نہ بیان کیا گیا ہو کہ کتنی مدّت کے لیے معاملہ کیا گیا ہے تو پہلا ناقص مہینہ بھی (اگر معاملہ مہینے کے کچھ گزر چکنے پر کیا گیا ہو) تیس دن کا شمار ہوگا اور اس کے بعد کا ہر مہینہ مکمّل تیس دن ہی کا سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۴۹۲ اگر معاملہ کسی اوّل ماہ میں ایک سال کے لیے کیا گیا ہو تو مدّت کرایہ بارہ مہینے ہوگی۔

دفعہ ۴۹۳ اگر معاملۂ اجارہ یا کرایہ کسی مہینے کے کچھ دن گزر چکنے کے بعد ایک سال کی مدّت کے لیے کیا گیا ہو تو پہلے مہینے کے بقیہ ایّام کو ناقص مہینہ شمار کیا جائے گا اور باقی گیارہ مہینے مکمل شمار ہوں گے۔

دفعہ ۴۹۴ اگر کوئی جائیداد اس طرح کرایہ یا اجارہ پر دی گئی ہو کہ ہر ماہ کا کرایہ اتنی رقم ہوگی۔ مگر یہ نہ بیان کیا گیا ہو کہ کتنے مہینوں یا کتنی مدّت کے لیے یہ معاملہ ہوا تو یہ معاملہ صحیح ہوگا۔ پہلا مہینہ گزر جانے پر کرایہ پر دینے والے یعنی آجر اور کرایہ پر لینے والے یعنی متاجر، دونوں کو اختیار حاصل ہوگا کہ دُوسرے مہینے کی پہلی کو معاملہ فسخ کر دیں۔ لیکن اگر دُوسرے مہینے کا پہلا دن اور اس کے بعد والی رات گزر گئی تو دونوں میں سے کسی کو اس مہینہ میں معاملہ فسخ کر دینے کا حق باقی نہیں رہے گا۔

اگر دونوں میں سے کسی نے اثنائے ماہ میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اس معاملہ کو فسخ کر دیا تو مہینے کی آخری تاریخ میں یہ معاملہ فسخ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ سے فسخ کر دیا تو آئندہ ماہ کی پہلی ہی کو فسخ ہوگا۔ اور اگر کرایہ دار، کرایہ کی رقم دو ماہ یا اس سے زیادہ کی ادا کر چکا ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ جس مدّت کا کرایہ ادا کر چکا ہے اس کے اندر معاملہ کو فسخ کر دے۔

دفعہ ۴۹۵ اگر کسی نے مزدور سے یہ معاملہ کیا کہ ایک دن کام کرے تو طلوع آفتاب سے عصر یا مغرب کے وقت تک کام کرے گا۔ اس سلسلہ میں جو طریقہ اس مقام پر رائج

ہوگا، اس کی پابندی کی جائے گی۔

دفعہ ۴۹۶ اگر کسی شخص نے ایک بڑھئی سے معاملہ کیا کہ دس دن تک کام کرے تو وقت وہی شمار ہوگا جو معاملہ کے دُوسرے دن ہو، اور اگر گرمی کے دنوں میں معاملہ کیا کہ دس دن تک کام کرے تو یہ معاملہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک کہ یہ وضاحت نہ کرلی جائے کہ کس مہینے کے کون سے دن ہوں گے۔

باب پنجم

خیارات کا بیان

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل : خیارِ شرط (بذریعہ شرط یہ اختیار حاصل ہونا کہ معاملہ نافذ العمل ہوگا یا معاملہ ختم کر دیا جائے گا۔ جسے اُردُو میں پسند ناپسند کی شرط کہتے ہیں)۔

دفعہ ۴۹۷ اجارہ یا کرایہ کے معاملات میں بھی خیار شرط اسی طرح ہوتا ہے جیسے کہ معاملاتِ بیع (خرید و فروخت) میں ہُوا کرتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ اجارہ یا کرایہ کا معاملہ کرنا جائز ہے کہ دونوں فریقوں کو یا کسی ایک کو اتنے دنوں تک یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اس معاملہ کو باقی رکھے یا فسخ کر دے۔

دفعہ ۴۹۸ جس کو اس طرح اختیار حاصل ہو وہ مدّتِ خیار میں معاملہ کو فسخ کر دینے کا حق رکھتا ہے۔

دفعہ ۴۹۹ فسخ کر دینا، یا معاملہ کو قائم رکھنا (حسب دفعات ۳۰۲-۳۰۳ اور ۳۰۴) بذریعہ قول بھی ہو سکتا ہے اور بذریعہ فعل بھی۔ اس لیے اگر آجر جسے خیارِ شرط حاصل ہو، اجارہ شدہ مال میں کوئی مالکانہ تصرف مدّتِ خیار کے اندر کر دے تو یہ فعلاً فسخ معاملہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر مستاجر جسے خیار شرط حاصل ہو، مدّتِ خیار کے اندر مال اجارہ شدہ میں کوئی ایسا تصرّف کر دے جو عموماً مستاجر ہی کرتے ہیں۔ تو یہ فعلاً معاملۂ اجارہ کو نافذ کرنے کا مترادف سمجھا جائے گا۔

(مذکورہ بالا ہر دو صورتوں میں خیار شرط ختم ہو جائے گا اور یہ معاملۂ اجارہ نافذ قرار پائے گا)۔

دفعہ ۵۰۰ اگر خیار کی مبیّنہ مدّت ختم ہو گئی اور صاحبِ خیار نے معاملہ کو فسخ نہیں کیا تو مدّت کے ختم ہوتے ہی معاملہ نافذ اور لازمی ہو جائیگا اور خیار ساقط سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۵۰۱ خیار کی مدّت معاملہ کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔

دفعہ ۵۰۲ اجارہ کی مدّت خیار کے ساقط ہونے کے وقت سے شمار ہوتی ہے۔

دفعہ ۵۰۳ اگر کوئی اراضی اس بیان کے ساتھ اجارہ لی گئی کہ اتنے ایکڑ یا اتنے گز مربع ہے اور بعد معاملۂ پیمائش میں وہ اراضی زائد نکلی یا مقررّہ پیمائش سے کم نکلی تو معاملۂ اجارہ صحیح قرار پائے گا اور اجارہ کی مقررہ رقم واجب الادا ہوگی، البتّہ بیان کردہ پیمائش سے کم ہونے کی صُورت میں اجارہ لینے والے (مستاجر) کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے تو معاملۂ اجارہ کو فسخ کر دے۔

دفعہ ۵۰۴ اگر اراضی اس طرح اجارہ یا کرایہ پر لی گئی ہو کہ ہر مربع گز کا اس قدر کرایہ ہوگا تو لازم ہوگا کہ پیمائش پر جس قدر اراضی نکلے، کرایہ اسی قدر فی مربع گز کے حساب سے ادا کیا جائے۔

دفعہ ۵۰۵ کسی کام کے لیے اجارہ کا معاملہ اس طرح بھی جائز ہے کہ وقت معیّن میں اس کی تکمیل کی شرط کر لی جائے۔ مثلاً کسی نے درزی کو اس شرط پر کپڑا دیا کہ آج ہی اسے بیونت کر اور سی کر تیّار کر دے، یا کسی سواری کا معاملہ اس طرح کیا کہ دس دن کے اندر ہی مکّہ پہنچا دے۔ اب اگر آجر نے وقت مقررہ پر کام پُورا کر دیا تو مقرّرہ اُجرت کا مستحق ہوگا، لیکن اگر مقررہ وقت کے اندر کام پُورا نہ کر سکا تو اُجرت مثل کا مستحق ہوگا بشرطیکہ اُجرت مثل مقررہ اُجرت سے زیادہ نہ ہو۔

دفعہ ۵۰۶ معاملۂ اجارہ میں کام کی نوعیت، کام کرنے والے کی کیفیت، حمل و نقل کی تفصیلات، وقت اور مقام کے اعتبار سے دو تین صُورتوں کی تعیین کر دینا جائز ہے ایسی صُورت میں فعلاً جو واقعہ ہوا اس کی اُجرت واجب الادا ہوگی۔

مثلاً درزی سے یہ کہا گیا ہو کہ اگر باریک سلائی کی تو یہ اُجرت ہوگی اور موٹی سلائی کی تو اُجرت یہ ہوگی تو فعلاً جس قسم کی سلائی ہوگی، اسی کے مطابق اُجرت واجب الادا ہوگی، یا ایک دکان کرایہ پر لی گئی کہ اگر اس میں عطاری کی دکان لگائی گئی تو یہ کرایہ ہوگا اور اگر لوہار کی دکان قائم کی گئی تو کرایہ یہ ہوگا۔ تو عملاً جیسی دکان لگائی جائے گی

کرایہ اسی کے بموجب واجب الادا ہوگا۔ یا مثلاً ایک جانور بار برداری کے لیے لیا گیا اس طرح کہ اگر اس پر گیہوں بار کیا گیا تو اُجرت یہ ہوگی اور اگر لوہا بار کیا گیا تو اُجرت یہ ہوگی یا مثلاً یہ کہا گیا کہ میں نے تجھ سے یہ جانور کرایہ پر لیا، اگر مقام چورلی تک پہنچایا تو یہ کرایہ ہوگا، مقام ادرنہ تک پہنچایا تو یہ کرایہ ہوگا اور مقام قلبہ تک پہنچا دیا تو یہ کرایہ دیا جائے گا۔ اب جہاں تک بھی واقعتہً گیا اسی کے بموجب کرایہ ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ یہ حجرہ اتنے کرایہ پر دیا اور یہ حجرہ اتنے کرایہ پر دیا عملاً جس حجرہ میں مستاجر نے سکونت اختیار کی اسی کا کرایہ واجب الادا ہوگا۔ یا مثلاً درزی نے یہ معاملہ کیا کہ اگر آج ہی عبا سی کر دے دی تو اس قدر اُجرت ہوگی اور کل دی تو اس قدر۔ تو اُجرت اسی قدر واجب الادا ہوگی جیسی کہ عملاً صورت حال واقع ہو۔

دُوسری فصل : خیارِ رؤیت (اجارہ شدہ مال کے دیکھنے پر پسند یا ناپسند کا اختیار)۔

دفعہ ۵۰۷ مستاجر یعنی کرایہ یا اجارہ پر کوئی چیز لینے والے کو اس شے کو دیکھ کر پسند یا ناپسند کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

دفعہ ۵۰۸ اجارہ کی جانے والی چیز کو دیکھ لینا، اس شے سے انتفاع کو دیکھ لینے کے برابر ہے۔

دفعہ ۵۰۹ اگر کسی نے کوئی جائیداد بغیر دیکھے کرایہ یا اجارہ پر لی تو اسے دیکھ کر معاملۂ اجارہ کو فسخ کر دینے یا باقی رکھنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ ۵۱۰ اگر کسی نے ایسا مکان کرایہ پر لیا جسے وہ پہلے کسی وقت دیکھ چکا ہو، تو اسے خیارِ رویت حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس مکان میں کسی حصّہ کے انہدام کی وجہ سے تغیّر پیدا ہو گیا ہو اور یہ تغیّر سکونت کے لیے مضر ہو تو خیار رویت حاصل ہو جائے گا۔

دفعہ ۵۱۱ ہر وہ عمل جس میں مقام و محل کی وجہ سے ذاتی اختلاف ہو سکتا ہو، اس میں خیار رویت حاصل ہوگا۔ مثلاً کسی نے درزی سے ایک جُبّہ کی سلائی کا معاملہ کیا۔ تو درزی کو اس کپڑے کے دیکھنے پر خیار رویت حاصل ہوگا جس کا جُبّہ بنوانا مقصود ہے۔

دفعہ ۵۱۲ ہر وہ عمل جس میں مقام و محل کی وجہ سے ذاتی اختلاف نہ ہو سکتا ہو، اس میں

خیار رویت حاصل نہ ہو گا۔ مثلاً کسی نے ایک مزدور سے معاملہ کیا کہ پانچ سیر روئی سے بنولہ نکال دے تو پچاس پیسے اُجرت دی جائے گی۔ اس صورت میں مزدور کو روئی کے دیکھنے پر کوئی خیار رویت حاصل نہ ہو گا۔

تیسری فصل: خیارِ عیب (یعنی کسی عیب کے ظاہر ہونے پر فسخ معاملہ کا اختیار)۔

دفعہ ۵۱۳ معاملۂ اجارہ (و کرایہ) میں بھی معاملۂ بیع کی طرح خیار عیب ہوتا ہے۔

دفعہ ۵۱۴ معاملۂ اجارہ و کرایہ میں خیارِ عیب صرف ان عیوب کی بنا پر پیدا ہوتا ہے جن کی وجہ سے نفع مقصود بالکلیہ منقطع ہو جائے یا شئے اجارہ شدہ سے نفع حاصل کرنے میں کوئی خلل واقع ہو۔ مثلاً مکان منہدم ہو گیا یا پن چکی پر پانی آنا بند ہو گیا تو نفع مقصود بالکلیہ منقطع ہو گیا یا مکان کی چھت گر پڑی یا رہائشی حصّہ منہدم ہو گیا۔ یا جانور جو کرایہ پر لیا گیا اس کی پُشت مجروح ملی، تو اس قسم کی صُورتوں میں حصولِ نفع میں خلل واقع ہوا۔ اس قسم کے عیوب سے خیار عیب پیدا ہو جاتا ہے۔

ایسے عیوب سے خیار عیب نہیں پیدا ہوتا جن کی وجہ سے انتفاع پر کوئی اثر نہ پڑے۔ مثلاً مکان کا کوئی ایسا حِصّہ منہدم ہو گیا جو رہائش پر اثر انداز نہیں، نہ گرمی میں اور نہ سردی میں۔ یا جانور کا کان یا دُم کٹی ہوئی ملی جس سے کوئی خلل انتفاع میں نہیں پڑتا، تو ایسی صورتوں میں خیار عیب نہیں پیدا ہو گا۔

دفعہ ۵۱۵ اگر اجارہ شدہ چیز میں پُورا نفع حاصل کرنے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ گویا یہ عیب معاملۂ اجارہ و کرایہ کے وقت ہی موجود تھا۔

دفعہ ۵۱۶ اگر اجارہ شدہ چیز میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اجارہ لینے والے متاجر کو یہ حق حاصل ہے کہ اس عیب کے باوجود انتفاع کرتا رہے اور کرایہ یا اجارہ کی پُوری رقم ادا کرے یا اس معاملہ کو فسخ کر دے۔

دفعہ ۵۱۷ اگر اجارہ یا کرایہ پر دینے والے آجر نے فسخ معاملہ سے پہلے ہی اس عیب کو دفع کر دیا تو متاجر کو فسخ کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اسی طرح اگر متاجر نے بقیہ مدّتِ

اجارہ میں بھی تصرّف جاری رکھّا تو آجر کو اسے روکنے کا حق حاصل نہیں۔

دفعہ ۵۱۸ اگر متاجر نے کسی جدید خلل انداز پیدا شدہ عیب کی بنا پر اس عیب کی اصلاح سے پہلے فسخ کا ارادہ کیا تو اسے آجر کی موجودگی میں اُس کے سامنے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن اگر متاجر نے آجر کی اطلاع کے بغیر اس کی غیر موجودگی میں فسخ کر دیا تو اس فسخ کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور کرایہ شدہ چیز کا کرایہ اسی طرح چلتا رہے گا جیسا کہ ابتداء سے تھا۔

البتہ اگر وہ جدید پیدا شدہ عیب ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے نفع مقصود بالکلیہ منقطع ہو گیا ہو تو متاجر کو آجر کی عدم موجودگی میں بھی فسخ کا اختیار حاصل ہوگا۔ اس صورت میں متاجر پر کرایہ واجب الادا نہیں ہوگا چاہے اس نے فسخ معاملہ کیا ہو یا نہ کیا ہو (دیکھو دفعہ ۴۶۸)۔

مثلاً ایک کرایہ کے مکان کا ایک حصّہ منہدم ہو گیا جس سے کرایہ دار کے لیے انتفاع میں خلل واقع ہوتا ہے تو کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہے کہ کرایہ کے معاملہ کو کرایہ لگانے والے کی موجودگی میں فسخ کر دے لیکن اگر کرایہ دار مکان والے کو اطلاع دیئے بغیر مکان چھوڑ دے تو اس پر اُسی طرح کرایہ واجب الادا ہوگا کہ گویا وہ ابھی تک اس مکان سے نہیں نکلا ہے۔ اور اگر مکان اس طرح منہدم ہو گیا کہ اس سے انتفاع بالکلیہ منقطع ہو گیا تو کرایہ دار کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ مکان والے کو اطلاع دے۔ اسے حق حاصل ہے کہ معاملہ کو فسخ کر دے اور ایسی صورت میں اس پر کرایہ واجب الادا نہیں ہوگا۔

دفعہ ۵۱۹ اگر مکان کی چار دیواری منہدم ہو گئی یا کوئی ایک کمرہ منہدم ہو گیا اور کرایہ دار نے معاملہ کو فسخ نہیں کیا اور مکان کے باقی حصّہ سے انتفاع جاری رکھّا تو اس صورت میں کرایہ کا کوئی حصّہ ساقط نہ ہوگا۔ (پورا کرایہ واجب الادا ہوگا)۔

دفعہ ۵۲۰ اگر کسی کرایہ دار نے دو مکان ایک معیّنہ رقم پر ایک ساتھ کرایہ سے لیے اور ان میں سے ایک مکان منہدم ہو گیا تو کرایہ دار کو دونوں مکانوں کے چھوڑ دینے اور معاملہ کو

فسخ کر دینے کا حق حاصل ہو گا۔

دفعہ ۵۲۱ اگر کسی نے ایک مکان اس طرح کرایہ پر لیا کہ اس میں اتنے کمرے ہیں اور بعد کو ثابت ہوا کہ اس سے کم کمرے ہیں تو کرایہ دار مستاجر کو یہ حق حاصل ہے کہ بیان کردہ کرایہ پر یہ مکان لے لے یا معاملہ کو فسخ کر دے۔ یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کرایہ کی مقدار کم کر دے۔

باب ششم

اشیائے اجارہ شدہ کی قسمیں اور اُن کے احکام

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل : جائیداد غیر منقولہ کو اجارہ (کرایہ) پر دینے سے متعلّق مسائل۔

دفعہ ۵۲۲ کسی مکان یا دوکان کا اس تصریح کے بغیر کہ اس میں کون رہے گا، کرایہ پر لینا جائز ہے۔

دفعہ ۵۲۳ اگر کسی شخص نے اپنا مکان یا دوکان کرایہ پر دی اور ابھی تک اس میں سامان اور مال و اسباب پڑا ہے تو یہ معاملہ صحیح ہوگا، اور کرایہ پر دینے والا مجبور کیا جائیگا کہ اپنے سامان سے مکان کو خالی کر کے کرایہ دار کے سپُرد کر دے۔

دفعہ ۵۲۴ اگر کسی نے زرعی اراضی اجارہ پر دی اور یہ تعیین نہیں کی کہ کرایہ دار اس میں کیا فصل بوئے گا اور نہ یہ کہا کہ جو چاہے بوئے تو ایسا اجارہ، اجارۂ فاسدہ ہوگا۔ اب اگر فسخ اجارہ سے پہلے فصل کی تعیین ہوگئی اور اجارہ پر دینے والا راضی بھی ہوگیا تو اجارۂ فاسدہ، اجارہ صحیحہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۵۲۵ اگر کسی نے اراضی اجارہ پر لی، اس طرح کہ جو فصل چاہے اس میں لگائے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ ایک سال کی مدّت میں گرمی اور جاڑے کی دونوں فصلیں اس اراضی میں لگائے۔

دفعہ ۵۲۶ اگر اجارہ کی مدّت فصل کی تیاری سے پہلے ختم ہو جائے تو متاجر (اجارہ لینے والے) کو یہ حق حاصل ہے کہ فصل کی تیاری تک اس زمین کو اپنے قبضے میں رکھے اور زائد مدّت کا کرایہ اُجرت مثل ادا کرے۔

دفعہ ۵۲۷ کسی مکان یا دوکان کو بغیر یہ بتائے ہُوئے کہ یہ کس کام کے لیے کرایہ پر لی جارہی ہے، کرایہ پر لینا جائز ہے۔ اس کو کرایہ دار کس طرح استعمال کرے گا، اس کا تعلق عادت ورواج سے ہو گا۔

دفعہ ۵۲۸ کسی مکان کا بغیر یہ بیان کیے ہُوئے کہ کس کام کے لیے یہ مکان لیا جارہا ہے، جس طرح جائز ہے، اسی طرح کرایہ پر لینے والے کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ چاہے اس مکان میں خود رہے یا کسی دُوسرے کو رہنے کے لیے دے، یا اس میں اپنا سامان رکھے، یا جو کام چاہے کرے۔ بشرطیکہ اس کام کی وجہ سے مکان میں کوئی خرابی یا اس کی تعمیر میں کوئی کمزوری نہ پیدا ہو، اگر کوئی ایسا کام ہو جس سے مکان میں نقص یا کمزوری پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو صاحبِ مکان کی رضامندی ضروری ہے بغیر اس کے کرایہ دار ایسا نہیں کرسکتا۔

جانور باندھنے کے لیے مقامی رواج اور عادات کا اعتبار کیا جائے گا۔ چراگاہ یا دوکان کے متعلق بھی یہی احکام ہوں گے۔

دفعہ ۵۲۹ اجارہ شدہ چیزمیں وہ تمام اُمور جن سے نفع مقصُود کا تعلق ہے۔ آجر یعنی کرایہ و اجارہ پر دینے والے سے متعلق ہوں گے۔ مثلاً پن چکّی کو صاف کرنا۔ پن چکّی کے مالک کے ذمّہ ہو گا۔ اسی طرح مکان کی تعمیر، پانی کے آنے اور نکلنے کے راستے کی درستگی، دروازوں، کھڑکیوں اور روشن دانوں کی مرمّت اور ایسے تمام اُمور جن کا تعلق تعمیر مکان سے ہو، صاحبِ مکان کے ذمّہ ہوں گے۔ اگر صاحبِ مکان ان تمام کاموں کی تکمیل نہ کرے تو کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہو گا کہ مکان کو چھوڑ دے۔ البتہ اگر کرایہ دار نے کرایہ پر لیتے وقت یہ سب کچھ دیکھ لیا تھا اور اس کے باوجود مکان کرایہ پر لیا تو سمجھا جائے گا کہ وہ ان تمام خرابیوں پر راضی تھا۔ اب ان امور کو مکان لینے کے بعد مکان کے چھوڑ دینے کا وسیلہ نہیں بنا سکتا۔ اگر کرایہ دار (مستاجر) نے خود سے یہ تمام کام کرالیے تو یہ بات کرایہ دار کی طرف سے احسان ہو گا۔ صاحبِ مکان سے اس کے مصارف طلب کرنے کا کوئی حق اسے حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۵۳۰ کرایہ دار نے مکان میں جو تعمیراتی کام صاحبِ مکان کی اجازت سے کرلئے ہوں اگر وہ کام ایسے ہیں جن کا تعلّق مکان کے تحفظ اور اصلاح سے ہے۔ مثلاً چھتوں پر پلاسٹر یا دیواروں کی استرکاری۔ تو اس قسم کے کاموں کے مصارف صاحبِ مکان سے وصول کرے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کرایہ دار نے صاحبِ مکان سے ان مصارف کی وصولی کے لیے کوئی شرط کرلی ہو۔

اور اگر کرایہ دار نے جو تعمیراتی کام کیے اُن کا تعلّق مکان سے انتفاع و استفادہ سے ہو۔ مثلاً چولہے بنوائے تو ایسے مصارف مالکِ مکان سے صرف اسی صورت میں وصول طلب ہوں گے جب کہ کرایہ دار نے بطورِ شرط یہ منوالیا ہو۔

دفعہ ۵۳۱ اگر کرایہ دار نے جائیداد میں کوئی تعمیر کرالی ہو یا درخت لگالیا ہو تو مدّتِ اجارہ (کرایہ) کے اختتام پر صاحبِ جائیداد کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ تعمیر کو منہدم کرادے۔ درخت کو اکھڑوا دے یا ان سب کو باقی رکھے اور اجارہ دار (کرایہ دار) ان کی قیمت کم و بیش جو طے ہو جائے، ادا کردے۔

دفعہ ۵۳۲ مدّتِ اجارہ (کرایہ) میں جو گرد و غبار جمع ہو جائے یا گرد و غبار اکٹھا ہو، یا کوڑا کچرا ہو، اس کی صفائی کرایہ دار کے ذمّہ ہو گی۔

دفعہ ۵۳۳ اگر کرایہ دار (اجارہ دار) کرایہ و اجارہ پر لی ہوئی چیز کو نقصان پہنچا رہا ہو، اور صاحبِ مال اس کے ازالہ پر قادر نہ ہو تو حاکم سے رجوع کرے اور معاملہ فسخ کردے۔

دُوسری فصل : سامان کا کرایہ پر دینا

دفعہ ۵۳۴ پوشاک، اسلحہ، خیمے اور اس قسم کے قابلِ انتقال سامان کو مدّتِ مقررہ کے لیے متعیّن و معلوم کرایہ پر دینا جائز ہے۔

دفعہ ۵۳۵ اگر کسی نے پوشاک کرایہ پر لی کہ پہن کر فلاں جگہ جائے گا، پھر وہ نہ گیا۔ اس نے وہ پوشاک پہنی یا نہ پہنی، کرایہ واجب الادا ہو گا۔

دفعہ ۵۳۶ جس نے پوشاک کرایہ پر لی کہ وہ پہنے گا، تو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی دُوسرے

کو پہنائے۔

دفعہ ۵۳۷ زیورات کا حکم وہی ہے جو پوشاک کا ہے۔

تیسری فصل: بار برداری کے جانوروں کا کرایہ پر دینا۔

دفعہ ۵۳۸ جیسے یہ صحیح ہے کہ کوئی معیّن جانور کرایہ پر لیا جائے، یہ بھی صحیح ہے کہ مکاری (کرایہ پر جانور دینے والے) سے یہ شرط کرلی جائے کہ فلاں مقام پر پہنچا دے۔

دفعہ ۵۳۹ اگر کوئی معیّن جانور معیّن مقام تک کے لیے کرایہ پر لیا اور اثنائے راہ میں جانور تھک کر بیٹھ گیا، تو کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو جانور کو آرام لینے تک انتظار کرے یا جتنی راہ وہ طے کر چکا ہے، وہاں تک مقرّرہ کرائے میں سے حساب کرکے رقم ادا کردے اور معاملہ کو ختم کردے۔

دفعہ ۵۴۰ ایک معیّن بار کو ایک معیّن مقام تک پہنچانے کی شرط ہو اور جانور راستہ میں تھک کر بیٹھ جائے تو مکاری (یعنی کرایہ پر دینے والا) مجبور ہے کہ دُوسرے جانور پر اس بار کو مقررہ مقام پر پہنچا دے۔

دفعہ ۵۴۱ جانور کا بلا تعیّن کرائے پر لینا جائز نہیں ہے۔ اگر معاملہ ہو چکنے کے بعد جانور کی تعیین ہوئی اور کرائے پر لینے والے نے قبول کرلیا تو جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر جانور بلا تعیین کرائے پر لیا گیا مگر اس طرح کہ عادتاً جیسے جانور بار برداری کے لیے ہوتے ہیں تو یہ معاملہ جائز ہوگا۔ اور مقامی طور پر جو رواج ہوگا۔ بات اس پر محمول ہوگی۔ مثلاً کسی نے ایک متعیّن مقام تک پہنچانے کا معاملہ کیا تو مکاری پر یہ لازم ہوگا کہ عادتاً و رواجاً جس طرح کے جانور پر پہنچایا جاتا ہے اس پر کرایہ دار (مستاجر) کو اس مقام تک پہنچا دے۔

دفعہ ۵۴۲ معاملات اجارہ (کرایہ) میں صرف مسافت اور راستہ کی تعیین صرف اس صُورت میں کافی سمجھی جائے گی جب کہ اچھی طرح متعارف و مشہور ہو، ورنہ صرف اس قدر کافی نہیں ہوگا۔ مثلاً کسی نے جانور کرایہ پر لیا اور یہ کہا کہ بوسنہ تک کے لیے، یا یہ کہا کہ عراق تک کے لیے تو صرف اس قدر کہہ دینا کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ شہر، قصبہ یا

مقام کی پُوری تعیین ضروری ہے لیکن اگر کسی نے کہہ دیا کہ شام تک کے لیے معاملہ کیا تو یہ تعیین کافی ہوگی۔ کیونکہ شام اگرچہ ایک وسیع علاقہ کا نام ہے، مگر شہرت عام میں یہ شہر دمشق کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس لیے شہرت عام سے اس کی تعیین ہوجاتی ہے۔

دفعہ ۵۴۳ اگر کوئی جانور کرایہ پر لیا گیا اور نام ایک مقام کا لیا گیا۔ یہ نام دو یا اس سے زیادہ مقامات کے نام ہوں تو ان میں سے جس ایک مقام تک جائے حسبِ مسافت اُجرتِ مثل لازم آئے گی۔ مثلاً کسی نے ایک جانور اسلام بول سے کرایہ پر لیا اور کہا کہ چکمہ جانا ہے اور یہ تصریح نہیں کی کہ بڑا چکمہ مراد ہے یا چھوٹا چکمہ۔ اس صورت میں دونوں مقامات میں جہاں بھی گیا۔ مسافت کے اعتبار سے اس کی اُجرت مثل ہوگی اور وہی واجب الادا ہوگی۔

دفعہ ۵۴۴ اگر کوئی جانور کسی شہر تک کے لیے کرایہ پر لیا جائے گا تو یہ لازم ہوگا کہ کرایہ پر لینے والے کے گھر تک پہنچایا جائے۔

دفعہ ۵۴۵ اگر کسی نے مقام معیّن تک کے لیے جانور کرایہ پر لیا تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ بغیر اجازت مالک اس مقررہ مقام سے آگے لے جائے۔ اگر کرایہ دار نے ایسا کیا تو جانور کرایہ دار کی ذمّہ داری پر اس وقت تک رہے گا جب تک وہ صحیح و سالم حالت میں واپس مالک کو نہ دے دے۔ اگر اس دوران میں جانور تلف ہوگیا تو کرایہ دار کو جانور کا ڈنڈ دینا ہوگا۔

دفعہ ۵۴۶ اگر کسی نے جانور ایک معیّن مقام تک جانے کے لیے کرایہ پر لیا، تو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی دُوسرے مقام پر لے جائے۔ اور اگر کرایہ دار نے ایسا کیا تو جانور کرایہ دار کی ذمّہ داری پر ہوگا۔ تلف ہوگیا تو ڈنڈ دینا پڑے گا۔ مثلاً ایک شخص نے جانور کرایہ پر لیا کہ "کفوطاع" جائے گا اور لے کر چلا گیا "اسلمیہ" اس صورت میں کوئی نقصان ہُوا یا جانور تلف ہوگیا تو کرایہ دار پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

دفعہ ۵۴۷ اگر کسی ایسے مقام تک جانے کو جانور کرایہ پر لیا گیا۔ جس مقام تک پہنچنے کے کئی راستے

ہیں تو کرایہ دار کو اختیار حاصل ہے کہ جس راستے سے چاہے جائے۔
اگر جانور کے مالک (مکاری) نے جو راستہ متعیّن کیا تھا۔ کرایہ دار اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے گیا اور جانور ضائع ہو گیا تو دیکھا جائے گا کہ کونسا راستہ مشکل تھا۔ اگر کرایہ دار کا راستہ مالک کے بتائے ہُوئے راستہ سے مشکل تھا تو کرایہ دار پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا اور اگر برابر ہو یا آسان تر ہو تو ضمان (ڈنڈ) کرایہ دار پر واجب نہیں ہو گا۔

دفعہ ۵۴۸ کرایہ پر لینے والے مستاجر کو یہ حق حاصل نہیں کہ جتنی مدّت کے لیے جانور کرایہ لیا ہو، اس سے زیادہ مدّت تک اسے اپنے استعمال میں رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور جانور تلف ہو گیا تو کرایہ دار کو ضمان (ڈنڈ) دینا ہو گا۔

دفعہ ۵۴۹ جانور کا اس تخصیص کے ساتھ کرایہ پر لینا بھی جائز ہے کہ فلاں آدمی اس پر سوار ہو گا، اور اس تعمیم کے ساتھ بھی جائز ہے کہ کرایہ دار جسے چاہے سوار کرے گا۔

دفعہ ۵۵۰ جو جانور سواری کے لیے کرایہ پر لیا جائے اس سے بار برداری کا کام لینا جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا گیا اور جانور تلف ہو گیا تو کرایہ دار پر ضمان واجب ہو گا۔ اس صُورت میں کرایہ نہیں واجب ہو گا۔ (دیکھو دفعہ ۸۶)۔

دفعہ ۵۵۱ اگر جانور اس تخصیص کے ساتھ کرایہ پر لیا گیا ہو کہ فلاں شخص اس پر سوار ہو گا تو اس پر کسی دُوسرے کو سوار کرنا جائز نہیں۔

دفعہ ۵۵۲ جو جانور اس تعمیم کے ساتھ کرایہ پر لیا گیا کہ کرایہ دار خود سوار ہو گا یا جسے چاہے سوار کرے گا۔ اگر اس پر خود سوار ہوا یا کسی دُوسرے کو سوار کر دیا۔ اور مراد میں تخصیص پیدا ہو گئی، تو پھر اس کے بعد یہ جائز نہیں کہ اب اس کی جگہ دُوسرے کو سوار کرے۔

دفعہ ۵۵۳ اگر کسی نے سواری کا جانور کرایہ پر لیا۔ اور نہ خود سوار ہونے کی تخصیص کی اور نہ یہ تعمیم کی کہ کسی کو سوار کرائے گا تو معاملۂ اجارہ فاسد ہو گا۔ لیکن اگر فسخ معاملہ سے پہلے تعیین ہو گئی تو یہ معاملۂ فاسد صحیح معاملہ ہو جائے گا۔ مگر اس صورت میں جو سوار متعیّن ہو جائے گا اس کے سوا دوسرا سوار نہ ہو گا۔

دفعہ ۵۵۴ جو جانور بار برداری کے لیے کرایہ پر لیا جائے گا۔ اس کے بار، ڈوری اور کاٹھی کے متعلق مقامی رواج معتبر ہوگا۔

دفعہ ۵۵۵ بار برداری کے لیے جو جانور کرایہ پر لیا جائے گا اور اس پر بار کی جانے والی چیز کی تعیین زبانی یا اشارہ سے نہ کی گئی ہو تو اس سلسلہ میں مقامی رواج اور طریقہ کار معتبر ہوگا۔

دفعہ ۵۵۶ کرایہ دار کو یہ حق حاصل نہیں کہ جانور کے مالک کی اجازت کے بغیر جانور کو مارے۔ اگر ایسا کیا اور اس وجہ سے جانور مر گیا یا اس کو نقصان پہنچا تو کرایہ دار پر ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۵۵۷ اگر مالک نے کرایہ دار کو اجازت دے دی کہ جانور کو مارے تو کرایہ دار کو صرف وہیں مارنے کا حق حاصل ہوگا جہاں عادتاً جانور کو مارا جاتا ہے۔ مثلاً جانور کو عادتاً پہلو پر مارا جاتا ہے اور کرایہ دار نے سر پر مار دیا اور جانور تلف ہوگیا تو کرایہ دار پر ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۵۵۸ بار برداری کے لیے جانور کرایہ پر لے کر اس پر سوار ہونا درست ہے۔

دفعہ ۵۵۹ اگر جانور بار برداری کے لیے کرایہ پر لیا گیا۔ بار کی جانے والی چیز کی مقدار و جنس متعیّن کر دی گئی تو اس طرح کی یا اس سے آسان دُوسری چیز کا بار کرنا جائز ہے، لیکن یہ جائز نہیں کہ کوئی دُوسری ایسی چیز بار کر دی جائے جو زیادہ مضرت رساں ہو۔ مثلاً کسی نے پانچ من گیہوں بار کرنے کو جانور لیا تو یہ جائز ہے کہ اپنا مال یا کسی دُوسرے کا مال کسی قسم کا گیہوں یا جو بقدر پانچ من بار کر دے۔ لیکن اگر پانچ من جَو کے لیے لیا تو پانچ من گیہوں بار کرنا۔ یا سو سیر روئی کے لیے جانور کرایہ پر لے کر سو سیر لوہا بار کر دینا جائز نہیں ہے۔

دفعہ ۵۶۰ جانور پر بار کرنا مکاری (کرایہ پر جانور دینے والے) کے ذمّہ ہے۔

دفعہ ۵۶۱ کرایہ پر دیئے ہوئے جانور کا چارہ، پانی، جانور کے مالک کے ذمّہ ہے۔ اگر کرایہ دار نے بغیر اجازت مالک بطور احسان جانور کو چارہ پانی دے دیا تو کرایہ دار کو مالک سے اس کی قیمت کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

چوتھی فصل : آدمی کو اُجرت پر مقرر کرنا۔

دفعہ ۵۶۲ مدتِ عمل کی تعیین یا کام کی کسی دُوسری طرح تعیین کے بعد آدمی کو خدمت کے لیے یا کسی صنعتی عمل کے لیے اُجرت پر مقرر کرنا جائز ہے۔ (باب دوم کی دُوسری فصل دیکھئے)

دفعہ ۵۶۳ اگر کسی شخص نے کسی دُوسرے شخص کی خدمت کی اور اُجرت کے متعلق کوئی بات چیت نہیں کی تو خادم اگر ایک ایسا شخص ہے جو اُجرت پر خدمت کیا کرتا ہے تو اسکی اُجرتِ مثل واجب آئے گی۔ ورنہ کوئی اُجرت واجب نہیں آئے گی۔

دفعہ ۵۶۴ اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ یہ کام کر دو، میں تم کو خوش کر دوں گا اور اس نے کام پُورا کر دیا تو اُجرتِ مثل واجب الادا ہو گی۔

دفعہ ۵۶۵ اگر ایک گروہ عمال نے مل کر کوئی کام کیا اور اُجرت متعین نہیں کی تھی تو ان کی اُجرت اگر عام طور پر معلوم ہے تو وہی اُجرت واجب الادا ہو گی اور اگر معلوم نہیں ہے، تو اُجرتِ مثل واجب الادا ہو گی۔ اور اس قسم کے گروہ عمال جتنے بھی ہوں، ان کا معاملہ اسی طرح ہو گا۔

دفعہ ۵۶۶ معاملۂ اُجرت اگر رقم کی بجائے اشیاء پر ہوا اور تخصیص اس شے کی نہ کر دی گئی ہو تو اُجرتِ مثل واجب ہو گی۔ مثلاً کسی نے ایک شخص سے کہا کہ تم میری خدمت کرو تو کوئی سی دو گائیں دوں گا۔ اور اس نے خدمت کی تو گائیں دینا واجب نہ ہو گا۔ بلکہ اُجرتِ مثل واجب ہو گی۔

البتہ دودھ پلانے والی کو لباس پر مقرر کرنا جائز ہو گا جیسا کہ رواج ہے۔ اگر لباس کی کوئی خاص قسم مقرر نہیں کی گئی، تو درمیانہ درجہ کا لباس نہ بہت اچھا اور نہ بہت بُرا دینا ہو گا۔

دفعہ ۵۶۷ خادم کو جو عطیہ، انعام و اکرام اُجرت کے علاوہ دیا جائے گا اس کا شمار اُجرت میں نہیں ہو گا۔

دفعہ ۵۶۸ اگر کسی استاد کو تعلیم دینے یا کوئی کام سکھانے کے لیے مقرر کیا گیا اور مدت کی تعیین کر دی گئی، تو استاد پڑھائے یا سکھائے حاضر رہے۔ لڑکا پڑھے یا نہ پڑھے۔ اُستاد کی اُجرت واجب الادا ہو گی۔ اور اگر مدت متعین نہیں کی گئی، تو یہ

معاملہ فاسد ہوگا۔ اس صورت میں اگر شاگرد نے پڑھا، تو اُجرت واجب الادا ہوگی، ورنہ کچھ نہیں۔

دفعہ ۵۶۹ اگر کسی نے اپنے لڑکے کو کسی استاد کے سپرد کیا کہ وہ اسے صنعت سکھا دے اور دونوں میں سے کسی نے اُجرت کی کوئی شرط نہیں کی۔ جب لڑکا صنعت سیکھ چکا۔ اس وقت دونوں میں سے کسی نے اگر اُجرت کا مطالبہ کیا تو مقامی رواج کے مطابق عمل ہوگا۔

دفعہ ۵۷۰ اگر ایک گاؤں والوں نے معلّم، امام یا مؤذّن مقرر کیا اور اس نے خدمت انجام دی تو گاؤں والوں پر اس کی اجرت واجب الادا ہوگی۔

دفعہ ۵۷۱ جس اجیر (مزدور) کو بذاتِ خود کام کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو اسے یہ اختیار حاصل نہیں کہ دُوسرے سے کام کرا دے۔ مثلاً ایک درزی کو جبّہ سینے کو دیا گیا تو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی دُوسرے کو سینے کے لیے دے دے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور کپڑا ضائع ہوگیا تو درزی پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

دفعہ ۵۷۲ اگر معاملہ کے وقت بذاتِ خود اس کے کام کرنے کی شرط نہ ہو تو اجیر کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کام دُوسرے سے کرا دے۔

دفعہ ۵۷۳ اجیر سے مستاجر کا یہ کہنا کہ یہ کام کردو، بلا شرط مطلق عمل سمجھا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے درزی سے کہا کہ اس کا ایک جُبّہ سی دو۔ تو جب تک یہ نہ کہے کہ "تم خود اپنے ہاتھ سے سی دو" یہ معاملہ مطلق ہوگا۔ درزی کو حق حاصل ہے کہ خود سی دے، کسی دُوسرے سے سلوا دے یا اپنے کارندوں سے سلا دے، ہر صُورت میں درزی مقررہ اُجرت پانے کا مستحق ہوگا۔ اور اگر جُبّہ ایسی صُورت میں تلف ہوگیا جس صورتِ حال پر درزی کا کوئی اختیار نہ تھا تو ضمان واجب نہ ہوگا۔

دفعہ ۵۷۴ ہر وہ چیز جو مقرّرہ کام کے توابع میں ہو۔ اگرچہ اجیر سے اس کی شرط نہ کی گئی ہو مقامی عادت و رواج کے بموجب عمل مقرر کا جز ہوگی۔ مثلاً درزی سے معاملہ میں تاگا۔

دفعہ ۵۷۵ حمال پر بوجھ کا گھر کے اندر پہنچانا واجب ہوگا لیکن اس گھر میں مقررہ جگہ پر رکھنا ضروری نہ ہوگا۔ مثلاً حمال پر یہ واجب نہ ہوگا کہ بوجھ کو دوسری منزل پر پہنچا دے یا انبار خانے میں لگا دے۔

دفعہ ۵۷۶ متاجر پر اجیر کو کھانا کھلانا لازم نہیں، البتہ اگر مقامی رواج میں ہو تو ضروری ہوگا

دفعہ ۵۷۷ اگر کسی دلال نے کوئی مال بازار والوں کو دکھایا، مگر فروخت نہیں کیا۔ اس کے بعد صاحبِ مال نے خود وہ مال فروخت کیا یا کسی دوسرے دلال نے وہی مال فروخت کیا تو پہلے دلال کو کوئی اُجرت نہیں ملے گی۔

دفعہ ۵۷۸ اگر کسی نے ایک دلال کو اپنا مال دیا کہ اتنے دام میں فروخت کر دو اور دلال نے اس مال کو مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کر دیا تو جو رقم زیادہ ہوگی وہ بھی صاحبِ مال کی ہوگی۔ دلال کو مقررہ اجرت سے زیادہ لینے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

دفعہ ۵۷۹ اگر کسی دلال نے مال فروخت کیا اور اپنی اُجرت صاحبِ مال سے لے لی۔ اس کے بعد مال کا کوئی دُوسرا مستحق نِکل آیا۔ یا مال کسی عیب کی وجہ سے واپس ہوگیا، تو دلال سے دی ہُوئی اُجرت واپس نہیں لی جائے گی۔

دفعہ ۵۸۰ اگر کسی نے فصل کاٹنے والوں سے اپنی کھڑی فصل کے کاٹنے کا معاملہ کیا۔ اجیروں نے فصل کا ایک حِصّہ کاٹ دیا۔ اس کے بعد باقی فصل کسی حادثہ سے ضائع ہوگئی تو اجیروں کو اسی قدر اُجرت دی جائے گی جتنی فصل وہ کاٹ چکے ہوں۔ پُوری اُجرت پانے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۵۸۱ دودھ پلانے والی مرضعہ کو اگر وہ بیمار پڑ جائے تو معاملہ فسخ کر دینے کا حق حاصل ہے اور اسی طرح مرضعہ کی بیماری یا حاملہ ہو جانے یا بچّہ پستان نہ پکڑے یا قے کر دینے کی وجہ سے متاجر کو بھی معاملہ فسخ کر دینے کا حق حاصل ہے۔

باب ہفتم

معاملہ ہو جانے کے بعد آجر و متاجر کے فرائض

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل : اجارہ شدہ چیز کی سپردگی۔

دفعہ ۵۸۲ اجارہ شدہ چیز کی سپردگی کا مطلب یہ ہے کہ آجر نے متاجر کو اس چیز سے انتفاع کی اجازت دے دی اور کوئی مانع موجود نہیں۔

دفعہ ۵۸۳ معاملہ اجارہ صحیحہ (یا کرایہ صحیحہ) جب ایک مدّتِ معیّنہ اور مسافت معلومہ کے لیے ہو جائے تو آجر یعنی اجارہ دینے والے پر لازم ہے کہ متاجر (اجارہ لینے والے) کے سپرد اس چیز کو مقررہ مدّت یا معلومہ مسافت تک کے لیے کر دے اور اسکے قبضے میں مقررہ وقت یا مسافت تک مسلسل رہنے دے۔ مثلاً اگر کسی نے ایک گھوڑا ایک مدّت کے لیے یا ایک جگہ تک جانے کے لیے کرایہ پر لیا تو کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہے کہ مدّت مقررہ کے اندر یا مقام مذکورہ تک پہنچنے تک اسے اپنے استعمال میں لائے۔ صاحبِ مال کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے اپنی کسی ضرورت کے لیے اس دوران استعمال کرے۔

دفعہ ۵۸۴ اگر کسی نے اپنی کوئی چیز کرایہ پر دی اور اس میں اس کا مال موجود تھا تو کرایہ کی رقم اس وقت تک واجب نہ ہوگی جب تک وہ اپنے مال سے اس چیز کو خالی کر کے متاجر کے سپرد نہ کر دے، یا مال بھی اسی کے ہاتھ فروخت نہ کر دے۔

دفعہ ۵۸۵ اگر کسی نے گھر کرایہ پر دیا۔ اور گھر سپرد کرتے ہوئے ایک کمرہ روک لیا۔ اس میں مالک مکان کا مال ہے تو کرایہ کی رقم اس ایک کمرے کی حد تک کم ہو جائیگی

اور باقی کے بارے میں متاجر کو اختیار حاصل ہو گا کہ چاہے معاملہ کو قائم رکھے یا فسخ کر دے۔ لیکن اگر فسخ کرنے سے پہلے ہی مالک مکان نے کمرہ خالی کر دیا تو معاملہ صحیح ہو جائے گا یعنی متاجر کو معاملہ کے فسخ کر دینے کا حق باقی نہ رہے گا۔

دوسری فصل: معاملہ کے بعد فریقین کا تصرّف۔

دفعہ ۵۸۶ متاجر کو معاملہ ہو جانے کے بعد قبل قبضہ اجارہ شدہ چیز کے کسی دوسرے کے ہاتھ اجارہ کر دینے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ شے جائیداد غیر منقولہ ہو اور اگر جائیداد منقولہ ہے تو یہ حق حاصل نہیں ہو گا۔

دفعہ ۵۸۷ متاجر کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی دُوسرے شخص سے اجارہ پر لی ہوئی چیز اپنی طرف سے اجارہ پر دیدے بشرطیکہ یہ اجارہ انتفاع و استعمال کی حد تک محدود ہو۔

دفعہ ۵۸۸ اگر کسی شخص نے معاملہ اجارۂ فاسدہ کے ذریعے کوئی چیز لی اور کسی دُوسرے کو اجارۂ صحیحہ کے ذریعہ دی، تو یہ صُورت بھی جائز ہے۔

دفعہ ۵۸۹ اگر کسی آجر نے کوئی چیز اجارہ لازمہ پر دی اور پھر اسے کسی اور کو اجارہ کر دیا، تو یہ دُوسرا اجارہ نافذ نہ ہو گا اور نہ اس کو معتبر سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۵۹۰ اگر آجر نے اپنی اجارہ کی ہوئی چیز کو بغیر اجازت متاجر فروخت کر دیا تو بایع اور مشتری کے مابین یہ بیع نافذ ہو جائے گی؛ البتہ متاجر کے حقوق پر اس بیع کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس صورت میں اجارہ کی مدّت ختم ہونے کے بعد یہ بیع مشتری کے لیے لازمی قرار پا جائے گی۔

ایسی صُورت میں اگر خریدار نے فروخت شدہ مال کی سپردگی کا مطالبہ بایع سے کیا اور قاضی نے عدم امکان سپردگی کی بنا پر بیع کو فسخ کر دیا تو یہ بیع فسخ ہو جائے گی۔

اگر اجارہ دار (متاجر) نے اس بیع کی اجازت دے دی تو بیع ان سب کے حق میں نافذ ہو جائے گی لیکن اجارہ شدہ چیز متاجر کے قبضہ سے اُس وقت تک خارج نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ ادا کردہ کرایہ یا رقم ادادہ واپس نہ وصول کرلے۔ اس صُورت

ہیں اگر مستاجر نے اپنی رقم وصول کیے بغیر اجارہ شدہ چیز کو سپرد کردیا تو اس کا یہ حق ساقط ہو جائے گا کہ اپنی دی ہوئی رقم واپس لینے کے لیے مال کو اپنے قبضے میں روکے رہے۔

تیسری فصل : اجارہ شدہ چیز کے واپس دینے سے متعلق مسائل۔

دفعہ ۵۹۱ اجارہ لینے والے (مستاجر) پر لازم ہے کہ مدت اجارہ کے اختتام پر اجارہ شدہ چیز پر سے اپنا قبضہ اُٹھا لے۔

دفعہ ۵۹۲ مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد مستاجر کو اجارہ شدہ چیز سے انتفاع کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دفعہ ۵۹۳ اجارہ کی مدت ختم ہوگئی اور اجارہ کرنے والا (آجر) اپنے مال پر قبضہ چاہے تو مستاجر پر لازم ہے کہ اس کے سپرد بھی کردے۔

دفعہ ۵۹۴ مدت اجارہ ختم ہو جانے کے بعد مستاجر پر یہ لازم نہیں ہے کہ آجر کو مال اجارہ شدہ لے جا کر واپس کرے بلکہ آجر پر یہ لازم ہے کہ مستاجر سے اپنا مال واپس لے مثلاً ایک مکان کے اجارہ یا کرایہ کی مدت ختم ہوگئی تو مالک مکان پر لازم ہے کہ وہاں جا کر اپنے مکان پر قبضہ لے اسی طرح اگر جانور کسی مقام تک سواری کے لیے لیا گیا تھا، تو مالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مقام پر موجود رہے اور اپنے جانور کا قبضہ لے۔ اگر مالک موجود نہ رہا اور قبضہ نہ لیا اور مال مستاجر کی کسی خطا کے بغیر ضائع ہو گیا تو مستاجر پر ضمان لازم نہیں آئے گا۔

دفعہ ۵۹۵ اگر اجارہ شدہ شے کی مالک کو سپردگی حمل و نقل اور مشقت کی متقاضی ہو تو اس کے مصارف کی ذمہ داری آجر پر ہوگی۔

بابِ ہشتم

ضِمانات (ڈنڈ ادا کرنے) کا بیان

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل : ضمان منفعت۔

دفعہ ۵۹۶ اگر کسی شخص نے کسی دُوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر استعمال کیا تو یہ غصب کی ایک قسم ہُوئی۔ استعمال کرنے والے پر اس کے عوض میں کچھ ادا کرنا ضروری نہ ہوگا (بلکہ اس شخص کو غصب کی سزا دی جائے گی)، لیکن اگر یہ مال وقف کا مال ہو یا یتیم کا مال ہو تو بہر صُورت اس پر اجر مثل واجب الادا ہوگا۔ اور اگر یہ مال مُعَد الاستغلال (کرایہ کا مال حسب دفعہ ۴۱۷) ہو اور استعمال کرنے والا کسی طرح ملکیت یا کسی معاملہ کے ذریعہ حق تصرف کی غلط فہمی میں نہ ہو تو اس شخص پر اس انتفاع کے عوض ضمان منفعت یعنی اجر مثل واجب الادا ہوگی۔

مثلاً ایک شخص کسی دوسرے کے مکان میں ایک مدّت تک بغیر معاملۂ کرایہ سکونت پذیر رہا تو اس شخص پر اس انتفاع کے مقابلہ میں کسی رقم کی ادائیگی لازم نہیں آئے گی۔

اگر مذکورہ بالا مکان وقف کا مکان تھا یا کسی یتیم کا مکان تھا تو بہرحال اجر مثل ادا کرنا ہی پڑے گا۔ یعنی اگر چہ اس مکان میں رہنے والا کسی عنوان سے، ملکیت کا، یا کسی معاملہ کی وجہ سے حق انتفاع کا مدّعی ہو۔ بہرحال اگر یہ بات ثابت ہے کہ یہ مکان وقف کا ہے یا کسی یتیم کا ہے تو اُسے اُجرت مثل (حسب دفعہ ۴۱۴) ادا کرنا ہی پڑے گی۔
اسی طرح اگر وہ مکان کرایہ پر دیا جانے والا مکان ہو (حسب دفعہ ۴۱۷) اور کوئی

دعوائے حقیقت وملکیت بھی نہ ہو تو اس مکان میں سکونت پذیر رہنے والے کو مدّت سکونت کے لیے اجرتِ مثل (حسبِ دفعہ ۴۱۴) ادا کرنی پڑے گی۔

اور اسی طرح اگر کسی نے کرایہ کے جانور کو بغیر اجازت مالک استعمال کیا تو اُجرتِ مثل ادا کرنی پڑے گی۔

دفعہ ۵۹۷ اگر کسی شخص نے تاویل ملکیت (یہ سمجھ کر کہ وہ اس مال کا مالک ہے) کسی چیز کو استعمال کیا تو اس چیز کے معد للاستغلال ہونے کے باوجود استعمال کرنے والے پر ضمان المنفعۃ واجب نہیں آئے گا۔ مثلاً ایک مال مشترک کو کسی ایک شریک نے دُوسرے شریک کی اجازت کے بغیر ایک مدّت تک استعمال کیا۔ تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنے حصّہ کے عوض کوئی ضمانِ منفعت طلب کرے۔ کیونکہ جس شریک نے اسے استعمال کیا اس بنا پر استعمال کیا کہ وہ اس کا مالک ہے۔

دفعہ ۵۹۸ اگر کسی نے کسی معاملہ کی بنا پر کسی چیز کو استعمال کیا تو باوجودیکہ وہ چیز کرایہ ہی کے لیے (مُعَد للاستغلال) ہو استعمال کرنے والے پر کوئی ضمانِ منفعت واجب نہیں آئیگا۔

مثلاً ایک دکان کو جس کے دو شرکار مالک تھے، ایک شریک نے دُوسرے شریک کی اجازت کے بغیر ایک تیسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور ایک مدّت تک خریدار اس دوکان کو استعمال کرتا رہا، اس کے بعد اس شریک دار نے جو بے خبر تھا اس بیع کو اپنے حصّہ کی حد تک نامنظور کر دیا تو اس شریک دار کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ خریدار سے اس کے تصرف واستعمال کے عوض اپنے حصّہ کی اُجرت یا کرایہ کا مطالبہ کرے۔ اگرچہ وہ دوکان کرایہ پر دینے ہی کے لیے رہی ہو۔ کیونکہ خریدار نے اس یقین کی بنا پر استعمال کیا ہے کہ وہ بذریعہ معاملۂ بیع اس دوکان کا مالک ہو چکا ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک چکی فروخت کی اور خریدار اس پر قبضہ کر کے اسے استعمال کرتا رہا۔ اب ایک اور شخص نے اس چکی پر حقیقت کا دعویٰ کیا۔ ثابت بھی کر دیا اور حکمِ عدالت سے اسے چکی بھی مل گئی، تو اس شخص کو جو اس چکّی کا حقیقی مالک اب ثابت ہُوا ہے، یہ حق حاصل نہیں ہے کہ خریدار سے اس کے زمانۂ

تصرّف و استعمال کے بدلے کوئی اُجرت یا کرایہ طلب کرے، کیونکہ جب خریدار نے تصرّف کیا تھا تو اس یقین کی بنا پر کیا تھا کہ وہ بذریعۂ بیع حقیقتہً اس چکّی کا مالک ہو چکا ہے۔

دفعہ ۵۹۹ اگر کسی شخص نے ایک نابالغ بچّہ کو بغیر اجازت ولی اپنی خدمت کے لیے مقرر کیا تو لڑکا جب بالغ ہوگا وہ خدمت کے مقابلہ میں اُجرتِ مثل کا مستحق ہوگا اور خدمت لینے والے کو اس پوری مدت کے لیے جس میں وہ لڑکا اس کا خدمت گار رہا ہے، اُجرتِ مثل ادا کرنی پڑے گی۔ اگر خدمتگار بچّہ مر گیا تو اس کے وارثوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ خدمت لینے والے سے پوری مدّتِ خدمت کی اُجرتِ مثل وصول کریں۔

دوسری فصل: متاجر پر وجوبِ ضمان (ڈنڈ کی ادائیگی کا لازم ہونا)۔

دفعہ ۶۰۰ جو چیز اجارہ یا کرایہ پر دی جاتی ہے وہ متاجر (کرایہ لینے والے)، کے ہاتھ میں ایک امانت ہوتی ہے، چاہے معاملہ اجارہ صحیح ہو یا نہ ہو۔

دفعہ ۶۰۱ اگر کرایہ کا مال کرایہ دار (متاجر)، کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو ضمان (ڈنڈ) صرف اسی صورت میں عائد ہوگا جب کہ مال اس کی بے اعتدالی یا کوتاہی عمل سے تلف ہوا ہو، یا اس مال کو متاجر کی بے عملی، بے اعتدالی یا کوتاہی کی وجہ سے نقصان پہنچا ہو، ورنہ ضمان واجب نہ ہوگا۔

دفعہ ۶۰۲ ضمان (ڈنڈ)، متاجر پر اس وقت واجب ہوگا جب کہ اس کی عملی بے اعتدالی سے مال تلف ہو گیا ہو یا اس کی قیمت میں نقص آگیا۔ مثلاً کسی نے کرایہ کے جانور کو اتنا مارا کہ مار ہی ڈالا، یا اس نے اتنی شدید ایڑ لگائی کہ جانور مر گیا۔

دفعہ ۶۰۳ کرایہ دار کا ہر وہ عمل جو عام طریقۂ کار کے خلاف ہو اس کی عملی بے اعتدالی ہے اس کی وجہ سے جو نقصان ہوگا اس کا ضمان عائد ہوگا۔ مثلاً کسی نے لباس کرایہ پر لیا اور اسے اس طرح استعمال کیا کہ جیسے لوگ عادۃً استعمال نہیں کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے لباس خراب ہو گیا تو ضمان عائد ہوگا۔ اسی طرح اگر کرایہ کے مکان میں آگ لگ گئی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عام طور سے لوگ جس طرح آگ جلاتے ہیں،

کرایہ دار نے اس سے زیادہ شعلے بھڑکائے، تو ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۶۰۴ اگر کرایہ دار کی کوتاہی عمل سے مال ضائع ہوگیا یا اس کی قیمت میں کمی آگئی تو ضمان عائد ہوگا۔ مثلاً کسی نے جانور کرایہ پر لیا اور اسے بغیر باندھے چھوڑ دیا اور جانور ضائع ہوگیا تو ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۶۰۵ مستاجر کی طرف سے ایسا عمل جو شرط کرایہ سے متجاوز ہو، اس کی عملی بے اعتدالی ہے۔ اگر اس کی وجہ سے کوئی نقصان ہو تو مستاجر پر ضمان عائد ہوگا۔ مثلاً کسی نے باربرداری کا ایک جانور کرایہ پر لیا کہ اس پر ڈھائی من روغن لادے گا۔ اب اس نے اس جانور پر ڈھائی من لوہا لاد دیا اور جانور ٹوٹ گیا تو ضمان عائد ہوگا۔ لیکن اگر کوئی ایسی چیز بار کی جو مضرت میں ڈھائی من روغن کے برابر یا اس سے کم تھی اور جانور ٹوٹ گیا تو ضمان عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۶۰۶ مدت کرایہ (اجارہ) کے اختتام پر کرایہ کا مال مستاجر کے ہاتھ میں اسی طرح ایک ودیعت و امانت کی حیثیت رکھتا ہے جیسے پہلے تھا۔ اس لیے اگر مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد مستاجر نے اس مال کو استعمال کیا اور مال تلف ہوگیا تو ضمان عائد ہوگا، اسی طرح اگر اختتام مدت پر مالک نے اپنا مال واپس طلب کیا اور مستاجر نے نہیں دیا۔ اس کے بعد وہ مال ضائع ہوگیا تو ضمان عائد ہوگا۔

تیسری فصل : اجیر پر ضمان (ڈنڈ) کا عائد ہونا۔

دفعہ ۶۰۷ اگر اجیر کی عملی بے اعتدالی یا اس کی کوتاہی کی وجہ سے کوئی نقصان مستاجر کو پہنچے گا تو اجیر پر ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۶۰۸ اجیر کی عملی بے اعتدالی۔ اس کی ہر وہ حرکت و عمل ہے جو مستاجر کی ہدایات سے صریحاً یا دلالت کے خلاف ہو۔ مثلاً کسی نے ایک اجیر کو اپنے جانور سپرد کرکے اسے ہدایت کی کہ فلاں جگہ پر نہیں چراؤ، دوسری جگہ نہ لے جانا، اب اس کے بعد اگر اجیر ان جانوروں کو دوسری جگہ لے گیا اور جانوروں کو نقصان پہنچا تو اجیر پر ضمان عائد ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے درزی کو کپڑا دیتے ہوئے کہا کہ اگر اس میں میری ایک عبا ہوسکے تو اس کو کاٹ کر عبا بنا دو۔ درزی نے کہا کہ عبا ہو جائے گی اور کپڑے کو کاٹ دیا۔ اس کے بعد ثابت ہوا کہ عبا اس میں نہیں بن سکتی تو کپڑے کا ڈنڈ درزی پر عائد ہو گا۔

دفعہ ۶۰۹ اجیر کی عملی کوتاہی بغیر عذر اس کی ایسی بے عملی ہے جو نقصان کا موجب ہو۔ مثلاً ایک بکری بھاگ گئی اور چرواہا اپنی کاہلی و سستی کی وجہ سے اس کو پکڑنے کے لیے نہیں گیا تو چرواہے پر ضمان عائد ہو گا اور اگر وہ اس لیے نہیں گیا کہ باقی بکریوں کے اس کی عدم موجودگی میں ضائع ہو جانے کا احتمال تھا تو اسے معذور سمجھا جائے گا اور ضمان عائد نہیں ہو گا۔

دفعہ ۶۱۰ (اجیر خاص یعنی ایک شخص کا اجیر) امین کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے جو مال اس کے ہاتھ میں تلف ہو جائے اگر خود اس کی عملی بے اعتدالی سے تلف نہیں ہوا ہے تو ضمان اس پر عائد نہیں ہو گا۔

دفعہ ۶۱۱ اجیر مشترک ہر اس نقصان پر موجب ضمان ہے جو اس کے فعل سے واقع ہو۔ چاہے اس عمل میں اس کی بے اعتدالی و کوتاہی ہو یا نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

کتاب سوم

کفالت

ایک مقدمہ اور تین ابواب

مقدّمہ

کفالت سے متعلقہ فقہی اصطلاحات

دستخط ہمایونی کے بعد اس پر عمل کیا جائے۔

مقدمہ : کفالت میں استعمال ہونے والی فقہی اصطلاحات۔

دفعہ ۶۱۲ کفالت بسلسلۂ مطالبہ کسی کی ذمّہ داری میں شرکت کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی شخص سے کسی چیز کا مطالبہ ہو اور وہ شخص ذمّہ دار ہو، اس کے بعد ایک دوسرا شخص اس کی ذمہ داری میں اپنے آپ کو شریک کر دے اور اس مطالبہ کو اپنے اُوپر بھی واجب قرار دے دے تو یہ عمل کفالت کہلائے گا۔

مثلاً زید نے دو ہزار روپے کا مال عمرو سے لیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ ماہ کی یکم تاریخ کو اس کی قیمت ادا کر دے گا۔ اس نے اس رقم کی بر وقت ادائی کے لیے بکر کو بطور کفیل پیش کیا اور بکر نے اس ذمّہ داری میں اپنے آپ کو شریک کر دیا اور کہا کہ میں کفالت لیتا ہوں۔ آئندہ ماہ کی یکم کو زید نے دو ہزار روپے نہیں دیئے تو میں یہ رقم دے دوں گا۔

صورت مذکورہ بالا میں زید اصیل اور مکفول عنہ ہے۔ بکر کفیل ہے،

دو ہزار روپے کی رقم مکفول بہ ہے اور عمرو مکفول لہٗ ہے (مترجم)

دفعہ ۶۱۳ کفالت ذات، کسی آدمی کی شخصی کفالت۔

دفعہ ۶۱۴ کفالت مال، ادائی مال کی کفالت

دفعہ ۶۱۵ کفالت سپردگی۔ کسی مال کی سپردگی کا کفیل ہونا۔

دفعہ ۶۱۶ کفالت ادائی: کسی فروخت شدہ چیز کی قیمت مقررہ وقت پر ادا کرنے کی کفالت کرنا یا فروخت کنندہ کی ذات کی کفالت کرنا (یعنی یہ کہنا کہ اگر یہ بیع جائز بیع قرار نہ پائی اور فروخت کنندہ کو قیمت واپس کرنی پڑی تو میں کفیل ہوں)۔

دفعہ ۶۱۷ کفالت نافذہ۔ وہ کفالت جو کسی زمانے سے مشروط نہ ہو اور نہ اس میں مستقبل میں کفیل ہونے کا وعدہ۔

دفعہ ۶۱۸ کفیل: وہ شخص جو کسی دُوسرے شخص کی ذمہ داری میں اپنے آپ کو شریک کرتا ہے اور وہی وعدہ کرتا ہے جو اس دُوسرے شخص نے کیا ہے۔ اس صورت میں وہ دُوسرا شخص اصیل اور مکفول عنہ کہلائے گا۔

دفعہ ۶۱۹ مکفول لہٗ۔ وہ شخص جس کی رقم یا کوئی شے باقی ہو اور وہ اسکی ادائی کا مطالبہ کرتا ہو۔

دفعہ ۶۲۰ مکفول بہ: وہ چیز جس کی ادائی یا سپردگی کا کفیل نے وعدہ کیا ہو۔ کفالت ذات میں مکفول عنہ اور مکفول بہ ایک ہی ہوتا ہے۔

باب اوّل

معاملۂ کفالت کا انعقاد

اس باب میں دو فصلیں ہیں

دفعہ ۶۲۱ کفالت کا معاملہ کفیل کے ایجاب کے ساتھ ہی منعقد ہوجاتا ہے۔ مکفول لہٗ کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو اسے نہ قبول کرے اور ردّ کردے، مکفول لہٗ جب تک ردّ نہ کردے گا، کفالت باقی رہے گی۔

اگر کسی نے کفالت لی۔ اصیل مکفول عنہ کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ مکفول لہٗ نے اصیل سے مطالبہ کیا۔ اصیل کا قبل ادائی انتقال ہوگیا۔ اس صورت میں بھی کفیل اپنی کفالت کی وجہ سے قابل مطالبہ و مواخذہ ہوگا۔

دفعہ ۶۲۲ کفیل کی طرف سے ایجاب یعنی کفالت کے الفاظ وہ الفاظ ہیں جو عُرف عام میں وعدہ اور التزام پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً کہا، کفالت لی۔ میں کفیل ہوں یا مَیں ضامن ہوں، اس قسم کے الفاظ سے کفالت کا معاملہ منعقد ہوجائے گا۔

دفعہ ۶۲۳ کفالت وعدۂ معلّق سے بھی ہوجاتی ہے۔ (دیکھو دفعہ ۸۴)۔

مثلاً کسی نے کہا کہ اگر تم کو فلاں نے نہیں دیا تو میں دیدوں گا۔ اب اگر صاحب قرض نے مقروض سے مطالبہ کیا اور اس نے نہیں دیا تو وہ کفیل سے مطالبہ کرے گا۔

دفعہ ۶۲۴ اگر کسی نے کہا کہ میں اس وقت سے فلاں وقت تک کفیل ہوں، تو کفالت موقتہ ہوجائے گی۔

دفعہ ۶۲۵ کفالہ جیسے مطلقاً صحیح ہوتا ہے ویسے ہی فوری اور موقتی بھی صحیح ہوتا ہے۔ یعنی حال یا وقت مقرر کے ساتھ مشروط بھی صحیح ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۲۶ کسی کفیل کا ایک اور کفیل ہونا بھی جائز ہے۔

دفعہ ۶۲۷ یہ بھی جائز ہے کہ ایک ہی معاملہ اور ایک ہی شخص کے متعدد کفیل ہوں۔

دُوسری فصل : شرائطِ کفالت۔

دفعہ ۶۲۸ انعقادِ کفالت کے لیے کفیل کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہے اسی لیے مجنون، حواس باختہ یا بچے کی کفالت صحیح نہیں۔ اگر کسی نے بچپن میں کسی کی کفالت لی اور بالغ ہونے کے بعد اس کا اقرار بھی کر لیا، پھر بھی وہ اس کفالت میں قابلِ مواخذہ نہ ہوگا۔

دفعہ ۶۲۹ یہ بھی شرط ہے کہ جس کی کفالت لی جائے یعنی مکفول عنہ، وہ عاقل و بالغ ہو۔ اسی لیے کسی مجنون یا بچہ کے دین کی کفالت صحیح نہیں ہوتی ہے۔

دفعہ ۶۳۰ اگر کفالت کسی کی ذات کی ہو تو مکفول عنہ کو معلوم ہونا ضروری ہے لیکن اگر کفالت مال کی ہو تو اس کا معلوم ہونا ضروری نہیں۔ اسی لیے اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں شخص کا جو قرض فلاں شخص پر ہے، اس کا میں کفیل ہوں۔ تو اگرچہ قرض کی مقدار معلوم نہیں ہے مگر پھر بھی کفالت صحیح ہو جائے گی۔

دفعہ ۶۳۱ کفالت مال کے لیے یہ شرط ہے کہ اصیل پر یہ مال حقیقتاً واجب الادا ہو، اسی لیے خریدے ہوئے مال کی قیمت، اجارہ کی رقم، مزدوری اور تمام صحیح دیون کی کفالت صحیح ہوتی ہے۔ اسی طرح غصب کردہ مال کی کفالت بھی صحیح ہوتی ہے۔ مطالبہ کے وقت کفیل کو اصل مال یا اس کا بدل ادا کرنا ہی پڑے گا۔ اسی طرح اس مال کی کفالت بھی صحیح ہوگی جو خریداری کے وعدے سے لیا گیا ہو بشرطیکہ اس کی قیمت طے ہو چکی ہو۔

لیکن مال فروخت شدہ کی کفالت خریدار کے قبضہ سے پہلے صحیح نہ ہوگی۔ اسلیے کہ اگر بایع کے قبضہ ہی میں مال فروخت شدہ ضائع ہو جائے تو معاملہ بیع فسخ ہو جاتا ہے اور بایع پر مال مہیا کرنا لازمی نہیں ہوتا بلکہ صرف اداشدہ قیمت کو واپس کر دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی طرح رہن شدہ مال، مستعار چیز اور تمام ایسی چیزوں کی کفالت ناجائز ہے جو اصیل کے ہاتھ میں امانت کی حیثیت رکھتی ہیں، لیکن

رہن شدہ مال، مستعار مال یا امانتی مال کے ضائع ہو جانے کے بعد اگر کوئی یہ کہے کہ میں کفیل ہوں تو کفالت صحیح ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر فروخت شدہ مال کے ضائع ہو جانے کے بعد کفالت لے لی تو مطالبہ پر کفیل کو یہ مال دینا ہی پڑے گا بشرطیکہ کفیل کو کسی اور وجہ کی بنا پر مال کے روک رکھنے کا حق حاصل نہ ہو۔

ذات کا کفیل مکفول بہ کی وفات پر کفالت سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اصل مال کی سپردگی کا کفیل اس مال کے تلف ہو جانے پر بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۶۳۲ سزاؤں میں نیابت جائز نہیں۔ اسی لیے قصاص اور دوسری سزاؤں میں کفالت بھی صحیح نہیں ہوتی، لیکن قاتل پر جو دیت عائد ہو یا زخمی کر دینے پر جرمانہ عائد ہو۔ اس کی کفالت صحیح ہو گی۔

دفعہ ۶۳۳ کفالت کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ جس کی کفالت قبول کی جائے وہ دولت مند آدمی ہو۔ ایک مفلس کی کفالت بھی لی جا سکتی ہے۔

باب دوم

کفالت کے احکام

اس میں تین فصلیں ہیں :

پہلی فصل : کفالت نافذہ ۔ کفالت معلقہ اور کفالت مضافہ کے احکام ۔

دفعہ ۶۳۴ کفالت کا حکم یہ ہے کہ مطالبہ کا حق حاصل ہو جائے یعنی مکفول لہٗ کو یہ حق حاصل ہے کہ کفیل نے جس چیز کی کفالت لی ہے ، اس چیز کا مطالبہ کفیل سے کرے ۔

دفعہ ۶۳۵ کفالت نافذہ میں مطالبہ کا حق اسی وقت حاصل ہے ۔ اگر اصیل پر دین فوری طور پر واجب الادا ہو اور اگر وقتِ معیّن پر واجب الادا ہو تو وقت معین کے آجانے پر یہ حق حاصِل ہو گا ۔

مثلاً کسی نے یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو دین ہے ، اس کا میں کفیل ہوں ، تو اگر یہ دین اسی وقت واجب الادا ہو تو اُسی وقت کفیل سے مطالبہ کا حق مکفول لہٗ کو حاصل ہو جائے گا ۔ اور اگر وقت معیّن پر واجب الادا ہو تو اس وقت کے آجانے پر یہ حق حاصل ہو گا ۔

دفعہ ۶۳۶ وہ کفالت جو کسی زمانۂ مستقبل کی طرف مضاف ہو یا کسی شرط کے ساتھ معلق ہو ۔ اس قسم کی کفالت میں کفیل سے اس وقت تک مطالبہ نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ وقت نہ آجائے یا وہ شرط پُوری نہ ہو جائے ۔

مثلاً کسی نے یہ کہا کہ اگر فلاں شخص تمہیں نہ دے تو میں دیدوں گا ۔ تو اس صورت میں کفالت ایک شرط کے ساتھ مشروط اور معلق ہو گی ۔ اگر وہ شخص نہیں دے گا تب کفیل سے مطالبہ کیا جائے گا ورنہ نہیں ۔ کفیل سے مطالبہ اصیل سے مطالبہ کرنے اور اس کے نہ دینے کے بعد ہو سکتا ہے ۔ اور اگر یہ کہا کہ اگر فلاں شخص تمہارا مال

چرالے تو میں ضامن ہوں۔ کفالت صحیح ہوگی مگر شخص مذکور کا اس شخص کے مال کا چوری کرنا ثابت ہوجائیگا اس کے بعد ہی کفیل سے مطالبہ کیا جا سکے گا ورنہ نہیں۔

اگر کفالت اس شرط کے ساتھ ہو کہ اصیل کو لتنے دنوں کی مہلت دے دو۔ مطالبہ کرنے کے وقت سے اتنے دنوں کی مہلت صاحب دین نے دے دی۔ ان دنوں کے گزر جانے کے بعد مکفول لہٗ (صاحب دین) کو کفیل سے جب چاہے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ کفیل کو اب یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اتنے ہی دنوں کی ایک اور مہلت اپنے لیے طلب کرے۔

اگر کسی نے یہ کہا کہ میں تمہارے مطالبہ کا کفیل ہوں اگر فلاں کے ذمّہ یہ مطالبہ ثابت ہو جائے، یا اس رقم کا میں کفیل ہوں جو تم فلاں کو قرض دو گے یا اس مال کا میں کفیل ہوں جو فلاں شخص تم سے غصب کرلے گا۔ یا اس مال کی قیمت کا میں کفیل ہوں جو تم فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کرو گے تو ان ساری صورتوں میں کفیل سے مطالبہ اسی وقت ہو سکے گا جب یہ صورتیں پیدا ہو جائیں۔ یعنی مطالبہ ثابت ہو جائے۔ قرض دے دے غصب واقعۃً ہو جائے اور معاملہ خرید و فروخت کا مکمّل ہو کر فروخت شدہ چیز سپرد کردی جائے۔

اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں دن میں فلاں شخص کو حاضر کردینے کا کفیل ہوں، تو کفیل سے یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس دن سے پہلے ہی مکفول بہ کو حاضر کردے۔

دفعہ ۶۳۷ شرط کی تکمیل میں اس کے اوصاف اور قیود کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ مثلاً کسی نے کہا کہ اگر فلاں کے خلاف حکم ہوا تو میں ادائیگی کا کفیل ہوں اور اس شخص نے ایک رقم کا اقرار بھی کرلیا۔ پھر بھی جب تک حاکم کا حکم صادر نہ ہوگا۔ کفیل پر رقم کی ادائیگی واجب نہ ہوگی۔

دفعہ ۶۳۸ کفالت ادائیگی (حسب دفعہ ۶۱۶) میں اگر فروخت شدہ مال کا حقدار کوئی اور نکل آیا تو کفیل سے مواخذہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ عدالت نے بایع پر ادا شدہ قیمت کی واپسی کا حکم نہ صادر کردیا ہو۔

دفعہ ۶۳۹ موقتی کفالت میں کفیل سے اس مدّت کے اندر ہی مطالبہ کیا جاسکتا ہے جو کفالت میں مقرر تھی، مثلاً کسی نے یہ کہا کہ میں آج سے ایک ماہ تک کفیل ہوں تو مدّت مقررہ گزر جانے کے بعد مطالبہ کفیل سے نہیں کیا جا سکتا۔ کفیل اپنی کفالت سے مدّت کے گزرتے ہی بری الذمّہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۶۴۰ کسی کفیل کو صحیح طور پر کفالت لے چکنے کے بعد بری الذمّہ ہو جانے کا اختیار حاصل نہیں ہے لیکن کفالت معلقہ و مضافہ میں مدیون کے ذمہ دین کے واجب الادا ہونے سے پہلے کفالت سے بری الذمہ ہو جانے کا اختیار حاصل ہے۔

مثلاً اگر کسی نے کسی کی ذات یا اس کے دین کی کفالت صحیح طور پر لے لی، تو پھر وہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر اس نے یہ کہہ دیا، اگر تمہارا کوئی دین فلاں کے ذمّہ ثابت ہوا تو میں کفیل ہوں، تو اس صورت میں وہ اپنی کفالت سے رجوع کر کے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگرچہ دین کفالت کے بعد ثابت ہوا لیکن حقیقتہً وہ کفالت سے پہلے ہی اس کے ذمّہ تھا، لیکن اگر کسی نے یہ کہا کہ تم جو کچھ اس کے ہاتھ فروخت کرو گے میں اس کی قیمت کا کفیل ہوں تو کفیل کو یہ حق حاصل ہے کہ معاملۂ بیع ہو جانے سے پہلے کسی وقت بھی اپنی کفالت سے رجوع کر کے بری الذمہ ہو جائے۔ اگر اس نے یہ کہہ دیا کہ اب میں کفیل نہیں ہوں اس کے بعد بھی بائع نے بیع کر دی تو کفیل پر اس کی کوئی ذمّہ داری عائد نہ ہوگی۔

دفعہ ۶۴۱ اگر کوئی شخص مال مغصوب یا مستعار کے لوٹا دینے اور سپرد کر دینے کا کفیل ہو اور اس نے صاحب المال کو وہ چیز واپس پہنچا دی تو غاصب یا مستعیر پر اس مال کے حمل و نقل کے مصارف کی ذمّہ داری عائد ہوگی۔

دوسری فصل : کفالت ذات کے احکام۔

دفعہ ۶۴۲ کسی شخص کی ذات کی کفالت کا حکم یہ ہے کہ جس وقت اور جس مقام پر کسی شخص کے حاضر کرنے کی کفالت لی ہو۔ اس وقت اور اس مقام پر اس کو حاضر کر دے۔

اگر کفیل حاضر نہ کرسکا تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ حاضر کردے۔

تیسری فصل : کفالتِ مال کے احکام۔

دفعہ ۶۴۳ کفیل مال کا ضامن ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۴۴ صاحبِ دین کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو اصیل سے مطالبہ کرے اور چاہے تو کفیل سے مطالبہ کرے۔ ان میں سے کسی ایک سے اس کا مطالبہ کرنا دوسرے سے مطالبہ کرنے کے حق کو ساقط نہیں کرتا۔ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ ایک سے مطالبہ کرنے کے بعد دُوسرے سے مطالبہ کرے اور یہ بھی حق حاصل ہے کہ ایک ساتھ ہی دونوں سے مطالبہ کرے۔

دفعہ ۶۴۵ اگر کسی نے ایسے کفیل کی کفالت لی جس پر کفالت مالی کی وجہ سے ادائیگی مال کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو صاحب قرض (دائن) کو اس کا اختیار حاصل ہے کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

دفعہ ۶۴۶ اگر دو اشخاص بالاشتراک کسی دین کے مدیون ہوں اور ان میں سے ایک کا کوئی کفیل ہو تو صاحبِ قرض کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دو مدیون اور تیسرے کفیل تینوں میں جس سے چاہے پُورے دین کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

دفعہ ۶۴۷ اگر ایک ہی قرض کے متعدد اشخاص کفیل ہوں۔ اگر ایک کفیل نے کفالت لی اور اس کے بعد دُوسرے شخص نے کفالت لی تو دائن کو اختیار حاصل ہے کہ ان میں سے جس سے چاہے پُورے دین کا مطالبہ کرے اور اگر متعدد کفیلوں نے ایک ساتھ ہی کفالت لی ہو تو ہر ایک سے اس کے حصّہ رسدی ہی کا مطالبہ ہو سکتا ہے، ہاں اگر ان میں سے ہر ایک نے پُورے دین کی کفالت لی ہو تو ہر ایک سے پُورے دین کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

مثلاً ایک شخص پر ایک ہزار روپے کا دین تھا۔ دو کفیلوں نے اس کی کفالت لی، مگر یکے بعد دیگرے لی، تو ہر ایک سے ایک ہزار روپے کا مطالبہ ہو سکتا ہے

اور اگر ایک ساتھ ہی دو کفیلوں نے کفالت لی تو ان میں سے ہر ایک سے صرف پانچ سو روپے ہی کا مطالبہ ہو سکے گا، لیکن ان دونوں نے ایک ایک ہزار ہی کفالت لی ہو تو ہر ایک سے پورے دین یعنی ایک ہزار روپے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۶۴۸ اگر کفالت لینے میں یہ شرط ہو کہ اصل دین دار بری ہو جائے گا تو یہ کفالت نہیں رہے گی بلکہ حوالہ ہو جائے گی۔

دفعہ ۶۴۹ اگر حوالہ میں اصل مدیون کے بری ہو جانے کی شرط نہ ہو تو یہ حوالہ، حوالہ نہیں رہے گا بلکہ کفالت ہو جائے گی۔

اگر کسی صاحبِ قرض (دائن)، نے مدیون سے کہا کہ میرا جو قرض تمہارے ذمہ ہے اس کا حوالہ فلاں شخص کو دے دو، لیکن شرط یہ ہے کہ ذمہ داری تمہاری باقی رہے گی اور اس طرح حوالہ ہو بھی گیا تو یہ حوالہ نہیں بلکہ کفالت ہوئی۔ اور صاحبِ قرض کو اختیار حاصل ہو گا کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے۔

دفعہ ۶۵۰ اگر کسی شخص نے کسی مدیون کی کفالت خود اسی مدیون نے اس مال سے لی جو کفیل کے پاس دھرا ہے تو یہ کفالت جائز ہو گی اور کفیل کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ مدیون کے اسی مال سے دین کو ادا کر دے۔ اب اگر مال تلف ہو گیا تو کفیل پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو گی لیکن اگر کفیل نے کفالت لینے کے بعد وہ مال مدیون کو واپس کر دیا تو کفیل پر ضمان عائد ہو گا اور اُسے دین ادا کرنا ہی پڑے گا۔

دفعہ ۶۵۱ اگر کسی نے ایک مدیون کی ذات کی کفالت لی کہ وہ اس مدیون کو فلاں وقت حاضر کر دے گا اور اگر نہ کرے تو اس کا دین ادا کر دے گا، تو اس صورت میں اگر وہ مدیون کو حاضر نہ کر سکا تو اس کے دین کی ادائیگی کفیل پر واجب ہو گی۔

اگر یہ کفیل مر گیا اور وقتِ معیّن پر ورثائے کفیل نے مدیون کو حاضر کر دیا یا خود مدیون نے اپنے آپ کو حاضر کر دیا تو کفیل پر کوئی مالی ذمہ داری عائد نہ ہو گی اور اگر ورثائے کفیل نے مدیون کو حاضر نہ کیا اور نہ وہ خود حاضر ہوا تو کفیل کے مال متروکہ سے اس قرض کی ادائیگی لازم ہو گی۔

اگر کفیل نے مدیون کو حاضر کر دیا اور خود صاحب دین (دائن) چھپ گیا، یا غائب ہو گیا تو کفیل کو چاہیئے کہ حاکم سے رجوع کرے تاکہ حاکم صاحب قرض کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر دے اور اس کو سپرد کیا جا سکے۔

دفعہ ۶۵۲ اگر اصل مدیون کے ذمہ دین فوری ادا طلب ہو، اور کفالت مطلقہ (غیر مشروط بہ وقت و حال) ہو تو کفیل کی ذمہ داری بھی فوری ہو گی اور اگر دین اصل مدیون کے ذمہ وقت معیّن پر ادا طلب ہو تو کفیل کی ذمہ داری بھی وقت معیّن ہی پر ادا کرنے کی عائد ہو گی۔

دفعہ ۶۵۳ کفالت مقیدہ میں کفیل سے مطالبہ ان ہی اوصاف و شروط کے ساتھ ہو گا جو کفالت میں موجود ہوں۔

دفعہ ۶۵۴ قرض کی ادائگی کے لیے جو مدّت مقرر ہو۔ اس مدّت کے گزر جانے پر ادائیگی کفالت جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کفالت لیتے ہُوئے اس سے زیادہ مدّت مقدّر کر لی جائے۔

دفعہ ۶۵۵ اگر کسی صاحبِ دَین (دائن) نے اصیل (مدیون) کو ادائیگی قرض کے مطالبہ میں مہلت دے دی تو یہ مُہلت کفیل اور کفیل الکفیل دونوں کے لیے ہو گی۔ اور اگر کفیل اوّل کو مہلت دے دی تو یہ مہلت اصیل (مدیون) کے لیے نہیں ہو گی۔

دفعہ ۶۵۶ اگر ایک ایسا مدیون جس پر دین ایک وقت معیّن پر واجب الادا ہو، کسی دُوسرے ملک میں جانا چاہے اور صاحبِ قرض (دائن) حاکم سے رجُوع کرے۔ اور کفیل کا مطالبہ کرے تو مدیون کو مجبور کیا جائے گا کہ کوئی کفیل پیش کرے۔

دفعہ ۶۵۷ اگر کسی نے دُوسرے آدمی سے یہ کہا کہ فلاں شخص کا مجھ پر جو قرض ہے اس کے کفیل ہو جاؤ۔ اس نے کفالت لے لی اور دَین کے بدلے میں کچھ سامان صاحبِ دَین کو دے دیا۔ اب اگر اس نے مدیون سے رجُوع کرنے کا فیصلہ کر لیا تو جس دین کی کفالت لی تھی وہی پانے کا مستحق ہو گا۔ اس نے کیا ادا کیا۔ اس کا کوئی اعتبار نہ ہو گا۔

اگر صاحب دَین نے قرض کی کسی مقدار پر صلح کر لی تو رجوع صرف صلح کی مقدار پر ہو گا۔ پُورے دین پر نہیں ہو گا۔

مثلاً اگر خالص سونے کی کفالت لی تھی اور بدلے میں غیر خالص ادا کر دیا، تو اصیل سے خالص ہی لے گا اور اگر غیر خالص کی کفالت لی تھی اور کفیل نے بدلے میں خالص ادا کیا تو اصیل سے غیر خالص ہی لے گا۔

اور اگر ایک ہزار روپے کی کفالت لی، اور کفیل نے کچھ مال اس کے عوض ادا کر دیا تو اصل مدیون سے ایک ہزار روپے ہی پانے کا مستحق ہو گا اور اگر اس نے دائن سے پانچ سو روپے پر صلح کر لی تو اصل مدیون سے صرف پانچ سو روپے ہی پائیگا۔

دفعہ ۶۵۸ اگر کوئی شخص عوض معاوضہ کے کسی معاملہ میں فریق ثانی کو لاعلم رکھ کر غفلت میں مبتلا کر دے گا تو اس سے جو نقصان ہو گا، اس کی ذمہ داری بھی لاعلم رکھنے والے ہی پر آئے گی۔

مثلاً ایک شخص نے کھلی زمین فروخت کی اور خریدار نے اس پر عمارت بنوالی اب ایک تیسرے شخص کا حق اس زمین پر ثابت ہو گیا اور زمین ضبط کر لی گئی تو خریدار نہ صرف اس زمین کی قیمت بائع سے لے گا بلکہ مصارفِ تعمیر بھی اس سے وصول کرے گا۔

اسی طرح کسی شخص نے ایک نا بالغ لڑکے کے بارے میں اہلِ بازار کو کہہ دیا کہ میرا لڑکا ہے۔ مَیں نے اس کو تجارت کی اجازت دے دی ہے۔ آپ لوگ اسے ادھار سودا دیا کریں۔ اس کے بعد یہ ثابت ہوا کہ وہ بچّہ اس کا لڑکا نہیں ہے۔ تو اہل بازار کو یہ حق حاصل ہے کہ اس شخص سے اپنی دی ہُوئی چیزوں کی قیمت طلب کریں۔

باب سوم

کفالت سے بری الذمہ ہونے کا بیان

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل : بعض عمومی ضوابط۔

دفعہ ۶۵۹ اصیل (مکفول عنہ) کی طرف سے یا کفیل کی طرف سے مکفول بہ (وہ چیز جس کی کفالت لی گئی ہو) مکفول لہٗ کے حوالہ کردی جائے تو کفیل کفالت سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۶۶۰ اگر مکفول لہٗ یہ کہہ دے کہ "میں نے کفیل کو بری الذمہ قرار دیا" یا "کفیل سے مجھے کچھ لینا دینا نہیں" تو کفیل بری الذمہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۶۶۱ کفیل کے بری الذمہ ہو جانے سے اصیل لازماً بری الذمہ نہیں ہو جائے گا۔

دفعہ ۶۶۲ اصیل کے بری الذمہ ہو جانے سے کفیل بھی لازماً بری الذمہ ہو جائے گا۔

دُوسری فصل : کسی ذات کی کفالت سے بری الذمہ ہو جانا۔

دفعہ ۶۶۳ اگر کفیل نے مکفول بہ (اس شخص کو جس کی کفالت لی ہے) کسی ایسے مقام پر مکفول لہٗ کے سپرد کر دیا جہاں اس کے لیے مخاصمت ممکن تھی۔ مثلاً کسی شہر یا قصبہ میں تو کفیل بری الذمہ ہو جائے گا چاہے مکفول لہٗ اس سپردگی کو قبول کرے یا نہ کرے۔
اگر کفالت میں کسی خاص شہر میں سپردگی مشروط تھی تو دُوسرے مقام پر سپردگی قابلِ اعتبار نہ ہوگی اور اگر کفالت میں شرط تھی کہ عدالت میں سپرد کرے تو خارج عدالت سپردگی اس وقت تک قابلِ اعتبار نہ ہوگی جب تک مجسٹریٹ کے روبرو

سپرد نہ کیا جائے۔

دفعہ ۶۶۴ طلب پر مکفول بہ کو سپرد کرتے ہی کفیل کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بغیر طلب سپرد کیا ہے تو اس وقت تک کفیل بری الذمّہ نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ یہ نہ کہہ دے کہ میں نے کفالت کے بموجب سپرد کر دیا۔

دفعہ ۶۶۵ اگر کفالت لی ہو کہ فلاں دن سپرد کر دوں گا اور اس دن سے پہلے ہی مکفول بہ کو سپرد کر دیا، تو مکفول کرے یا نہ کرے کفیل اپنی ذمہ داری سے بری الذمّہ ہو گیا۔

دفعہ ۶۶۶ اگر مکفول بہ مر جائے تو کفیل الکفیل دونوں بری الذمّہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کفیل اگر مر جائے تو کفیل اور اگر کوئی کفیل الکفیل ہو تو دونوں بری الذمّہ ہو جائیں گے، لیکن اگر مکفول لہٗ مر جائے تو کفالت باقی رہتی ہے اور اس کے وارثوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ کفیل سے مکفول بہ کا مطالبہ کریں۔

تیسری فصل :۔ کفالت کے بیان میں بری الذمہ ہونے کا بیان۔

دفعہ ۶۶۷ اگر دائن (صاحب قرض) کا انتقال ہو گیا اور مدیون کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں ہے تو کفیل کفالت مال کی ذمہ داری سے بری الذمّہ ہو گیا اور اگر دائن کے اور بھی ورثاء ہیں تو مدیون کے حصّہ کی حد تک کفالت ختم ہو جائے گی اور باقی وارثوں کے حصّہ کی کفالت بدستور باقی رہے گی۔

دفعہ ۶۶۸ اگر کفیل یا اصیل نے دائن سے قرض کے ایک حصہ پر صلح کر لی تو اس صورت میں اگر شرط صرف اصیل کے یا اصیل وکفیل دونوں کے بری الذمّہ ہونے کی ہو، یا کسی قسم کی شرط ہی نہ ہو تو ان تینوں صورتوں میں کفیل بری الذمّہ ہو جائے گا اور اگر صرف کفیل کے بری الذمہ ہونے کی شرط ہو تو صرف کفیل بری الذمّہ ہو گا۔ اور صاحبِ قرض کو یہ اختیار ہو گا کہ اصیل سے پورا قرضہ وصول کرے یا صلح میں جس قدر طے ہو گیا ہو اتنا تو کفیل سے وصول کرے باقی اصیل سے۔

دفعہ ۶۶۹ اگر کفیل نے کفالت مال میں کوئی حوالہ دیا اور کفیل لہٗ اور محال علیہ (جس کا حوالہ دیا گیا ہو)

دونوں قبول کرلیں تو کفیل اور مکفول عنہ دونوں بری الذمّہ ہوجائیں گے۔

دفعہ ۶۷۰ اگر کفیل مال کا انتقال ہوجائے تو اس کے متروکہ مال میں سے مطالبہ پورا کیا جائے گا۔

دفعہ ۶۷۱ اگر کفالت کسی فروخت شدہ مال کی قیمت ہو تو بیع کے فسخ ہوجانے یا باستحقاق غیر ضبط ہوجانے یا بوجہ عیب فروخت شدہ مال کی واپسی پر کفیل اپنی کفالت سے بری الذمّہ ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۶۷۲ اگر کوئی مال ایک مدّت معیّنہ کے لیے اجارہ یا کرایہ پر لیا گیا ہو اور کوئی شخص کرایہ یا اجارہ کی رقم کا کفیل ہو تو، اجارہ یا کرایہ کی مدّت ختم ہوجانے پر کفیل کفالت سے بری الذمّہ ہو جائے گا۔ اگر اس کے بعد اجارہ و کرایہ کا جدید معاملہ کیا گیا تو کفالت اس معاملہ میں شامل نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دستخط ہمایوں کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب چہارم

حوالہ

ایک مقدّمہ اور دو ابواب

مقدّمہ

حوالہ سے متعلقہ فقہی اصطلاحات

دفعہ ۶۷۳ حوالہ ایک شخص کے ذمّہ سے دین کو دوسرے شخص کے ذمّہ منتقل کرنے کو کہتے ہیں۔

دفعہ ۶۷۴ المحیل :۔ وہ مدیون جس نے حوالہ کیا۔

دفعہ ۶۷۵ المحال لہٗ :۔ وہ صاحبِ قرض جس کا دین تھا یعنی دائن۔

دفعہ ۶۷۶ المحال علیہ :۔ وہ شخص جس نے اپنے اوپر ذمّہ داری کی منتقلی کو قبول کیا۔

دفعہ ۶۷۷ المحال بہ :۔ وہ مال (دین) جس کا حوالہ کیا گیا۔

دفعہ ۶۷۸ حوالہ مقیّدہ :۔ وہ حوالہ جس میں یہ قید ہو کہ محال علیہ اس مال میں سے ادائے دین کرے گا جو محیل کا ہے اور محال علیہ کے ذمّہ ہے یا محال علیہ کے قبضہ میں ہے۔

دفعہ ۶۷۹ حوالہ مطلقہ :۔ وہ حوالہ جس میں محیل کے مال سے ادائیگی کی کوئی قید نہ ہو۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دستخط ہمایوں کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب چہارم

حوالہ

ایک مقدّمہ اور دو ابواب

مقدّمہ

حوالہ سے متعلقہ فقہی اصطلاحات

دفعہ ۶۷۳ حوالہ ایک شخص کے ذمّہ سے دین کو دوسرے شخص کے ذمّہ منتقل کرنے کو کہتے ہیں۔

دفعہ ۶۷۴ المحیل :۔ وہ مدیون جس نے حوالہ کیا۔

دفعہ ۶۷۵ المحال لہٗ :۔ وہ صاحبِ قرض جس کا دین تھا یعنی دائن۔

دفعہ ۶۷۶ المحال علیہ :۔ وہ شخص جس نے اپنے اوپر ذمّہ داری کی منتقلی کو قبول کیا۔

دفعہ ۶۷۷ المحال بہ :۔ وہ مال (دین) جس کا حوالہ کیا گیا۔

دفعہ ۶۷۸ حوالہ مقیّدہ :۔ وہ حوالہ جس میں یہ قید ہو کہ محال علیہ اس مال میں سے ادائے دین کرے گا جو محیل کا ہے اور محال علیہ کے ذمّہ ہے یا محال علیہ کے قبضہ میں ہے۔

دفعہ ۶۷۹ حوالہ مطلقہ :۔ وہ حوالہ جس میں محیل کے مال سے ادائیگی کی کوئی قید نہ ہو۔

باب اوّل

حوالہ کا معاملہ

اس میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل:۔ حوالہ کے معاملہ کا اصل رُکن۔

دفعہ ۶۸۰ اگر محیل (مدیون) نے صاحبِ قرض (دائن) سے کہا کہ میں نے اس قرض کا فلاں شخص پر حوالہ کیا اور دائن نے قبول کر لیا تو حوالہ کا معاملہ ہو گیا۔

دفعہ ۶۸۱ حوالہ کا معاملہ محال لہٗ اور محال علیہ کے مابین بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے دوسرے شخص سے یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو میرا قرض ہے آپ اس کا حوالہ قبول کر لیجئے اور مخاطب نے قبول کر لیا۔

یا کسی شخص نے دائن سے کہا کہ فلاں آدمی جو تمہارا قرض دار ہے میں اس کا حوالہ اپنے اوپر قبول کرتا ہوں۔ ان دونوں صورتوں میں حوالہ صحیح ہو گا۔ حتیٰ کہ اگر بعد میں حوالہ لینے والے یعنی محال علیہ کو پچھتانا بھی پڑا تو اس ندامت سے اب کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۶۸۲ وہ حوالہ جو محیل اور محال لہٗ کے مابین طے پاتے وہ مکمل اسی وقت ہو سکے گا۔ جب کہ محال علیہ کو اس کی اطلاع دے دی جاتے اور وہ قبول بھی کرلے۔ مثلاً کسی نے اپنے دائن کو ایک شخص کا حوالہ دیا اور وہ دوسرکسی اور مقام پر ہے تو یہ حوالہ اسی وقت مکمل ہو گا۔ جب کہ محال علیہ یعنی وہ شخص جس پر حوالہ دیا گیا ہے۔ اس سے باخبر ہو کر قبول کرلے۔

دفعہ ۶۸۳ وہ حوالہ جو محیل اور محال علیہ کے مابین طے پاتے، وہ ایک معاملہ موقوفہ ہو گا۔ محال لہٗ نے قبول کر لیا تو حوالہ صحیح ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی نے ایک شخص سے کہا کہ فلاں شخص کا جو قرض مجھ پر ہے۔ آپ اس کا حوالہ لے لیجئے اور اس نے قبول کر لیا تو معاملہ اگرچہ ہو گیا

لیکن محال لہٗ اگر قبول کرلے گا، تو یہ حوالہ صحیح ہوگا ورنہ ردّ ہو جائے گا۔

دوسری فصل :۔ شروطِ حوالہ کا بیان۔

دفعہ ۶۸۴ حوالہ کے لیے یہ شرط ہے کہ محیل اور محال لہٗ دونوں عاقل ہوں، اور محال علیہ عاقل بھی ہو اور بالغ بھی، اسی لیے اگر کوئی بچّہ جو تمیز نہ رکھتا ہو، کسی دین کا حوالہ کرے یا حوالہ قبول کرے تو یہ حوالہ باطل ہوگا، اور اگر اپنی ذات پر حوالہ کو قبول کرے تو یہ حوالہ باطل ہوگا۔ چاہے وہ صاحبِ تمیز ہو یا نہ ہو چاہے اسے کاروبار کی اجازت حاصل ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں اس کا اپنے اوپر حوالہ قبول کرنا حوالہ باطل ہوگا۔

دفعہ ۶۸۵ حوالہ کے نافذ ہونے کی شرط یہ ہے کہ محیل اور محال لہٗ دونوں بالغ ہوں۔ اسی لیے ایک صاحبِ تمیز لڑکے نے اگر حوالہ کیا یا اپنی ذات پر حوالہ قبول کر لیا تو یہ حوالہ موقوف ہوگا، اگر اس کے ولی نے اجازت دے دی تو حوالہ نافذ ہو جائے گا ورنہ نہیں، اور اپنے اوپر حوالہ قبول کرنے کی صورت میں محال علیہ کا اہل ہونا بھی ایک شرط ہوگی۔ یعنی اگر محال علیہ محیل سے زیادہ غنی ہو تو حوالہ نافذ ہوگا ورنہ ولی کی اجازت کے باوجود نافذ نہیں ہوگا۔

دفعہ ۶۸۶ محال علیہ کے لیے محیل کا مقروض ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔ اگر محیل کا محال علیہ پر کچھ دین نہ آتا ہو پھر بھی حوالہ صحیح ہو جائے گا۔

دفعہ ۶۸۷ ہر وہ دین جس میں کفالت صحیح نہ ہو اس میں حوالہ بھی صحیح نہ ہوگا۔

دفعہ ۶۸۸ ہر وہ دین جس میں کفالت صحیح ہو، اس میں حوالہ بھی صحیح ہوگا، لیکن حوالہ میں یہ لازمی ہے کہ محال بہٖ معلوم ہو، دینِ مجہول کا حوالہ صحیح نہ ہوگا۔ مثلاً کسی نے اگر یہ کہا کہ فلاں کے ذمّہ تمہارا جو دین ثابت ہو اس کا میں حوالہ لیتا ہوں، تو یہ حوالہ صحیح نہ ہوگا۔

دفعہ ۶۸۹ جو دین اصالۃً کسی پر واجب الادا ہوں اس کا حوالہ بھی صحیح ہے اور اسی طرح اگر دین کفالت یا حوالہ کی وجہ سے اس کے ذمّہ عائد ہوا ہو تو اس کا حوالہ بھی جائز ہے۔

باب دوم

احکامِ حوالہ

دفعہ ۶۹۰ حوالہ کا حکم یہ ہے کہ محیل اور اگر اس دین کا کوئی کفیل ہو تو کفیل بھی، دین اور کفالت سے بری الذمّہ ہو جائیں گے اور محال لۂ کو محال علیہ سے وہ دین طلب کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔ اگر مرتہن نے راہن پر حوالہ کیا ہے، تو اس کے بعد مرتہن کو یہ حق باقی نہیں رہے گا کہ مال مرہونہ کو روک رکھے۔

دفعہ ۶۹۱ اگر محیل نے حوالہ مطلقہ (حسب دفعہ ۶۷۹) کیا اور محال علیہ پر محیل کا کوئی مطالبہ واجب الادا نہیں ہے تو محال علیہ ادائیگی کے بعد محیل سے مطالبہ کا حق رکھتا ہے اور اگر محیل کا محال علیہ کے ذمّہ کوئی دین تھا تو محال علیہ کی طرف سے ادائیگی محیل کے حساب میں بمقابلہ دین ہو گی۔

دفعہ ۶۹۲ حوالہ مقیدہ (حسب دفعہ ۶۷۸) میں محیل کو حوالہ کرنے کے بعد محال بہ کے مطالبہ کا کوئی حق باقی نہیں رہتا اور نہ محال علیہ کو یہ اختیار حاصل رہتا ہے کہ محیل کو محال بہ کی ادائیگی کر دے۔ اور اگر محال علیہ نے محیل کو محال بہ دے دیا تو محال علیہ پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔ یہ ضمان ادا کرنے کے بعد محیل سے ضمان کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اب اگر اس ضمان کی ادائیگی سے پہلے ہی محیل کی وفات واقع ہو گئی اور اس پر قرض کی مقدار اس کے ترکہ سے زائد پائی گئی تو دوسرے لوگوں کو جن کا قرض محیل پہ آتا ہو، محال بہ میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۶۹۳ اگر حوالہ مقیدہ بایں طور ہو کہ محیل نے کچھ مال فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت خریدار کے ذمّہ باقی ہے، خریدار اس قیمت سے محیل کا حوالہ کردہ دین ادا کر دے۔ اب اس کے بعد اگر مال فروخت شدہ سپردگی سے پہلے ہی ضائع ہو گیا اور قیمت واجب الادا نہ رہی یا خیار شرط، خیار عیب یا خیار رویت یا اقالہ بیع کی وجہ سے واپس ہو گیا تو اس کی وجہ سے حوالہ باطل نہ

ہوگا۔ محال علیہ نے حوالہ کے بموجب دین ادا کر کے جو کچھ ادا کیا ہے محیل سے وصول کرے گا۔

لیکن اگر صورتِ بالا میں مال فروخت شدہ کا کوئی حق دار نکل آیا اور مال ضبط ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ محال علیہ کے ذمہ محیل کا کچھ باقی ہی نہیں تو حوالہ باطل ہوجائے گا۔

دفعہ ۶۹۴ اگر حوالہ مقیدہ بایں طور کیا گیا ہو کہ محال علیہ کے پاس محیل کا جو مال امانۃً رکھا ہے، اس میں سے ادا کیا جائے۔ اور کوئی حقدار اس مال کا نکل آیا اور مال ضبط ہوگیا تو حوالہ باطل ہوجائے گا اور دَین محیل پر لوٹ آئے گا۔

دفعہ ۶۹۵ اگر حوالہ مقیدہ بایں طور کیا گیا ہے کہ محیل کا جو مال محال علیہ کے پاس ہے۔ اس سے ادا کیا جائے اور اس کے بعد ادائیگی سے قبل ہی وہ مال تلف ہوگیا تو اگر وہ مال ضمانت پر نہ تھا تو حوالہ باطل ہوجائے گا اور دَین محیل پر لوٹ آئے گا اور اگر وہ مال ضمانت پر تھا تو حوالہ باطل نہ ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے حوالہ کیا کہ اس کے روپے جو محال علیہ کے پاس ہیں اُن سے قرض ادا کر دیا جائے۔ اور وہ روپے قبل ادائگی تلف ہوگئے۔ اگر یہ روپے محال علیہ کے پاس اس شرط کے ساتھ نہیں رکھے تھے کہ وہ ان کی حفاظت کا ضامن ہے، تو یہ حوالہ باطل ہو گیا اور قرض محیل پر لوٹ آیا۔ لیکن اگر یہ روپے اس شرط پر رکھے تھے کہ محال علیہ اس کا ذمّہ دار ہے، یا یہ روپے بذریعہ غصب محال علیہ کے پاس تھے تو حوالہ باطل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۶۹۶ اگر کسی شخص نے قرض دینے والے (دائن) کو کسی دوسرے شخص کے حوالہ بایں طور کیا کہ محیل کا جو مال ہے (مال معیّن) اسے فروخت کر کے اس کی قیمت پر سے قرض ادا کر دے اور جس کے حوالے کیا گیا، اس نے اس شرط کے ساتھ حوالہ قبول بھی کر لیا تو حوالہ صحیح ہو جائے گا۔ اور محال علیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ اس مال کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے حوالہ والا دَین ادا کر دے۔

دفعہ ۶۹۷ اگر حوالہ مبہم ہو تو محال علیہ کو حوالہ کی رقم فوری طور پر ادا کرنی پڑے گی۔ بشرطیکہ محیل پر بھی یہ دَین فوری ادا طلب رہا ہو اور اگر محیل پر یہ دَین وقت مقررہ پر ادا طلب ہو تو اسی وقت محال علیہ پر بھی واجب الادا ہوگا۔ اس صورت میں حوالہ بھی موقتی سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۶۹۸ محال علیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ حوالہ شدہ دین کی ادائیگی سے پہلے محیل سے کوئی مطالبہ کرے اور جب ادا کر چکے تو اس کے بعد بھی صرف اسی چیز کا مطالبہ محیل سے کر سکتا ہے جس کا حوالہ کیا گیا تھا کسی دوسری شے کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی نے حوالہ کیا چاندی کے دین کا، اور اس نے ادا کیا سونے کی شکل میں تو مطالبہ سونے کا نہیں چاندی ہی کا ہوگا۔ اگر اس نے کوئی اور چیز ادائیگی میں دی ہو، یا سامان دیا ہو، پھر بھی وہ مطالبہ صرف چاندی ہی کا کر سکتا ہے۔ کسی دوسری چیز کا نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۶۹۹ محال علیہ دین محال بہ ادا کر کے یا کسی دوسرے پر حوالہ کر کے یا اگر محال لہٗ اسے معاف کر دے تو معافی کے بعد بری الذمّہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر محال لہٗ نے اسے ہبہ کر دیا، یا صدقہ میں دے دیا اور محال علیہ نے قبول بھی کر لیا تو بری الذمّہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۷۰۰ اگر محال لہٗ وفات پا گیا اور محال علیہ اس کا وارث ہو گیا، تو حوالہ کا حکم باقی نہ رہے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جاتے

کتاب پنجم

رہن (گرو رکھنے) کا بیان

اس میں ایک مقدمہ اور تین ابواب

مقدمہ

رہن سے متعلق فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۔ رہن (یا گرو رکھنا) کسی مال کو کسی ایسے حق کے مقابلہ میں اپنے قبضہ میں رکھنا جس حق کی ادائگی اس مال سے ممکن ہو، ایسے مال کو مرہون یا مال رہن کہا جاتا ہے (یعنی گرو شدہ مال)۔

دفعہ ۲۔ ارتہان :۔ مال کو رہن پر لینا۔

دفعہ ۳۔ راہن :۔ وہ جو کوئی مال رہن کرے۔

دفعہ ۴۔ مرتہن :۔ وہ جو کوئی مال رہن پر لے۔

دفعہ ۵۔ عدل (پنچ) وہ شخص جسے راہن اور مرتہن دونوں نے امانت دار قرار دے کر مال سپرد کر دیا ہو۔

باب اوّل

ان مسائل کا بیان جن کا تعلق معاملۂ رہن کے منعقد ہونے سے ہے۔

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل: رکن رہن سے متعلق مسائل۔

دفعہ ۷۰۶ اگرچہ رہن کا معاملہ راہن اور مرتہن کے ایجاب و قبول سے منعقد ہو جاتا ہے، مگر مال مرہونہ کی سپردگی کے بغیر یہ معاملہ مکمل نہیں ہوتا، اسی لیے مرہونہ شے کی مرتہن کو سپردگی سے پہلے پہلے راہن کو یہ اختیار حاصل رہتا ہے کہ رہن سے رجوع کر لے۔

دفعہ ۷۰۷ رہن میں ایجاب و قبول یہ ہے کہ راہن مرتہن سے یہ کہے کہ تمہارے قرض کے عوض یہ شے رہن کرتا ہوں اور مرتہن اس کے جواب میں کہے کہ میں قبول کرتا ہوں۔ یہ الفاظ یا اسی معنی و مفہوم کے دوسرے الفاظ ہوں۔

رہن کے لیے لفظاً رہن یا گرو کا بولا جانا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور بائع سے کہا کہ جب تک اس چیز کی قیمت تم کو ادا نہ کر دوں، اس وقت تک کے لیے میری یہ چیز تم اپنے پاس رکھو، تو یہ بھی رہن ہی ہو گا۔

دوسری فصل: شروط انعقاد رہن۔

دفعہ ۷۰۸ رہن میں راہن اور مرتہن دونوں کا عاقل ہونا شرط ہے، لیکن بالغ ہونا شرط نہیں۔

دفعہ ۷۰۹ جو چیز رہن کی جائے اس کا قابلِ بیع ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے اس چیز کا موجود ہونا، ایسی چیز ہونا جس کی قیمت ہو سکے ضروری ہے۔ اور ضروری ہے کہ وہ رہن کے وقت سپرد کی جا سکے۔

دفعہ ۱۰؎ رہن کے مقابلہ میں جو شے ہو، اس کا مرتہن کی ضمانت و ذمہ داری پر ہونا ضروری ہے اسی لیے مال منصوبہ کے مقابلہ میں رہن صحیح ہوگا، مگر مال امانت کے مقابلہ میں رہن صحیح نہیں ہوگا۔

تیسری فصل :- مال مرہون سے متصل زائد اشیاء اور رہن کی تبدیلی و اضافہ۔

دفعہ ۱۱؎ جس طرح معاملۂ بیع میں فروخت شدہ چیز کی مشتملات بلا ذکر داخل بیع ہوتی ہیں۔ معاملہ رہن میں بھی مال مرہون کی داخلی مشتملات داخل ہوں گی۔ مثلاً کسی نے زمین رہن کی، تو اس کے پودے، درخت، فصل اور پھل سب اس میں داخل ہونگے چاہے معاملۂ رہن میں صراحۃً ان کا ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

دفعہ ۱۲؎ کسی مال رہن کو دوسرے مال سے بدل دینا جائز ہے۔ مثلاً کسی نے ایک گھڑی بمقابلہ رقم رہن کی، اس کے بعد آیا اور مرتہن سے کہا کہ گھڑی واپس کر دو اور یہ تلوار رہن رکھ لو۔ مرتہن نے قبول کر کے تلوار لے لی اور گھڑی واپس کر دی تو یہ عمل صحیح ہوگا، تلوار رہن ہو جائے گی۔ اور گھڑی واپس ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۳؎ یہ بھی جائز ہے کہ معاملۂ رہن ہو چکنے کے بعد راہن مال مرہون کے ساتھ کوئی اور چیز بھی شامل کر دے۔ یہ دوسری چیز جو اضافہ کر دی گئی، یہ بھی اسی رہن میں شامل ہو جائے گی اور صورت حال یہ ہوگی کہ دونوں چیزیں ایک ہی معاملۂ رہن میں شامل سمجھی جائیں گی اور اس دوسری چیز کے شامل کرنے کے وقت جو دَین ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں دونوں چیزیں مرہون قرار پائیں گی۔

دفعہ ۱۴؎ اگر ایک مال ایک مقدار دَین کے مقابلہ میں رہن کیا گیا اور اس کے بعد اسی رہن کے مقابلہ میں اور قرض دے کر دَین میں اضافہ کر دیا گیا، تو یہ صورت بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص نے ایک گھڑی کو ۱۰۰ روپے دَین کے مقابلہ میں رہن کیا۔ گھڑی کی قیمت ۲۰۰ دو سو تھی۔ اس کے بعد مرتہن سے اس نے پچاس روپے اور قرض لے لیے۔ تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے گھڑی کو ڈیڑھ سو روپے میں رہن کیا اور یہ صورت جائز ہوگی۔

دفعہ ۱۵۱ جو مال رہن کیا گیا ہو اگر اس میں کوئی اضافہ پیدا ہو جائے گا تو وہ بھی اسی دین میں رہن سمجھا جائے گا۔ (مثلاً کسی نے ایک بھینس رہن لی۔ کچھ دنوں کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ بھی اپنی ماں کے ساتھ ہی رہن سمجھا جائے گا)۔

باب دوم

راہن اور مرتہن سے متعلقہ مسائل

دفعہ ۱۶۔ مرتہن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ راہن کی رضامندی کے بغیر خود اپنی رائے سے معاملہ رہن کو فسخ کر دے۔

دفعہ ۱۷۔ راہن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مرتہن کی رضامندی کے بغیر معاملۂ رہن کو فسخ کر دے۔

دفعہ ۱۸۔ اگر راہن اور مرتہن دونوں اتفاق کر لیں تو دونوں کو فسخ رہن کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ معاملہ رہن کے فسخ ہو جانے کے بعد بھی مرتہن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ راہن سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور جب تک پورا وصول نہ کر لے مال مرہون کو اپنے پاس روک رکھے۔

دفعہ ۱۹۔ اگر کوئی شخص اپنے کفیل کے پاس رہن رکھ دے تو یہ جائز ہے۔

دفعہ ۲۰۔ اگر دو شخصوں کا قرض ہو تو یہ جائز ہے کہ وہ مشترکہ طور پر مدیون سے کوئی رہن لیں، چاہے دونوں قرض مشترک ہوں یا نہ ہوں۔ اس صورت میں مال مرہون دونوں قرضوں کی مجموعی رقم کے مقابلہ میں رہن ہوگا۔

دفعہ ۲۱۔ اگر کسی شخص کا قرض دو اشخاص پر ہو تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ دونوں قرضوں کے بدلے ایک ہی مال رہن لے۔ اس صورت میں بھی مال مرہون مجموعی رقم کے مقابلہ میں مرہون ہوگا۔

باب سوم

مال مرہون سے متعلقہ مسائل

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ مال مرہونہ کی حفاظت اور اس کے مصارف۔

دفعہ ۲۲۷ مرتہن کی ذمّہ داری ہے کہ مال مرہونہ کی بذات خود یا ان کے ذریعہ حفاظت کرے جو اس کے اعتماد کے لوگ ہوں، مثلاً اپنے اہل وعیال، اپنے شرکاء یا اپنے ملازموں کے ذریعہ۔

دفعہ ۲۲۸ مال مرہونہ کے تحفّظ کے سلسلے میں جو مصارف عائد ہوں گے۔ اس کی ذمّہ داری مرتہن پر ہو گی۔ مثلاً گودام کا خرچ یا نگران کا خرچ وغیرہ۔

دفعہ ۲۲۹ مال مرہونہ اگر جانور ہو تو اس کے چارہ کا خرچ اور چرواہے کی اُجرت راہن کے ذمہ ہوگی اور اگر جائیداد غیر منقولہ ہے تو اس کی مرمت، صفائی، داغ دوزی اور وہ تمام مصارف جو اس کو قابل انتفاع باقی رکھنے کے سلسلہ میں عائد ہوں گے۔ ان سب کی ذمّہ داری راہن پر ہو گی۔

دفعہ ۲۳۰ اگر راہن نے ان مصارف میں سے کچھ ادا کیا جو مرتہن پر عائد ہوتے ہیں۔ مرتہن کی اجازت کے بغیر ادا کیے یا جو مصارف راہن پر عائد ہوتے ہیں وہ بغیر اجازت راہن، مرتہن نے ادا کیے تو یہ عمل ایک حسن سلوک ہوگا۔ بعد میں اس کے مطالبہ کا کوئی حق پیدا نہیں ہو گا۔

دوسری فصل :۔ مستعار چیز کا رہن کرنا۔

دفعہ ۲۳۱ کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز مستعار لے اور اصل مالک کی اجازت سے اسے رہن

کر دے تو یہ عمل جائز ہو گا۔ اسے رہن مستعار کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۲۷ اگر مالک نے بغیر کسی شرط کے رہن کرنے کی مطلقاً اجازت دے دی ہے تو مستعیر کو اختیار حاصل ہے کہ جس طرح مناسب سمجھے رہن کر دے۔

دفعہ ۲۸ اگر مال کے مالک نے اجازت اس قید کے ساتھ دی ہے کہ اتنے روپے میں یا اس چیز کے مقابلہ میں، یا فلاں شخص کے ہاتھ یا فلاں شہر میں رہن کرے تو مستعیر کو اسی قید اور شروط کے ساتھ رہن کرنے کا اختیار حاصل ہو گا جو مالک نے بتائی ہیں۔

باب چہارم

احکامِ رہن

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل:۔ رہن کے عام احکام کا بیان۔

دفعہ ۲۹؎ رہن کا حکم یہ ہے کہ مرتہن مال مرہونہ کو اس وقت تک اپنے قبضے میں رکھے۔ جب تک کہ راہن اسے نہ چھڑالے، اور اگر راہن کی وفات ہو جائے، تو دوسرے قرضداروں سے زیادہ حق دار ہو کہ مال مرہونہ سے اپنا قرض پورا وصول کرلے۔

دفعہ ۳۰؎ رہن کی وجہ سے مرتہن کو اپنے قرض کے مطالبہ کا جو حق حاصل ہے، وہ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ رہن کے بعد بھی مرتہن کو اپنے قرض کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل رہتا ہے۔

دفعہ ۳۱؎ اگر رہن نے دَین کا ایک حصّہ ادا کر دیا تو مرتہن پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کے مقابل میں مال مرہونہ کا ایک حصّہ راہن کو واپس کر دے، بلکہ مرتہن کو یہ حق حاصل رہتا ہے کہ جب تک پورا دَین نہ ادا ہو جائے، سارے مال مرہونہ کو اپنے قبضہ میں رکھے، لیکن اگر دو چیزیں بایں تصریح رہن کی گئی ہوں کہ اتنے قرض کے مقابلہ میں یہ چیز اور اتنے قرض کے مقابلہ میں وہ چیز رہن کی جاتی ہے تو اس صورت میں اگر ایک چیز کے مقابلہ کا دَین ادا کر دیا تو مرتہن پر لازم ہو گا کہ وہ چیز راہن کو واپس کر دے۔ اور راہن کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ چیز واپس لے لے۔

دفعہ ۳۲؎ رہن مستعار میں اصل مالک مال کو یہ اختیار حاصل ہے کہ راہن سے اپنے مال کے چھڑانے کا مطالبہ کرے اور اپنا مال واپس مانگے، اگر مستعیر اپنے افلاس کی وجہ سے فک رہن کرانے

سے عاجز ہو تو مالک کو حق حاصل ہے کہ اُس کا دَین مرتہن کو ادا کر کے اپنا مال واپس لے لے۔

دفعہ ۳۳ؔ۷ اگر راہن اور مرتہن دونوں وفات پا جائیں تو معاملۂ رہن باطل ہو جائے گا۔ (یعنی ختم ہو کر بے اثر ہو جائے گا)۔

دفعہ ۳۴ؔ۷ اگر راہن کی وفات ہو گئی اور اس کے ورثا بالغ ہیں تو ان پر ترکہ سے دَین کی ادائیگی لازم ہو گی اور رہن کو چھڑانا ضروری ہو گا، اور اگر نابالغ ہوں یا بالغ ہوں مگر دور ہوں، غائب ہوں تو مرتہن کو مال مرہونہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے قرض کی وصولی کی اجازت دے دی جائے گی۔

دفعہ ۳۵ؔ۷ اگر مال مرہونہ، مال مستعار ہو تو مستعار دینے والے معیر کو یہ حق کسی صورت میں حاصل نہ ہو گا کہ دَین کی ادائیگی سے پہلے مال اپنا واپس لے، چاہے رہن کرنے والا شخص زندہ ہو یا وفات پا چکا ہو۔

دفعہ ۳۶ؔ۷ جس شخص نے مال مستعار کو رہن کیا تھا، اگر اس کا اس حال میں انتقال ہو جائے کہ وہ مفلس ہو چکا ہو، اور وہ دَین بھی اُس پر باقی ہو تو اس صورت میں مال مرہونہ مرتہن کے قبضہ ہی میں رہے گا۔ اسے بغیر رضامندی اصل مالک (معیر) فروخت نہیں کیا جائے گا، اور اگر معیر فروخت کر دینے کو راضی ہو گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس کی قیمت سے دَین پورا ادا ہو جاتا ہے یا نہیں، اگر پورا ادا ہو جاتا ہے تو مرتہن راضی ہو یا نہ ہو، مال فروخت کر کے دَین ادا کر دیا جائے گا۔ اور اگر مال کی قیمت دَین سے کم ہوتی ہو تو مرتہن کی رضامندی کے بغیر فروخت نہیں کیا جا سکتا (بلکہ مرتہن کے قبضہ ہی میں رہے گا اور معیر کو یہ حق حاصل رہے گا کہ دَین ادا کر کے اپنا سارا مال واپس لے)۔

دفعہ ۳۷ؔ۷ اگر معیر کی وفات ہو جائے اور اس پر قرض اس کے ترکہ سے زیادہ ہو تو راہن کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنا قرض ادا کر کے رہن مستعار کو چھڑا لے، ایسی صورت میں اگر راہن اپنی ناداری کی وجہ سے رہن مستعار کو چھڑانے سے عاجز ہو تو یہ رہن مرتہن کے قبضہ ہی میں مرہون رہے گا۔ لیکن معیر کے ورثاء کو یہ اختیار حاصل رہے گا کہ جب چاہیں قرض ادا کر کے

رہن سنغار کو دلپس لے لیں اور اگر مُعیر پر جن لوگوں کا قرض تھا وہ یہ مطالبہ کریں کہ مال مرہونہ کو فروخت کیا جائے۔ اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ مال مرہونہ کی جو قیمت ملے گی، وہ مرتہن کے قرض کو کافی ہوتی ہے یا نہیں، اگر کافی ہوتی ہے تو مرتہن کی رضامندی کے بغیر بھی مرہونہ مال کو فروخت کر کے قرض ادا کر دیا جائے گا، اور اگر اس کی قیمت مرتہن کے قرض سے کم ہوتی ہے تو مرتہن کی رضامندی کے بغیر مال مرہونہ کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۷۳۸ اگر مرتہن کی وفات ہو جائے تو مال مرہونہ اس کے وارثوں کے قبضہ میں رہن رہے گا۔

دفعہ ۷۳۹ اگر کسی نے دو قرضوں کے مقابلہ میں ایک رہن کیا، اور ایک کا قرض ادا کر دیا، تو اس سے آدھے مال مرہونہ کی واپسی کا راہن کو کوئی حق پیدا نہیں ہوگا، بلکہ رہن صرف اسی وقت ختم ہوگا جب کہ دونوں کے قرض پورے ادا کر دیئے جائیں۔

دفعہ ۷۴۰ جو شخص اپنے مدیون سے کوئی رہن لے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ جب تک اس کا پورا قرض ادا نہ ہو جائے مال مرہونہ کو اپنے قبضہ میں رکھے۔

دفعہ ۷۴۱ اگر راہن نے مال مرہونہ کو تلف کر دیا یا عیب دار کر دیا تو اسے ڈنڈ ادا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر مرتہن نے تلف کر دیا یا عیب دار بنا دیا تو اس کے دَین کا اتنا حصّہ ساقط ہو جائے گا جتنا کہ اس مال کی قیمت میں نقص عائد ہوگا۔

دفعہ ۷۴۲ اگر مال مرہونہ کو کسی غیر شخص نے تلف کر دیا تو تلف کرنے کے دن جو قیمت اس مال کی تھی وہ تلف کرنے والے سے وصول کی جائے گی اور وہ جو قیمت مرتہن کے قبضہ میں بطور رہن رہے گی۔

دوسری فصل: راہن اور مرتہن کا مال مرہونہ میں تصرّف۔

دفعہ ۷۴۳ اگر کوئی غیر آدمی راہن اور مرتہن کی اجازت کے بغیر مال مرہونہ کو کسی اور کے ہاتھ رہن کر دے تو یہ رہن باطل ہوگا۔

دفعہ ۷۴۴ اگر راہن نے مرتہن کی اجازت سے مال مرہونہ کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ رہن کر دیا، تو یہ دوسرا رہن صحیح ہوگا، اور پہلا رہن باطل ہو جائے گا۔

دفعہ ۷۴۵ اگر مرتہن نے راہن کی اجازت سے مال مرہونہ کو کسی تیسرے آدمی کے ہاتھ رہن کر دیا، تو پہلا رہن باطل ہو جائے گا اور دوسرا رہن صحیح ہوگا۔ اور اسے مال مستعار کا رہن سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۷۴۶ اگر مرتہن نے راہن کی اجازت کے بغیر مال مرہونہ کو فروخت کر دیا تو راہن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو اس بیع کو جائز قرار دے اور نہ چاہے تو اس بیع کو فسخ کر دے۔

دفعہ ۷۴۷ اگر راہن نے مرتہن کی اجازت کے بغیر مال مرہونہ کو فروخت کر دیا تو یہ بیع نہ تو نافذ ہوگی نہ مرتہن کے اس حق میں کوئی خلل واقع ہوگا کہ وہ مال مرہونہ کو اپنے قبضہ میں رکھے، لیکن اگر اس صورت میں مرتہن کا قرض ادا کر دیا گیا تو بیع نافذ ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر مرتہن نے اجازت دے دی تو بیع نافذ ہو جائے گی اور مال مرہونہ رہن سے بری ہو جائے گا۔ مرتہن کا قرض بدستور باقی رہے گا۔ مال فروخت شدہ کی بجائے اس کی قیمت مرہون قرار پائے گی۔
اگر ایسی صورت میں مرتہن نے بیع کی اجازت نہیں دی تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ فک رہن تک انتظار کرے یا حاکم سے رجوع کر کے بیع کو فسخ کرا دے۔

دفعہ ۷۴۸ راہن اور مرتہن کو اختیار حاصل ہے کہ ایک دوسرے کی اجازت سے مال مرہونہ کو مستعار دیں، اور مستعار لینے والے سے واپس لے کر بدستور رہن قرار دیں۔

دفعہ ۷۴۹ مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ مال مرہونہ خود راہن کو مستعار دے۔ اگر اس صورت میں راہن کی وفات ہو جائے تو راہن کے دوسرے قرض خواہوں سے مرتہن کا حق مال مرہونہ پر اولیٰ ہوگا۔

دفعہ ۷۵۰ مرتہن کو راہن کی اجازت کے بغیر مال مرہونہ سے انتفاع کا کوئی حق حاصل نہیں، لیکن اگر راہن اجازت دے دے تو درختوں کے پھل اور جانوروں کا دودھ لے سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مرتہن کے قرض کا کوئی حصہ ساقط نہیں ہوگا۔

دفعہ ۷۵۱ اگر مرتہن کسی مقام پر جانے کا ارادہ کرے تو اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ مال مرہونہ کو اپنے ساتھ لے جائے، بشرطیکہ راستہ میں امن ہو۔

تیسری فصل

:۔ اس رہن کے احکام جو ثالث (امین) کے قبضہ میں ہو۔

دفعہ ۵۲؎ ثالث یعنی امین کا قبضہ مرتہن کے قبضے کے برابر ہے، یعنی اگر راہن و مرتہن دونوں یہ شرط قبول کرلیں کہ مال مرہونہ کسی تیسرے شخص کے ہاتھ میں امانت رہے گا اور امین بھی راضی ہو جائے تو امین کا قبضہ مرتہن کا قبضہ سمجھا جائے گا۔ اور امین اس معاملہ میں مرتہن کا قائم مقام ہو گا۔

دفعہ ۵۳؎ اگر معاملہ رہن کے وقت مرتہن کے قبضہ کی شرط تھی، مگر اس کے بعد دونوں نے اتفاق کرکے کسی ثالث (امین) کے قبضہ میں مال مرہونہ کو رکھ دیا تو یہ صورت جائز ہو گی۔

دفعہ ۵۴؎ جب تک کہ قرض باقی ہو ثالث مال مرہونہ کو کسی غیر کے قبضہ راہن یا مرتہن کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا، اور اگر اس نے کسی اور کے قبضہ میں دے دیا تو اسے واپس لینا پڑے گا۔ اور اگر واپس لینے سے پہلے مال ضائع ہو گیا تو ثالث کو اس کا ڈنڈ ادا کرنا پڑیگا۔

دفعہ ۵۵؎ اگر ثالث کا انتقال ہو جائے تو مال مرہونہ دونوں کے اتفاق رائے سے کسی دوسرے ثالث کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اور اگر یہ دونوں کسی پر متفق نہ ہو سکے تو حاکم کسی کو ثالث مقرر کر دے گا۔

چوتھی فصل :- مال مرہون کی فروخت -

دفعہ ۵۶؎ راہن یا مرتہن کو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مال مرہون کی فروخت کا حق حاصل نہیں ہے۔

دفعہ ۵۷؎ اگر دَین کی ادائیگی کا وقت آگیا اور راہن نے دَین ادا کرکے فک رہن نہیں کیا تو حاکم اسے حکم دے گا کہ مال مرہونہ کو فروخت کرکے دَین ادا کر دے۔ اگر راہن نے انکار یا حکم نہیں مانا تو حاکم مال مرہونہ کو فروخت کرکے دَین ادا کر دے گا۔

دفعہ ۵۸؎ اگر راہن مفقود الخبر ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا تو مرتہن حاکم سے رجوع کرے گا کہ مال مرہونہ کو فروخت کرکے اس کا دین ادا کر دیا جائے۔

دفعہ ۵۹؎ اگر مال مرہونہ کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو مرتہن کو باجازت حاکم مال کے فروخت کر دینے اور قیمت بطور رہن اپنے قبضہ میں رکھنے کا حق حاصل ہو گا۔ اگر مرتہن نے بغیر حکم حاکم فروخت کر دیا تو وہ اس کی قیمت کا ذمہ دار ہو گا۔ اگر باغ

کا پھل تیار ہو گیا یا کوئی فصل تیار ہو گئی اور اس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے، پھر بھی بغیر حکم حاکم مرتہن اسے فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر اس نے بغیر حکم فروخت کر دیا تو اس کے نقصانات وہرجانہ کا ذمّہ دار ہو گا۔

دفعہ ۷۶۰ جب دین کی ادائیگی کا وقت آ گیا تو راہن مرتہن کو، ثالث یا کسی شخص کو مال مرہونہ کی فروخت کے لیے مختار بنا سکتا ہے اور مختار بنا دینے کے بعد راہن کو یہ اختیار باقی نہیں رہے گا کہ اس مختار کو معزول کر دے، وہ مختار راہن یا مرتہن کی وفات سے بھی معزول نہ ہو گا۔

دفعہ ۷۶۱ مال مرہونہ کی فروخت کا مختار جب ادائیگی دین کا وقت آ جائے تو مال کو فروخت کر کے اس کی قیمت مرتہن کے سپرد کرے گا، اگر مختار نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو راہن کو مجبور کیا جائے گا کہ مال مرہونہ کو فروخت کرے، اور اگر راہن بھی یہ نہ کرے تو حاکم فروخت کر دے گا۔ اگر راہن اور اس کے ورثاء موجود نہ ہوں تو اس کے مختار کو مجبور کیا جائے گا۔ اور اگر وہ نہ کرے تو حاکم مال مرہون کو فروخت کر دے گا۔

تاریخ تحریر ۱۴ محرم ۱۲۸۸ھ ہجری

دستخط ہمایونی کے بعد اسکے بموجب عمل کیا جائے

کتاب ششم

امانات

ایک مقدمہ اور تین ابواب

مقدّمہ

امانات سے متعلق فقہی اصطلاحات

دفعہ ۷۶۲ امانت : ہر وہ چیز ہے جو امین کے پاس پائی جائے۔ چاہے وہ چیز کسی معاملۂ حفاظت کی بنا پر اس کو دی گئی ہو جیسے ودیعت یا کسی دوسرے معاملہ کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہو جیسے مزدور یا ملازم کے ہاتھ میں مالک کا مال یا کسی مستعیر کے ہاتھ میں مال مستعار، یا کسی کے قبضے میں کوئی شے بطور امانت بغیر کسی معاملہ یا قصد کے آجائے۔ مثلاً آندھی میں پڑوسی کا مال اُڑکر آگیا۔ اس صورت میں مال ودیعت تو نہ ہوگا مگر امانت ہوگا۔

دفعہ ۷۶۳ ودیعت : وہ مال جو کسی شخص کے پاس بغرض حفاظت رکھوایا جائے۔

دفعہ ۷۶۴ ایداع : (مال کا ودیعت رکھنا) مال کے مالک کا کسی شخص کو برائے حفاظت اپنے مال کا سپرد کرنا۔ جو حفاظت کے لیے سپرد کرے گا وہ مُودِّع

(بہ کسرِ دال) کہلائے گا اور جس نے حفاظت میں لینا قبول کیا وہ مُسْتَوْدِعْ (بہ کسرِ دال) کہلائے گا۔

دفعہ ۷۶۵ عاریت :۔ وہ مال ہے جس سے نفع اُٹھانے کا اختیار کسی شخص کو مفت بغیر کسی معاوضہ کے دے دیا جائے، اس مال کو مُعَار اور مُسْتَعَار بھی کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۷۶۶ اعارۃ :۔ کسی کو عاریت پر مال دینا، دینے والا مُعِیْر کہلائے گا۔

دفعہ ۷۶۷ استعارہ :۔ کسی سے عاریت پر مال لینا، لینے والا مُسْتَعِیْر کہلائے گا۔

باب اوّل

امانت سے متعلّق عمومی احکام

دفعہ ۶۸ کسی امانت کا ڈنڈ (ضمان) عائد نہیں ہوتا۔ یعنی اگر امین کے کسی عمل یا کوتاہی عمل کے بغیر مال ضائع ہو جائے تو امین پر اس کا بدلہ دینا (ضمان) واجب نہیں ہوگا۔

دفعہ ۶۹ اگر کسی شخص نے کوئی چیز راستہ میں یا کہیں پڑی پائی اور اس نے اس پر مالکانہ قبضہ کر لیا تو وہ شخص غاصب ہوگا اور جو چیز مالِ غصب ہوگی اس پر حکم غصب کا عائد ہوگا۔ اگر وہ چیز ضائع ہو گئی تو چاہے اس پر قبضہ کرنے والے کے عمل یا کوتاہی عمل سے ہو یا نہ ہو، وہی شخص ذمّہ دار ہوگا اور اس پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

اگر پڑا ہوا مال اُٹھانے والے شخص نے اصل مالک کو پہنچانے کے لیے قبضہ کیا ہے تو وہ امانت ہوگی، اس پر لازم ہے کہ اصل مالک کو پہنچا دے۔ اگر مالک کا نام و نشان نہ مل سکے تو وہ لقطہ ہے اور اس کے پاس امانت ہوگی، (جب بھی اس کا مالک مل جائے اسے اصل مالک کو دے دینا ہی پڑے گا)۔

دفعہ ۷۰ گری پڑی چیز اُٹھانے والے پر لازم ہے کہ وہ اعلان کرے کہ اس نے یہ چیز پڑی پائی ہے اور اس چیز کی بطور امانت حفاظت کرے یہاں تک کہ اس کا مالک مل جائے۔ جب اس کا مالک مل جائے اور ثابت کر دے کہ یہ چیز اُسی کی ہے تو اس کے سپرد کر دینا لازمی ہوگا۔

دفعہ ۷۱ اگر کسی شخص کا مال دوسرے شخص کے قبضے میں ضائع ہو گیا تو اگر اس نے مالک کی اجازت کے بغیر قبضہ میں لیا تھا تو بہر صورت اس کو ڈنڈ دینا پڑے گا۔ اور اگر مالک کی اجازت سے لیا تھا تو ڈنڈ نہیں دینا پڑے گا کیونکہ اس کے قبضہ میں بطور امانت

تھا۔ لیکن اگر معاملہ خرید وفروخت کے سلسلہ میں لیا تھا اور اس کی قیمت بھی بتادی گئی تھی تو ضمان (ڈنڈ) دینا ہی پڑے گا۔ مثلاً ایک شخص نے دکان سے بلور کا پیالہ بغیر اجازت مالک اٹھالیا، اور اس کے ہاتھ سے گر گیا تو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ اگر مالک کی اجازت سے اُٹھایا اور ہاتھ سے بغیر قصد وارادہ گر گیا تو قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ اور اگر وہ پیالہ دوسرے پیالہ پر گرا اور دونوں پیالے ٹوٹ گئے تو دوسرے پیالے کی قیمت دینی پڑے گی، پہلے کی نہیں کیونکہ پہلا پیالہ اس کے ہاتھ میں امانت تھا۔ اور امانت کا ضمان (ڈنڈ) نہیں ہوتا۔

اگر کسی نے دکاندار سے پوچھا کہ یہ پیالہ کتنے کا ہے اور اس نے کہا کہ ایک روپیہ کا، لے لیجئے۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ سے پیالہ گر گیا تو قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

اسی طرح اگر شربت والے نے گلاس میں شربت دیا اور خریدار کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو ضمان (ڈنڈ) عائد نہیں ہوگا کیونکہ یہ گلاس عاریت تھا، لیکن اگر اس کے استعمال کی غلطی سے گر کر ٹوٹ گیا تو ضمان (ڈنڈ) دینا پڑے گا۔

دفعہ ۷۷۲ اجازت جس طرح صریحی ہوتی ہے اسی طرح غیر صریحی بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر ممانعت صریحی موجود ہو تو غیر صریحی دلالت کا اعتبار نہ ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے آنے والے کو گھر میں آنے کی اجازت دی، وہاں اس نے گلاس پانی پینے کے لیے رکھا پایا تو یہ غیر صریحی اجازت ہوگی کہ وہ پانی بھی پی سکتا ہے۔ اب اگر اس نے پانی پینے کے لیے گلاس اُٹھایا اور گلاس گر کر ٹوٹ گیا تو ضمان (ڈنڈ) نہیں عائد ہوگا۔ لیکن اگر مکان والے نے گھر میں آنے کی اجازت تو دے دی مگر یہ بھی کہہ دیا کہ پانی نہ پینا، اس کے بعد بھی اس نے گلاس لے کر پانی پینا شروع کیا اور گلاس گر کر ٹوٹ گیا تو گلاس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

باب دوم

ودیعت

اس میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل: معاملۂ ودیعت اور اس کی شرائط سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۷۷۳ ایداع یعنی ودیعت رکھنے کا معاملہ صراحۃً یا دلالۃً ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے۔ مثلاً صاحبِ مال نے کہا کہ یہ مال میں نے تمہارے پاس ودیعت رکھا اور تمہاری امانت میں دے دیا، اور مستودع (ودیعت لینے والے) نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اسی طرح ایک شخص سرائے میں آیا اور مالک سرائے سے پوچھا کہ اپنا گھوڑا کہاں باندھوں، مالک نے ایک جگہ بتا دی، تو یہ دلالۃً قبول ہو گیا، اور معاملۂ ودیعت مکمّل ہو گیا۔ اسی طرح ایک آدمی دکان میں آیا اور اس نے اپنا مال دکان میں رکھا، مالک دکان نے دیکھا اور خاموش رہا، اس کے بعد وہ آدمی مال رکھ کر چلا گیا، تو یہ مال صاحب دکان کے پاس ودیعت ہو گیا، کیونکہ دکاندار کی خاموشی دلالۃً قبولیت ہے، ہاں! اگر اس نے صراحۃً انکار کر دیا کہ میں مال ودیعت نہیں رکھوں گا تو ودیعت نہیں ہو گی۔

اگر کسی نے ایک جماعت کے پاس مال رکھ دیا۔ سب لوگ اسے دیکھتے رہے اور خاموش رہے تو مال سب کے پاس ودیعت قرار پائے گا، اب وہ لوگ یکے بعد دیگرے اُٹھ کر وہاں سے جاتے رہے تو جو وہاں باقی رہیں گے ان کے پاس ودیعت رہے گا۔ یہاں تک کہ جو آخری آدمی رہ جائے مال اسی کے پاس ودیعت سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۷۷۴ مودع (ودیعت رکھنے والا) مستودع (ودیعت دینے والا) دونوں کو حق حاصل

ہے کہ جب چاہے معاملۂ ودیعت کو فسخ کر دے۔

دفعہ۵ ودیعت میں یہ شرط ہے کہ وہ چیز قبضہ لی جا سکے، اسی لیے ہوا میں چڑیا کو ودیعت میں نہیں دیا جا سکتا۔

دفعہ۶ مودع اور مستودع کا عاقل، صاحب تمیز ہونا شرط ہے۔ ان کا بالغ ہونا ضروری نہیں ہے اسی لیے کسی مجنون یا ایسے بچہ کا جو سن تمیز کو نہیں پہنچتا ہے ودیعت دینا یا ودیعت لینا، کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔ لیکن ایسے لڑکے کا ودیعت دینا یا لینا درست ہے جو سن تمیز کو پہنچ چکا ہو اور جسے ولی نے کاروبار کی اجازت دے دی ہو۔

دوسری فصل :- احکامِ ودیعت اور اس کا ضمان (ڈنڈ)۔

دفعہ ودیعت کا مال اس شخص کے ہاتھ میں جسے ودیعت کی گئی ہے یعنی مستودع کے ہاتھ میں ایک امانت ہے۔ اس لیے اگر مستودع کے کسی ارادی عمل یا کوتاہی تحفظ کے بغیر وہ مال ضائع ہو جائے تو اس پر کسی قسم کا کوئی ضمان (ڈنڈ) عائد نہیں ہوگا۔

اگر مال جس کو ودیعت کیا گیا ہے وہ شخص اجیر ہے یعنی معاملہ حفاظت مال کا اجرت پر اس سے لیا گیا ہے تو دیکھا جائے گا کہ مال کیوں ضائع ہوا، اگر اس کو محفوظ رکھنا عمل اختیاری اور ممکن تھا، مگر مستودع نے وہ عمل نہیں کیا اور مال ضائع ہو گیا تو مستودع پر ضمان عائد ہوگا۔ اور اگر اس نقصان سے بچنا ممکن ہی نہ تھا تو ضمان عائد نہ ہوگا۔

مثلاً ایک گھڑی ودیعت کی گئی تھی وہ مستودع (یا ودیع) کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی تو ضمان نہیں عائد ہوگا لیکن اگر پیر کے نیچے آکر ٹوٹ گئی، یا ہاتھ سے کوئی چیز اس گھڑی پر گر گئی اور گھڑی ٹوٹ گئی تو ضمان عائد ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے اپنا مال کسی کو اجرت پر حفاظت کے لیے سپرد کیا اب اگر مال کسی ایسی وجہ سے ضائع ہو گیا جس سے تحفظ ممکن تھا۔ مثلاً چوری ہو گیا تو

ودیع (مستودع) پر ضمان عائد ہو گا۔

دفعہ ۷۷۸ اگر مستودع کے خادم سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا جس کی وجہ سے مال ضائع ہو گیا تو خادم پر ضمان عائد ہو گا۔

دفعہ ۷۷۹ ودیعت میں کوئی ایسا فعل جس سے مودع راضی نہ ہو، اس فعل کے فاعل کی ذمہ داری پر ہو گا۔

دفعہ ۷۸۰ مال ودیعت کی حفاظت مستودع یا اس کا امین اسی طرح کرے گا جیسے اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر اس کے باوجود اس کے یا اس کے امین کے قبضہ میں مال ودیعت تلف ہو جائے تو مستودع یا اس کے امین پر کوئی ضمان (ڈنڈ) عائد نہیں ہو گا۔

دفعہ ۷۸۱ مستودع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ مال ودیعت کو اس مقام پر محفوظ رکھے جہاں وہ اپنے مال کا تحفظ کرتا ہے۔

دفعہ ۷۸۲ مال ودیعت کی حفاظت اسی مقام پر ہونی چاہیئے جو اس کے لیے مناسب ہے، اسی لیے روپیہ، پیسہ یا زیورات وجواہرات کا اصطبل یا بھونسہ میں رکھ دینا حفاظت میں کوتاہی شمار ہو گا اور اگر ایسی صورت میں مال ضائع ہو گیا تو ضمان عائد ہو گا۔

دفعہ ۷۸۳ اگر مال ودیعت فرد واحد کی سپردگی میں نہ ہو بلکہ ایک جماعت کی سپردگی میں ہو اور مال ناقابلِ تقسیم ہو تو جماعت میں سے کوئی ایک شخص دوسرے لوگوں کی اجازت سے ودیعت کی حفاظت کرے گا یا باری باری سے ہر ایک حفاظت کرے گا۔ ان دونوں صورتوں میں اگر مال بغیر قصد وارادہ اور بغیر کوتاہی حفاظت ضائع ہو گیا تو کسی پر کوئی ضمان عائد نہ ہو گا۔

اور اگر مال قابلِ تقسیم ہے تو تمام مستودع اشخاص آپس میں برابر برابر تقسیم کر کے اپنے اپنے حصّہ کی حفاظت کریں گے۔ اس صورت میں کسی کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ بغیر اجازت مودع اپنا حصّہ دوسرے ساتھی کے سپرد کر دے اور اگر کسی نے ایسا کیا اور مال بغیر قصد وتقصیر ضائع ہو گیا تو ضمان اس شخص پر عائد ہو گا جس

نے اپنے حصّے کا مال دوسرے کے سپرد کر دیا تھا اس پر عائد نہ ہوگا جس کے قبضہ میں مال ضائع ہو گیا۔

دفعہ ۸۴ ودیعت کے سلسلے میں جو شرط مفید اور قابلِ عمل ہو گی، اس کا اعتبار ہو گا، ورنہ شرط لغو سمجھی جائے گی. مثلاً ودیعت کا معاملہ کرنے کے وقت یہ شرط کر لی ہو کہ مالِ ودیعت کی حفاظت مستودع اپنے گھر میں کرے گا، لیکن گھر میں آگ لگ جانے کی وجہ سے اس نے مالِ ودیعت کو دوسرے مقام پر منتقل کر دیا تو شرط کا کوئی لحاظ نہیں ہو گا، اور اگر اس صورت میں مستودع کے کسی قصد یا کوتاہی کے بغیر مال ضائع ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں آئے گا، اسی طرح اگر مودع نے مستودع کو مالِ ودیعت کی حفاظت کا حکم دیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ وہ اس مال کو اپنی بیوی، بیٹا، خادم یا اس امین کے سپرد نہ کرے جس کے سپرد وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے، تو اگر کوئی بات ایسی ہو جس کی بنا پر مستودع مجبور ہو جائے گا کہ مال ودیعت ان میں سے کسی کو سپرد کر دے. تو ایسی صورت میں مودع کی ممانعت قابلِ اعتبار نہ ہو گی۔ اور اگر اس صورت میں مال بغیر کسی بے اعتدالی و کوتاہی کے ضائع ہو گیا تو کوئی ضمان (ڈنڈ) عائد نہ ہو گا۔ لیکن اگر مستودع نے بغیر کسی مجبوری کے اس صورت میں مالِ ودیعت کو اپنی بیوی، بیٹا، خادم یا امین کے سپرد کر دیا اور مال ضائع ہو گیا تو ممانعت معتبر ہو گی، اور مال کا ضمان عائد ہو گا۔

اسی طرح اگر شرط یہ ہو کہ مالِ ودیعت کی حفاظت ایک خاص معیّن حجرہ میں کی جائے اور اس مکان کے سارے ہی حجرے تحفّظ کے نقطہ نظر سے برابر ہوں تو اس شرط کا کوئی اعتبار نہ ہو گا۔ اور اگر ان حجروں میں اس نقطہ نظر سے تفاوت ہو، مثلاً ایک تو اینٹ چونے کا ہو، دوسرا لکڑی کا بنا ہوا ہو تو اس شرط کا اعتبار ہو گا اور مستودع مجبور ہو گا کہ اسی حجرہ میں حفاظت کرے جہاں اس سے کہا گیا ہے. اگر اس نے مالِ ودیعت کو کمتر محفوظ حجرہ میں منتقل کر دیا اور مال ضائع ہو گیا تو ضمان عائد ہو گا.

دفعہ ۸۵ اگر صاحبِ ودیعت مفقود الخبر ہو، اس طرح کہ اس کی موت وحیات کی کوئی اطلاع

نہ ہو، اور مالِ ودیعت ایسا ہو کہ اسے دیر تک رکھنے سے اس کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو مستودع حاکم کی اجازت سے اس مال کو فروخت کر کے اس کی قیمت بطورِ امانت اپنے پاس محفوظ رکھے گا۔ لیکن اگر مستودع نے فروخت نہیں کیا اور مال خراب ہو گیا تو مستودع پر ضمان عائد نہ ہو گا۔

دفعہ ۷۸۶ اگر مالِ ودیعت کوئی ایسی چیز ہو جو دانہ گھاس کی محتاج ہے۔ جیسے گھوڑا، گائے وغیرہ تو اس کے اخراجات صاحبِ مال کے ذمّہ ہوں گے۔ اگر صاحبِ مال غیر حاضر ہو تو مستودع حاکم تک یہ معاملہ پہنچائے گا، اور حاکم اس صورت میں ایسا حکم صادر کرے گا جو صاحبِ مال کے حق میں مفید اور مناسب ہو گا۔ اگر مال کا کرایہ پر دینا ممکن ہو گا تو مستودع اس کو کرائے پر دے گا اور حاکم کی رائے کے بموجب کرایہ کی رقم کو اس کے دانہ گھاس پر صرف کرے گا یا مناسب قیمت پر حسبِ رائے حاکم اسے فروخت کر دے گا۔ اگر کرائے پر دینا ممکن نہ ہو تو فوراً فروخت کر دے گا یا اس پر مستودع اپنے مال میں سے تین دن تک صرف کرے گا۔ اس کے بعد فروخت کر کے اس کی قیمت میں سے اپنا خرچ کیا ہوا روپیہ وصول کر لے گا۔

اگر مستودع نے اپنے پاس سے اس پر خرچ کیا اور حاکم کے حکم کے بغیر خرچ کیا تو اپنی خرچ کردہ رقم کے مطالبہ کا اسے کوئی حق حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۷۸۷ مالِ ودیعت اگر مستودع کے بے جا عمل یا تقصیر کی وجہ سے ضائع ہو جائے یا اس کی قیمت میں نقص آجائے تو مستودع پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔

مثلاً مستودع نے ودیعت کی نقد رقم کو اپنے کام میں صرف کر دیا تو اس کو بدلہ دینا پڑے گا، اور اگر اس نے امانت کی رقم کو خرچ کر دیا، اور دوسری رقم اس تھیلی میں رکھ دی تو اس کے بعد اگر مستودع کے کسی عمل یا تقصیر کے بغیر بھی وہ رقم ضائع ہو گئی تو مستودع پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔

اسی طرح اگر مستودع ودیعت کے جانور پر بغیر اجازت مالک سواری کی اور اس کی سواری کے دوران جانور ہلاک ہو گیا، تو ضمان عائد ہو گا۔ چاہے یہ ہلاکت کسی

وجہ سے واقع ہو، اسی طرح اگر چوری ہو گیا یا گھر میں آگ لگی اور مستودع نے باوجود امکان اسے دوسرے مقام پر منتقل نہیں کیا تو مال ودیعت کا ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا.

دفعہ ۶۸۸ مالِ ودیعت کا دوسرے مال کے ساتھ بغیر اجازت مالک اس طرح خلط ملط کر دینا کہ انہیں الگ نہ کیا جا سکے اور نہ تمیز ہو سکے، مستودع کی جانب سے عمل تعدی شمار کیا جائے گا۔ اسی بنا پر حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے ودیعت کے دیناروں کو اپنے یا کسی اور کے دیناروں کے ساتھ بغیر اجازت مالک مخلوط کر دیا، اور وہ دینار ضائع ہو گئے یا چوری ہو گئے تو مستودع پر ضمان عائد ہو گا۔ اور اگر خلط ملط کرنے والا مستودع نہ ہو بلکہ کوئی اور ہو تو ضمان خلط ملط کرنے والے ہی پر عائد ہو گا۔

دفعہ ۶۸۹ اگر مستودع نے مالک (مودع) کی اجازت سے اپنے یا دیگر کے مال میں مال ودیعت کو ملا دیا۔ یا یہ ہوا کہ مستودع کے ارادہ یا عمل کے بغیر ہی یہ مال دوسرے مال میں مل گیا۔ مثلاً مستودع نے مالِ ودیعت کو ایک تھیلی میں رکھ کر اپنے اُس صندوق میں رکھ دیا جس میں اُس کے ذاتی دینار اسی قسم کے موجود تھے۔ مال ودیعت کی تھیلی اتفاقاً پھٹ گئی اور دونوں دینار خلط ملط ہو گئے۔ اگر ایسی صورت میں یہ مال ضائع ہو جائے اور مستودع کے کسی عمل یا کوتاہی کو اس میں دخل نہ ہو تو مالِ ودیعت کا ضمان عائد نہ ہو گا۔

دفعہ ۶۹۰ مستودع کو یہ حق حاصل نہیں کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس مال کو کسی اور کے پاس ودیعت رکھ دے۔ اور اگر مستودع نے ایسا کیا اور مال ضائع ہو گیا تو ضمان دینا پڑے گا۔ اگر مال مستودع ثانی کے پاس اس کے کسی عمل یا کوتاہی عمل کی وجہ سے ضائع ہو گیا تو مودع کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ضمان مستودع اوّل سے وصول کرے یا مستودع ثانی سے۔ اگر مستودع اوّل سے ضمان لے گا تو مستودع اوّل مستودع ثانی سے وصول کرنے کا مستحق ہو گا۔

دفعہ ۶۹۱ اگر مستودع نے مالک یعنی مودع کی اجازت سے مال ودیعت کو دوسرے شخص کی ودیعت میں دے دیا تو یہ دوسرا شخص مستودع ہو گیا اور پہلا مستودع ہر ذمہ داری

سے بری الذمہ ہو گیا۔

دفعہ ۷۹۲ مال ودیعت کے مالک مودع کی اجازت سے مستودع مال ودیعت کو خود بھی استعمال کر سکتا ہے، کرایہ پر بھی دے سکتا ہے، کسی اور کو عاریت پر دے سکتا ہے۔ حتیٰ کہ رہن بھی کر سکتا ہے۔ لیکن کرائے پر دینے، عاریتہً دینے یا رہن رکھنے کی صورت میں اگر مال ضائع ہو گیا یا اس کی قیمت میں نقص آ گیا تو مستودع کو اس کا ضمان (ڈنڈ) دینا پڑے گا۔

دفعہ ۷۹۳ اگر مستودع نے ودیعت کی رقم بغیر اصل مالک کی اجازت کے کسی شخص کو قرض دے دیا اور مالک نے اس کی اجازت نہ دی تو مستودع کو ڈنڈ ادا کرنا پڑے گا. اسی طرح اگر مستودع نے مودع کا کوئی قرض ودیعت کی رقم سے ادا کر دیا اور مودع راضی نہ ہوا تو مستودع کو ضمان دینا پڑے گا۔

دفعہ ۷۹۴ مال ودیعت کا اصل مالک کی طلب پر اس کے سپرد کر دینا لازمی ہے، واپسی اور سپردگی کے مصارف اصل مالک (مودع) پر عائد ہوں گے۔ اگر مودع کی طلب پر مستودع نے واپس نہیں کیا اور مال برباد ہو گیا تو مستودع پر ضمان عائد ہو گا۔ البتہ اگر طلب پر فوراً واپس نہ کرنے کی وجہ کوئی عذر معقول کی بنا پر ہو، مثلاً طلب کے وقت مال بہت دور رکھا ہوا تھا اور ایسی صورت میں اگر مال ضائع ہو گیا تو ضمان عائد نہ ہو گا۔

دفعہ ۷۹۵ مستودع مالِ ودیعت کو خود واپس لا کر مودع کے سپرد کرے گا یا اپنے قابلِ اعتماد شخص کے ذریعہ واپس کرے گا۔ اگر اس نے اپنے امین (قابلِ اعتماد شخص) کے ذریعہ مال بھیجا اور بغیر تعدی و تقصیر مال اصلی مالک تک پہنچنے سے پہلے ہی ضائع ہو گیا تو ضمان عائد نہ ہو گا۔

دفعہ ۷۹۶ اگر دو اشخاص نے مال مشترک کسی ایک شخص کی ودیعت میں رکھے، اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نے آ کر اپنا حصہ مستودع سے طلب کیا تو اگر مال اس قسم کا ہو جو گن کر یا تول کر برابر تقسیم ہو سکتا ہو تو اس کا حصہ دے دیا جائے گا، ورنہ نہیں دیا جائے گا.

دفعہ ۷۹۷ ودیعت کے معاملہ میں ودیعت کے مقام کا اعتبار ہو گا۔ اگر کسی نے استنبول میں ودیعت

رکھا تو وہ مستودع سے اور نہ میں اسے طلب نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۷۹۸ ودیعت کے تمام منافع اصل مالک مال کے ہوتے ہیں مثلاً کسی جانور کے بچے، اس کا دودھ، اس کا اون، سب کچھ اصل مالک کا ہوگا۔

دفعہ ۷۹۹ اگر صاحب الودلعیۃ غیر حاضر ہو اور حاکم نے صاحب الودلعیۃ پر عائد ہونے والے نفقہ کی ادائیگی کا حکم دیا ہو، اور مستودع ودیعت کی رقم میں سے وہ نفقات ادا کرے تو مستودع پر کوئی ضمان عائد نہ ہوگا۔ اور اگر بغیر حکم حاکم مستودع نے یہ نفقات ادا کیے تو ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

دفعہ ۸۰۰ اگر مستودع پاگل ہوگیا، کسی وقت ہوش وحواس میں نہیں ہوتا۔ اس مجنون شخص نے جنون سے پہلے ودیعت لی تھی اب جو دیکھا گیا تو اس کے مال میں مالِ ودیعت بعینہٖ نہیں ملا تو مودع کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ ایک کفیل پیش کر کے اپنے مال ودیعت کا بدلہ مجنون کے دیگر مال میں سے لے لے۔ اس کے بعد اگر وہ پاگل آدمی اچھا ہوگیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مال ودیعت واپس کر چکا تھا یا وہ مال اس کے کسی عمل یا قصور کے بغیر پہلے ہی ضائع ہوچکا تھا تو اس کے حلفیہ بیان کو قبول کر لیا جائے گا اور مودع کو اس کے مال سے حاصل کردہ ضمان (ڈنڈ یا بدلہ) واپس کر دینا پڑے گا۔

دفعہ ۸۰۱ اگر مستودع وفات پاگیا اور مالِ ودیعت اس کے متروکات میں بعینہٖ پایا گیا تو وارثوں کے قبضہ میں اس مال کی حیثیت ایک امانت کی ہوگی، اور صاحب مال کو دے دیا جائے گا۔ اور اگر بعینہٖ وہی مالِ ودیعت اس کے ترکہ میں نہیں مل سکا تو اس صورت میں اگر وارثوں نے یہ ثابت کر دیا کہ مرنے والے مستودع نے اس ودیعت کا حال اُن سے بیان کیا تھا، اور یہ کہا تھا کہ وہ مال ہم نے صاحب مال کو واپس کر دیا ہے یا وہ مال بغیر کسی تعدی یا تقصیر کے ضائع ہوچکا ہے تو کوئی ضمان (بدلہ یا ڈنڈ) وارثوں پر عائد نہیں ہوگا۔ اور اگر وارثوں نے یہ کہا کہ ہم ودیعت کا حال جانتے ہیں اور اس مال کی کیفیت پوری طرح بیان کر دی اور کہا کہ مستودع کی وفات کے بعد تلف ہو گیا تو وارث سے قسم لینے کے بعد اس بیان کو قبول کر لیا جائے گا۔ اور کوئی ضمان لازم

نہیں آئے گا۔ اور اگر مستودع کی وفات ہوگئی اور ودیعت کا حال اس نے بیان نہ کیا ہو تو یہ مال مجہول قرار پائے گا اور مستودع کے ترکہ میں سے دوسرے اور قرضوں کی طرح وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر وارث نے کہا کہ ہم ودیعت کا حال جانتے ہیں مگر اس کی پوری کیفیت اور صفات نہیں بیان کی تو وارث کے اس قول کو قبول نہیں کیا جائے گا کہ وہ مال ضائع ہوگیا۔ ترکہ سے وہ مال ادا کیا جائے گا۔

دفعہ ۸۰۲ اگر مودع کی وفات ہوگئی تو مالِ ودیعت وارثوں کو دیا جائے گا۔ اگر مودع پر اتنا قرض ہو تو اس کا سارا ترکہ اس میں غرق ہو جائے تو اس صورت میں ودیعت کا معاملہ حاکم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اگر مستودع نے اس صورت میں بغیر اجازت حاکم مالِ ودیعت مودع کے وارثوں کے سپرد کر دیا اور مال ضائع ہوگیا تو مستودع پر ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۸۰۳ اگر مالِ ودیعت کا ضمان عائد ہو، اور مال مثلیات (ایسی چیزیں جیسی اور بہت سی ملتی ہیں) ہو تو ویسی ہی دوسری چیز دینی پڑے گی۔ اور اگر وہ چیز قیمیات (وہ چیزیں جن کا قیمت ہی سے بدلہ ہو سکتا ہے) ہو تو ضمان عائد ہونے کے دن جو اس کی قیمت ہوگی وہی قیمت ضمان میں دی جائے گی۔

باب سوم

عاریت

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ معاملۂ عاریت کی تکمیل اور اس کی شرائط۔

دفعہ ۸۰۴ عاریت کا معاملہ ایجاب و قبول اور لین دین سے مکمّل ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ تمہیں مَیں نے اپنا یہ مال عاریت دیا۔ یا یہ کہا کہ عاریۃً تم کو یہ چیز دی اور اس دوسرے شخص نے کہا کہ قبول کیا، یا کچھ نہ بولا اور اس چیز پہ قبضہ کرلیا یا کسی دوسرے شخص سے کہا کہ تم اپنی وہ چیز مجھے عاریۃً دو۔ اور اس نے وہ چیز دے دی تو معاملۂ عاریت مکمّل ہو گیا۔

دفعہ ۸۰۵ عاریت کے معاملہ میں عاریت دینے والے (مُعیر) کی خاموشی قبولیت نہیں سمجھی جا سکتی، اگر کسی نے کسی سے کہا کہ اپنی فلاں چیز مجھے عاریت دو، اور وہ شخص چُپ رہا۔ اس کے بعد عاریت چاہنے والا (مستعیر) نے وہ چیز اُٹھا لی تو یہ مستعیر نہیں ہو گا، بلکہ غاصب ہو گا۔

دفعہ ۸۰۶ معیر (عاریت دینے والے) کو حق حاصل ہے کہ جب چاہے اپنا مال واپس لے لے۔

دفعہ ۸۰۷ معیر اور مستعیر میں سے کسی کی وفات سے معاملۂ عاریت فسخ ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۸۰۸ عاریت کے لیے یہ شرط ہے کہ جو چیز مستعار دی یا لی جائے اس سے نفع اُٹھانا ممکن ہو، اسی لیے بھاگے ہوئے یا قابو سے باہر جانور کا عاریت پہ دینا یا لینا صحیح نہیں ہے۔

دفعہ ۸۰۹ معیر اور مستعیر دونوں کا عاقل اور صاحبِ تمیز ہونا بھی شرط ہے۔ البتہ بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ اسی لیے کسی پاگل کا عاریت لینا یا دینا درست نہیں لیکن کسی صاحبِ تمیز

ایسے لڑکے کا عاریت لینا یا عاریت دینا درست ہے جسے ولی نے کاروبار کرنے کی اجازت دے دی ہو۔

دفعہ ۸۱۰ عاریت پر قبضہ شرط ہے۔ قبضہ میں مال لینے سے پہلے کوئی حکم عاریت عائد نہیں ہوسکتا۔

دفعہ ۸۱۱ عاریت میں مال مستعار کا متعیّن ہونا بھی شرط ہے۔ اسی لیے اگر کوئی شخص اپنے دو جانوروں میں سے ایک عاریت دے اور متعیّن نہ کرے تو عاریت صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر وہ مستعیر کو یہ اختیار دے دے کہ دونوں میں جو چاہے لے لے تو اس کو اختیار دینے سے معاملۂ عاریت صحیح اور مکمّل ہوجائے گا۔

دوسری فصل :- عاریت کے احکام اور اس کا ضمان (ڈنڈ)۔

دفعہ ۸۱۲ مستعیر عاریت میں بغیر کسی بدلے کے مال مستعار سے انتفاع کا حق دار ہو جاتا ہے۔ اس لیے معیر کو یہ حق حاصل نہیں کہ مستعیر سے انتفاع کے بدلے کوئی کرایہ یا صلہ طلب کرے۔

دفعہ ۸۱۳ مال مستعار مستعیر کے قبضہ میں امانت ہوتا ہے۔ اس لیے بغیر کسی عمل یا کوتاہی عمل (تعدّی یا تقصیر) کے اگر مستعیر کے قبضہ میں یہ مال تلف ہو جائے تو مستعیر پر کوئی ضمان (ڈنڈ) عائد نہ ہوگا۔ مثلاً ایک مستعار آئینہ بلا قصد وارادہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑے اور ٹوٹ جائے یا مستعیر کا پیر نادانستگی میں آئینہ پر جا پڑے اور آئینہ ٹوٹ جائے، یا مستعار فرش پر کچھ گر کر اسے داغدار کر دے اور اس کی قیمت میں نقص آجائے تو مستعیر پر کوئی ضمان عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۸۱۴ اگر مستعیر سے کوئی بے اعتدالی ہوئی یا کوتاہی عمل سرزد ہوئی اور مال مستعار تلف ہو گیا یا اس کی قیمت میں نقص واقع ہوگیا، تو چاہے اس کا کوئی بھی سبب ہو، مستعیر پر ضمان عائد ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے عاریتہً ایک جانور کسی سے لیا اور ایک روز میں کسی ایسے

مقام پر اس پر سوار ہو کر گیا جہاں عام طور پر دو دن میں پہنچا جاتا ہے۔ وہ جانور ہلاک ہو گیا یا دُبلا ہو گیا اور اس کی قیمت میں نقص آگیا تو اس کا ڈنڈ (ضمان) عائد ہو گا۔

اسی طرح اگر کسی نے ایک خاص مقام تک جانے کے لیے جانور عاریۃً لیا، اور اسے لے کر اس مقام سے آگے چلا گیا، اب اگر جانور اپنی موت سے بھی مر گیا تو ضمان عائد ہو گا۔

اسی طرح اگر کسی نے زیور مستعار لیا اور ایک بچّی کو پہنا دیا، اور بغیر نگران کے بچّی کو چھوڑ دیا، زیور کسی نے چرا لیا تو اس صورت میں اگر بچّی زیور کی حفاظت کی قدرت رکھتی تھی تو ضمان عائد نہیں ہو گا، اور اگر بچّی اتنی چھوٹی تھی کہ زیور کی حفاظت پر قدرت نہیں رکھتی تھی تو ضمان عائد ہو گا۔

دفعہ ۸۱۵ مال مستعار کے اخراجات ضروریہ مستعیر پر عائد ہوتے ہیں، اسی لیے اگر کسی نے مستعار جانور کو چارہ نہ دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تو مستعیر پر ضمان عائد ہو گا۔

دفعہ ۸۱۶ اگر عاریت مطلقہ ہو، معیر نے ضمان و مکان یا نوعیت انتفاع کی کوئی شرط نہ لگائی ہو تو مستعیر کو یہ حق حاصل ہے کہ جس مقام پر، جتنی مدّت تک اور جس طریقہ پر چاہے مال مستعار سے انتفاع حاصل کرے، لیکن اس صورت میں بھی عرف عام اور رواج و عادت کی قید باقی رہے گی۔ مثلاً کسی شخص نے سواری کا جانور عاریت مطلقہ پر لیا تو اسے یہ حق حاصل ہو گا کہ جہاں چاہے اس پر سوار ہو کر جائے اور جتنی مدّت تک چاہے اس سے انتفاع کرے، لیکن اس کا حق حاصل نہ ہو گا کہ جس مقام تک لوگ دو گھنٹے میں جاتے ہیں وہاں وہ اس جانور پر سوار ہو کر ایک ہی گھنٹے میں چلا جائے۔

اسی طرح اگر کسی نے ایک کمرہ عاریت مطلقہ پر لیا تو اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس میں رہے، اپنا سامان رکھے یا مناسب طور پر استعمال کرے، اسے عام عادت و رواج کے خلاف استعمال کرنے مثلاً لوہار کی بھٹی بنا دینے کا اختیار حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۸۱۷ اگر عاریت کا معاملہ زمان یا مکان سے مقید ہو تو اس قید کا اعتبار کیا جائے گا مستعیر

کو اس کے خلاف عمل کا اختیار حاصل نہ ہو گا مثلاً اگر ایک جانور تین گھنٹے تک سواری کے لیے عاریت پر لیا تو چار گھنٹے تک سواری نہیں کر سکتا۔ یا ایک گھوڑا ایک معیّن مقام تک سواری کے لیے عاریت پر لیا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر کسی دوسرے مقام پر نہیں جا سکتا۔

دفعہ ۸۱۸ اگر عاریت میں کسی خاص نوعیت کے انتفاع کی شرط ہو تو مستعیر کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس نوعیت سے تجاوز کرے۔ لیکن اس کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس سے خفیف تر یا آسان تر یا اس کے برابر کی حد تک دوسری نوعیت کا انتفاع کرے۔

مثلاً کسی نے ایک جانور عاریت پر لیا کہ اس پر گیہوں بار کرے گا تو اسے یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ اس پر لوہا یا پتھر بار کر دے۔ مگر یہ حق حاصل ہو گا کہ گیہوں کے برابر کی یا اس سے خفیف تر کوئی چیز بار کر دے۔ اسی طرح اگر کسی نے سواری کے لیے جانور عاریت پر لیا تو اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس سے بار برداری کا کام لے۔ لیکن اگر بار برداری کے لیے عاریت پر لیا تو اس پر سواری کر سکتا ہے۔

دفعہ ۸۱۹ اگر عاریت دینے والے (معیر) نے عاریت دیتے ہوئے انتفاع کرنے والے کی تعیین نہیں کی ہے تو مستعیر کو یہ حق حاصل ہے کہ چاہے خود استعمال کرے یا دوسرے کو عاریت پر دے دے۔ یہ مال مستعار اگر ان چیزوں میں سے ہے جس پر استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے کوئی اثر نہیں پڑتا مثلاً کوئی کمرہ ہو یا ان چیزوں میں سے ہو جس پر اثر پڑتا ہے مثلاً سواری کا جانور، ہر صورت میں مستعیر کو یہ حق حاصل ہو گا۔

مثلاً کسی نے یہ کہہ کر عاریت دی کہ میں نے اپنا یہ کمرہ تم کو عاریتہً دیا تو مستعیر کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ خود اس میں رہے یا کسی کو رہنے کے لیے دیدے یا ایک گھوڑا یہ کہہ کر مستعار دیا کہ تمھیں اپنا یہ گھوڑا عاریتہً دیا تو مستعیر کو یہ حق حاصل ہو گا کہ خود اس گھوڑے پر سواری کرے یا کسی دوسرے کو سواری کے لیے عاریت دے دے۔

دفعہ ۸۲۰ معاملہ عاریت میں اس کی تعیین کہ مال مستعار سے انتفاع کون شخص کرے گا صرف اسی صورت میں قابلِ اعتبار ہو گی جب وہ چیز اس قسم کی ہو کہ اسے استعمال کرنے

والے کی تعیین معتبر نہ ہوگی، البتہ اگر عاریت دینے والے معیر نے ممانعت کر دی ہو تو اس ممانعت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً اگر معیر نے عاریت دیتے ہوئے مستعیر سے یہ کہہ دیا کہ میں تم کو یہ گھوڑا عاریۃً دیتا ہوں تاکہ تم خود اس پر سواری کرو، تو مستعیر کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اپنے کسی خادم کو یا کسی دوسرے شخص کو اس گھوڑے پر سوار کر دے۔ لیکن اگر ایک گھر عاریۃً دیتے ہوئے معیر نے مستعیر سے یہ کہہ دیا کہ میں تم کو یہ گھر عاریۃً دیتا ہوں کہ تم خود اس میں رہو تو مستعیر کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ اس گھر میں خود رہے یا کسی دوسرے کو رکھے۔ اور اسی کے ساتھ معیر نے یہ بھی کہہ دیا کہ خود رہو کسی اور کو نہ رکھو تو مستعیر کو اپنے سوا کسی اور کو اس گھر میں رکھنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۸۲۱ اگر کسی نے گھوڑا عاریۃً لیا کہ اس پر سوار ہو کر ایک معیّن مقام تک جائے گا۔ اور اس مقام تک جانے کے لیے متعدد راستے ہوں تو مستعیر کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ جس راستہ سے چاہے جائے، بشرطیکہ اس راستہ سے دوسرے لوگ بھی وہاں جایا کرتے ہوں۔ اگر وہ ایک ایسے راستہ سے جائے جس راستہ سے لوگ عموماً نہیں جایا کرتے، اور گھوڑا ہلاک ہو گیا تو ضمان دینا پڑے گا۔

اسی طرح اگر معیر نے راستہ معیّن کر دیا ہو اور مستعیر دوسرے راستہ سے جائے اور گھوڑا ہلاک ہو جائے تو مستعیر کو ضمان دینا پڑے گا، بشرطیکہ جس راستے سے وہ گیا وہ معیر کے مقرر کردہ راستہ سے زیادہ طویل ہو یا راستہ غیر مامون ہو، یا لوگ اس راستہ پر نہ جایا کرتے ہوں، اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہے تو ضمان لازم نہیں آئے گا۔

دفعہ ۸۲۲ اگر کسی نے کسی عورت سے ایک ایسی چیز طلب کی جو اس کے شوہر کی ملکیت ہے اور اس عورت نے عاریۃً وہ چیز اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر دیدی۔ اور وہ چیز ضائع ہو گئی تو دیکھا جائے گا کہ اس چیز کی نوعیت کیا ہے۔ اگر وہ چیز گھر کی اندرونی چیز ہے جو عادتاً بیویوں کے اختیار میں ہوتی ہے تو اس صورت میں نہ مستعیر پر ضمان عائد ہوگا اور نہ بیوی پر۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ عادتاً عورت کے قبضہ میں نہیں ہوتی جیسے سواری کا گھوڑا تو شوہر کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اپنی بیوی پر ضمان عائد کرے

یا مستعیر پر۔

دفعہ ۸۲۳ مال عاریت کو معیر کی اجازت کے بغیر کسی کو کرایہ پر دینے یا رہن رکھنے کا حق مستعیر کو حاصل نہیں۔ اگر کسی نے عاریت پر کچھ لیا کہ اسے وہ کسی متعیّن شہر میں جو اس پہ قرض ہے اس کے بدلے میں رہن کرے گا تو بھی مستعیر کو کسی دوسرے شہر میں جو اس پر قرض ہے اس کے عوض رہن نہیں کر سکتا۔ اور اگر مستعیر نے متعیّن شہر کے سوا کسی اور شہر میں جو اس پہ دین تھا، اس کے عوض رہن کر دیا۔ اور مال تلف ہو گیا تو مستعیر کو اس کا ڈنڈ (ضمان) دینا پڑے گا۔

دفعہ ۸۲۴ مستعیر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ مال عاریت کو کسی کے پاس بطور ودیعت رکھ دے، اب اگر وہ مال مستودع کے قبضہ میں بغیر قصد و کوتاہی تلف ہو جائے تو ضمان عائد نہ ہوگا۔ مثلاً کسی نے جانور عاریتہً لیا کہ فلاں مقام تک جائے گا اور واپس آئے گا۔ وہ شخص جانور پر سوار ہو کر اس مقام تک گیا، وہاں وہ جانور تھک گیا اور واپس نہ آسکا، مستعیر نے اسے کسی کے پاس ودیعت رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ جانور مر گیا تو ضمان عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۸۲۵ معیر جب مستعیر سے عاریت پر دیا ہوا مال واپس مانگے تو فوراً اس کی واپسی ضروری ہے۔ اگر مستعیر نے بغیر کسی عذر کے واپسی میں دیر کی، اور مال عاریت تلف ہو گیا یا اس کی قیمت میں نقص آ گیا تو ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۸۲۶ وہ عاریت جس میں صریحاً یا دلالتہً وقت کی تعیین ہو، اس کی واپسی مقررہ وقت پر ہوگی، لیکن واپسی میں اتنی دیر جو عادتاً ہو ہی جاتی ہے قابلِ درگزر ہوگی۔ مثلاً کسی عورت نے ایک زیور عاریتہً لیا کہ فلاں دن عصر کے وقت تک اسے پہنے گی، تو مقررہ وقت کے آجانے پر اس کی واپسی لازمی ہوگی۔ یا کسی نے ایک زیور عاریت پر لیا کہ فلاں تقریب شادی میں پہنے گی تو اس شادی کے ختم ہونے پر اس کی واپسی لازمی ہوگی، مگر اتنی مدت جتنی کہ واپسی میں عام طور پہ لگ جاتی ہے قابلِ معافی ہوگی۔

دفعہ ۸۲۷ اگر کوئی چیز کسی خاص کام میں استعمال ہونے کے لیے عاریتہً لی گئی ہو تو اس کام کے ختم ہونے پر مستعیر کے ہاتھ میں مالِ مستعار ودیعت کی طرح امانت ہوگا۔ اب مستعیر کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اسے استعمال کرے یا اسے اپنے پاس روک رکھے ، اگر مستعیر نے اسے استعمال کیا یا روک رکھا اور وہ چیز ضائع ہو گئی تو ضمان دینا پڑے گا۔

دفعہ ۸۲۸ مستعیر مالِ مستعار کو خود یا اپنے قابلِ اعتماد آدمی کے ذریعہ واپس کرے گا۔ اگر اس نے ناقابلِ اعتماد آدمی کے ہاتھ واپس کیا اور مال ضائع ہو گیا تو ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۸۲۹ اگر مالِ مستعار قیمتی اور نفیس اشیاء میں سے ہو مثلاً جواہر وغیرہ تو مستعیر پر لازم ہے کہ معیر کے ہاتھ میں دے ، اور اگر معمولی چیز ہے تو اس کا اس جگہ پہنچا دینا کافی ہے جو عادتاً واپسی سمجھی جائے۔ یا معیر کے نوکر اور خادم کو دے دینا واپسی سمجھی جائے گی ، مثلاً مستعار سواری کا معیر کے اصطبل میں پہنچا دینا یا اس کے سائیس کے حوالہ کر دینا واپسی ہوگی۔

دفعہ ۸۳۰ مالِ مستعار کی واپسی کے سلسلہ میں جو مصارف عائد ہوں گے وہ مستعیر برداشت کرے گا۔

دفعہ ۸۳۱ زمین کا درخت لگانے یا مکان بنانے کے لیے عاریت لینا جائز ہے ، لیکن معیر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے اس معاملہ کو ختم کر کے اپنی زمین واپس مانگے۔ مستعیر کو درخت اکھیڑ کر اور تعمیر کو مسمار کر کے زمین واپس کرنی پڑے گی۔ اگر یہ عاریت موقت تھی اور معیر نے وقت سے پہلے واپسی کا مطالبہ کیا اور مستعیر کو مجبور کیا کہ درخت اکھیڑ لے یا تعمیر اُٹھا لے تو معیر اس نقصان کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا جو مدت مقررہ اور مطالبہ کے درمیان تفاوت سے پیدا ہو ، مثلاً اگر تعمیر اور اُکھیڑے ہوئے درخت کی قیمت مطالبہ کے وقت بارہ دینار قرار پاتی ہے حالانکہ اگر پوری مدت مقررہ کے ختم ہونے پر یہ بیس دینار ہوتی تو معیر مستعیر کو آٹھ دینار ادا کرے گا۔

دفعہ ۸۳۲ اگر زمین کاشتکاری کے لیے عاریتہً لی گئی ہو تو چاہے وہ بہ تعیین وقت لی گئی ہو چاہے بلا تعیین، عاریت دینے والے (معیر) کو اس معاملہ کے توڑ دینے اور زمین کے واپس لینے کا حق فصل کی تیاری سے پہلے نہیں ہو گا۔

۲۴، ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب ہفتم

ہبہ

ایک مقدّمہ اور دو ابواب

مقدّمہ

ہبہ سے متعلّق فقہی اصطلاحات

دفعہ ۸۳۳ هبّه :- کسی شخص کو بلا عوض مال کا مالک بنا دینے کو کہتے ہیں۔ جو اپنا مال کسی کو ہبہ کرنے اس شخص کو واہب، جو مال ہبہ کیا جائے اس مال کو موہوب، اور جس شخص کو ہبہ کیا جائے اس کو موہوب لہٗ اور ہبہ کے قبول کرنے والے کو اتّھاب کہتے ہیں۔

دفعہ ۸۳۴ هدیه :- وہ مال ہے جو کسی کو بطور اعزاز و اکرام دیا جائے۔

دفعہ ۸۳۵ صدقه :- وہ مال جو بہ نیت ثواب ہبہ کیا جائے۔

دفعہ ۸۳۶ اباحة :- کسی شخص کو کسی سے کے کھانے یا لے لینے کی اجازت دینا۔

باب اوّل

معاملۂ ہبہ کے انعقاد سے متعلقہ مسائل

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل : ہبہ کے ارکان اور اس پر قبضہ سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۸۳۷ ہبہ ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے اور قبضہ سے مکمل ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۸۳۸ ہبہ میں ایجاب ان تمام الفاظ سے ہو سکتا ہے جو عام طور پر بلا عوض کسی چیز کے مالک بنا دینے کے لیے مستعمل ہیں، مثلاً لیجئے، ہدیہ قبول کیجئے، آپ کی نذر ہے، وغیرہ غرض کہ وہ تمام الفاظ جن کے ذریعہ مفت بلا عوض کچھ دیدینا یا دوسرے کو مالک بنا دینا سمجھا جائے گا۔ مثلاً شوہر اپنی بیوی کو بالیاں دے اور کہے لیجئے اور پہنیئے۔

دفعہ ۸۳۹ ہبہ تعاطی (یعنی عام اجازت کہ جو چاہے لے لے) سے منعقد ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۸۴۰ ہبہ اور صدقہ میں کسی کو کچھ بھیجنا اور اس کا لے لینا، لفظاً ایجاب وقبول کے برابر ہے۔

دفعہ ۸۴۱ ہبہ میں قبضہ وہی درجہ رکھتا ہے جو بیع میں قبول کو حاصل ہے، اسی لیے اگر موہوب لہٗ بغیر کچھ بولے اسی مجلس میں جس میں واہب نے کہا کہ ہبہ کیا مال موہوب پہ قبضہ کر لے تو معاملہ ہبہ مکمل ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۴۲ قبضہ کے لیے واہب کی صراحتہً یا دلالتہً اجازت لازمی ہے۔

دفعہ ۸۴۳ واہب کی طرف سے دلالتہً ایجاب یہ ہے کہ قبضہ کر لینے کی اجازت دے دے اور صراحتہً ایجاب یہ ہے کہ حاضر مال ہو تو کہے کہ تمہیں یہ مال ہبہ کیا اور مال غائب ہو تو کہے، فلاں چیز تم کو دے دی، جا کر لے لو۔

دفعہ ۸۴۴ اگر واہب نے قبضہ کی صراحتہً اجازت دے دی تو موہوب لۂ کا مال موہوب پر اسی مجلس میں یا اس کے بعد قبضہ کر لینا صحیح ہوگا اور اگر اجازت دلالتہً ہو تو صرف اسی مجلس کے لیے مفید ہوگی۔ مجلس ختم ہو جانے اور واہب و موہوب لۂ کے الگ الگ ہو جانے کے بعد اس اجازت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مثلاً کسی نے کہا کہ یہ تم کو ہبہ کیا، اور موہوب لۂ نے اسی مجلس میں قبضہ بھی کر لیا تو صحیح ہوا۔ لیکن اگر دونوں کے الگ الگ ہونے کے بعد اس نے قبضہ کیا تو صحیح نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ فلاں جگہ پر جو مال ہے تم کو ہبہ کر دیا لیکن یہ نہیں کہا کہ جاؤ اور لے لو تو اس پر قبضہ صحیح نہ ہوگا۔

دفعہ ۸۴۵ خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی خریدی ہوئی چیز فروخت کنندہ سے لے کر اپنے قبضہ میں لانے سے پہلے ہی اسے یا کسی کو ہبہ کر دے۔

دفعہ ۸۴۶ اگر کسی کا مال دوسرے کے قبضہ میں ہو، اور اسی شخص کو وہ ہبہ کر دے تو ہبہ مکمّل ہو جائے گا۔ اس کی ضرورت نہیں کہ دوبارہ اس کے قبضہ میں دے یا سپرد کرے۔

دفعہ ۸۴۷ اگر کسی کا قرض ایک شخص پر ہو اور وہ مدیون کو وہی قرض ہبہ کر دے، اور مدیون اسے ردّ نہ کرے تو ہبہ صحیح ہوگا اور مدیون فوراً قرض سے بری ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۴۸ اگر ایک شخص کا کسی پر کچھ باقی ہو اور ایک تیسرے شخص کو صراحتہً ہبہ کر کے اس کو کہہ دے کہ جاؤ اور قبضہ کر لو، اگر اس صورت میں موہوب لۂ نے قبضہ کر لیا تو ہبہ مکمّل ہو گیا ورنہ نہیں۔

دفعہ ۸۴۹ اگر واہب یا موہوب لۂ قبضہ سے پہلے وفات پا گیا تو ہبہ باطل ہو گیا۔

دفعہ ۸۵۰ اگر کسی نے اپنے عاقل و بالغ بیٹے کو کچھ ہبہ کیا تو لازمی ہے کہ اسے وہ چیز سپرد بھی کر دے۔

دفعہ ۸۵۱ ایک نابالغ بچہ اپنے وصی یا مربّی کی طرف سے ہبہ کیے ہوئے مال کا صرف ایجاب ہی سے مالک ہو جاتا ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ وہ قبضہ بھی کرے۔ مثلاً ایک لڑکا کسی کے سپرد ہے اور وہ اس کا مربّی ہے۔ مربّی نے لڑکے کو کہا کہ تم کو میں نے اپنا یہ

مال ہبہ کیا تو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ لڑکا مال پر قبضہ بھی کرے۔ مربی کے کہتے ہی ہبہ مکمّل ہو گیا۔

دفعہ ۸۵۲ اگر کسی نے بچّہ کو ہبہ کیا تو ہبہ اس کے ولی یا مربی کے قبضہ کر لینے پر مکمّل ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۵۳ اگر کسی بچّہ کو کچھ ہبہ کیا گیا اور بچّہ عمر تمیز تک پہنچ چکا ہے تو اس کے قبضہ سے بھی ہبہ مکمّل ہو جائے گا۔ ضروری نہیں کہ اس لڑکے کا ولی ہی اس کی طرف سے مال موہوب پر قبضہ کرے۔

دفعہ ۸۵۴ ہبہ مضافہ (یعنی زمانہ مستقبل میں) صحیح نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ تمہیں آئندہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو اپنا یہ مال ہبہ کیا، تو ایک مہمل سا جملہ ہوا، اس کو ہبہ نہیں کہا جائے گا۔

دفعہ ۸۵۵ کسی عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ بھی صحیح ہے۔ مثلاً کسی نے اس شرط کے ساتھ کچھ ہبہ کیا کہ موہوب لہٗ اس کے عوض واہب کو یہ چیز دے گا یا واہب کا قرض (جس کی مقدار معلوم ہو) ادا کر دے گا، تو یہ ہبہ صحیح ہو گا بشرطیکہ موہوب لہٗ مقررہ شرط کی تکمیل کرے اور اگر موہوب لہٗ نے شرط پوری نہیں کی تو واہب کو ہبہ سے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنی جائیداد غیر منقولہ اس شرط پر ہبہ کر دی کہ موہوب لہ زندگی بھر اس کی پرورش کرے گا۔ اس کے بعد وہ پچھتایا تو جب تک موہوب لہٗ شرط کی خلاف ورزی نہ کرے، واہب کو ہبہ سے رجوع کرنے اور جائیداد کو واپس لینے کا کوئی اختیار نہ ہو گا۔

دوسری فصل :۔ معاملۂ ہبہ کے صحیح ہونے کی شرطیں۔

دفعہ ۸۵۶ ہبہ میں یہ شرط ہے کہ جس وقت ہبہ کیا جائے اس وقت مال موہوب فی الواقع موجود ہو۔ اسی لیے آئندہ تیار ہونے والے پھل یا آئندہ پیدا ہونے والے بچّہ کا ہبہ کر دینا صحیح نہیں ہوتا ہے۔

دفعہ ۸۵۷ یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص ہبہ کرے مال موہوب اسی کا ہو، اگر کوئی شخص کسی دوسرے

کا مال ہبہ کر دے تو یہ ہبہ نہ ہوگا البتہ اگر اصلی مالک نے اس کی اجازت دے دی تو ہبہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۵۸ یہ بھی لازمی ہے کہ مال موہوب معلوم اور متعیّن ہو، اگر کسی نے مال میں سے غیر معیّن مقدار ہبہ کر دی یا دو گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا بغیر تعیین ہبہ کر دیا تو ہبہ نہیں ہوگا۔

البتہ دو گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا ہبہ کرتے ہوئے واہب نے یہ کہا کہ ان دونوں میں سے جو چاہے لے لو اور موہوب لہٗ نے اسی مجلس میں ان دونوں میں سے ایک گھوڑا متعیّن کر لیا تو ہبہ ہو جائے گا، لیکن اس مجلس سے اُٹھنے کے بعد موہوب لہٗ نے ایک گھوڑا متعیّن کیا تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، ہبہ نہیں ہوگا۔

دفعہ ۸۵۹ ہبہ میں یہ بھی شرط ہے کہ ہبہ کرنے والا عاقل و بالغ ہو، اسی لیے کسی بچّہ کا یا مجنون کا، یا حواس باختہ کا ہبہ کرنا صحیح نہیں ہے، لیکن بچّہ یا مجنون یا حواس باختہ کو کوئی مال ہبہ میں دینا صحیح ہے۔

دفعہ ۸۶۰ ہبہ کے لیے یہ شرط ہے کہ واہب راضی ہو، اس لیے کوئی ایسا ہبہ جس میں جبر و اکراہ کی کوئی صورت ہو صحیح نہیں ہے۔

باب دوم

احکامِ ہبہ

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ عام احکام

دفعہ ۸۶۱ موہوب لہٗ قبضہ کے بعد مال موہوب کا مالک ہوجاتا ہے۔

دفعہ ۸۶۲ واہب کو قبضہ سے پہلے ہبہ سے بغیر رضائے موہوب رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۸۶۳ ہبہ میں ایجاب کے بعد موہوب کا موہوب لہٗ کو قبضہ سے منع کر دینا ہبہ سے رجوع سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۸۶۴ واہب کو قبضہ کے بعد موہوب لہ کی رضامندی سے ہبہ سے رجوع کا اختیار حاصل ہے، اگر موہوب لہ راضی نہ ہو اور واہب نے یہ معاملہ حاکم کے پاس پیش کر دیا تو حاکم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو ہبہ کو فسخ کر دے (ہبہ سے رجوع میں کیا موانع ہوتے ہیں ان کا ذکر آئندہ دفعات میں آئے گا)۔

دفعہ ۸۶۵ اگر واہب نے قبضہ کے بعد موہوب لہٗ کی رضامندی اور حاکم کے فیصلے کے بغیر رجوع کر لیا تو اس کی حیثیت ایک غاصب کی ہوگی، اس صورت میں اگر مال واہب کے قبضہ میں ضائع ہوگیا تو اس پر ڈنڈ (ضمان) عائد ہوگا۔

دفعہ ۸۶۶ اگر کسی نے اپنے اصول (باپ، دادا، دادی، ماں، نانی، نانا وغیرہ) یا فروع (بیٹا، بیٹی، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں وغیرہ) یا اپنے بھائی، بہن یا بھائی، بہن کی اولاد یا چچا یا پھوپھی کو کچھ ہبہ کیا تو اس ہبہ سے رجوع کا اختیار واہب

کو نہیں ہوگا۔

دفعہ ۸۶۷ اگر شوہر نے بیوی کو یا بیوی نے شوہر کو اس زمانہ میں کوئی چیز ہبہ کی جب کہ ان میں رشتۂ ازدواج قائم تھا تو مال موہوب کے سپرد کر دینے کے بعد رجوع کا اختیار واہب کو نہیں ہوگا۔

دفعہ ۸۶۸ اگر ہبہ کے عوض کچھ دیا گیا اور واہب نے اس پر قبضہ کر لیا تو واہب کو رجوع کا اختیار باقی نہیں رہا۔ چاہے یہ عوض میں دی ہوئی چیز موہوب لہٗ نے دی ہو یا کسی غیر نے دی ہو، واہب کا اس پر قبضہ رجوع کے لیے مانع ہوگا۔

دفعہ ۸۶۹ اگر مال موہوب کوئی اراضی ہو اور موہوب لہٗ نے اس میں کچھ نئی بات پیدا کر دی، مثلاً کچھ تعمیر کر دیا یا درخت لگا دیئے، یا مال موہوب میں کچھ ناقابلِ علیحدگی زیادتی پیدا ہوگئی مثلاً غیر تربیت یافتہ جانور تھا موہوب لہٗ نے تربیت کر دی، یا مال موہوب کا نام ہی بدل گیا، مثلاً گیہوں ہبہ کیا گیا تھا۔ اب موہوب لہٗ نے پیس کر آٹا بنا لیا تو ان صورتوں میں واہب کو ہبہ سے رجوع کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔

اگر مال موہوب میں اضافہ تو ہوا مگر قابلِ علیحدگی اضافہ ہے تو یہ اضافہ مانع رجوع نہیں ہوگا۔ مثلاً کسی نے ایک لونڈی ہبہ کی، اور لونڈی کو حمل قرار پا گیا تو بچّہ پیدا ہونے کے بعد رجوع کر سکتا ہے، مگر اس صورت میں بچّہ موہوب لہٗ کا ہوگا۔

دفعہ ۸۷۰ اگر موہوب لہٗ نے مال موہوب کو فروخت کر دیا یا بذریعہ ہبہ اور سپردگی اپنی ملکیت سے خارج کر دیا تو واہب کو رجوع کرنے کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔

دفعہ ۸۷۱ اگر مال موہوب، موہوب لہٗ کے قبضہ میں آنے کے بعد ضائع ہوگیا تو رجوع کا سوال ختم ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۷۲ واہب یا موہوب لہٗ میں سے کسی کی وفات ہوگئی تو ہبہ سے رجوع نہیں ہو سکتا۔ اگر موہوب لہٗ کی وفات ہوگئی تو واہب کو رجوع کا اختیار باقی نہ رہا۔ اور اگر واہب کا انتقال ہوگیا تو واہب کے وارثوں کو رجوع کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔

دفعہ ۸۷۳ اگر کسی نے اپنے مقروض کو قرض ہبہ کر دیا تو اس ہبہ سے رجوع کا واہب کو کوئی اختیار

باقی نہیں رہتا۔ (دیکھئے دفعہ ۵۱ ۔ و ۔ دفعہ ۸۴۷)۔

دفعہ ۸۷۴ قبضہ کے بعد صدقہ سے رجوع صحیح نہیں ہے۔

دفعہ ۸۷۵ اگر کسی نے اپنے کھانے پینے کی چیز سے کسی کو کھانے پینے کی اجازت دے دی تو جسے اجازت دی گئی ہے اسے اس چیز میں کسی طرح کا مالکانہ تصرف مثلاً بیع یا ہبہ کا اختیار حاصل نہیں ہوگا، اور اگر اس شخص نے کھایا پیا تو مالک کو اس سے قیمت کے مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ مثلاً کسی نے ایک آدمی کو اپنے باغ سے انگور کھانے کی اجازت دے دی اور اس نے کھایا تو مالک کو یہ حق حاصل نہیں کہ بعد میں اس سے کسی قیمت کا مطالبہ کرے۔

دفعہ ۸۷۶ ختنہ یا شادی وغیرہ میں جو ہدیے دیئے جاتے ہیں، وہ اسی کے ہوتے ہیں جس کا ختنہ یا شادی ہو، یا اس کے ماں باپ ہوں گے، اگرچہ یہ نہ بتایا گیا ہو کہ یہ ہدیہ کس کو دیا گیا ہے۔ نہ اس کا سوال ہوگا اور نہ تحقیق کی جائے گی۔ اس سلسلے میں مقامی رواج کا لحاظ رکھا جائے گا۔

دوسری فصل : مریض کا ہبہ۔

دفعہ ۸۷۷ اگر کوئی ایسا شخص جس کا وارث نہ ہو اپنے مرض الموت میں اپنا سارا مال کسی کو ہبہ کر کے اس کے سپرد کر دے تو یہ ہبہ صحیح ہوگا، اور اس کی وفات کے بعد بیت المال کے افسر (امین)، کو اس کے ترکہ میں مداخلت کا کوئی اختیار نہ ہوگا

دفعہ ۸۷۸ اگر شوہر یا بیوی نے اپنے مرض الموت میں اپنا سارا مال اپنے شوہر یا اپنی بیوی کو ہبہ کر دیا، اور صورتِ حال یہ ہو کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث بھی نہ ہو تو یہ ہبہ صحیح ہو گا اور امین بیت المال کو اس کی وفات کے بعد ترکہ میں مداخلت کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔

دفعہ ۸۷۹ اگر کسی نے مرض الموت میں اپنے ورثاء میں سے کسی کو کچھ ہبہ کر دیا اور اس کی وفات کے بعد باقی وارثوں نے اس ہبہ کو جائز قرار نہیں دیا تو یہ ہبہ صحیح نہ ہوگا، لیکن اگر ہبہ

کسی غیر کو کیا جو اس کا وارث نہیں ہے تو دیکھا جائے گا کہ جو کچھ اس نے ہبہ کیا ہے وہ اس کے ترکہ کا بقدر تہائی ہے یا زائد ہے، ایک تہائی مال تک ہبہ صحیح ہوگا، اور اگر تہائی سے زائد ہے اور وارثوں نے اسے جائز نہیں قرار دیا تو تہائی مقدار سے جس قدر زائد ہوگا وہ واپس کر دینا پڑے گا۔ موہوب لہٗ کو مجبور کیا جائے گا کہ واپس کر دے۔

دفعہ ۸۸۰ اگر ایک ایسا شخص اپنے مرض الموت میں اپنے وارث یا غیر وارث کو اپنا مال ہبہ کر دے جس کا تمام ترکہ دین میں غرق ہو تو جن لوگوں کا قرض ہو انہیں اختیار حاصل ہو گا کہ اگر وہ اس ہبہ کو نافذ نہ قرار دیں تو اس کے تمام ترکہ کو اپنے قرض میں لے کر تقسیم کر لیں۔

تحریراً: ۲۹ محرم ۱۲۸۹ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب ہشتم

غصب اور اتلاف

ایک مقدّمہ اور دو ابواب

مقدّمہ

غصب اور اتلاف سے متعلقہ فقہی اصطلاحات

دفعہ ۸۸۱ غصب :- کسی کے مال پر بغیر اجازتِ مالک قبضہ کر لینا اور اسے لے لینا غصب ہے، جو لیتا ہے وہ "غاصب" جس کا مال ہوتا ہے وہ "مغصوب منہ" اور وہ مال "مغصوب" کہلاتا ہے۔

دفعہ ۸۸۲ قیمت قائم :- تعمیر یا اشجار کی وہ قیمت جو اپنی جگہ پر ان کے قائم رہنے کی حالت میں ہو "قیمت قائم" کہی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زمین کی ایک بار قیمت اس حالت میں لگائی جاتی ہے جب کہ اس پر تعمیر یا درخت موجود ہوں، اور دوسری بار اس صورت میں لگائی جاتی ہے جب کہ زمین تعمیر یا اشجار سے خالی ہو، ان دونوں کے مابین جو تفاوت اور فرق ہوتا ہے وہ تعمیر یا اشجار کی "قیمت قائم" قرار پاتی ہے۔

دفعہ ۸۸۳ قیمت تعمیر :- کسی تعمیر کی وہ قیمت جو اس کے قائم ہونے کی حالت میں قرار پائے۔

دفعہ ۸۸۴ قیمت مقلوع :- مکان یا کسی تعمیر کے ملبہ اور سامان کی وہ قیمت جو اس کے انہدام

کے بعد قرار دی جائے یا درخت کی وہ قیمت جو اس کے اُکھیڑ دینے کے بعد قرار دی جائے۔

دفعہ ۸۸۵ قیمت باقیہ :- کسی ایسی چیز کی قیمت جو منہدم کر دینے یا اکھیڑ دینے کی مستحق ہو منہدم کر دینے یا اُکھیڑ دینے کی اُجرت وضع کرنے کے بعد جو رہ جائے ، اس کو "قیمت باقیہ" کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۸۸۶ نقصان ارض :- اگر کوئی زمین زراعت سے قبل کرائے پر دی جائے تو کیا رقم ملے گی۔ اور اگر زراعت کے بعد دی جائے تو کیا رقم ملے گی۔ ان دونوں رقوم کے مابین جو فرق و تفاوت ہوتا ہے، اسے اصطلاحاً "نقصانِ ارض" کہتے ہیں۔

دفعہ ۸۸۷ اتلاف مُباشر :- اگر کسی چیز کو بلا واسطہ براہِ راست تلف کر دیا جائے تو اُسے "اتلافِ مُباشر" کہا جاتا ہے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے اُسے "فاعل مباشر" کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۸۸۸ اتلاف تسبُّبی :- ایسا سبب پیدا کر دینا جس سے کوئی چیز تلف ہو جائے۔ یعنی ایسی کوئی بات پیدا کر دینا جس کی وجہ سے عادۃً کوئی چیز تلف ہو جائے۔ ایسا فعل کرنے والے کو متسبّب کہا جائے گا۔ مثلاً کسی نے لٹکتے ہوئے کسی قندیل کی ڈوری کاٹ دی، قندیل گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ تو اس صورت میں اس فعل کا مرتکب ڈوری کے تلف ہونے کا فاعل مباشر ہے اور قندیل کے تلف ہونے کا متسبّب ہوا۔ اسی طرح اگر کسی نے گھی کے بھرے ہوئے ایک ڈبّہ میں سوراخ کر دیا تو ڈبّہ کے تلف کرنے کا فاعل مباشر ہوا اور گھی جو بہہ کر ضائع ہو گیا، اس کے تلف ہونے کا متسبّب ہوا۔

دفعہ ۸۸۹ تقدّم :- خبردار کرنا۔ اور اوّلاً کسی خیالی (یا متوقع) نقصان کے دفع کرنے یا ازالہ کرنے کی طرف توجّہ دلانا۔

باب اوّل

غصب

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ احکام غصب۔

دفعہ ۸۹۰ مال مغصوب یعنی اس مال کا جو غصب کیا گیا ہو، بعینہٖ اس کے مالک کو اسی مقام پر جہاں غصب کیا گیا ہو، اگر وہاں موجود ہو تو واپس کرنا اور اس کے سپرد کر دینا لازمی ہے۔ اور اگر مالک سے غاصب کی ملاقات اتفاقاً دوسرے شہر میں ہوئی تو مالک کو اس کا اختیار حاصل ہے کہ وہیں اس سے اپنا مال واپس لے لے یا اس سے مطالبہ کرے کہ جہاں غصب کیا گیا تھا وہاں لے جا کر اُسے واپس کرے۔ اس مال کے اس جگہ پہنچانے کے مصارف اور مشقت غاصب کے ذمّہ ہوں گے۔

دفعہ ۸۹۱ مال مغصوب اگر تلف ہو گیا تو غاصب پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔ مال مغصوب چاہے غاصب کی کسی غلطی سے ضائع ہو گیا یا غاصب کے کسی قصور کے بغیر ضائع ہوا، ہر صورت میں غاصب پر ضمان عائد ہو گا۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس کی قیمت دی جا سکے تو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ بالکل اسی طرح کی دوسری چیزیں پائی جاتی ہیں تو دوسری چیز ویسی ہی دینی پڑے گی۔

دفعہ ۸۹۲ اگر غاصب نے مال مغصوب بعینہٖ اور اسی مقام پر مالک کے سپرد کر دیا تو ضمان سے بری ہو جائے گا۔

دفعہ ۸۹۳ اگر غاصب نے مال مغصوب بعینہٖ مالک کے سامنے اسی طرح رکھ دیا کہ مالک کیلئے اس کا قبضہ میں لے لینا ممکن تھا تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے مال مغصوب مالک کو

واپس کر دیا چاہے حقیقتہً مالک نے اس پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ لیکن اگر مال مغصوب ضائع ہوگیا اور غاصب نے اس کی قیمت مالک کے سامنے رکھ دی تو جب تک حقیقتہً اس کی قیمت پر مالک نے قبضہ نہ کر لیا ہو، غاصب اپنی ذمّہ داری سے بری نہیں ہوگا۔

دفعہ ۸۹۴ اگر غاصب نے مال مغصوب اصل مالک کے سپرد تو کیا مگر ایسی جگہ پر کیا جہاں کسی طرح کا خوف موجود تھا تو صاحبِ مال کو یہ حق حاصل ہے کہ اس سپردگی کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔ اس صورت میں غاصب اپنی ذمّہ داری سے بری نہیں ہوگا۔

دفعہ ۸۹۵ اگر غاصب نے ضائع شدہ مال مغصوب کی قیمت صاحبِ مال کو دی اور اُس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو معاملہ حاکم کے پاس پیش ہوگا اور حاکم اُسے قیمت قبول کرنے کا حکم دے گا۔

دفعہ ۸۹۶ اگر مغصوب منہ (یعنی وہ شخص جس کا مال غصب کیا گیا ہے) کوئی بچّہ ہو تو غاصب کا اُسے مال واپس کرنا اسی صورت میں صحیح ہوگا جب کہ وہ بچّہ صاحبِ تمیز ہو اور مال کی حفاظت کرنے کی اہلیّت وصلاحیّت بھی رکھتا ہو ورنہ یہ واپسی صحیح نہیں ہوگی۔

دفعہ ۸۹۷ اگر مال مغصوب کوئی پھل ہو اور اس کی حالت میں کوئی تغیر ہوگیا، مثلاً سُوکھ گیا تو صاحب مال کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہی مال بعینہٖ واپس لے لے یا غاصب سے اس کی قیمت وصول کرے۔

دفعہ ۸۹۸ اگر غاصب نے مال مغصوب میں اپنے مال کے اضافہ سے کوئی تغیر حال پیدا کر دیا تو مغصوب منہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو غاصب کے اضافہ کی قیمت دے کر اپنا مال بعینہٖ واپس لے لے، یا غاصب پر ضمان (ڈنڈ) عائد کرے۔ مثلاً ایک غاصب نے کپڑا غصب کیا اور اس کو رنگ ڈالا تو مغصوب منہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ کپڑے کا ضمان (ڈنڈ) غاصب سے وصول کرے یا رنگائی کی قیمت دے کر اپنا کپڑا بعینہٖ لے لے۔

دفعہ ۸۹۹ اگر غاصب نے مال مغصوب میں اس طرح تبدیلی کر دی کہ اس چیز کا نام ہی بدل گیا تو غاصب پر ضمان عائد ہوگا، اور مال غاصب کا مال ہو جائے گا مثلاً کسی نے گیہوں

غصب کیا اور پیس کر آٹا بنا لیا، تو اس پر گیہوں کی قیمت عائد ہوگی اور آٹا اسی کا ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی نے اگر گیہوں غصب کر کے کھیت میں بو دیا تو گیہوں کی قیمت اس پر عائد ہوگی اور کھیت میں جو فصل ہوگی وہ غاصب کی ہوگی۔

دفعہ ۹۰۰ اگر غصب کے بعد مال مغصوب کا نرخ ارزاں ہو جائے اور مال کی قیمت گھٹ جائے تو صاحبِ مال کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اپنا مال بعینہٖ واپس لینے سے انکار کر کے غاصب سے مال کی اس قیمت کا مطالبہ کرے جو غصب کے وقت تھی۔

اگر مال مغصوب کی قیمت میں کوئی کمی غاصب کے استعمال کی وجہ سے آگئی ہو تو غاصب پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔ مثلاً مغصوب جانور کمزور ہو گیا اور اس کی قیمت کم ہوگئی۔ یا کسی نے کپڑا غصب کیا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ اس کی وجہ سے کپڑے کی قیمت کم ہوگئی، تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ جو کمی مال مغصوب کی قیمت میں واقع ہوئی ہے وہ خفیف سی ہے یعنی پوری قیمت سے بقدر چوتھائی بھی کمی نہیں واقع ہوئی ہے تو غاصب کو اصل مال واپس کرنا ہوگا۔ اور کمی جو واقع ہوئی ہے وہ ادا کرنی پڑے گی۔ لیکن اگر قیمت میں ایک چوتھائی یا اس سے زیادہ کمی ہوگئی ہے تو صاحبِ مال کو اختیار حاصل ہوگا کہ غاصب سے مال واپس لے اور نقصان وصول کرے یا مال غاصب کے ہاتھ میں چھوڑ دے اور اپنے مال کی پوری قیمت وصول کرے۔

دفعہ ۹۰۱ ایسی صورتِ حال پیدا کر دینا جس کی وجہ سے مالک اپنے مال پر تصرف سے محروم ہو جائے حکماً غصب ہی شمار ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس مال بطور ودیعت رکھا تھا اور مستودع نے صاحب مال کی طلب پر مال دینے سے انکار کیا تو یہ غصب ہوگا، اب اگر اس کے بعد مال مستودع کے کسی قصور کے بغیر بھی ضائع ہو گیا تو اس پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

دفعہ ۹۰۲ اگر ایک پہاڑی ڈھلان پر اوپر نیچے دو اشخاص کے دو باغیچے ہوں اور بغیر قصد وارادہ اوپر کی پہاڑی زمین پر گر پڑے اوپر کا باغیچہ بھی برباد ہو جائے اور اس کے گرنے سے نیچے کا باغیچہ بھی برباد ہو جائے تو ان دونوں باغیچوں میں سے جس کی قیمت زیادہ ہوگی وہ کم تر قیمت والے کو اس کی قیمت ادا کر کے دونوں باغیچوں کا مالک ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی کے ہاتھ سے ایک موتی اتفاقاً گر گیا اور کسی کی مرغی نے اس موتی کو چگ لیا، تو موتی کا مالک مرغی کی قیمت ادا کر کے مرغی کو لے لے گا۔ مثلاً موتی کی قیمت تھی پچاس روپے اور مرغی کی قیمت تھی پانچ روپے، تو موتی کا مالک مرغی کے مالک کو پانچ روپے دے کر مرغی خرید لے گا (دیکھئے دفعہ ۲۷، ۲۸، ۲۹)۔

دفعہ ۹۰۳ مال مغصوب میں جو اضافے پیدا ہوں وہ صاحب مال (مغصوب منہ) کی ملکیت ہوں گے۔ اگر غاصب نے انہیں ضائع کر دیا تو اس کا ڈنڈ (ضمان) دینا پڑے گا۔ مثلاً مال مغصوب کوئی جانور تھا، اس کے بچہ پیدا ہوا، یا باغ تھا، اس میں پھل آئے۔ یہ اضافہ اس حال میں ہوا جب کہ مال مغصوب غاصب کے قبضہ میں تھا مگر یہ سب صاحبِ مال کی ملکیت ہوں گے۔ اگر ضائع ہو گئے تو غاصب کو ڈنڈ (ضمان) ادا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے شہد کی مکھی کا چھتہ غصب کیا جب کہ اس کی مکھی بھی موجود تھی تو جب وہ صاحب مال کو واپس کرے گا اس وقت شہد بھی واپس کرنا پڑے گا جو زمانۂ غصب میں پیدا ہوا ہے۔

دفعہ ۹۰۴ شہد جو مکھیاں کسی باغ میں چھتہ لگا کر بناتی ہیں، باغ کے مالک کا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے برباد کرے گا تو اس پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔

دوسری فصل :۔ زمینی جائداد غیر منقولہ (یعنی عقار) کے غصب سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۹۰۵ مال مغصوب اگر زمینی جائداد غیر منقولہ (یعنی عقار) ہو تو غاصب پر لازم ہے کہ صاحبِ مال کو اس مال کا بعینہٖ کسی تغیر و نقصان کے واپس کر دے۔ اگر اس جائداد میں غاصب کے کسی عمل سے کوئی نقصان پیدا ہوا یا اس کی قیمت گھٹ گئی تو غاصب کو اس کا ہرجانہ (ضمان) ادا کرنا پڑے گا۔ مثلاً مکان مغصوب کا ایک حصّہ منہدم کر دیا یا اس کی سکونت کی وجہ سے کچھ منہدم ہو گیا تو اس کی قیمت دینی پڑے گی، اگر غاصب کے اس مکان میں رہنے کی وجہ سے کسی طرح اس کی قیمت میں کمی واقع ہوئی تو اس کا ہرجانہ غاصب کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس مکان میں غاصب کی جلائی ہوئی آگ سے آگ لگ گئی اور مکان

جل گیا تو غاصب کو پوری قیمت مکان کی ادا کرنی پڑے گی۔

دفعہ ۹۰۶ اگر مال مغصوب کوئی سرزمین ہو اور غاصب نے اس پر تعمیر کر لی ہو یا درخت لگا دیئے ہوں تو غاصب کو حکم دیا جائے گا کہ تعمیر کو منہدم کر کے اور درختوں کو اکھیڑ کر زمین کو خالی کرے اور اسے مالک کے حوالے کر دے۔ اگر صورتِ حال یہ ہو کہ درختوں کے اکھیڑنے سے زمین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو صاحبِ مال کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ درختوں کی "قیمت باقیہ" (بموجب دفعہ ۸۸۵) غاصب کو ادا کر کے زمین اور اس پر جو درخت ہوں سب پر قبضہ کر لے۔ لیکن اس صورت میں اگر تعمیر یا درختوں کی قیمت زمین کی قیمت سے زائد ہو یا غاصب نے جو تعمیر کی ہے یا درخت لگایا ہے وہ اس یقین کے ماتحت ہو کہ وہ شرعی طور پر اُس زمین کا مالک تھا تو اس صورت میں غاصب زمین کی قیمت ادا کر کے زمین یا درخت سب کا مالک ہو جائے گا۔

مثلاً ایک شخص نے اپنے باپ سے وراثت میں ایک خالی زمین پائی اور اس کے بعد اس نے اس زمین پر تعمیر کی، تعمیر کی قیمت اس خالی زمین سے زیادہ ہے۔ اب اس کے بعد ایک شخص اس زمین کا مستحق نکل آیا اور ثابت ہو گیا کہ یہ زمین اسی کی ہے تو تعمیر کرنے والے کو یہ حق حاصل ہو گا کہ خالی زمین کی قیمت ادا کر کے اس کا مالک ہو جائے۔

دفعہ ۹۰۷ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کی خالی زمین غصب کی اور اس پر فصل لگا دی۔ اس کے بعد اصل مالک نے اپنی زمین طلب کی تو اُس زمین کو فصل لگانے سے جو نقصان عائد ہوا ہے اس کا ہرجانہ غاصب کو دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے ایسی زمین پر جو اس کے اور دوسرے شخص کے مابین مشترک ملکیت تھی، اپنے شریک کی اجازت کے بغیر کاشت کی تو اسے شریک کے حصّہ کی حد تک زمین کا ہرجانہ اُسے ادا کرنا پڑے گا۔

دفعہ ۹۰۸ اگر کسی نے دوسرے کی زمین کو غصب کر کے اُسے آباد کر دیا۔ اس کے بعد صاحبِ زمین نے اپنی زمین واپس لے لی تو غاصب کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ اس آباد شدہ زمین کے بدلے میں صاحبِ زمین سے کوئی اجرت طلب کرے۔

دفعہ ۹۰۹ اگر کسی نے دوسرے کی زمین میں کچھ رکھ کر زمین کو مشغول کر لیا تو اسے مجبور کیا جائے گا

کہ اس چیز کو اُٹھا کر زمین خالی کر دے۔

تیسری فصل :۔ غاصب کے غاصب کا حکم۔

دفعہ ۹۱۰ اگر غاصب سے کوئی دوسرا شخص مال مغصوب غصب کرلے تو دونوں کو غاصب ہی سمجھا جائے گا۔ اسی لیے اگر کسی نے غاصب سے مال مغصوب غصب کر لیا اور اس کے قبضہ میں مال تلف ہو گیا تو صاحبِ مال کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ اس کا ضمان (ڈنڈ) پہلے غاصب سے وصول کرے یا دوسرے غاصب سے۔ اسے یہ بھی اختیار حاصل ہو گا کہ کچھ حصّہ ہرجانہ (ضمان) کا غاصب اوّل سے وصول کرے اور کچھ حصّہ غاصب دوم سے۔ اگر اس نے غاصب اوّل سے ضمان وصول کیا تو غاصب اوّل کو غاصب دوم سے ضمان (ہرجانہ۔ ڈنڈ) وصول کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔ اور اگر صاحبِ مال نے غاصب دوم سے ضمان وصول کیا تو غاصب دوم کو غاصب اوّل سے کسی مطالبہ کا حق حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۹۱۱ اگر غاصب دوم نے مال غاصب اوّل کو واپس کر دیا تو اپنی ذات سے بری الذمّہ ہو گیا۔ اور اگر صاحبِ مال کو واپس کر دیا تو وہ بھی بری ہو گیا اور غاصب اوّل بھی۔

باب دوم

اتلاف (یعنی کسی چیز کو تلف، یعنی برباد کرنے) کا بیان

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل:۔ کسی چیز کو تلف کر دینا۔

دفعہ ۹۱۲ اگر کسی نے دوسرے کا مال جو اس کے یا اس کے امین کے ہاتھ میں تھا قصداً یا بغیر قصد تلف کر دیا تو اسے اس مال کا ڈنڈ (ضمان) دینا پڑے گا۔ لیکن اگر کسی نے مال مغصوب کو جو غاصب کے قبضہ میں تھا تلف کر دیا تو مال کے مالک مغصوب منہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ غاصب سے ضمان وصول کرے اور غاصب تلف کرنے والے سے وصول کرے۔ یا تلف کرنے والے سے صاحب مال ضمان وصول کرے۔ اس صورت میں تلف کرنے والے کو غاصب سے کسی مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۱۳ اگر کوئی شخص پھسل کر کسی کے مال پر گر پڑے اور مال تلف ہو جائے تو ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

دفعہ ۹۱۴ اگر کسی نے کسی کا مال اس غلط فہمی میں تلف کر دیا کہ وہ مال خود اس کا ہے تو ضمان (ڈنڈ) عائد ہوگا۔

دفعہ ۹۱۵ اگر کسی نے کسی کا کپڑا کھینچا اور کپڑا پھٹ گیا تو اسے پوری قیمت دینی پڑے گی اور اگر صاحب مال نے اس کے ہاتھ سے کپڑا کھینچا اور کپڑا پھٹ گیا تو نصف قیمت دینی پڑے گی۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے کپڑے پر بیٹھ گیا اور وہ شخص لاعلمی میں اٹھا تو کپڑا پھٹ گیا تو اس صورت میں کپڑے پر بیٹھ جانے والے کو نصف قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

دفعہ ۹۱۶ اگر ایک بچّہ نے کسی کا مال تلف کر دیا تو اس کا ڈنڈ (ضمان) بچہ کے مال سے دیا جائے گا اور اگر بچّہ کا کوئی مال ہی نہ ہو تو بچّہ کے ذمّہ یہ ضمان (ڈنڈ) باقی رہے گا۔ جب بچّہ کا مال ہوگا، دیا جائے گا۔ اس بچّہ کے ولی پر ضمان (ڈنڈ) عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۱۷ اگر کسی نے دوسرے کے مال کی قیمت کو نقصان پہنچایا تو اسے اس نقصان کی پابجائی کرنی پڑے گی۔

دفعہ ۹۱۸ اگر کسی نے دوسرے کی جائیداد مثلاً گھر، دکان، گودام وغیرہ کو منہدم کر دیا تو صاحبِ مال کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ مکان کی پوری قیمت اس سے وصول کرے اور ملبہ اس کو دیدے۔ یا مکان کی پوری قیمت میں سے ملبہ کی قیمت وضع کر کے باقی قیمت اس سے وصول کرے اور ملبہ بھی لے لے، لیکن اگر غاصب نے پھر سے وہ مکان جیسا تھا ویسا ہی بنا دیا تو ضمان سے بری ہوگیا۔

دفعہ ۹۱۹ اگر کسی نے دوسرے کا مکان بغیر اجازت منہدم کر دیا اس لیے کہ اس میں آگ لگ گئی تھی تو اگر یہ عمل حاکم با اختیار کے حکم سے ہو تو کوئی ضمان عائد نہیں ہوگا ورنہ ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۹۲۰ اگر کوئی شخص کسی کے باغ سے بغیر حق درخت کاٹ لے تو باغ کے مالک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ درختوں کی "قیمت قائم" کاٹنے والے سے وصول کرے اور کٹے ہوئے درخت اسی کو دیدے، یا درختوں کی "قیمت قائم" اور "قیمت مقلوع" کے مابین جو تفاوت ہو وہ کاٹنے والے سے وصول کرے اور کٹے ہوئے درخت خود لے لے۔ مثلاً باغ کی قیمت درختوں کے قائم رہنے کی صورت میں دس ہزار تھی اور درختوں کے کاٹ دیئے جانے کے بعد صرف پانچ ہزار، اور درختوں کی قیمت دو ہزار ہے تو صاحب مال کو اختیار حاصل ہے کہ کٹے ہوئے درخت دیدے اور پانچ ہزار وصول کرے۔ یا کٹے ہوئے درخت لے لے اور تین ہزار کاٹنے والے سے وصول کرے۔

دفعہ ۹۲۱ کسی مظلوم کو اس بنا پر کہ اس پر ظلم کیا گیا ہے یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ وہ بھی کسی دوسرے پر ظلم کرے، مثلاً اگر زید نے عمرو کا کوئی مال اس کے بدلے میں تلف کر دیا کہ عمرو

نے اس کا کوئی مال تلف کر دیا تھا تو ان دونوں پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا، اور اسی طرح اگر زید نے عمرو کا مال اس لیے تلف کر دیا کہ عمرو کے قبیلہ کے ایک اور شخص بجر نے کبھی زید کا مال تلف کر دیا تھا تو ان دونوں پر ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔ اور دونوں کو اپنے تلف کیے ہوئے مال کا ہرجانہ ادا کرنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے کھوٹے سکّے لے لیے تو اس کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ کسی دوسرے کو یہ کھوٹے سکّے دے دے۔

دوسری فصل :۔ اتلاف تسبّبی (کسی شے کے تلف ہو جانے کا سبب پیدا کر دینا)۔

دفعہ ۹۲۲ اگر کسی نے کسی کے مال کے تلف ہو جانے یا اس کی قیمت گھٹ جانے کا سبب پیدا کر دیا۔ یعنی کوئی اس طرح کا فعل کیا جس کی وجہ سے عادۃً کسی کا مال تلف ہو گیا یا اس کی قیمت گھٹ گئی، تو اسے ضمان (ڈنڈ یا ہرجانہ) ادا کرنا پڑے گا۔ مثلاً کسی نے کپڑے پکڑ لیے اور اس کے کھینچنے میں اس کے ہاتھ سے کوئی چیز گر گئی اور تلف ہو گئی یا خراب ہو کر عیب دار ہو گئی تو جس نے کپڑے پکڑے تھے وہ ہرجانہ ادا کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے دوسرے کے کھیت یا باغ کا پانی روک دیا اور اس کی وجہ سے اس کی فصل یا اس کے درخت تلف ہو گئے یا اتنا زیادہ پانی پہنچا دیا کہ فصل ڈوب گئی تو ان تمام صورتوں میں ضمان (ڈنڈ یا ہرجانہ) عائد ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی نے کسی شخص کے اصطبل کا دروازہ کھول دیا اور اس کے جانور بھاگ گئے، یا پنجرے کا در کھول دیا اور پرندے اُڑ گئے تو ضمان (ڈنڈ) عائد ہو گا۔

دفعہ ۹۲۳ اگر کوئی جانور کسی کو دیکھ کر بدک جائے اور بھاگ جائے تو ضمان عائد نہ ہو گا، البتہ اگر کسی نے قصداً بدکا دیا تو ضمان عائد ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی نے بندوق سر کی اور جانور بدک کر بھاگ نکلا، اس کا کوئی عضو اگر ٹوٹ گیا یا جانور ضائع ہو گیا تو ضمان عائد نہ ہو گا، البتہ اگر جانور کو ڈرانے ہی کے لیے بندوق سر کی ہو تو ضمان عائد ہو جائے گا۔ (دیکھئے دفعہ ۹۳)۔

دفعہ ۹۲۴ تسبب میں ضمان عائد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ حد سے تجاوز بھی کیا گیا ہو یعنی وہ عمل

جس کی وجہ سے ضرر واقع ہوا، بغیر حق کے کیا گیا ہو۔ مثلاً ایک شخص نے حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر راستہ میں کنواں کھود دیا، اور اس میں کسی کا کوئی جانور گر گیا تو ضمان عائد ہوگا، لیکن کسی نے اپنی مملوکہ زمین میں کنواں کھودا اور کسی کا جانور اس میں گر گیا تو ضمان عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۲۵ اگر کسی نے ایسا کوئی عمل کیا جو کسی شے کے تلف ہو جانے کا سبب ہوتا۔ لیکن اسی اثناء میں کسی نے براہِ راست اپنے فعل اختیاری سے اس شے کو تلف کر دیا، تو ضمان اس شخص پر عائد ہوگا جس کے فعل اختیاری سے براہ راست وہ چیز تلف ہو گئی۔ (دیکھئے دفعہ ۹۰)۔

تیسری فصل :۔ شارع عام کے حادثات۔

دفعہ ۹۲۶ شارع عام پر سے گزرنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے لیکن سلامتی کی شرط کے ساتھ۔ یعنی یہ حق اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ جب حالات ایسے ہوں کہ احتراز ممکن ہو تو کسی دوسرے کو کوئی ضرر نہ پہنچنے پائے، اس لیے اگر مزدور کے سر پر سے بوجھ گرا اور کسی کا مال ضائع ہو گیا تو ضمان عائد ہوگا یا کسی لوہار نے اپنی دکان میں گرم لوہے پر ضرب لگائی اور اس سے ایک چنگاری اُڑ کر راہ چلنے والے کسی شخص کے کپڑوں پر جا گری، کپڑا جل گیا تو لوہار پر ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۹۲۷ کسی شخص کو شارع عام پر بیٹھنے یا کوئی چیز رکھنے یا کوئی نئی بات بغیر اجازت حاکم مجاز پیدا کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، اور اگر کسی نے ایسا کیا تو ان تمام نقصانات اور خسارہ کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوگی جو اُس کے اس عمل کی وجہ سے عائد ہوں گے، اس لیے اگر کسی نے تعمیر کے لیے اینٹ پتھر شارع عام پر جمع کئے اور اس سے ٹکرا کر کسی کا جانور ضائع ہو گیا تو ضمان دینا پڑے گا، اسی طرح اگر کسی نے شارع عام پر کوئی ایسی چیز ڈال دی جس پر پاؤں پھسلے مثلاً تیل وغیرہ اور کوئی جانور اس پر سے پھسل کر گر پڑا اور ضائع ہو گیا تو ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۹۲۸ اگر کسی کی دیوار گر جائے اور اس سے کسی کو نقصان پہنچ جائے تو ضمان عائد نہ ہوگا. لیکن اگر دیوار جھکی ہوئی اور گرنے والی تھی، اور اس کی طرف کسی نے مالک دیوار کو توجّہ بھی دلائی تھی، اور کہا تھا کہ اپنی دیوار کو گروا دو، اور اتنا وقت بھی اس تنبیہ پر گزر چکا تھا کہ دیوار اتنی مدّت میں گرائی جا سکتی تھی۔ پھر بھی مالک نے دیوار منہدم نہیں کرائی اور گر گئی اور نقصان پہنچ گیا تو ضمان عائد ہو جائے گا، لیکن اس صورتِ حال میں شرط یہ ہے کہ توجّہ دلانے والا وہ شخص ہو جسے خبردار کرنے کا حق حاصل تھا۔ یعنی اگر دیوار ہمسایے کے گھر پر گری تو خبردار کرنے والا شخص اسی گھر کا آدمی ہونا چاہیئے، ایک غیر متعلق آدمی کا توجہ دلانا قابلِ اعتبار نہ ہوگا، اور اگر دیوار کسی خاص راستہ پر گری تو توجّہ دلانے والا وہ شخص ہونا چاہیئے جسے اس راستہ پر سے گزرنے کا حق حاصل ہو، اور اگر شارع عام پر گری تو ہر شخص کو خبردار کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

چوتھی فصل :- جنایت حیوانات۔

دفعہ ۹۲۹ وہ نقصانات جو کسی جانور نے پیدا کیے ہوں اس کا ضمان جانور کے مالک پر عائد نہ ہوگا (دیکھئے دفعہ ۹۴) لیکن اگر جانور نے کسی کا مال تلف کیا، اور جانور کے مالک نے دیکھا مگر جانور کو روکنے کی کوشش نہ کی تو ضمان عائد ہوگا، سینگ مارنے والے بیل یا کاٹ کھانے والے کُتّے نے جو نقصان پہنچایا ہو اس کا ضمان مالک پر عائد ہوگا۔ اگر اس کے محلّے یا گاؤں والوں میں سے کسی نے اسے پہلے سے یہ کہہ کر توجّہ دلا دی ہو کہ اپنے جانور کو سنبھالو، اور اس نے نہیں سنبھالا ہو۔

دفعہ ۹۳۰ سواری کا جانور اپنے ہاتھ، دُم یا پیر سے جو کچھ نقصان پہنچا دے اس کا ضمان عائد نہ ہوگا، چاہے مالک اُس پر اس وقت سوار ہو یا نہ ہو۔

دفعہ ۹۳۱ اگر کسی نے اپنی سواری کو کسی شخص کی مملوکہ جگہ میں مالک کی اجازت سے داخل کیا تو حسب دفعہ (۹۳۰) سابق اس جانور کے پیدا کردہ کسی نقصان کا ضمان (ہرجانہ) اس پر عائد نہ ہوگا۔ اور اگر بغیر اجازت داخل کیا تو ہر صورت میں اس جانور کے پیدا کردہ

نقصانات کا ضمان اس شخص پر عائد ہوگا۔ چاہے وہ اس جانور پر سوار ہو، یا ہانک رہا ہو، یا اسے کھینچ رہا ہو، اس کے قریب ہو یا قریب نہ ہو، چاہے موجود ہو یا وہاں موجود نہ ہو، اور اگر جانور خود سے کسی کی مملوکہ جگہ میں داخل ہو گیا ہو اور اس نے نقصان کر دیا ہو تو ضمان جانور کے مالک پر عائد نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۳۲ شارع عام پر ہر شخص کو اپنے جانور لے کر گزرنے کا حق حاصل ہے۔ اس لیے اگر کوئی سوار شارع عام پر جا رہا ہو تو جانور کے پیدا کردہ ان نقصانات کا ضمان اس پر عائد نہ ہوگا جن سے احتراز ممکن نہ ہو، مثلاً جانور کے پیر سے گرد اڑی اور کسی کے کپڑے خراب ہو گئے یا پچھلے پاؤں سے لات مار دی، یا دُم سے چوٹ لگ گئی۔ لیکن سوار ان نقصانات اور خسارے کا ذمہ دار ہوگا جو جانور کے ٹکرا جانے، اگلے پیروں سے کچل جانے یا دُم مار دینے سے عائد ہوں گے۔

دفعہ ۹۳۳ جانور کو شارع عام پر ہانک کر لے جانے والا، اور آگے آگے چل کر لے جانے والا، اس جانور پر سوار کے برابر ہوگا۔ اس کی ذمہ داری بھی وہی ہوگی جو سوار کی ہوتی ہے۔

دفعہ ۹۳۴ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ شارع عام پر اپنی سواری کو ٹھہرائے یا اسے باندھے، اس لیے اگر کسی نے شارع عام پر اپنی سواری کو ٹھہرایا یا باندھا اس پر ان تمام نقصانات کا ضمان بہرحال عائد ہوگا جو اس کی سواری کی وجہ سے پیدا ہوں۔ البتہ وہ مقامات جو سواریوں کے ٹھہرانے ہی کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں مثلاً جانوروں کا بازار یا کرایہ کے جانوروں کے اڈے، ایسے مقامات اس دفعہ سے مستثنیٰ ہوں گے۔

دفعہ ۹۳۵ جس نے اپنے جانور کو شارع عام پر کھلے بند چھوڑ دیا، اس پر جانور کے پیدا کردہ سارے نقصانات کی ذمہ داری عائد ہوگی اور ضمان دینا پڑے گا۔

دفعہ ۹۳۶ اگر جانور پر کوئی سوار ہو، اور اس جانور نے پیر سے یا ہاتھ سے کچل کر کسی شے کو تلف کر دیا تو اسے سوار کا براہِ راست عمل سمجھا جائے گا۔ اور ہر صورت میں ضمان (ہرجانہ) سوار پر عائد ہوگا، چاہے وہ جانور خود اس سوار کی ملکیت ہو یا کسی غیر کی۔

دفعہ ۹۳۷ اگر جانور منہ زور ہو اور سوار اس کو قابو میں رکھنے پر قادر نہ ہو سکا ہو تو ضمان (ڈنڈ)

نہ ہو گا۔

دفعہ ۹۳۸ اگر کسی نے اپنا جانور اپنی مملوکہ جگہ پہ باندھا اور کوئی دوسرا شخص آیا اُس نے بھی بغیر اجازت اپنا جانور وہیں پہ باندھ دیا۔ اب اگر مالک کے جانور نے کچھ نقصان پہنچایا تو اس پہ ضمان عائد نہ ہو گا۔ اور اگر اس دوسرے آدمی کے جانور نے کچھ نقصان کیا تو اسے ضمان دینا پڑے گا۔

دفعہ ۹۳۹ اگر کسی جانور نے دوسرے جانور کو نقصان پہنچایا، اور دونوں کسی ایسی جگہ پہ بندھے ہوئے تھے جہاں باندھنے کا دونوں جانوروں کے مالکوں کو حق حاصل تھا تو کوئی ضمان (ڈنڈ) عائد نہ ہو گا۔ مثلاً دونوں نے مشترک مملوکہ مکان میں اپنے اپنے جانور باندھے تھے۔

دفعہ ۹۴۰ اگر دو اشخاص نے کسی ایسے مقام پہ اپنے جانور باندھے جہاں جانور باندھنے کا دونوں میں سے کسی کو حق حاصل نہ تھا تو جس نے پہلے باندھا اس کے جانور نے اگر بعد کے باندھنے والے کے جانور کو نقصان پہنچایا تو ضمان عائد نہ ہو گا اور اگر بعد والے کے جانور نے پہلے والے کے جانور کو نقصان پہنچایا تو ضمان عائد ہو گا۔

۲۳ ربیع الآخر ۱۲۸۹ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب نہم

حجر، اکراہ اور شفعہ

ایک مقدّمہ اور تین ابواب

مقدّمہ

حجر، اکراہ اور شفعہ سے متعلّقہ فقہی اصطلاحات

دفعہ ۹۴۱ **حجر**:۔ کسی مخصوص شخص کو قولی تصرف سے منع کر دینا۔ جس شخص کو منع کر دیا جائے اسے محجور کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۹۴۲ **اِذن**:۔ (اجازت) کسی محجور پر سے روک کو ختم کر دینا، جس شخص پر سے یہ روک اٹھا لیا جائے اسے ماذون کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۹۴۳ **صغیر غیر مُمیّز**:۔ (ناسمجھ بچّہ) وہ بچّہ جو ابھی خرید و فروخت کا مطلب نہیں سمجھتا، یعنی یہ نہیں جانتا کہ فروخت کرنے سے ملکیت سلب ہو جاتی ہے اور خرید لینے سے ملکیت قائم ہو جاتی ہے۔ اور ظاہر و واضح فریب اور خفیف فریب میں تفریق نہیں کر سکتا۔ اور جو لڑکا خرید و فروخت کا مطلب سمجھتا ہو اور ظاہری اور خفیف فریب میں تفریق کر سکتا ہو، اسے صبی ممیز (سمجھ دار لڑکا) کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۹۴۴ **مجنون** :۔ (پاگل) دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مجنون مطبق (بالکل پاگل) وہ مجنون ہے جو ہر وقت پاگل ہی رہے۔ مجنون غیر مطبق (وقتی پاگل) وہ مجنون ہے جو کبھی کبھی اچھا بھی ہو جائے۔

دفعہ ۹۴۵ **معتوہ** :۔ (خبط الحواس) وہ آدمی جس کی قوت فہمیہ بہت ہی کم ہو۔ گفتگو میں معقول اور مہمل باتیں ملا کر کیا کرے۔ اور جو تدبیر کرے وہ فاسد تدبیر ہو۔

دفعہ ۹۴۶ **سفیہ** :۔ (بے وقوف) جو اپنے مال کو بے محل صرف کرے، صرف کرنے میں بے اعتدالی کرے، اور فضول خرچی میں اپنے مال کو تلف کر دے۔

جو لوگ لین دین میں ہمیشہ غفلت کریں، اپنی موٹی عقل کی وجہ سے تجارت اور نفع اُٹھانے کی راہ کو نہ پہچان سکیں وہ بھی سفیہ (جمع سُفہاءِ) (یعنی بے وقوف) کہلاتے ہیں۔

دفعہ ۹۴۷ **رشید** :۔ (عقلمند) وہ شخص جو اپنے مال کی محافظت کا خیال رکھے اور فضول خرچی و بے وقوفی سے احتراز کرے۔

دفعہ ۹۴۸ **اکراہ** :۔ کسی شخص کو اس کی مرضی کے بغیر کسی ناحق عمل کے لیے خوف دلا کر مجبور کرنا۔ جس کو مجبور کیا جائے اسے مُکْرَہ (زبر فتحہ) جو مجبور کرے اس کو مُجْبِرْ (ب کو کسرہ) اس عمل کو مکرہ علیہ اور جس بات کا خوف دلایا جائے اسے مکرہ بہ کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۹۴۹ (اکراہ کی دو قسمیں ہیں) اکراہ ملجی :۔ جس میں ضرب شدید، جان کا خوف یا کسی عضو کے کٹ جانے کا اندیشہ ہو۔

اِکراہ غیر ملجی :۔ جس میں ضرب، قید، جس سے غم و الم (دُکھ، درد) پیدا ہو۔

دفعہ ۹۵۰ **شفعہ** :۔ کسی خریدار سے اس کے حق ملکیت کو اسی قیمت پر حاصل کرنا جو اس نے خریداری میں ادا کیا ہو۔

دفعہ ۹۵۱ **شفیع** :۔ وہ شخص جس کو حق شفعہ حاصل ہو۔

دفعہ ۹۵۲ **مشفوع** :۔ وہ جائداد جس کے حق میں شفعہ متعلق ہو۔

دفعہ ۹۵۳ **مشفوع بہ** :۔ شفیع کی وہ ملکیت جس کی وجہ سے حقِ شفعہ اسے حاصل ہو۔

دفعہ ۹۵۴ خلیط :۔ (وجہ مشترک) ملکیت میں شریک دار کرنے والی وجہ مثلاً پانی میں حصہ داری یا راستہ میں حصہ داری۔

دفعہ ۹۵۵ شربِ خاص :۔ کسی جاری پانی میں چند مخصوص اشخاص کا حقِ انتفاع۔ ندی، نالے جن سے ہر شخص فائدہ اُٹھاتا ہے شربِ خاص نہیں شمار ہوتے۔

دفعہ ۹۵۶ طریقِ خاص :۔ بند گلی۔ وہ گلی یا راستہ جس کا دونوں طرف منہ کھلا ہوا نہ ہو۔

باب اوّل

حجر سے متعلّقہ مسائل

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل:- محجورین کی قسمیں اور اُن کے احکام۔

دفعہ ۹۵۷ صغیر، مجنون، اور معتوہ ذاتی طور پر اصلاً محجور ہیں۔

(یعنی ان سب کو اپنے قول سے کسی تصرف کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے)۔

دفعہ ۹۵۸ حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ سفیہ کو محجور قرار دے۔

دفعہ ۹۵۹ حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ قرض خواہوں کی درخواست پر کسی قرض دار کو محجور قرار دے۔

دفعہ ۹۶۰ دفعات ماقبل میں جن محجوروں کا ذکر کیا گیا ہے اگرچہ ان کے کسی قولی تصرف کو معتبر نہیں قرار دیا جائے گا، لیکن یہ اپنے فعل سے جو نقصان یا خسارہ دوسرے کو پہنچا دیں گے، اس کا ضمان (ڈنڈ) انہیں دینا پڑے گا۔

مثلاً کسی غیر ممیز بچّہ نے بھی اگر کسی کا مال تلف کر دیا تو ضمان عائد ہو گا۔

دفعہ ۹۶۱ اگر کوئی سفیہ یا مدیون حاکم کی جانب سے محجور قرار دیا جائے تو یہ لازمی ہے کہ اس کا سبب خاص بتایا جائے۔ اس کا اعلان بھی کر دیا جائے اور اظہارِ عام بھی ہو جائے۔

دفعہ ۹۶۲ جس شخص کو حاکم کی طرف سے محجور قرار دیا جائے اس کا عدالت میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کی غیر حاضری میں بھی محجور قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ لازمی ہے کہ محجور قرار دیئے جانے کی خبر محجور کو مل جائے۔ جب تک اسے محجور کیے جانے کی خبر نہ مل جائے گی وہ محجور نہ ہو گا۔ اور اس اثنا میں جو معاہدے، معاملے اور

اقرار خبر ملنے تک کئے ہوں گے، سب معتبر ہوں گے۔

دفعہ ۹۶۳ کسی فاسق کو صرف فاسق ہونے کی بنا پر مجبور نہیں قرار دیا جا سکتا، جب تک کہ وہ اپنے مال میں فضول خرچی اور بربادی کا عمل نہ کرے۔

دفعہ ۹۶۴ بعض ایسے لوگوں کو جن کی ضرر رسانی عمومی نوعیت کی ہو مثلاً جاہل طبیب مجبور قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن اس صورت میں حجر کے معنی صرف قولی تصرفات سے منع کرنے کی نہیں بلکہ ان سارے اعمال سے روک دینے کے ہوں گے جن سے ضرر کا خطرہ ہو۔

دفعہ ۹۶۵ تاجروں یا صنعت کاروں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ کسی تاجر یا صناع کو یہ کہہ کر مجبور قرار دیں کہ ہماری کمائی میں یا تجارت میں خلل یا کساد آ گیا ہے۔

دوسری فصل :- صغیر، مجنون اور معتوہ سے متعلقہ مسائل

دفعہ ۹۶۶ کسی صغیر غیر ممیّز کا کوئی تصرف قولی، اگرچہ ولی نے اسے اجازت دے دی ہو، پھر بھی صحیح اور قابلِ اعتبار نہیں۔

دفعہ ۹۶۷ کسی صبی ممیّز کا تصرف، اگر اس تصرف سے لڑکے کو صرف نفع ہی ہو سکتا ہے مثلاً تحفہ و ہدیہ قبول کرنا یا ہبہ قبول کرنا تو بغیر اجازت ولی بھی صحیح ہو گا اور اگر اس تصرف سے لڑکے کو صرف نقصان ہی ہو سکتا ہے، مثلاً کچھ ہبہ کر دینا، تو باوجود اجازت ولی یہ تصرف صحیح اور معتبر نہیں ہو گا۔

صبی ممیّز کے ایسے تصرفات جن کی نوعیت نفع و نقصان دونوں کے متحمل معاملات کی ہو، ولی کی اجازت پر موقوف ہوں گے، اور ولی کو اختیار حاصل ہو گا کہ چاہے اجازت دے یا نہ دے، اگر لڑکے کے حق میں مفید پائے تو اجازت دے ورنہ نہ دے۔ مثلاً کسی صبی ممیّز نے ولی کی اجازت کے بغیر کوئی مال اپنا فروخت کر دیا تو یہ بیع ولی اجازت پر موقوف ہو گی۔ اگر اس نے مقررہ قیمت سے زائد پر بھی فروخت کر دیا ہو، پھر بھی ولی کی اجازت کے بغیر یہ معتبر نہیں ہو گی کیونکہ معاملاتِ خرید و فروخت اصلاً

ایسی نوعیت کے معاملات ہیں جو نفع نقصان دونوں کا احتمال رکھتے ہیں۔

دفعہ ۹۶۸ ولی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ صبی ممیز کو تجربہ حاصل کرنے کے لیے مال کے کچھ حصے فروخت کرنے کے لیے دیدے۔ جب اس لڑکے کا رشید ہونا ثابت ہو جائے تو اور مال اس کے سپرد کر کے تجارت کی اجازت دیدے۔

دفعہ ۹۶۹ بار بار ایسے معاملات کرنا جو اس بات پر دلالت کریں کہ ان معاملات سے حصول نفع مقصود ہے، کسی ولی کی طرف سے کسی لڑکے کو لین دین کی اجازت سمجھا جائے گا۔ مثلاً ولی نے لڑکے سے کہا کہ خرید و فروخت کرو، یا فلاں مال کو فروخت کر دو، تو یہ کہنا ولی کی طرف سے اجازت ہو گا۔ لیکن اگر ولی نے کسی ایک معاملہ کی اجازت دی، مثلاً کہا کہ بازار جاؤ اور فلاں چیز خرید لاؤ، یا اس چیز کو بازار جا کر بیچ دو، تو یہ صورت ولی کی طرف سے لڑکے کو خرید و فروخت کی اجازت نہیں سمجھی جائے گی بلکہ عادت و رواج کے بموجب یہ عمل ذکا لتہً ایک خدمت بجالانے کی ہو گی۔

دفعہ ۹۷۰ کسی لڑکے کو ولی کی طرف سے خرید و فروخت کی اجازت کسی زمان و مکان یا کسی خاص نوعیت کے خرید و فروخت کے ساتھ مقید نہیں ہو گی۔ مثلاً کسی ولی نے لڑکے کو ایک دن یا ایک ماہ کی اجازت دی تو یہ اجازت اس وقت تک باقی ہی رہے گی جب تک کہ ولی اسے مجور نہ قرار دے۔ اسی طرح اگر کسی ولی نے لڑکے کو اجازت ایک مخصوص بازار ہی میں خرید و فروخت کرنے کی دی پھر بھی لڑکے کو ہر بازار میں کاروبار کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ یا اگر کسی نے لڑکے کو کسی خاص جنس مال کے خرید و فروخت کی اجازت دے دی، تو ہر جنس مال میں خرید و فروخت کی اجازت اس کو حاصل ہو جائے گی۔

دفعہ ۹۷۱ ولی کی طرف سے ایک لڑکے (صبی ممیز) کو کاروبار کی اجازت صراحتہً بھی دی جا سکتی ہے اور دلالتہً بھی مثلاً ولی نے لڑکے کو کاروبار کرتے دیکھا اور منع نہیں کیا بلکہ خاموش رہا تو یہ عمل دلالتہً اجازت سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۹۷۲ اگر کسی صبی ممیز کو اجازت ولی نے دے دی تو وہ اجازت کی حد تک بالغ کے حکم

میں ہو جاتا ہے اور اس کے معاملات خرید و فروخت معتبر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۹۷۳ ولی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ لڑکے کو اجازت دینے کے بعد جب چاہے کاروبار سے منع کر دے (یعنی محجور کر دے) اور اپنی دی ہوئی اجازت کو باطل کر دے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ جس طریقہ پر اجازت دی تھی، منع بھی اسی طریقہ پر کرے۔ مثلاً کسی نے لڑکے کو عام اجازت کاروبار کی دے دی اور بازار والے اس سے باخبر ہو گئے۔ اب اگر اسے کاروبار سے روکنا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ یہ ممانعت اسی طرح عام ہو اور بازار والوں کی اکثریت اس سے باخبر ہو جائے۔ اگر اس نے اپنے گھر میں بیٹھ کر دو چار اشخاص کے سامنے ممانعت کر دی تو یہ ممانعت صحیح نہیں ہو گی۔

دفعہ ۹۷۴ اس باب میں کسی لڑکے کے ولی علی الترتیب یہ ہوں گے:

اوّل :- باپ

دوم :- وہ نگران (وصی مختار) جسے باپ نے اپنی زندگی میں نامزد کیا ہو (باپ کے مرجانے کے بعد)۔

سوم :- وہ نگران جسے وصی مختار نے اپنی زندگی میں نامزد کر دیا ہو۔ (وصی مختار کی موت کے بعد)۔

چہارم :- دادا (باپ کا باپ یا باپ کا دادا)

پنجم :- دادا کا مقرر کردہ وصی جسے دادا نے اپنی زندگی میں نامزد کر دیا ہو (دادا کی وفات کے بعد)

ششم :- وہ نگران جسے دادا کے بنائے ہوئے وصی نے نامزد کیا ہو۔

ہفتم :- قاضی یا قاضی کی طرف سے نامزد وصی (نگران)۔

اگر لڑکے کو بھائی نے یا چچا نے اجازت دیدی ہو تو یہ اجازت معتبر نہیں، یہ اس کے ولی نہیں ہیں، البتہ یہ لوگ نامزد وصی (نگران) ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ۹۷۵ حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر کسی صبی ممیز (سمجھ دار لڑکے) کو اگر وہ دیکھے کہ اس میں لڑکے کا فائدہ ہے تو خرید و فروخت کرنے کی اجازت دیدے۔ لیکن یہ اسی وقت

ہوسکتا ہے، جب کہ ولی نے جس کو حاکم پر تقدّم حاصل ہے، اجازت دینے سے انکار کردیا ہو۔ جب حاکم اجازت دے گا تو پھر ولی کو حجر (ممانعت کرنے) کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔

دفعہ ۹۷۶ اگر کسی ولی نے لڑکے کو اجازت دے دی۔ اس کے بعد ولی کا انتقال ہوگیا تو یہ اجازت بھی باطل ہوجائے گی، لیکن اگر حاکم نے اجازت دی ہو تو حاکم کے معزول ہوجانے یا مرجانے سے اجازت باطل نہیں ہوگی۔

دفعہ ۹۷۷ حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس لڑکے کو اجازت دے دی تھی، اسے ممانعت کردے، اور یہ اختیار حاکم کے آنے والے جانشین کو بھی حاصل رہے گا۔ لیکن لڑکے کے باپ یا اور کسی ولی کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اجازت دہندہ حاکم کی معزولی یا وفات کے بعد لڑکے کو ممانعت کردے۔

دفعہ ۹۷۸ معتوہ (خبط الحواس) سمجھ دار نابالغ لڑکے (صبی ممیّز) کے حکم میں ہے۔

دفعہ ۹۷۹ مجنون مطبق (بالکل دیوانہ) صغیر غیر ممیّز کے حکم میں ہے۔

دفعہ ۹۸۰ مجنون غیر مطبق کے وہ تمام تصرفات جو افاقہ کی حالت میں اس نے کئے ہوں، عاقل کے تصرفات سمجھے جائیں گے۔

دفعہ ۹۸۱ لڑکا جب بالغ ہوجائے تو اس کے اموال اس کے سپرد کرنے میں جلدی نہیں کی جائے گی بلکہ ٹھہر کر تجربہ کیا جائے گا اگر اس کا رشید (عقلمند) ہونا ثابت ہوجائے گا تب اس کو مال حوالہ کیا جائے گا۔

دفعہ ۹۸۲ کوئی لڑکا اگرچہ بالغ ہوگیا مگر رشید نہیں ہے تو اس کا مال اس کے حوالے نہیں کیا جائے گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہوجائے کہ وہ رشید ہے۔ ایسے لڑکے کو مال میں تصرف کی اسی طرح ممانعت باقی رہے گی جیسی کہ عدم بلوغ کی حالت میں تھی۔

دفعہ ۹۸۳ اگر ایک ایسے لڑکے کو جس کا رشید ہونا ثابت نہیں ہوا ہے، وصی نے مال سپرد کردیا اور اس لڑکے نے مال تلف کردیا تو وصی کو ضمان (ڈنڈ) دینا پڑے گا۔

دفعہ ۹۸۴ اگر کسی لڑکے کو اس کے بالغ ہونے پر مال سپرد کردیا گیا، اور اس کے بعد ثابت ہوا کہ وہ لڑکا سفیہ (نارشید، بیوقوف) ہے تو حاکم کی طرف سے اُسے تصرف کی

ممانعت کر دی جائے گی۔

دفعہ ۹۸۵ احتلام، یا اس کے نطفہ سے حمل قرار پانا۔ اور حیض یا حاملہ ہو جانا۔ بالغ ہو جانے کا ثبوت ہوگا۔

دفعہ ۹۸۶ سن بلوغ کی ابتداء لڑکوں کے لیے بارہ سال اور لڑکی کے لیے نو سال ہے اور سن بلوغ کی انتہا لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لیے پندرہ سال ہے۔

اگر لڑکے کی عمر پورے بارہ سال ہو چکی اور وہ بالغ نہیں ہوا ہے تو اسے بالغ ہونے تک مُراھِق کہا جاتا ہے اور لڑکی کی عمر اگر پُورے نو سال ہو چکی اور ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے تو بالغ ہونے تک اس کو مُراھقہ کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۹۸۷ جو سِن بلوغ کو پہنچ چکے اور اس میں آثارِ بلوغ نہ ظاہر ہوں تو حکماً اسے بالغ ہی سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۹۸۸ جس کی عمر ابھی بالغ ہونے کی نہ ہو، اگر وہ اپنے بالغ ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ قابلِ قبول نہ ہوگا۔

دفعہ ۹۸۹ اگر کوئی مراہق یا مراہقہ حاکم کے سامنے اپنے بالغ ہونے کا اقرار کرے تو اگر ظاہری صورتِ حال اور جسمانی کیفیت اس کے قول کی تکذیب کرتی ہو تو اس کا اقرار قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور جسمانی کیفیت و ظاہری صورتِ حال سے اس کے اقرار کی تصدیق ہوتی ہو تو اس کا اقرار قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس کے معاملات اور اقرار کو معتبر قرار دے دیا جائے گا۔ اب اگر اس کے کچھ دنوں بعد اس نے اپنے قولی تصرفات کو یہ کہہ کر فسخ کر دینا چاہا کہ جس وقت مَیں نے یہ معاملہ کیا تھا مَیں بالغ نہ تھا تو اس کے اس قول کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی اور اس کا یہ کہنا معتبر نہ ہوگا۔

تیسری فصل :- سفیہ محجور (ممنوع المعاملات بیوقوف)

دفعہ ۹۹۰ معاملات میں سفیہ محجور کا حکم صبی ممیز کا ہوتا ہے لیکن سفیہ محجور کا ولی صرف حاکم ہی ہوتا ہے۔ اس کے باپ یا اس کے وصی (نگران) کو (بغیر حکم حاکم) اس پر

حق ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

دفعہ ۹۹۱ سفیہ کے تصرفات معاملات قولیہ میں ممانعت کے بعد صحیح نہیں ہوتے، ممانعت سے قبل کے تصرفات عام لوگوں کے تصرفات کی طرح ہوتے ہیں۔

دفعہ ۹۹۲ سفیہ محجور کے نفقات (ضروری اخراجات زندگی) اور ان لوگوں کے نفقات جن کے اخراجات اس سفیہ پر لازم ہوتے ہیں۔ سفیہ کے مال میں سے ادا کیے جائیں گے۔

دفعہ ۹۹۳ اگر سفیہ محجور نے اپنا کوئی مال فروخت کیا تو بیع نافذ نہیں ہوگی۔ لیکن اگر حاکم یہ دیکھے کہ اس کے نافذ کر دینے میں سفیہ کا فائدہ ہے تو نافذ کر سکتا ہے۔

دفعہ ۹۹۴ اگر ایک سفیہ محجور کسی کے قرض کا اقرار کرے تو اس اقرار کا اعتبار نہیں ہوگا۔ یعنی جس وقت اس کو ممانعت کی گئی تھی، اس وقت جو کچھ مال اس کا تھا یا اس کے بعد جو کچھ مال اس کا پیدا ہوا، اس پر اس کے اقرار قرض کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دفعہ ۹۹۵ لوگوں کے وہ حقوق جو ممانعت کے وقت اس پر تھے، اس کے مال سے ادا کر دیئے جائیں گے۔

دفعہ ۹۹۶ اگر کسی سفیہ محجور نے کچھ رقم قرض لی اور اپنی ضروریات میں صرف کر دی تو حاکم یہ دیکھے گا کہ یہ صرفہ بقدر معروف ہے تو ادا کر دے گا اور اگر زیادہ ہے تو اس کے اخراجات کا جائزہ لے کر جتنا صحیح سمجھے اس کے مال سے ادا کر دے گا۔ اور زائد کو باطل قرار دے گا۔

دفعہ ۹۹۷ اگر سفیہ محجور میں صلاحیّت پیدا ہو جائے تو حاکم اس پر سے ممانعت کو اٹھا لے گا۔

چوتھی فصل :۔ مدیون محجور (وہ مقروض جسے بوجہ قرض اپنے مال میں تصرف سے ممانعت کر دی گئی ہو)۔

دفعہ ۹۹۸ اگر حاکم کے سامنے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ باوجود ادائے قرض پر قادر ہونے کے کوئی مدیون قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہے۔ اور قرض خواہوں کی طرف سے یہ درخواست کی جائے کہ مدیون کا مال فروخت کر کے ان کا قرض ادا کیا جائے۔ تو حاکم

مدیون کے تصرف سے ممانعت کر کے اس کے مال کو ضبط قرار دے سکتا ہے۔ اگر مدیون اپنا مال فروخت کر کے ادائے دین نہ کرے تو حاکم اس کا مال فروخت کر کے قرض کو ادا کر دے گا۔ اس سلسلے میں پہلے مدیون کا وہ مال فروخت کیا جائے گا جو مدیون کے حق میں آسان تر ہو، مثلاً پہلے چاندی، سونا وغیرہ۔ اگر اس سے قرض ادا نہ ہو سکا تو پھر دوسرا سامان، اور اگر اس سے بھی پورا قرض ادا نہ ہو سکا تو مکان وجائیداد غیر منقولہ۔

دفعہ ۹۹۹ مفلس مدیون جس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زائد ہو، اور قرض خواہوں کو یہ خوف ہو کہ مدیون اپنا مال تجارت میں ضائع کر دے گا یا اسے ختم کر دے گا یا کسی دوسرے کے نام کر دے گا۔ اور یہ قرض خواہ حاکم سے درخواست کریں کہ مدیون کو اپنے مال میں تصرف کی اور کسی اور کے قرض کے اقرار کی ممانعت کر دی جائے تو حاکم حکم امتناعی جاری کر دے گا اور اس کا مال فروخت کر کے قرض خواہوں میں تقسیم کر دے گا۔ لیکن مدیون کے لیے ضروری کپڑے اور رہائشی مکان چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اگر اس کے کپڑے غیر معمولی طور پر قیمتی ہوں تو فروخت کر کے اس کی قیمت سے معمولی کپڑے اس کے لیے خرید لیے جائیں گے، اور اگر اس کا رہائشی مکان بہت قیمتی ہو تو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اس کی ضرورت بھر کا مکان خرید لیا جائے گا۔ اور اس طرح جو رقم بچ رہے گی وہ بھی قرض خواہوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔

دفعہ ۱۰۰۰ مفلس مجبور کے ضروری اخراجات اور ان لوگوں کے ضروری اخراجات جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہو امتناعی حکم کی مدت میں اسی کے مال سے ادا کیے جائیں گے۔

دفعہ ۱۰۰۱ دین کی وجہ سے جو حکم امتناعی جاری ہو گا۔ اس کا اثر مدیون کے صرف اسی مال پر پڑے گا جو حکم جاری ہونے کے وقت اس کے ملک اور قبضہ میں ہو، اگر اس کے بعد اس نے مال حاصل کیا تو حکم امتناعی کا اثر اس پر نہیں ہو گا۔

دفعہ ۱۰۰۲ مدیون پر جو حکم امتناعی جاری کیا جائے گا اس کا اثر ان تمام معاملات و تصرفات پر پڑے گا جن سے قرض خواہوں کا حق متاثر ہوتا ہو۔ مثلاً ہبہ، صدقہ، مال کا کم تر قیمت پر فروخت کر دینا، اس لیے مدیون مفلس جس پر حکم امتناعی جاری ہو چکا ہو اس

کی خیرات، صدقہ اور تمام ہی معاملات جن سے قرض خواہوں کا حق متاثر ہوتا ہو غیر معتبر قرار پائیں گے، لیکن جو مال وہ حکم امتناعی جاری ہونے کے بعد حاصل کرے گا اس پر اس حکم کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اگر اس نے کسی کے قرض کا اقرار کیا تو حکم امتناعی کے وقت جو کچھ مال اس کا تھا، اس پر تو اس اقرار کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ لیکن حکم امتناعی کے ختم ہونے کے بعد یہ اقرار معتبر ہو جائے گا اور مدیون کو اس وقت اس قرض کی ادائیگی کرنی پڑے گی۔ اسی طرح مدیون کا یہ اقرار بھی معتبر ہوگا کہ حکم امتناعی کے بعد وہ جو کچھ کما کر حاصل کرے گا اس سے یہ قرض ادا کرے گا۔

باب دوم

اِکراہ (جبر) سے متعلقہ مسائل

دفعہ ۱۰۰۳ اِکراہ (جبر) کے لیے یہ شرط ہے کہ جو جبر کرنے والا ہے (مجبِر) وہ حقیقتاً اس پر قدرت بھی رکھتا ہو کہ جو وہ ڈرا رہا ہے اس کے مطابق عمل بھی کر سکے۔ اور وہ تکلیف پہنچا سکے۔ اس لیے ایک ایسے شخص کی طرف سے جبر و اِکراہ متحقق نہیں ہو سکتا جسے اس کے رو بہ عمل لانے کی قدرت حاصل نہ ہو۔

دفعہ ۱۰۰۴ یہ بھی شرط ہے کہ جس پر اِکراہ کیا جائے، اسے واقعی خوف ہو کہ اُس کو یہ نقصان پہنچ جائے گا۔ یعنی اسے ظن غالب ہو کہ اگر اس نے جبر کرنے والے کے حکم کی تعمیل نہ کی تو جبر کرنے والا جو کہہ رہا ہے وہ واقعتاً کر گزرے گا۔ اور اس کو دُکھ پہنچا دے گا۔

دفعہ ۱۰۰۵ جس شخص پر اِکراہ کیا گیا ہو (مُکرَہ) اگر اس نے وہ کام جس کے لیے اِکراہ کیا گیا ہے، اِکراہ کرنے والے کی یا اس سے متعلق شخص کی موجودگی میں کر دیا تب تو اکراہ معتبر ہو گا اور اگر اس کی عدم موجودگی میں کیا تو اِکراہ معتبر نہ ہو گا بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اِکراہ کے ختم ہو جانے پر طوعاً یہ کام کیا ہے۔ مثلاً کسی نے ایک شخص کو مجبور کیا کہ وہ اپنا مال فروخت کر دے، اس کے بعد مجبور کرنے والا چلا گیا۔ اب اس کے بعد اس شخص اور اس سے متعلق دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں مجبور نے اپنا مال فروخت کر دیا تو اس صورت میں اِکراہ (جبر) معتبر نہیں ہو گا اور یہ بیع صحیح اور معتبر ہو گی۔

دفعہ ۱۰۰۶ اِکراہ معتبر کے تحت بیع، خریداری، کرایہ، فارغ خطی، صلح، اقرار، برأت مالی، مہلت ادائے دین، اور اسقاط حق شفعہ قابلِ اعتبار نہ ہو گا۔ اِکراہ چاہے ملجی ہو یا غیر ملجی۔

البتہ اگر اکراہ اُٹھ جانے کے بعد اس شخص نے جس پر اکراہ کیا گیا ہو، خود جائز قرار دے دیا تو یہ سب قسم کے معاملات معتبر ہو جائیں گے۔

دفعہ ۱۰۱ اکراہ ملجی جس طرح تصرفات قولی میں حسب دفعہ ماسبق معتبر ہوگا اسی طرح ہر قسم کے تصرفات فعلیہ میں بھی معتبر ہوگا. لیکن اکراہ غیر ملجی صرف قولی تصرفات میں معتبر ہوگا، تصرفات فعلیہ میں اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کسی نے ایک شخص کو کہا کہ فلاں کا مال تلف کر دے ورنہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا یا تیری ناک کاٹ لوں گا۔ اور اس شخص نے اس اکراہ کے تحت مال تلف کر دیا تو یہ اکراہ معتبر ہوگا اور مال کا ضمان صرف اکراہ کرنے والے ہی پر عائد ہوگا۔

لیکن اگر کسی نے ایک شخص کو کہا کہ فلاں کا مال تلف کر دے ورنہ میں تجھے مار دوں گا یا تجھے قید کر دوں گا اور اس شخص نے اس جبر کے ماتحت مال تلف کر دیا تو یہ اکراہ معتبر نہ ہوگا اور مال کا ضمان صرف تلف کرنے والے ہی پر عائد ہوگا۔

باب سوم

مسائل شفعہ

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل : مراتب شفعہ کا بیان۔

دفعہ ۱۰۰۸ شفعہ کے تین سبب ہوتے ہیں :۔

(اوّل) جو چیز فروخت کی گئی ہے خود اسی چیز کا شریکدار ہو۔ مثلاً ایک زمین دو اشخاص کی مشترک ملکیت میں ہے اور حصّوں کے مابین کوئی تفریق و حدبندی نہیں کی ہوئی ہے۔

(دوم) یہ کہ خلیط ہو یعنی جو چیز فروخت کی گئی ہو اس کے ساتھ شرب خاص یا طریق خاص میں شرکت ہو۔ مثلاً ایک خاص نالی سے کئی باغیچوں کی سیرابی ہوتی ہے ان میں سے ایک باغیچہ فروخت کیا گیا تو باقی باغیچوں کے مالکوں کی حیثیت ہمسایہ شفیعوں کی ہو گی چاہے وہ ہمسایہ ہوں یا نہ ہوں۔

اور اگر ایک نہر عام سے جس سے عوام مستفید ہوتے ہوں، متعدّد باغوں کی سیرابی ہو، اور ان میں سے ایک باغ فروخت کیا جائے یا متعدّد مکانات جن کے دروازے شارع عام پہ کھُلتے ہوں ان میں سے ایک مکان فروخت کیا جائے تو ان دونوں صورتوں میں، دوسرے باغ کے مالکوں یا دوسرے گھر والوں کو حق شفعہ حاصل نہیں ہو گا۔

(سوم) تیسرا سبب شفعہ کا ایک دوسرے سے بالکل ملی ہوئی ہمسائیگی ہے جسے

جار ملاصق کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۰۰۹ حق شفعہ میں پہلا حق فروخت شدہ چیز میں شریک کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد خلیط (طریق خاص یا شرب خاص میں شریک) کا حق ہوتا ہے، اور اس کے بعد جار ملاصق (ہمسایہ بلا فاصلہ) کا۔ جب مطالبۂ حق شفعہ اوّل کی طرف سے ہو تو دوم اور سوم کو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر دوم کی طرف سے ہو تو سوم کو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۰۱۰ اگر فروخت شدہ چیز میں کوئی شریک نہ ہو، یا ہو اور اس نے اپنا حق شفعہ چھوڑ دیا تو خلیط کو حق شفعہ حاصل ہوگا اور اگر کوئی خلیط بھی نہ ہو یا اس نے اپنا حق چھوڑ دیا ہو تو جار ملاصق (ہمسایہ) کو حق شفعہ کے مطالبہ کا استحقاق ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی زمین یا مکان فروخت کیا یا کسی ایسی ہی جائیداد میں اپنا حصّہ فروخت کیا۔ شریکدار نے اپنا حق شفعہ چھوڑ دیا تو حق شفعہ اس خلیط کو حاصل ہو جائے گا جو طریق خاص یا شرب خاص میں شریک ہو، اگر کوئی ایسا خلیط نہیں ہے، یا ہے اور اس نے بھی اپنا حقِ شفعہ چھوڑ دیا تو دونوں صورتوں میں ہمسایہ کو حق شفعہ حاصل ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۱۱ اگر کسی مکان کی بالائی اور زیریں منزلوں کے الگ الگ مالک ہوں تو یہ دونوں ایک دوسرے کے جار ملاصق (ہمسایہ بلا فاصلہ) شمار ہوں گے۔

دفعہ ۱۰۱۲ مکان کی چار دیواری میں شریکدار، مکان میں شریکدار کے برابر ہے۔ اگر چار دیواری میں شریک نہ ہو لیکن اس کے چھت کی شہتیریں ہمسایہ کی چار دیواری میں ہوں تو یہ شخص ہمسایہ سمجھا جائے گا۔ صرف اس کے چھت کی شہتیروں کے ہمسایہ کی چار دیواری پر ہونے کی وجہ سے وہ شریک یا خلیط نہیں قرار دیا جا سکتا۔

دفعہ ۱۰۱۳ اگر ایک ہی شئے کے بارے میں کئی اشخاص حق شفعہ کے مدّعی ہوں تو اُن دعویداروں کی تعداد کا اعتبار ہوگا ان کے حصّوں کی مقدار کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً ایک مکان کے تین حصّہ دار ہیں۔ ایک کا حصّہ ہے $\frac{1}{2}$ (نصف) اور دوسرے کا حصّہ ہے $\frac{1}{3}$ (ثلث) اور تیسرے کا حصّہ ہے $\frac{1}{6}$ (سُدس)، اب اگر نصف حصّہ کے مالک نے اپنا حصّہ کسی غیر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور دوسرے اور تیسرے شریکداروں نے شفعہ کا مطالبہ کیا

تو فروخت شدہ نصف حصّہ دونوں کے مابین برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ جس کا حصّہ ثلث ہے اس کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ اس کا حصّہ زیادہ ہے۔ اس لیے اس کو زیادہ حصّہ فروخت شدہ حصّہ میں سے ملنا چاہیئے۔

دفعہ ۱۰۱۴ جب دعویدار خلیطوں میں دو قسم کے خلیط ہوں تو جو زیادہ خاص ہو گا اسے نسبتہً عام پر تقدّم حاصل ہو گا مثلاً اگر ایک باغ ایسا فروخت کیا گیا جس کی سیرابی کا حق ایک چھوٹی نہر سے نکالی ہوئی ایک نالی میں ہے تو حق شفعہ ان لوگوں کا مقدّم ہو گا جن کے باغوں کے حق سیرابی اسی نالی میں ہو، اور اگر ایک ایسا باغ فروخت کیا گیا جس کا حق سیرابی اس چھوٹی نہر میں ہے تو حق شفعہ نہر سے سیرابی والے تمام باغوں کو اور اس نالی سے سیراب ہونے والے تمام باغوں کو حاصل ہو گا۔ یا

ایک مکان فروخت کیا گیا جس کا دروازہ ایک بند گلی میں واقع ہے اور وہ بند گلی دوسری ایک بند گلی ہی سے نکلی ہے تو حق شفعہ میں تقدّم ان مکانوں کو حاصل ہو گا جن کے دروازے اسی گلی میں واقع ہوں جس میں فروخت شدہ مکان کا دروازہ واقع ہے اور اگر ایک ایسا مکان فروخت کیا گیا جس کا دروازہ اس بند گلی میں واقع ہے جس سے دوسری بند گلی نکلی ہے تو ان تمام مکانوں کو حق شفعہ حاصل ہو گا کہ جن تک پہنچنے والوں کو اس گلی سے گزرنے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۱۰۱۵ اگر کسی نے اپنا باغ فروخت کیا۔ اور اس باغ کا حق سیرابی جو کسی خاص نالی پر تھا فروخت نہیں کیا تو اس شرب خاص پر جو شریکدار (یعنی خلیط) ہوں گے انہیں حق شفعہ حاصل نہ ہو گا۔ لیکن یہی صورت طریق خاص پر شریکداروں کی نہ ہو گی۔ طریق خاص پر شریکداروں کو حق شفعہ حاصل ہو جائے گا (کیونکہ طریق خاص) پر حقِ مرور شرب خاص سے سیرابی کے حق کی طرح نہ قابل فروخت ہے اور نہ اس سے کسی کو روکا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۰۱۶ حق شرب، حق طریق پر مقدّم ہے۔ اس لیے اگر کوئی باغ فروخت کیا گیا اور اس پر دو دعویٰ داران شفعہ ہیں، ایک بوجہ حق شرب خاص اور دوسرا بوجہ حق طریق

خاص، تو جس کا حق بوجہ اشتراک شرب خاص ہو گا اس کو طریق خاص والے پر تقدم حاصل ہو گا۔

دوسری فصل :- شرائط شفعہ۔

دفعہ ۱۰۱۷ شفعہ کے لیے یہ شرط ہے کہ جس چیز پر شفعہ کا دعویٰ کیا جائے وہ زمین پر قائم جائیداد غیر منقولہ (عقار) ہو، اس لیے کسی کشتی یا دیگر جائیداد منقولہ پر شفعہ کا حق نہیں ہوتا، اسی طرح کسی وقف جائیداد یا سرکاری زمین کے بارے میں بھی شفعہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۰۱۸ یہ شرط ہے کہ جس جائیداد کی وجہ سے شفعہ کا دعویٰ کیا جائے تو وہ کسی کی ملکیت خاص ہو، اس لیے اگر کوئی جائیداد غیر منقولہ جو کسی کی ملکیت تھی اگر فروخت کی گئی تو اس سے متصل وقف جائیداد کے متولی یا غیر متصرف کو حق شفعہ حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۰۱۹ درخت اور مکان جو کسی کی ملکیت ہوں مگر کسی وقف اراضی پر واقع ہوں یا سرکاری زمین ہو، یہ چیزیں جائیداد منقولہ میں داخل ہیں۔ ان میں شفعہ کا حکم نہیں جاری ہو سکتا۔

دفعہ ۱۰۲۰ اگر کوئی اراضی مملوکہ اس پر واقع مکانات اور درختوں کے ساتھ فروخت کی گئی ہے تو شفعہ ان مکانوں اور درختوں پر بھی اس اراضی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر صرف مکان اور درخت فروخت کیے گئے ہیں، اراضی نہیں فروخت کی گئی ہے تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۰۲۱ شفعہ کا حق صرف معاملۂ بیع کے بعد ہی ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۰۲۲ ہبہ بشرط عوض بیع کے حکم میں ہے، اس لیے اگر کسی نے اپنا مملوکہ مکان ہبہ بشرط عوض کیا تو اس کے ہمسایہ کو حق شفعہ حاصل ہو گا۔

دفعہ ۱۰۲۳ شفعہ کا حکم کسی ایسی جائیداد میں جاری نہیں ہوتا جو کسی شخص کی ملکیت میں بلا عوض آئی ہو مثلاً اگر کوئی شخص بذریعہ ہبہ بلا عوض یا بوجہ میراث یا بوجہ وصیت کسی جائیداد

کا مالک ہو جائے تو اس جائیداد پر حق شفعہ قائم نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۰۲۴ حق شفعہ کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کو دعویٰ شفعہ کا ہو، اس نے اس معاملۂ بیع سے صراحتہً یا دلالتہً رضامندی نہ ظاہر کی ہو، مثلاً جب اس نے جائیداد کی فروخت کا حال سُنا تو کہا کہ "اچھا ہوا"۔ "مناسب ہوا" تو اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر اس نے خریدار سے اس جائیداد کے خرید لینے یا اجارہ و کرایہ پر لینے کا ارادہ معاملۂ بیع ہو چکنے کے بعد کیا تو اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر وہ فروخت کنندہ کا وکیل تھا تو اپنی وکالت سے جو جائیداد اس نے فروخت کی ہے، اس پر حق شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (دیکھئے دفعہ ۱۰۰)

دفعہ ۱۰۲۵ شفعہ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ جائیداد مشفوع ایسے بدل کے مقابلہ میں فروخت کی گئی ہو جس کو مال معلوم المقدار کہا جا سکے۔ اس لیے کسی ایسی جائیداد میں حق شفعہ نہیں ہو سکتا جس کو بمقابلۂ مال معلوم المقدار نہ فروخت کیا گیا ہو۔ مثلاً کسی نے اپنا مکان حمام کرانے والے کو اُجرت کے عوض فروخت کر دیا۔ یہ ایسی اجرت ہے جو منافع میں شمار ہوتی ہے۔ مال نہیں ہے۔ یا کسی نے مہر میں ایک جائیداد کی ملکیت حاصل کی تو اس جائیداد پر حق شفعہ نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۰۲۶ شفعہ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ فروخت شدہ چیز پر سے فروخت کنندہ کی ملکیت بالکل زائل ہو جائے تب شفعہ کا حکم اس چیز پر جاری ہو گا۔ اسی لیے بیع فاسد میں حکم شفعہ اس وقت تک جاری نہیں ہوتا جب تک بائع کا حق استرداد ساقط نہ ہو جائے اور بیع بشرط خیار میں اگر خیار مشتری کا ہو تب تو حکم شفعہ جاری ہو گا۔ لیکن اگر خیار بائع کا ہو گا تو حکم شفعہ جاری نہ ہو گا۔ جب تک خیار ساقط نہ ہو جائے۔ البتہ خیار عیب اور خیار رویت ثبوت حکم شفعہ کے لیے مانع نہیں ہوتے۔

دفعہ ۱۰۲۷ حکم شفعہ جائیداد کی تقسیم پر جاری نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر دو شریکداروں نے مکان تقسیم کر لیا تو ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں پیدا ہو گا۔

تیسری فصل :۔ حق شفعہ کا مطالبہ۔

دفعہ ۱۰۲۸ شفعہ میں تین قسم کے مطالبات لازمی ہیں ۔ اوّل :۔ طلب المواثبہ ۔ دوم :۔ طلب التقریر والاشہاد ۔ سوم :۔ طلب الخصومۃ والتملک ۔

دفعہ ۱۰۲۹ جو شفعہ کا حق طلب کرنا چاہے یعنی شفیع ، اس کے لیے لازمی ہے کہ جس مجلس میں جائیداد زیر شفعہ کی فروخت کا حال سُنے اسی وقت فوراً حق شفعہ کا مطالبہ کر دے ، مثلاً یہ کہہ دے کہ میں اس جائیداد پر شفیع ہوں یا اس جائیداد کو بحق شفعہ لینا چاہتا ہوں ۔ اس کو طلب المواثبہ کہتے ہیں ۔

دفعہ ۱۰۳۰ طلب المواثبہ کے بعد شفیع پر لازم ہے کہ طلب التقریر والاشہاد کرے اور وہ اس طرح کہ جائیداد فروخت شدہ کے پاس دو اشخاص کے سامنے یہ کہے کہ فلاں نے یہ جائیداد خرید کی ہے اور میں ان اسباب کی بنا پر اس پر شفیع ہوں ۔ یا خریدار کے سامنے ۔ یہی کہے یا اگر جائیداد ابھی بائع کے قبضہ میں ہے تو بائع کے سامنے یہی کہے ۔ اور کہہ دے کہ تم گواہ رہو کہ میں اس جائیداد کا بحق شفعہ طالب ہوں (دو گواہوں کی موجودگی میں ، یا بائع یا مشتری کے سامنے یہ اظہار اور اس کو اپنے مطالبہ پر شاہد بنانا ، اصطلاحاً طلب التقریر والاشہاد کہلاتا ہے) اگر شفیع کہیں دُور ہو اور اس کے لیے اس طرح عمل ممکن نہ ہو تو اپنے کسی وکیل کے ذریعہ کرے ۔ اور یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو بذریعہ تحریر بائع یا مشتری یا دونوں کو اطلاع دے دے ۔

دفعہ ۱۰۳۱ طلب التقریر والاشہاد کے بعد شفیع پر لازم ہے کہ حاکم کے سامنے شفعہ کا دعویٰ پیش کرے ، اسے اصطلاحاً طلب الخصومۃ والتملک کہتے ہیں ۔

دفعہ ۱۰۳۲ اگر شفیع نے طلب المواثبہ کو کسی اور وقت کے لیے اُٹھا رکھا ۔ مثلاً جب اسے جائیداد کے فروخت کی اطلاع ملی تو اس نے شفعہ کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ اس کے عمل سے ایسا معلوم ہوا کہ اسے اس جائیداد سے اعراض و بے اعتنائی ہے ، دوسری باتیں کرتا رہا ۔ یہ اس مجلس سے مطالبہ کا اظہار کیے بغیر اُٹھ کر چلا گیا تو اس کا حق شفعہ ساقط

ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۳۳ اگر شفیع نے طلب التقریر والاشہاد کو اتنی مدّت تک مؤخر کر دیا جس میں کم از کم ایک تحریر کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا جاسکتا تھا تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۳۴ اگر شفیع نے طلب التقریر والاشہاد کے بعد بغیر عذر شرعی مثلاً یہ کہ شفیع کسی دوسرے دیار میں تھا، ایک ماہ تک حاکم کے سامنے شفعہ کا دعویٰ نہیں پیش کیا تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۳۵ ان لوگوں کی طرف سے جنہیں خود تصرفاتِ عملیہ سے روک دیا گیا ہے یعنی محجورین کی طرف سے شفعہ کا مطالبہ ان کا ولی کرے گا۔ اور اگر ولی نے بروقت مطالبہ شفعہ کا نہیں کیا تو کسی لڑکے کو بعد بلوغ یہ حق باقی نہیں رہے گا۔

چوتھی فصل :۔ شفعہ کے متعلقہ احکام۔

دفعہ ۱۰۳۶ جس جائیداد کے بارے میں شفعہ کیا جائے اس جائیداد کو اگر خریدار نے باہمی تراضی سے شفیع کے سپرد کر دیا یا حاکم نے شفیع کے حق میں فیصلہ کر دیا تو شفیع اس جائیداد کا مالک ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۳۷ کسی جائیداد کا بذریعہ شفعہ مالک ہونا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے براہ راست خرید لینا، اس لیے وہ تمام احکام جو خریداری کے سلسلہ میں ہوتے ہیں، وہی شفعہ میں ہوں گے۔ مثلاً خیار رویت اور خیار عیب شفعہ میں بھی اسی طرح ہوگا جیسا کہ خریداری میں ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۰۳۸ اگر شفیع جائیداد مشفوع کا بذریعہ تراضی یا بذریعہ حکم حاکم مالک ہونے سے پہلے وفات پا جائے تو حق شفعہ وارثوں کو منتقل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۰۳۹ اگر وہ جائیداد جس کی بنا پر حق شفعہ حاصل ہوا تھا، جائیداد مشفوع پر ملکیت قائم ہونے سے پہلے فروخت کر دی جائے تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۰۴۰ اگر کوئی جائیداد غیر منقولہ جو جائیداد مشفوع سے متصل ہو، شفیع کے جائیداد مشفوع کا

مالک ہونے سے قبل فروخت کی جائے تو شفیع کو اس دوسری جائیداد پر جائیداد مشفوع کی وجہ سے دوسرا حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۰۴۱ شفعہ میں تجزیہ کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے شفیع کو یہ حق حاصل نہیں کہ جائیداد مشفوع کا ایک حصّہ خرید لے اور دوسرا حصّہ چھوڑ دے۔

دفعہ ۱۰۴۲ کئی شفیع ہوں تو یہ حق حاصل نہیں کہ ان میں سے کوئی دوسرے کے حق میں دستبردار ہو جائے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اس نے اپنا حق شفعہ ساقط کر دیا۔

دفعہ ۱۰۴۳ اگر کسی ایک شفیع نے اپنا حق قبل حکم حاکم چھوڑ دیا تو دوسرے شفیع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کا حصّہ بھی خرید لے اور اگر حکم حاکم کے بعد چھوڑ دیا تو اسے حق حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۰۴۴ اگر کسی مکان مشفوع میں خریدار نے اپنا کچھ مال لگا دیا ہے مثلاً رنگ کر دیا ہے تو شفیع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ مکان کی قیمت اور خریدار نے جو خرچ کیا ہے وہ دے کر مکان لے لے، یا مکان چھوڑ دے۔ اور اگر خریدار نے مشفوع اراضی پر مکان بنا لیا ہے، یا درخت لگا دیئے ہیں تو شفیع کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ یا تو اس زمین کو چھوڑ دے یا پھر اس مکان اور درختوں کی قیمت دے کر سب کچھ خرید لے۔ لیکن شفیع کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ خریدار کو مکان کے منہدم کرنے یا درخت کے اکھیڑ لینے پر مجبور کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب دہم

شرکت کی مختلف نوعیتیں

ایک مقدّمہ اور آٹھ ابواب

مقدّمہ

بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۰۴۵ اصل میں شرکت کہتے ہیں ایک سے زیادہ اشخاص کے کسی چیز کے ساتھ اختصاص و امتیاز کو لیکن عرفِ عام میں اور اصطلاحاً یہ لفظ اس معاملۂ شراکت کے لئے مستعمل ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ اختصاص و امتیاز پیدا ہوا ہو۔ اس وجہ سے شرکت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

اوّل :۔ شرکت مِلک :۔ یہ ان اسباب کی بنا پر حاصل ہوتی ہے جو مالک ہونے کے اسباب ہوتے ہیں، مثلاً خریداری یا قبول ہبہ۔

دوم :۔ شرکت معاملہ :۔ (شرکت العقد) یہ شرکت شرکاء کے مابین ایجاب و قبول سے حاصل ہوتی ہے۔

ان دونوں اقسام شرکت کی تفصیلات آئندہ ان سے مخصوص ابواب میں بیان کی جائیں گی۔ مندرجہ بالا دونوں اقسام کے علاوہ ایک شرکت اباحت یعنی شرکت عامہ

بھی ہوتی ہے۔ یہ ان چیزوں پر قبضہ اور تحفّظ سے وجود میں آتی ہے جن پر کسی کی ملکیّت نہیں بلکہ ہر شخص کو اس سے استفادہ کا اختیار حاصل ہوتا ہے مثلاً پانی وغیرہ۔

دفعہ ۱۰۴۶ تقسیم (علیحدہ علیحدہ کر کے مخصوص کر دینا) اس کی تعریف اور تفصیل آئندہ ایک خاص باب میں آئے گی۔

دفعہ ۱۰۴۷ احاطہ :۔ دیوار یا کٹھرا یا باڑھ کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع احاطے آتی ہے۔ (عربی میں الحایط۔ دیوار۔ جمع الحیطان)۔

دفعہ ۱۰۴۸ مارہ (راہ گیر) شارع عام پر سے گزرنے والے لوگ۔

دفعہ ۱۰۴۹ قناۃ، جمع قنوات، معنی کاریز :۔ یعنی زیرِ زمین پانی کے بہاؤ کی راہ چاہے قدرتی ہوں یا مصنوعی۔

دفعہ ۱۰۵۰ مُسَنَّاہ، جمع مُسنّیات :۔ پانی کو روکنے والے بند، (اَلنگ)۔

دفعہ ۱۰۵۱ احیاء، اعمار (یعنی آبادکاری) کسی پڑی اراضی کو قابلِ کاشت بنانا۔

دفعہ ۱۰۵۲ تحجیر (سنگ اندازی) اراضی پر حد بندی کے لیے نشان کے پتھر رکھنا۔

دفعہ ۱۰۵۳ انفاق :۔ مال صرف کرنا، خرچہ برداشت کرنا۔

دفعہ ۱۰۵۴ نفقہ :۔ رقم، اشیائے صرف، یا ذخیرہ جو زندگی کی ضروریات میں کام آئے۔

دفعہ ۱۰۵۵ قبولیت :۔ کسی کام کے انجام دینے کا معاہدہ اور التزام۔

دفعہ ۱۰۵۶ مفاوض :۔ جو شرکت کا معاملہ کرے۔

دفعہ ۱۰۵۷ رأس المال :۔ سرمایہ، پونجی۔

دفعہ ۱۰۵۸ فائدہ :۔ کمائی، حاصل۔

دفعہ ۱۰۵۹ البضاع :۔ کسی شخص کو سرمایہ اس شرط پر دینا کہ اصل سرمایہ مالک کا رہے گا، اور اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ تمام تر سرمایہ دار کا ہوگا۔ اس صورت میں جو سرمایہ دیا جائے وہ "بضاعۃ" کہلائے گا۔ دینے والا مبضع ہوگا اور لینے والا مستبضع۔ (دیکھئے دفعہ ۱۳۵۱)

باب اوّل

شرکت مِلک

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل :- شرکت ملک کی تعریف اور اس کی قسمیں

دفعہ ۱۰۶۰ شرکت مِلک :- کسی شے کا دو یا دو سے زیادہ اشخاص کے مابین مشترک ہونا۔ اس شے کا دو یا دو سے زیادہ کے ساتھ اسباب ملکیت میں سے کسی سبب کی وجہ سے مخصوص ہونا۔ مثلاً بذریعہ خریداری، قبول ہبہ، قبول وصیت، وراثت میں پانا۔ سب کے مال کا مخلوط ہونا۔ یا ان کے اموال کا اس طرح مخلوط ہونا کہ تمیز و تفریق ممکن نہ ہو۔ مثلاً دو اشخاص نے مل کر ایک مال خریدا۔ یا ان دونوں کو کسی نے ہبہ کیا یا ان دونوں کے لیے کسی نے وصیّت کی اور ان دونوں نے قبول کر لیا تو یہ مال ان دونوں کے مابین مشترک ہو گا۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے اس مال میں شریک دار ہوں گے۔ اسی طرح اگر دو اشخاص نے اپنے ذخیرے مخلوط کر دیئے، تو یہ مخلوط ذخیرہ دونوں کا مال مشترک ہو گا۔

دفعہ ۱۰۶۱ اگر کسی کے پاس ایک دینار تھا اور بالکل ویسے ہی دو دینار ایک دوسرے شخص کے پاس تھے۔ اگر یہ تینوں دینار اس طرح مِل گئے کہ ان کے مابین کوئی تمیز نہ کی جا سکے۔ اس کے بعد ان تین دیناروں میں سے دو ضائع ہو گئے تو جو تیسرا دینار باقی رہ جائے گا وہ ان دونوں کے مابین مشترک مال ہو گا بایں طور کے دو دینار کے مالک کا دو ثلث اور ایک دینار کے مالک کا ایک ثلث (تہائی)۔

دفعہ ۱۰۶۲ شرکت مِلک کی دو قسمیں ہیں۔ اختیاری اور جبری۔

دفعہ ۱۰۶۳ شرکت اختیاری :- وہ شرکت ہے جو شریک داروں کے اپنے عمل اختیاری سے

پیدا ہوئی ہو، مثلاً دونوں نے مل کر ایک مال خریدا۔ ایک ہبہ یا وصیت قبول کرلی یا اپنے مال کو جو پہلے علیحدہ علیحدہ تھے خود ہی مخلوط کرلیا۔

دفعہ ۱۰۶۴ شرکت جبری :۔ وہ شرکت ہے جو شریک داری اپنے کسی فعل کے بغیر پیدا ہوگئی ہو، مثلاً بذریعہ وراثت یا کسی نے اس کے اموال کو ان کی اجازت کے بغیر مخلوط کر دیا ہو۔

دفعہ ۱۰۶۵ اگر متعدد اشخاص نے کسی ودیعت کو قبول کیا تو اس کی حفاظت میں ان کی شرکت، شرکت اختیاری ہوگی اور اگر ہوا نے اُڑا کر کسی کا جبّہ کسی مشترک مکان میں ڈال دیا تو اس جبّہ کی حفاظت میں مکان والوں کی شرکت جبری شرکت ہوگی۔

دفعہ ۱۰۶۶ شرکت ملک کی ایک اور قسم ہے۔ اور اس تقسیم پر اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں، شرکت عین اور شرکت دین۔

دفعہ ۱۰۶۷ شرکت عین :۔ کسی مال معیّن و موجود میں شرکت، جیسے دو آدمی ایک بکری کی یا ایک ریوڑ کی ملکیت میں شریک ہوں۔

دفعہ ۱۰۶۸ شرکت دین :۔ کسی کے ذمّہ کچھ قرض ہو اور یہ قرض دو اشخاص کا بلا تعیین مقدار مشترک قرضہ ہو۔

دوسری فصل :۔ مشترک اشیاء میں تصرف کی کیفیّت۔

دفعہ ۱۰۶۹ جس طرح ایک شخص اپنی انفرادی ملکیّت میں تصرف کرسکتا ہے بالکل اسی طرح مال مشترک میں شرکاء باہمی اتفاق سے تصرف کرسکتے ہیں۔

دفعہ ۱۰۷۰ مشترک مکان میں تمام شرکاء سکونت رکھ سکتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کسی نے ایک اجنبی کو اس مکان کے اندر بُلایا تو دوسرے شرکاء کو اس سے منع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۰۷۱ کسی مشترک چیز میں شریک حصّہ دار کے لیے یہ جائز ہے کہ دوسرے شریکداروں کی اجازت سے تنہا کوئی تصرف اس میں کرے لیکن یہ جائز نہیں ہوگا کہ کوئی ایسا

عمل کرے جو دوسرے شریکداروں کے حق میں مضر ہو۔

دفعہ ۱۰۷۲ کسی ایک شریک کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے شریک پر جبر کرے کہ میرا حصّہ خرید لو یا اپنا حصّہ میرے ہاتھ فروخت کر دو، لیکن اگر مشترک چیز قابلِ تقسیم ہو اور شریک دار غائب نہ ہو تو اس چیز کی تقسیم کر دی جائے گی۔ اور اگر وہ شیے قابلِ تقسیم نہ ہو تو شریکداروں کو تقسیم منافع (مہایاۃ) کا حق حاصل ہو گا۔ جس کی تفصیل باب دوم میں آئے گی۔

دفعہ ۱۰۷۳ مشترک ملک والی چیزوں کی پیداوار حصّہ داروں میں ان کے حِصّوں کے بموجب تقسیم ہوگی۔ اگر کسی حصّہ دار نے اپنے حصّہ سے زائد لینے کی شرط کر دی تو یہ شرط صحیح نہ ہوگی مثلاً مشترک جانور کے دودھ میں یا اس کے بچّہ میں زائد از حصّہ پانے کی شرط کر دی تو یہ شرط صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۰۷۴ ملکیّت میں بچّے اپنی ماں کے تابع ہوتے ہیں، مثلاً کسی کا گھوڑا اگر کسی دوسرے شخص کی گھوڑی سے جفتی کھائے تو بچّہ اسی کی ملکیت ہو گا جس کی گھوڑی تھی، یا کسی کے کبوتر نے دوسرے کی کبوتری سے جفتی کھائی تو انڈے بچّے سب اسی کے ہوں گے جس کی کبوتری تھی۔

دفعہ ۱۰۷۵ مشترک ملکیّت والی چیز کا ہر حصّہ دار دُوسرے حصّہ داروں کے حصّوں کے لیے ایک بالکلیہ اجنبی کی حیثیّت رکھتا ہے۔ ان میں سے کوئی دوسرے کا وکیل نہیں ہوتا۔ اس لیے حصّہ داروں کی اجازت کے بغیر اس کے حصّہ میں کسی قسم کا تصرف کسی شریکدار کے لیے جائز نہیں ہے۔

لیکن ایک مشترک مکان کے ہر حصّہ دار کو مکان میں رہائش اور اس کے لوازم مثلاً مکان میں داخل ہونے یا مکان سے خارج ہونے کا حق تمام و کمال حاصل ہوتا ہے۔

مثلاً اگر مشترک ملکیت خچر ہو، اور ایک حصّہ دار شریکدار کی اجازت کے بغیر اس خچر کو عاریتہً دے دے یا کرایہ پر چلادے اور مستعیر یا مستاجر کے قبضہ میں خچر

ضائع ہو جائے تو شریک دار کے حصّہ کا ضمان (ڈنڈ) اس حصّہ دار کو ادا کرنا پڑے گا جس نے عاریتہً دیا یا کرایہ پر چلایا تھا۔ اسی طرح اگر ایک شریکدار دُوسرے کی اجازت کے بغیر اس خچر پر سوار ہو جائے، یا مال لادے، اور جانور دُبلا ہو جائے، اس کی قیمت گھٹ جائے تو شریک دار کے حصّہ کی حد تک ضمان عائد ہو گا۔

لیکن مشترک مکان کا ایک حِصّہ دار اگر دُوسرے شریکدار کی اجازت کے بغیر مکان میں ایک مدّت تک رہائش رکھے تو اس کی رہائش اپنی ملک میں ہو گی، شریکدار کے حصّہ کا نہ کرایہ دینا پڑے گا اور نہ ضمان عائد ہو گا۔ اگر اس کی بے اعتدالی اور قصور کے بغیر مکان میں آگ لگ کر مکان برباد ہو جائے پھر بھی اس پر کوئی ضمان عائد نہیں ہو گا۔

دفعہ ۱۰۷۶ اگر مشترک ملکیت کی اراضی پر ایک شریک نے کاشت کر لی تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل نہیں کہ مقامی رواج کے بموجب اس سے پیداوار میں تہائی یا چوتھائی کا مطالبہ کرے۔ البتہ اگر اس کی کاشت سے زمین میں کوئی خرابی آ گئی اور اس کی قیمت میں کمی واقع ہو گئی تو شریکدار اپنے حصّہ کی حد تک نقصان کی پابجائی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۰۷۷ اگر کسی مشترک مال کا ایک حصّہ دار اس چیز کو کرایہ پر دیدے اور کرایہ وصول کرے تو لازم ہے کہ شریک دار کو اس کے حصّہ کی رقم ادا کرے۔

دفعہ ۱۰۷۸ شریکداروں میں سے جو شریک حاضر ہو اس کو اپنے حصّہ سے، اگر شریک غائب کی طرف سے دلالتہً اجازت حاصل ہو تو، انتفاع جائز ہے (دلالتہً اجازت کی صورت دفعات آئندہ میں مذکور ہے)۔

دفعہ ۱۰۷۹ شریکدار حاضر کا مال مشترک سے اس طرح انتفاع کہ شریک غائب کا اس سے کوئی نقصان نہ ہو، دلالتہً شریک غائب کی اجازت سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۱۰۸۰ ایک ایسے مال مشترک کے بارے میں جس میں استعمال سے فرق پڑ سکتا ہے شریک

غائب کی دلالۃً اجازت انتفاع شریک حاضر کو نہیں سمجھی جائے گی۔ مثلاً مشترک ملکیت کے لباس کو شریک حاضر بغیر اجازت صریح، شریک غائب کی عدم موجودگی میں استعمال نہیں کرسکتا، لیکن ان چیزوں کو بقدر اپنے حصّے کے استعمال کرسکتا ہے جن کے استعمال سے کوئی فرق نہیں پڑسکتا، مثلاً ہل چلوا سکتا ہے، باربرداری کا کام اپنے حصّہ کی حد تک لے سکتا ہے، اگر ملازم مشترک ہے تو اپنی باری میں اس سے کام لے سکتا ہے۔

دفعہ ۱۰۸۱ اگر مکان دو شریکداروں کے مابین بحصّہ مساوی مشترک ہو، اور استعمال سے مکان میں کوئی فرق نہ پڑے تو ایک شریک کی عدم موجودگی میں دوسرا فریق اس میں چھ ماہ رہ سکتا ہے اور چھ ماہ اس کو چھوڑ دے اور اگر اس کا کنبہ بڑا ہو تو مکان میں استعمال سے فرق پڑسکتا ہے، اس صورت میں بغیر اجازت شریک انتفاع صحیح نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۰۸۲ اگر ایک مشترک مکان کے حصّے علیحدہ علیحدہ ہوں تو شریک حاضر کو بغیر اجازت شریک اُس کی عدم موجودگی میں اس کے حصّہ سے انتفاع جائز نہیں۔ اگر مکان کے خالی رہنے سے مکان کے برباد ہوجانے کا خطرہ ہو تو حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ شریک غائب کے حصّہ کو کرایہ پر اٹھا دے اور کرایہ کی رقم شریک غائب کے لیے محفوظ رکھے۔

دفعہ ۱۰۸۳ مہایاۃ (یعنی منافع کی تقسیم و تفریق) خصومت کے بعد ہی معتبر اور نافذ ہوگی، اگر مکان کے دو شریکوں میں سے ایک نے ایک مدّت تک پورے مکان میں مستقلاً سکونت رکھی اور اپنے شریکدار کو اس کے حصۂ مکان کا کرایہ نہیں دیا تو شریکدار کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُس سے یہ کہے کہ یا تو میرے حصۂ مکان کا کرایہ دو یا جتنے دن تم اس مکان میں رہ چکے ہو، اتنے ہی دن اب مَیں رہوں گا۔ بلکہ شریک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مکان کی تقسیم ممکن ہے تو تقسیم کرلے، ورنہ ایک حصّۂ مکان سے ایک شریک انتفاع کرے اور دوسرے حصّہ سے دوسرا۔ اور

اس صورت کا اعتبار اس اختلاف کے بعد ہی سے ہو گا۔
اگر ایک شریک غائب ہو اور دوسرا شریک پورے مکان میں سکونت پذیر رہے تو شریک غائب کو، جب آئے گا، یہ حق حاصل ہو گا کہ اتنی مدّت تک وہ بھی پورے مکان میں سکونت رکھے۔

دفعہ ۱۰۸۴ اگر کسی مکان کے دو شریک ہوں، ایک حاضر دوسرا غائب، حاضر نے اگر مکان کو کرایہ پر اُٹھا دیا اور شریک غائب کے حصّہ کی رقم کرایہ محفوظ رکھی تو یہ عمل جائز ہو گا۔ جب شریک غائب آئے گا، اپنے حصّے کی رقم لے لے گا۔

دفعہ ۱۰۸۵ اراضی مشترکہ کا ایک شریک اگر یہ سمجھتا ہے کہ کاشت کرنے سے اراضی کی قیمت کم نہیں ہو جائے گی تو اس کے لیے اپنے شریک غائب کی غیر حاضری میں پوری زمین پر کاشت کرنا جائز ہے۔ غائب شریک جب آئے گا تو وہ بھی اتنی مدّت تک پوری زمین پر کاشت کرے گا، جتنی مدّت تک دوسرا شریک کاشت کر چکا ہو گا۔ اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ زمین کا خالی رکھنا زمین کے لیے مفید ہے اور اس کی قوّت پیداوار میں اس سے اضافہ ہو گا اور کاشت کرنے سے اس کی قوّت پیداوار کم ہو جائے گی تو اس صورت میں غائب شریک کی طرف سے کاشت کرنے کی دلالۃً اجازت نہیں سمجھی جائے گی۔ شریک حاضر کو صرف اپنے حصّہ اراضی پر کاشت کرنی چاہیئے مثلاً اگر برابر کا شریک ہے تو آدھی زمین پر زراعت کرے گا اور آئندہ سال بھی اگر وہ زراعت کرنا چاہے گا تو اسی حصّہ پر زراعت کرے گا۔ یہ نہیں کر سکتا کہ ایک سال نصف زمین کاشت کرے اور دوسرے سال دوسرے نصف حصّہ پر، اگر اس نے ایسا کیا تو شریک غائب کو یہ حق حاصل ہو گا کہ جب آئے اُس سے اپنے نقصان کی پابجائی کا مطالبہ کرے۔

یہ پُوری تفصیلات اس مفروضہ پر مبنی ہیں کہ حاکم کے سامنے یہ معاملہ پیش نہیں ہوا۔ اگر شریک حاضر نے یہ معاملہ حاکم کے سامنے پیش کر دیا تو حاکم بہر صورت شریک خاص کو پوری زمین پر کاشت کرنے کی اجازت دیدے گا تاکہ عشر یا خراج

کا سرکاری نقصان نہ ہونے پائے ۔ اس صورت میں شریک غائب اپنے کسی نقصان کا دعویٰ نہیں کر سکے گا۔

دفعہ ۱۰۸۶ اگر کسی مشترک باغ کا ایک شریک غیر حاضر (غائب) ہو جائے تو دوسرا شریک اس باغ کا نگران ہو جائے گا اور جب پھل تیار ہو جائیں گے تو وہ اپنے حصّہ کا پھل لے لے گا اور اسے یہ بھی اختیار حاصل ہو گا کہ اپنے غائب شریکدار کا حصّہ فروخت کر دے، اور جو قیمت حاصل ہو اسے اپنے شریکدار کے لیے محفوظ رکھے لیکن شریکدار جب آئے گا تو اسے یہ اختیار حاصل ہو گا کہ چاہے تو بیع کو جائز رکھے یا شریک حاضر سے ضمان (ڈنڈ) طلب کرے۔

دفعہ ۱۰۸۷ ایک شریک کا حصّہ دوسرے شریک کے ہاتھ میں ودیعت کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کا حصّہ بلا اجازت کسی کی ودیعت میں رکھ دیا اور وہ حصّہ ضائع ہو گیا تو اسے اپنے شریک کے حصّہ کا ضمان دینا پڑے گا۔ (دیکھئے دفعہ ۷۹۰)۔

دفعہ ۱۰۸۸ دو شریک داروں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنا حصّہ چاہے تو شریک ہی کے ہاتھ فروخت کرے، چاہے کسی غیر کے ہاتھ (دیکھئے دفعہ ۲۱۵) لیکن اگر مال ملا جلا ہے اور یہ اختلاط اس طرح کا ہے جیسا کہ فصل اوّل میں بیان کیا گیا ہے تو ایسے مال میں کسی شریک کو اپنا حصّہ بغیر اجازت شریک کسی غیر کے ہاتھ فروخت کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔

دفعہ ۱۰۸۹ اگر چند وارثوں میں سے کسی وارث نے مشترک بیج باقی وارثوں یا وارثوں کے ولی کی اجازت سے موروثی زمین میں بو دیا تو فصل ساری وارثوں کے مابین مشترک ہو گی۔ اور اگر بیج اس کی خاص ملکیت تھا تو فصل ساری اس کی خاص ملکیت ہو گی، اور وہ دوسرے وارثوں کو زمین کے نقصان کا ضمان ادا کرے گا (دیکھئے دفعہ ۹۰۷)۔

دفعہ ۱۰۹۰ اگر تقسیم وراثت سے پہلے کسی وارث نے کچھ رقم ترکہ میں سے لے لی اور دوسرے وارثوں کی اجازت کے بغیر لے لی۔ پھر اس سے کوئی کاروبار کیا تو نفع اور نقصان دونوں

اسی کا ذاتی ہوگا، دوسرے وارثوں کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ (البتہ اصل رقم بہ وقت تقسیم وراثت مشترک سمجھی جائے گی)۔

تیسری فصل :- دیون مشترکہ (مشترک قرض)

دفعہ ۱۰۹۱ اگر دو یا دو سے زیادہ اشخاص کا کسی کے ذمّہ قرض آتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ یہ قرض ایک وجہ سے عائد ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ایک ہی سبب سے عائد ہوا ہے تو وہ دین شریکوں کا مشترک دین ہوگا باشتراک ملک، اور اگر اسباب مختلف ہوں تو یہ دین مشترک نہیں ہوگا۔ (جیسا کہ آئندہ صفحات میں توضیح کی گئی ہے)۔

دفعہ ۱۰۹۲ کسی مرنے والے مورث کے تمام متروکات جس طرح وارثوں کی مشترک ملکیت ہوتے ہیں، اسی طرح متوفی کا وہ قرض جو کسی کے ذمہ واجب الادا ہو تمام وارثوں کا حسب حصۂ وراثت مشترک قرض ہوگا۔

دفعہ ۱۰۹۳ اگر کسی نے چند شریکوں کا مال مشترک تلف کر دیا تو ضمان (ڈنڈ) بھی ان سب شریکوں کا مشترک مال ہوگا۔

دفعہ ۱۰۹۴ اگر دو اشخاص نے اپنا مشترک مال کسی کو قرض دیدیا تو قرض لینے والے کے ذمّہ جو قرض ہوگا وہ مشترک قرض ہوگا۔ اور اگر قرض دینے والوں نے الگ الگ قرض دیا تو یہ مشترک قرض نہیں ہوگا بلکہ مقروض دونوں کا علیحدہ علیحدہ مقروض ہوگا۔

دفعہ ۱۰۹۵ اگر کوئی مال مشترک ایک ہی معاملۂ بیع کے ساتھ فروخت کیا گیا اور فروخت کرتے ہوئے الگ الگ دونوں شریکوں کے حصہ کا ذکر نہیں کیا گیا تو خریدار کے ذمّہ جو قیمت واجب الادا ہوگی وہ دین مشترک ہوگا اور اگر معاملۂ بیع کے وقت مالکوں کے حصّوں کی تعیین کر دی گئی، مثلاً یہ کہہ دیا کہ اگر ایک کا حصّہ اتنا ہے اور دوسرے کا حصّہ اتنا۔ یا ایک کا حصّہ ایسا ہے اور دوسرے کا ویسا، تو یہ دین مشترک نہ ہوگا۔ یا اگر ایک شریک نے اپنا حصّہ کسی کے ہاتھ فروخت کیا اور اس کے بعد اسی خریدار کے ہاتھ دوسرے خریدار نے بھی اپنا حصّہ فروخت کر دیا تو دونوں معاملے علیحدہ علیحدہ

ہوئے۔ قیمت مال مشترک نہیں ہوئی۔

دفعہ ۱۰۹۶ اگر دو اشخاص نے اپنا اپنا مال ایک ہی معاملۂ بیع کے ساتھ کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا۔ مثلاً ایک شخص کا گھوڑا تھا، اور دوسرے شخص کی گھوڑی تھی، اور دونوں نے ایک ہی معاملہ میں کسی کے ہاتھ ان کو فروخت کر دیا تو خریدار کے ذمہ جو قیمت واجب الادا ہوگی وہ دونوں کا دین مشترک ہوگا۔ اور اگر دونوں نے اپنے اپنے جانوروں کی علیحدہ علیحدہ قیمتیں بیان کر دیں تو یہ دین مشترک نہیں ہوگا۔ ہر ایک کا الگ الگ دین ہوگا۔ اسی طرح اگر دو اشخاص نے اپنا اپنا مال علیحدہ علیحدہ معاملہ کر کے فروخت کیا تو ان کا قرض بھی علیحدہ علیحدہ ہوا۔ مشترک قرض نہیں ہوا۔

دفعہ ۱۰۹۷ اگر دو اشخاص نے مل کر کسی کا قرض ادا کر دیا اس لیے کہ یہ دونوں اس کے کفیل تھے تو اگر انہوں نے کسی مال مشترک سے دین ادا کیا ہے تو مکفول پر جو رقم ادا طلب ہوگی وہ دین مشترک ہوگا۔

دفعہ ۱۰۹۸ اگر کسی نے اپنا قرض ادا کرنے کی درخواست دو اشخاص سے کی اور انہوں نے ادا کر دیا تو اگر انہوں نے کسی مال مشترک سے دین ادا کیا ہے تو درخواست کنندہ کے ذمّہ ان کا دین مشترک ہوگا۔ لیکن اگر انہوں نے مال مشترک سے نہیں ادا کیا ہے بلکہ کچھ ایک نے دیا اور کچھ دوسرے نے اور ملا کر دے دیا گیا تو اس ملانے سے دین مشترک نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۰۹۹ اگر دین غیر مشترک ہو تو ہر ایک اپنا دین علیحدہ علیحدہ وصول کرے گا۔ ان میں سے ایک جو کچھ مدیون سے وصول کرے گا، دوسرے کو اس میں کوئی حصّہ لینے کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۱۰۰ اگر دین مشترک ہو تو ہر شریک کو مدیون سے مطالبہ کا حق ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک غیر حاضر ہو تو شریک حاضر اگر معاملہ حاکم کے سامنے پیش کرے گا تو حاکم اس کے حصّہ کی ادائیگی کا مدیون کو حکم دے گا۔

دفعہ ۱۱۰۱ کسی دین مشترک کے قرض خواہ شریکوں میں سے کوئی شریک اگر مدیون (قرضدار) سے

کچھ وصول کرے گا تو جو کچھ وصول کرے گا وہ مشترک چیز ہوگی دوسرا شریک اس میں سے اپنا حصّہ وصول کرے گا۔ وصول کرنے والے کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ وصول شدہ کو اپنا مخصوص حصّہ قرار دے۔

دفعہ ۱۱۰۲ اگر دین مشترک میں ایک شریک نے مدیون سے اپنا حصّہ وصول کر کے خرچ کر دیا تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وصول شدہ رقم میں سے اپنا حصّہ وصول کرنے والے سے حاصل کرے۔ مثلاً ایک ہزار روپے کسی پر دو شریکداروں کا مشترک قرض تھا، اب ایک نے اپنا حصّہ پانچ سو روپے لے کر خرچ کر لیا تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس سے اپنے حصّے کے ڈھائی سو طلب کرے اور حاصل کرے، باقی پانچ سو روپے جو مدیون کے ذمّہ واجب الادا رہ گئے ہیں وہ ان دونوں کے مشترک قرض رہیں گے۔

دفعہ ۱۱۰۳ کسی دین مشترک میں اگر ایک شریک نے مدیون سے اپنے حصّہ کے عوض کوئی چیز خرید لی اور رقم کچھ نہ لی تو دوسرے شریک کو یہ حق نہ ہوگا کہ اس چیز میں شریک ہو جائے، لیکن اس کو حق حاصل ہوگا کہ اس چیز کی قیمت میں سے اپنے حصّہ کی رقم خریدنے والے سے وصول کرے۔ اور اگر دونوں اس پر متفق ہو جائیں تو اس چیز کو مشترک ملکیت بھی قرار دے سکتے ہیں۔

دفعہ ۱۱۰۴ اگر دین مشترک کا کوئی شریک مدیون سے کپڑے لے کر صلح کرے تو اس کو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے اپنے شریکدار کو بقدر حصّہ رسدی کپڑا ہی دیدے یا پھر مدیون کو جو اپنا حق چھوڑا ہے اس کے بدلے بقدر حصّہ رسدی شریک دار کو اس کا حصّہ دے۔

دفعہ ۱۱۰۵ اگر دین مشترک کا کوئی شریک مدیون سے پورا قرضہ وصول کرے یا ایک جُزء وصول کرے اور اس سے اپنے حصّے کے عوض کوئی مال خرید لے یا مدیون سے کسی مال پر بقدر حصّہ مصالحت کر لے تو دوسرے شریک کو ان سب صورتوں میں یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے تو اپنے شریک کے لیے معاملہ کو جائز رکھے اور اپنا حصّہ شریک

سے وصول کرے یا مدیون سے اپنے حصّہ قرض کا مطالبہ کرے۔ اور اگر دین مدیون کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو شریک سے اپنا حصّہ وصول کرے۔ اس صُورت میں پہلے اس کا معاملہ کی اجازت نہ دینا شریکدار سے اپنے حصّہ کے مطالبہ میں مانع نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۱۰۶ اگر قرض مشترک کے ایک شریک نے مدیون سے اپنا حصّہ وصول کر لیا، اور بغیر اس کی کسی غلطی و کوتاہی کے وہ ضائع ہو گیا تو اس پر شریک کے حصّہ کا ضمان نہیں عائد ہو گا مگر اس کے حصّہ کا قرض ادا شدہ قرار پائے گا، اور اب جو قرض مدیون کے ذمّہ رہ گیا وہ تمام تر اس کے شریکدار کا ہو گا۔

دفعہ ۱۱۰۷ اگر کسی شریک نے مدیون سے اپنے حصّۂ قرض کے عوض مزدوری کرالی تو شریکدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے حصّہ کی اُجرت شریکدار سے بطور ضمان وصول کرے۔

دفعہ ۱۱۰۸ اگر دین مشترک کا کوئی شریک اپنے حِصّہ کے مقابلہ میں کوئی رہن مدیون سے لے اور وہ مالِ مرہون تلف ہو جائے تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اپنے حِصّہ کے بموجب ضمان اس شریک سے وصول کرے۔ مثلاً دو اشخاص کا مشترک دین کسی پر ایک ہزار روپے تھا۔ ایک شریک نے مدیون سے اپنے نصف حصّہ یعنی پانچ سو روپے کے مقابلہ میں ایک چیز رہن لے لی، اور وہ چیز ضائع ہو گئی تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ پانچ سو روپے میں سے اپنا حصّہ ڈھائی سو روپے شریک سے وصول کرے۔

دفعہ ۱۱۰۹ دین مشترک میں دو شریکداروں میں سے ایک نے اگر مدیون سے اپنے حصّہ کا کفیل لیا، یا کسی کے نام حوالہ حاصل کیا تو کفیل یا محال علیہ سے وہ جو کچھ وصول کرے گا دوسرا شریک بھی اس میں اپنے حصّہ کے بموجب مستحق ہو گا۔

دفعہ ۱۱۱۰ دین مشترک کے ایک شریک نے اگر مدیون کو اپنے حصّہ کا قرض ہبہ کر دیا یا اسے اپنے حصّہ کی فارغ خطی دیدی تو اس کا یہ عمل صحیح ہو گا اور دوسرے شریک کو اس پر کوئی ضمان عائد کرنے کا حق نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۱۱۱ دین مشترک کے شریکداروں میں سے ایک نے مدیون کا کوئی مال تلف کر دیا اور ضمان میں اس کا حصّہ قرض آگیا تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے حصّہ کی حد تک شریکدار سے وصول کرے لیکن اگر مدیون کے ذمّہ اس شریک کا کوئی خاص دین، دین مشترک سے قبل کا رہا ہو اور ضمان میں دین مشترک کا حصّہ طے پا ئے تو دوسرے شریک کو اپنا حصّہ اس میں سے وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۱۱۲ دین مشترک میں کسی شریک کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مدیون کو کوئی مہلت دے۔

ضمیمہ

دفعہ ۱۱۱۳ اگر کسی نے اپنا مال دو اشخاص کے ہاتھ فروخت کیا تو ہر ایک سے اس کے حِصّہ کی حد تک الگ الگ مطالبہ ہوگا۔ ایک سے دوسرے کے حصّہ کا مطالبہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک ان میں سے دوسرے کا کفیل نہ ہو۔

باب دوم
تقسیم

اس باب میں نو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ تقسیم کی تعریف اور اس کے اقسام۔

دفعہ ۱۱۱۴ تقسیم سے مراد یہ ہے کہ کسی پیمانہ (مثلاً گز، وزن، پیمانہ کا برتن) کے ذریعہ ایک حصّہ کو دوسرے حصّہ سے علیٰحدہ کر دیا جائے۔

دفعہ ۱۱۱۵ تقسیم دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو یہ کہ متعدّد وحدات میں متعدّد اشخاص شریک ہوں، مثلاً تیس بکریاں تیرہ آدمی کی ملک مشترک ہوں۔ اس صورت میں ہر بکری میں ہر آدمی کی ملکیت ہے، ایسی ملکیت کی تقسیم کو تقسیم جمع کہا جاتا ہے۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ ملکیت ایک ہی ہے اس میں شریکداروں کا حصّہ ہے مثلاً ایک میدان متعدّد مالکوں کی مشترک ملکیت ہو، اس تقسیم کو تقسیم تفریق اور تقسیم فرد کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۱۱۶ تقسیم ایک اعتبار سے تو حصّوں کا علیٰحدہ کرنا ہوتا ہے اور دوسری جہت سے باہمی تبادلہ ہوتی ہے۔ مثلاً ایک من گیہوں میں دو اشخاص برابر کے شریک ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر دانہ میں آدھا ایک شریک کا ہے اور آدھا دوسرے شریک کا۔ اب ان دونوں کے مابین گیہوں جو تقسیم ہوا تو دو قسم کی تقسیم ہوئی، ایک تو تقسیم جمع ہوئی کہ دونوں شریکوں کے حصّے علیٰحدہ علیٰحدہ کیے گئے۔ اب اس کے بعد ایک ایک حصّہ دونوں کو دیا گیا تو گویا دونوں نے آپس میں اپنے اپنے نصف حصّہ کا جو ہر دانہ میں تھا، دوسرے سے باہمی تبادلہ کیا۔ اسی طرح ایک اراضی میں اگر دو

شریکوں کا آدھا آدھا حصّہ تھا تو گویا دونوں کا زمین کے ہر ہر جزو میں حصّہ تھا، اب جو علیٰحدہ علیٰحدہ حصّہ انہوں نے کیا تو دو عمل ہوئے۔ ایک تو حصّہ الگ کرنے کا عمل جو تقسیم تفریق ہے، اور دوسرا عمل تبادلہ ہوا کہ دونوں نے اپنے اپنے نصف حصّہ کا تبادلہ دوسرے کے نصف حصّہ سے کر لیا۔

دفعہ ۱۱۱۷ **مثلیات** (ان اشیاء میں جو ایک دوسرے کے مثل ہوں) کی تقسیم میں حصّہ کا علیٰحدہ علیٰحدہ کر دینے کی جہت مرجح ہوتی ہے، اس لیے ملکیت میں شریکدار کو دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں اپنا حصّہ علیٰحدہ کر کے اس پر قبضہ کر لینے کی اجازت ہے لیکن تقسیم مکمّل اسی وقت ہوگی جب کہ شریکدار کو اس کا حصّہ سپرد کر دیا جائے۔ اگر شریک کا حصّہ اس کے سپرد کرنے سے پہلے تلف ہو جائے تو جو حصّہ ایک شریک نے قبضہ کر لیا تھا وہی دونوں شریکوں کے مابین مشترک ملکیت قرار پائے گا۔

دفعہ ۱۱۱۸ **قیمّیات** (یعنی ان چیزوں میں جن کی تعیین قیمتوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے) باہمی تبادلہ کی جہت مرجح ہوتی ہے اس لیے تقسیم یا تو بہ تراضی شرکاء ہوگی یا بذریعہ حکم قاضی۔ مثلیات کے سوا اور قسم کی مشترک اشیاء میں ایک شریک کو دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر اپنے حصّہ پر قبضہ کر لینے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۱۱۹ **مکیلات** (برتنوں سے ناپی جانے والی چیزیں) موزونات (باٹوں سے تولی جانے والی چیزیں) اور عددیات (گنی جانے والی چیزیں) اگر ایک دوسرے کے تقریباً برابر ہوں جیسے انڈے، اخروٹ وغیرہ تو یہ سب چیزیں مثلیات ہوں گی۔

برتن جن کی قیمتیں ساخت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں یا موزونات جن کی قیمتوں میں تفاوت ہو، قیمّیات ہوں گی۔ اسی طرح جو ملا ہوا گیہوں یا کوئی جنس جس میں دوسری جنس کی چیز اس طرح مل گئی ہو کہ تفریق و تمیز ممکن نہ ہو، یا ذراعیات یعنی گز سے ناپی جانے والی چیزیں قیمّیات میں شمار کی جاتی ہیں۔

کھادی، یا استر کا کپڑا جو فی گز قیمت پر فروخت ہوتا ہے اور ایک گز سے دوسرے

گز میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا مثلیات میں شمار ہوگا۔

حیوانات اور وہ تمام عددیات جن کے افراد کے مابین تفاوت ہوتا ہے مثلاً تربوز، خربوزہ یہ سب چیزیں قیمیّات میں داخل ہیں۔

کتابیں اگر قلمی ہیں تو قیمیات میں سے ہیں اور اگر مطبوعہ ہیں تو مثلیات ہیں۔

دفعہ ۱۱۲۰ تقسیم جمع ہو یا تقسیم تفریق، ہر ایک کی دو نوعیتیں ہوتی ہیں، ایک تقسیم رضا، اور دوسری تقسیم قضاء۔

دفعہ ۱۱۲۱ تقسیم رضا یہ ہے کہ شرکاء نے بہ تراضی آپس میں تقسیم کرلی، یا قاضی کے سامنے تقسیم سے رضامندی ظاہر کردی۔

دفعہ ۱۱۲۲ تقسیم قضاء یہ ہے کہ قاضی نے کسی شریک کی درخواست پر بذریعہ قضاء (فیصلہ عدالتی) جبراً اور حکماً تقسیم کردی۔

دوسری فصل :- تقسیم کی شرطیں۔

دفعہ ۱۱۲۳ تقسیم کے لیے شرط ہے کہ جس چیز کی تقسیم کی جائے وہ حقیقۃً موجود بھی ہو، اسی وجہ سے قبضہ حاصل ہونے سے قبل کسی دین مشترک کی تقسیم صحیح نہیں ہوتی، مثلاً اگر کسی متوفی کے قرض متعدّد اشخاص پر ہوں اور اس کے ورثاء ان قرضوں کو آپس میں اس طرح تقسیم کرلیں کہ فلاں پر جو قرض ہے وہ فلاں وارث کا حصّہ اور فلاں پر جو ہے وہ فلاں وارث کا، تو اس طرح کی تقسیم صحیح نہ ہوگی۔ بلکہ اس صورتِ حال میں جو ایک وارث کسی سے وصول کرے گا وہ سارے وارثوں کا مشترک مال ہوگا۔ (دیکھئے باب اوّل کی تیسری فصل)۔

دفعہ ۱۱۲۴ تقسیم اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتی جب تک کہ حصّوں کو الگ الگ نہ کردیا جائے اگر گیہوں کے ایک مشترک ڈھیر کے مالک یہ کہیں کہ "اس رُخ سے ڈھیر تمہارا۔ اور اُس رُخ سے ہمارا" تو یہ تقسیم نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۱۲۵ تقسیم کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت تقسیم کی جائے اس وقت حقیقۃً یہ شرکاء

کی مشترک ملکیت ہو، اگر تقسیم کے بعد کوئی اور مستحق اس مال کا ثابت ہوگیا تو تقسیم باطل ہوجائے گی۔ اسی طرح کسی مال میں اگر مستحق اس طرح نکل آیا کہ اس کا نصف یا ثلث حصّہ ہے تو تقسیم باطل ہوجائے گی اور دوبارہ تقسیم لازمی ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی مستحق مجموعاً حِصّہ کا نکل آیا تو تقسیم باطل ہوجائے گی اور اس کے حصّہ کے بعد جو باقی رہے گا وہ شرکاء میں مشترک قرار پائے گا۔ اور اگر مقدار معیّن کا مستحق نکل آیا یا کسی جزو کا مستحق نکل آیا تو اس صاحب حصّہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے تو تقسیم کو فسخ کردے یا دوسرے حِصّہ دار سے اپنے حصّہ کے مطابق لے لے۔ مثلاً ایک اراضی ۱۶۰ گز بھتی دو شریک داروں میں بحصّہ مساوی ۸۰-۸۰ گز تقسیم ہوگئی۔ اب ایک مستحق نکلا جس کا حصّہ ایک چوتھائی تھا تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو تقسیم کو فسخ کردے یا ان دونوں حصّوں میں سے ۲۰-۲۰ گز لے کر اپنا حصّہ پُورا کرلے۔

اگر دونوں شریکوں کے حصّوں میں کوئی مستحق نِکل آیا تو اگر دونوں میں اس کا حصّہ برابر ہے تو تقسیم فسخ نہیں ہوگی اور اگر ایک میں کم اور دوسرے میں زائد حصّہ کا وہ مستحق ہے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ جیسے ایک حصّہ میں مقدار معیّن کا مستحق نکل آیا ہو، ایسی صورت میں جس کے حصّہ میں زیادہ استحقاق نکلے گا اس کو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے تو تقسیم کو فسخ کردے یا جو اس کا نقصان ہوا ہے اس کی اپنے شریک کے حصّہ سے پابجائی کرلے۔

دفعہ ۱۱۲۶ تقسیم فضولی (یعنی بغیر اجازت شرکاء تقسیم)، قولاً یا فعلاً اجازت پر موقوف ہوگی، مثلاً ایک شخص نے مال مشترک کو اکیلے ہی تقسیم کرکے رکھ دیا تو یہ تقسیم جائز نہ ہوگی، لیکن اگر اس کے شرکاء نے قولاً قبول کرلیا یعنی یہ کہہ دیا کہ "اچھا کیا" یا فعلاً یہ کیا کہ اپنے اپنے معیّنہ حصّوں میں کوئی مالکانہ تصرف مثلاً بیع یا اجارہ وغیرہ کردیا تو یہ تقسیم صحیح ہوجائے گی۔

دفعہ ۱۱۲۷ تقسیم کا مبنی بر عدل ہونا یعنی حسب استحقاق ہر حصّہ دار کو حصّہ ملنا اور کسی کا بہت

نقصان نہ ہونا تقسیم میں لازمی امر ہے۔ اس لیے صریح نقصان کا دعویٰ قابلِ سماعت ہے، لیکن ایک بار اس اقرار کے بعد کہ اس کا حق پورا مل گیا اگر کسی نے دھوکا دہی کا دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہو گا۔

دفعہ ۱۱۲۸ تقسیم اگر بہ تراضی شرکاء ہے تو ہر ہر شریک کا راضی ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک شریک بھی غیر حاضر ہو گا تو یہ تقسیم صحیح نہیں ہو گی۔ اگر ان شرکاء میں کوئی بچہ ہو تو اس کا ولی یا وصی اس کا قائم مقام ہو گا۔ اور اگر اس بچّہ کا کوئی ولی و وصی نہ ہو تو حاکم کی طرف سے اس کا ولی مقرر کیا جائے گا اور تقسیم کا اس کے علم و معرفت میں ہونا لازمی ہو گا۔

دفعہ ۱۱۲۹ تقسیم قضا (یعنی تقسیم بحکم حاکم) کے لیے درخواست شرط ہے۔ اگر کسی حصّہ دار نے تقسیم کی درخواست نہیں کی ہے تو حاکم کی طرف سے جبری تقسیم صحیح نہ ہو گی۔

دفعہ ۱۱۳۰ اگر کسی حصّہ دار نے حاکم سے تقسیم کی درخواست کی ہے اور دوسرا حصّہ دار اس کے خلاف ہے تو تیسری اور چوتھی فصل کے بموجب اگر مال مشترک قابلِ تقسیم ہے تو حاکم جبراً تقسیم کر دے گا، ورنہ نہیں۔

دفعہ ۱۱۳۱ ہر وہ مال مشترک قابلِ تقسیم ہے جس کو تقسیم کرنے سے وہ منفعت ضائع نہ ہو جائے جو اس مال سے مقصود ہو۔

تیسری فصل :- تقسیم جمع۔

دفعہ ۱۱۳۲ تقسیم قضا ایسے تمام مال مشترک میں جاری ہو گی جو متحد الجنس ہوں، یعنی کسی حصّہ دار کی طلب پر حاکم اس مال کو تقسیم کر دے گا۔ چاہے وہ مال مثلیات میں سے ہو یا قیمیات میں سے۔

دفعہ ۱۱۳۳ ایک ہی جنس کی مثلیات کے افراد میں چونکہ فرق و تفاوت نہیں ہوتا اس لیے اس کی تقسیم کسی شریک کے حق میں مضر نہیں ہو سکتی۔ تقسیم کے بعد ہر حصّہ دار اپنے حصّہ پر تمام و کمال مالک ہو جائے گا۔ مثلاً اگر گیہوں کی ایک مقدار دو شریکداروں کے

مابین مشترک ہے تو تقسیم کے بعد ہر حصہ دار اپنے حصہ کا مستقل مالک ہو جائے گا۔

اسی طرح سونے کی اینٹوں پر، سکّوں پر، چاندی کی سلاخوں پر، کانسی یا لوہے کے ٹکڑوں پر اور اسی طرح ایک ہی قسم کے اونی اور ریشمی کپڑوں اور انڈوں پر تقسیم جاری ہوگی۔

دفعہ ۱۱۳۴ وہ قیمیات جو متحد الجنس ہوں۔ اگرچہ ان کے افراد کے مابین فرق وتفاوت پایا جاتا ہے لیکن چونکہ فرق جزئی ہے، اس لیے قابلِ لحاظ نہیں۔ ان میں بھی تقسیم جاری ہو جائے گی مثلاً پانچ سو بکریاں اگر دو اشخاص کی مشترک ملکیت ہوں تو تقسیم کر دی جائے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ ہر شریک نے اپنا حق لے لیا اور اسی قسم کا حکم سو اونٹوں یا سو گائیوں میں جاری ہوگا۔

دفعہ ۱۱۳۵ مال مشترک اگر مختلف الاجناس ہوں تو تقسیم قضا (یعنی بذریعہ حکمِ حاکم) ان میں جاری نہ ہوگی چاہے وہ مثلیات میں سے ہوں یا قیمیات میں سے۔ یعنی حاکم کو ایسی مشترک ملکیت میں کسی شریک دار کی درخواست پر جبریہ تقسیم جاری کرنے کا حق نہیں ہے مثلاً ایک شریک کو اتنی مقدار میں گیہوں دیدے اور اس کے مقابلہ میں دوسرے شریک کو جَو دیدے، یا ایک کو بکریاں دیدے اور دوسرے کو اس کے مقابلہ میں اونٹ یا گائے دیدے، یا ایک شریک دار کو تلوار دیدے اور دوسرے کو اس کے مقابلہ میں زین دیدے، یا ایک شریک کو حاکم مکان دیدے اور دوسرے کو دکان دیدے یا زرعی اراضی دیدے، جبراً ایسی تقسیم کرنا حاکم کے لیے جائز نہیں ہے۔ ہاں یہ جائز ہے کہ خود شریکدار اس پر راضی ہوں تو اس طرح کی تقسیم کر دی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۳۶ برتن جو باعتبار ساخت مختلف ہوں، اگرچہ وہ سب ایک ہی دھات کے بنے ہوئے ہوں، مختلف الجنس سمجھے جائیں گے۔

دفعہ ۱۱۳۷ زیورات، بڑے موتی اور جواہر، مختلف الجنس سمجھے جائیں گے۔ چھوٹے جواہر مثلاً

مروارید صغیرہ جن کی قیمتوں میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا۔ یا الماس کے ریزے جن کے اندر کوئی تفاوت نہیں ہوتا، یہ سب متحد الجنس سمجھے جائیں گے۔

دفعہ ۱۱۳۸ متعدد مکانات، دکانیں اور اراضی مختلف الجنس ہیں، ان میں تقسیم جمع نہیں ہوگی، (یعنی یہ نہ ہوگا کہ حکم حاکم سے جبراً ایک کو ایک مکان اور دوسرے کو دوسرا مکان دے دیا جائے، بلکہ ان کی تقسیم بطریقۂ تقسیم تفریق ہوگی، جس کا بیان آگے آتا ہے)۔

چوتھی فصل : تقسیم تفریق۔

دفعہ ۱۱۳۹ اگر کسی مال مشترک کی تفریق اور اس کا ٹکڑے ٹکڑے کر دینا کسی شریک کے لیے نقصان دہ نہ ہو تو وہ چیز قابلِ تقسیم سمجھی جائے گی۔ مثلاً ایک کھلی زمین ہے۔ اگر اس کی تقسیم کر دی جائے گی تو اس کے ہر حصہ میں مکان تعمیر ہو سکتا ہے درخت لگائے جا سکتے ہیں، کنوئیں کھودے جا سکتے ہیں۔ اس طرح زمین سے جو منفعت مقصود ہوتی ہے وہ باقی رہ جاتی ہے۔

اسی طرح ایک گھر ہے جس کے دو حصے ہیں ایک مردانہ اور دوسرا زنانہ، اگر اس کو تقسیم کر کے دو مکان قرار دیا جائے تو منفعت مقصود یعنی سکونت و رہائش باقی رہ جاتی ہے اور دونوں شریکدار اپنے اپنے مکان کے مستقل مالک ہو جاتے ہیں۔

اس لیے زمین اور مکان میں شریکدار کی درخواست پر جبری تقسیم قضا جاری ہو جائے گی، یعنی حاکم اسے جبری تقسیم کر دے گا۔

دفعہ ۱۱۴۰ اگر کسی مال مشترک کا جبری طور پر ٹکڑے کر دینا ایک شریک کے لیے مفید اور دوسرے کے لیے مضر ہے یعنی اس سے مقصود نفع فوت ہو جاتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ تقسیم کی درخواست کون کر رہا ہے۔ اگر وہ شریک کر رہا ہے جس کے لیے تقسیم مفید ہے تو حاکم حکماً اس کو تقسیم کر دے گا۔ مثلاً ایک مکان دو اشخاص

کی مشترک ملکیت ہے، ایک کا بہت تھوڑا سا حصّہ ہے کہ الگ کر دیا جائے تو وہ اس میں رہائش نہیں رکھ سکتا اور دوسرا جس کا حصّہ زیادہ ہے، تقسیم کی درخواست کرتا ہے تو حاکم اس کو تقسیم کر دے گا۔

دفعہ ۱۱۴۱ ایسے مال مشترک میں تقسیم قضا جاری نہ ہوگی جس کے ٹکڑے کرنے سے ہر شریکدار کو نقصان پہنچتا ہو۔ مثلاً ایک چکّی ہے، اگر تقسیم کر دی گئی تو کوئی شریک اسے بطور چکّی استعمال نہیں کر سکتا۔ گویا جو نفع مقصود ہے فوت ہو جائے گا۔ تو حاکم کو کسی ایک شریک کی درخواست پر اس کی تقسیم کا اختیار حاصل نہیں، البتّہ دونوں شریک راضی ہوں تو تقسیم ہو سکتی ہے۔

یہی صورت ہے حمام کی، کنوئیں کی، نہر کی، چھوٹے گھر کی۔ دو مکانوں کے مابین مشترک دیوار کی اور ہر اس سامان کی جسے تقسیم کے لیے توڑنے اور کاٹنے کی ضرورت لاحق ہو، مثلاً جانور، زین، گاڑی، جبّہ اور انگوٹھی کا نگینہ، ان میں سے کسی چیز میں تقسیم قضا جاری نہیں ہو سکتی۔

دفعہ ۱۱۴۲ کسی کتاب کے اوراق ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے اور ایک ہی کتاب کی مختلف جلدیں الگ الگ کر کے تقسیم نہیں کی جا سکتی ہیں۔

دفعہ ۱۱۴۳ راستہ اگر دو یا دو سے زیادہ افراد میں مشترک ہو، اور ان شریکداروں کے علاوہ کسی کا مطلقاً کوئی حق اس راستہ پر نہ ہو اور ان شریکوں میں سے ایک نے راستہ کی تقسیم کی درخواست کی ہو، اور دوسرا شریک تقسیم کی مخالفت کرے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر تقسیم کے بعد ہر شریک کے لیے علیحدہ علیحدہ مستقل راستہ رہ جاتا ہے تو اس راستہ کو تقسیم کیا جائے گا، ورنہ نہیں، جبری تقسیم نہیں کی جائے گی۔ راستہ کی جبری تقسیم صرف اسی صورت میں کی جا سکتی ہے جب کہ تقسیم کے بعد ہر شریک کے لیے علیحدہ علیحدہ مستقل راستہ موجود ہو۔

دفعہ ۱۱۴۴ بدرو (پانی باہر نکلنے کی نالی)، بھی راستہ کی طرح ہے۔ اگر ایک شریک نے تقسیم کی درخواست کی اور دوسرے نے اختلاف کیا تو دیکھا جائے گا کہ بعد تقسیم ہر ایک

کے لیے الگ الگ راستہ پانی نکلنے کا رہ جاتا ہے یا نہیں، اگر دوسری جگہ راستہ رہ جاتا ہے تو تقسیم کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

دفعہ ۱۱۴۵ جیسے یہ عمل جائز ہے کہ کوئی شخص اپنی ملکیت راہ کو اس شرط سے فروخت کرے کہ اس کو فروخت کے بعد بھی اس راستہ پر گزرنے کا حق باقی رہے گا، بالکل اسی طرح ایک مشترک راستہ کی تقسیم بھی جائز ہے کہ رقبۂ زمین راستہ ایک شریک کی ملکیت ہو گی اور دوسرے شریک کو اس پر سے گزرنے کا حق حاصل رہے گا۔

دفعہ ۱۱۴۶ کسی مشترک مکان کی تقسیم میں جیسے یہ جائز ہے کہ دونوں حصّوں کے درمیان کی دیوار تقسیم سے خارج کر دی جائے، یہ بھی جائز ہے کہ کسی ایک شریک کی ملکیت قرار دیدی جائے۔

پانچویں فصل :- تقسیم کی کیفیت -

دفعہ ۱۱۴۷ مال مشترک اگر ناپی جانے والی چیز ہے تو پیمانے سے ناپ کر، تولی جانے والی چیز ہے تو تول کر۔ گنی جانے والی چیز ہے تو شمار کر کے اور گز سے ناپنے کے قابل ہے تو گز سے ناپ کر تقسیم کی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۴۸ اگر کھلی ہوئی خالی زمین یا میدان ہے تو بذریعہ پیمائش تقسیم کی جائے گی، اور اس زمین پر جو درخت ہوں یا تعمیر ہو تو ان کی قیمت لگا کر تقسیم ہو گی۔

دفعہ ۱۱۴۹ مکان مشترک کی تقسیم میں اگر ایک حصّہ کی تعمیرات دوسرے حصّہ سے زیادہ قیمتی ہوں تو اس مکان کے صحن اور کھلی زمین سے اس کو برابر کیا جائے گا، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نقد رقم اس کے بدلے میں دی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۵۰ اگر کسی مکان مشترک کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ بالائی منزل ایک شریک کی اور زیریں منزل دوسرے شریک کی، تو دونوں کی قیمت لگا کر باعتبار قیمت تقسیم عمل میں آئے گی۔

دفعہ ۱۱۵۱ اگر کسی مکان مشترک کی تقسیم مقصود ہو تو تقسیم کرنے والے کو چاہیئے کہ اس مکان کا

نقشہ کاغذ پر بنائے اور اس کے صحن اور کھلی اراضی کی پیمائش کرے۔ اس کے بعد سب کی قیمت مقرر کرے، پھر برابر سے حصّے مقرّر کرے اور اس طرح علیحدہ علیحدہ کرے کہ ایک حصّے والے کو دوسرے حصّے سے کوئی سروکار نہ رہے۔ سب کے لیے پانی لینے کا، پانی نکلنے کا اور آنے جانے کے راستے بالکل علیحدہ علیحدہ ہو جائیں، اس کے بعد ہر حصّہ کا نمبر قائم کرے ۱، ۲ اور ۳، اس کے بعد قرعہ ڈالے، جس کا پہلے نام نکلے اس کا حصّہ ۱، جس کا دوسرا نام نکلے اس کا حصّہ ۲ اور جس کا تیسرا نام نکلے اس کا حصّہ ۳، اور اسی طرح اگر زائد شرکاء ہوں تو زائد۔

دفعہ ۱۱۵۲ سرکاری مطالبات، اگر محافظت جان کے لیے ہوں تو ان کی تقسیم افراد پر ہوگی اور اگر محافظت مال کے لیے ہوں تو ان کی تقسیم مقدار ملکیت کے بموجب ہوگی بموجب دفتر توزیع افراد میں عورتیں اور بچے داخل نہیں ہیں۔

چھٹی فصل :- خیارات -

دفعہ ۱۱۵۳ جس طرح معاملۂ بیع میں خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب ہوتے ہیں، اجناس مختلفہ کی تقسیم میں بھی یہ تمام خیارات ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر شرکاء نے بہ تراضی مال تقسیم کر لیا کہ ایک شریک کا حصّہ اتنی مقدار میں گیہوں اور دوسرے کا اس کے بدلے اتنی مقدار میں جَو، یا اتنے راس بکری اور دوسرے کا حصّہ اتنی راس گائے۔ اور ایک شریک نے یہ شرط کر لی کہ اتنے دنوں کے اندر اس کو تقسیم کے قبول کرنے یا ردّ کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ تو مدّت متقرّرہ کی حد تک اسے اختیار حاصل رہے گا۔ یا ایک شریک نے تقسیم شدہ حصّہ کو دیکھا نہیں تو اسے دیکھنے کے بعد قبول کرنے یا تقسیم کے فسخ کر دینے کا اختیار رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے حصّہ میں عیب نکالا تو اسے قبول کرنے یا ردّ کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۱۵۴ خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب، یہ تینوں قسم کے خیارات، اُن اشیاء کی تقسیم میں بھی ہوتے ہیں، جو قیمیات میں سے ہوں اور متحد الجنس ہوں، مثلاً اگر سو بکریاں مشترک ملکیت میں ہوں اور ان کی تقسیم شرکاء کے مابین عمل میں لائی جائے اور کسی شریک نے مقرّرہ ایّام تک کے لیے خیار شرط کر لیا تو اسے اس مقرّرہ مدّت کے اندر اس تقسیم کے قبول کرنے یا ردّ کر دینے کا اختیار حاصل ہو گا۔ اسی طرح اگر ایک شریک نے بکریوں کو دیکھا نہ ہو تو اسے جب دیکھے گا قبول یا ردّ کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔ اور اسی طرح اگر کسی کے حصّے کی بکریوں میں عیب نکلا تو اسے بھی قبول کرنے یا ردّ کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔

دفعہ ۱۱۵۵ خیار شرط اور خیار رویت ایسی اشیاء کی تقسیم میں نہیں ہو گا جو مثلیات میں سے ہوں اور متحد الجنس ہوں، البتہ خیار عیب ان میں بھی ہو گا۔ مثلاً دو اشخاص کی مشترکہ ملکیّت میں گیہوں کا ایک ڈھیر ہو اور وہ اس کی تقسیم اس طرح کریں کہ اوپر کا حصّہ ایک شریک کا اور نیچے کا حصّہ دوسرے شریک کا، تو اس صورت میں دوسرے شریک کو خیار شرط یا خیار رویت تو حاصل نہیں ہو سکتا، لیکن اگر تقسیم کے بعد نچلا حصّہ عیب دار نکلا تو خیار عیب حاصل ہو گا۔ اور شریک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ چاہے تو تقسیم کو قبول کر لے اور چاہے تو اس تقسیم کو ردّ کر دے۔

ساتویں فصل :۔ تقسیم کو فسخ کر دینا اور ختم کر دینا۔

دفعہ ۱۱۵۶ تقسیم کے عمل کو ختم کر دینا تقسیم کو فسخ کر دینا ہے۔

دفعہ ۱۱۵۷ تقسیم کا عمل مکمّل ہو چکنے کے بعد پھر سے مال کو مشترک قرار دینے کا عمل صحیح نہیں ہے۔

دفعہ ۱۱۵۸ تقسیم کے دوران جب اکثر کا قرعہ نکل چکا ہو اور ایک کا باقی ہو۔ اس وقت اگر کوئی ایک شریک چاہے کہ تقسیم نہ کی جائے تو اگر تقسیم رضا ہو گی تو تقسیم سے رجوع ہو سکے گا اور اگر تقسیم قضا ہو گی تو رجوع نہیں ہو سکے گا۔

دفعہ ۱۱۵۹ اگر سارے حصّہ داروں نے اپنی رضامندی سے تقسیم کو ختم کر دیا اور تقسیم ہو چکنے کے

بعد اسے فسخ کر دیا تو ان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ حسب سابق مال کو مشترک کر لیں۔

دفعہ ۱۱۶۰ اگر تقسیم میں کوئی صریح دھوکا ثابت ہو جائے تو اس تقسیم کو فسخ کر کے دوبارہ تقسیم کی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۶۱ اگر ترکہ کی تقسیم کے بعد میّت پر کوئی دین ثابت ہوا تو وارث اپنے اپنے حصّہ کا دین ادا کر دیں ورنہ تقسیم وراثت فسخ کر دی جائے گی۔ البتّہ اگر صاحب دین نے اپنا دین معاف کر دیا یا میّت کے ترکہ اور کوئی مال ابھی تقسیم سے باقی ہے جو قرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہے تو تقسیم فسخ نہیں کی جائے گی۔

آٹھویں فصل :- تقسیم کے احکام۔

دفعہ ۱۱۶۲ تقسیم کے بعد ہر حصّہ دار کو اپنے حصّہ پر مالکانہ اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔ کسی کو اس کے حصّے سے کوئی تعلّق باقی نہیں رہتا۔ اسے اختیار حاصل ہے کہ اپنے حصّہ میں جو چاہے تصرف کرے (باب سوم میں اس کی کیفیت بیان کی گئی ہے)۔

اگر ایک مکان کی تقسیم ہوئی، ایک شریکدار کو تعمیر شدہ حصّہ ملا، اور دوسرے کو صحن حصّہ میں آیا، تو جس کے حصّہ میں صحن آیا ہے اسے اختیار حاصل ہے کہ جس طرح چاہے اس صحن سے مصرف لے، کنویں کھودے، نالیاں بنائے مکان بنائے اور جتنا اونچا چاہے بنائے۔ جس کے حصّہ میں تعمیر شدہ حصّۂ مکان آیا تھا اُسے یہ حق حاصل نہیں کہ اس کو منع کرے، چاہے پُرانے مکان میں ہوا اور دھوپ کے آنے میں رکاوٹ ہی پڑ جائے۔

دفعہ ۱۱۶۳ اراضی کی تقسیم میں اس پر جو درخت ہوں گے وہ بغیر ذکر و تصریح داخل سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح درخت اور ان کے تھالے اراضی کی تقسیم میں داخل ہوں گے۔ ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ یعنی جس کے حصّہ میں درخت اور تنصیبات پائی جائیں گی وہی حصّہ دار اُن کا مالک ہوگا۔ چاہے وہ بجمیع حقوق تقسیم نامہ میں لکھا جائے یا نہ لکھا جائے، یا تصریحات کی جائیں، نہ کی جائیں۔

دفعہ ۱۱۶۴ پھل یا کھڑی فصل اراضی کی یا کھیتوں کی تقسیم میں بغیر تصریح کے داخل نہ ہوگی بلکہ حسب سابق مشترک ملکیت باقی رہ جائے گی۔ چاہے عام تعبیر کے بموجب بجمیع حقوق لکھ دیا گیا ہو یا نہ لکھا گیا ہو۔

دفعہ ۱۱۶۵ راستہ کا حق اور پانی نکلنے کا حق جو تقسیم ہو جانے والی جائیداد کو قریب کی زمین پر حاصل ہے، یہ حق بہر صورت داخل تقسیم ہوگا، یعنی جس کے حصّے میں یہ حق واقع ہوگا، اسی حصّہ کے حصّہ دار کو حاصل ہوگا چاہے تقسیم کے وقت "باجمیع حقوق" کہا ہو یا نہ کہا ہو۔

دفعہ ۱۱۶۶ اگر تقسیم کے وقت یہ شرط کر لی جائے کہ ایک حصّہ میں آنے جانے کی راہ اور اس سے پانی نکلنے کی راہ دوسرے کے حصّہ میں واقع زمین پر ہوگی تو ایسی شرط معتبر ہوگی۔

دفعہ ۱۱۶۷ اگر ایک حصّہ کا راستہ دوسرے حصّہ میں واقع ہو اور تقسیم کے وقت اس کے علیٰ حالہٖ قائم رہنے کی شرط بھی نہ کر لی گئی ہو تو دیکھا جائے گا کہ راستہ کسی اور طرف سے بھی ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر ہو سکتا ہے تو راستہ بدل دیا جائے گا۔ چاہے تقسیم کے وقت باجمیع حقوق کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ اور اگر دوسری طرف راستہ بدلنا ممکن نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ باجمیع حقوق کہا تھا یا نہیں، اگر کہا تھا تو راستہ علیٰ حالہٖ قائم رہے گا اور اگر نہیں کہا تھا تو تقسیم ہی فسخ کر دی جائے گی۔

پانی کے نکالنے کی راہ بھی بعینہٖ اسی حکم میں ہے جو راستہ کا ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۱۶۸ کسی گھر کے دو مالک ہوں، اور اسی گھر میں سے ہو کر کسی دوسرے گھر کا راستہ ہو، اگر مشترک گھر کے شرکاء تقسیم کرنا چاہیں تو دوسرے گھر والے شخص کو اس تقسیم میں حائل ہونے کا حق حاصل نہیں ہے۔ البتہ یہ دونوں شریک تقسیم کے وقت اُس دوسرے گھر کی راہ کو علیٰ حالہٖ چھوڑ دیں گے۔

اگر اس مشترک گھر کو فروخت کیا جائے گا اور تینوں اس پر متفق ہوں تو دیکھا جائے گا کہ یہ راستہ تینوں کے مابین مشترک ہے تو راستہ کی قیمت بھی تینوں میں بحصّہ مساوی

تقسیم ہو گی اور اگر رقبۂ زمین تو گھر کے دونوں مالکوں کی ملکیت ہو، اور دوسرے گھر والے کو صرف راستہ پر گزرنے کا حق حاصل ہو تو ہر ایک کو اس کا حق ملے گا۔

اسی طرح اگر کسی خالی زمین پر کسی کو گزرنے کا حق حاصل ہو تو اس کی قیمت اس حق سے خالی کر کے لگائی جائے گی، زمین کے دونوں حصوں کے مابین جو فصل ہو گا وہ اسے ملے گا جسے اس زمین پر سے گزرنے کا حق تھا، اور باقی دونوں حصے دونوں شرکاء کو ملیں گے۔

بدرو (پانی نکلنے کی راہ) بھی بعینہ راستے کے حکم میں ہے۔ کسی مشترک گھر کی تقسیم کرتے ہوئے بدرو کو علیٰ حالہ چھوڑ دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۱۶۹ اگر کسی مکان کے صحن میں کسی دوسرے شخص کی ایک کوٹھری ہو، اور کوٹھری والا اس صحن سے گزر کر اپنی کوٹھری میں جاتا ہو تو جب مکان کے مالکان مکان کو تقسیم کرنا چاہیں گے کوٹھری والے کو اس کے روکنے کا کوئی حق نہ ہو گا لیکن مکان کے مالکوں کو کوٹھری کے دروازے کی چوڑائی کے برابر ایک راستہ اس کے لیے چھوڑنا پڑے گا۔

دفعہ ۱۱۷۰ ایک مکان دو مالکوں کے مابین تقسیم کیا گیا۔ دونوں کے مابین ایک دیوار مشترک رہی اور اسی دیوار پر ایک حصہ والے کی شہتیروں کے سرے ہیں، دوسرے سرے اُس کے اپنے حصے کی دیوار پر ہیں تو اس صورت میں اگر تقسیم میں شہتیروں کے اٹھا لینے کی شرط ہو گی تو اسے اُٹھا لینا پڑے گا ورنہ نہیں۔

اسی طرح اگر تقسیم کے بعد ایک حصہ والے کی دیوار پر دوسرے حصہ والے کی شہتیریں ہوں اور تقسیم میں یہ طے پا گیا کہ شہتیریں دوسرے حصہ دار کی ہیں تو اس صورت میں بھی وہی حکم ہو گا کہ اگر شرط شہتیروں کے اُٹھا لینے کی ہو گی تو اٹھائی جائیں گی ورنہ نہیں۔

دفعہ ۱۱۷۱ اگر تقسیم کے بعد ایک حصہ کے درختوں کی ڈالیاں دوسرے حصے پر لٹک رہی ہوں تو اگر تقسیم میں شرط نہ کی گئی ہو کہ انہیں کاٹ دیا جائے گا تو وہ علیٰ حالہ رہیں گی۔

ورنہ شرط کی گئی ہو تو کاٹ دی جائیں گی۔

دفعہ ۱۱۷۲ اگر ایک مشترک مکان کی تقسیم ہوئی، اور اس مکان کو کسی راستہ خاص میں حق مرور حاصل تھا تو ہر حصہ دار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اپنے اپنے حصے سے اس راستہ خاص میں دروازہ یا کھڑکی کھول لے۔ اُس راستہ خاص کے دوسرے شریکوں کو اس پر اعتراض کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۱۷۳ اگر کسی حصہ دار نے ملک مشترک میں دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر کوئی تعمیر کر لی ہے۔ اور اس کے بعد تقسیم عمل میں آئی تو اگر وہ تعمیر کنندہ کے حصہ میں پڑ گئی تب تو ٹھیک ہے۔ اور اگر کسی دوسرے کے حصہ میں پڑ گئی تو وہ تعمیر کنندہ کو مجبور کرے گا کہ وہ اپنی تعمیر کو منہدم کر کے جگہ خالی کر دے۔

نویں فصل :۔ مہایاۃ (استفادہ و انتفاع کی تقسیم)۔

دفعہ ۱۱۷۴ مہایاۃ کسی چیز سے نفع اٹھانے کی تقسیم کو کہتے ہیں۔

(مثلاً ایک مشترک اراضی کے دو مالکوں نے زمین کو تقسیم کرنے کی بجائے اس سے استفادہ کو اس طرح تقسیم کر لیا کہ ایک سال اس زمین میں فصل ایک شریک لگائے گا اور ساری فصل وہی اٹھائے گا۔ اور دوسرے سال دوسرا شریک فصل لگائے گا اور ساری فصل وہی اٹھائے گا۔ پھر تیسرے سال پہلا شریک اور چوتھے سال دوسرا شریک۔ تو اس تقسیم منفعت کو اصطلاحاً مہایاۃ کہتے ہیں)۔ (مترجم)

دفعہ ۱۱۷۵ مثلیات میں تقسیم مہایاۃ جاری نہیں ہوتی بلکہ قیمیات میں ہوتی ہے تاکہ اصل ملکیت مشترک کو بعینہ قائم رکھ کر اس سے انتفاع ممکن ہو سکے۔

دفعہ ۱۱۷۶ مہایاۃ کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ مہایاۃ زمانی، اور مہایاۃ مکانی۔

مہایاۃ زمانی :۔ مثلاً ایک زمین مشترک ہے اور اس کے دونوں شریک باری باری سے ایک ایک سال اس پوری زمین پر کاشت کریں۔ ایک مکان مشترک ہے اور اس

کے دونوں شریک اس پورے مکان میں ایک ایک سال یا ایک ایک ماہ باری باری سے رہا کریں۔

مہایاۃ مکانی۔ مثلاً زمین کے نصف حصہ میں ایک شریک کاشت کرے اور دوسرے میں دوسرا، یا مکان کے ایک حصّہ میں ایک شریک رہے اور دوسرے حصّہ میں دوسرا۔ یا دو مکان مشترک ہوں تو ایک میں ایک شریک رہے اور دوسرے میں دوسرا۔

دفعہ ۱۱۷۷ مشترک جانور میں جیسے یہ جائز ہے کہ دونوں شرکا باری باری سے اُسے استعمال کریں، یہ بھی جائز ہے کہ اگر دو جانور مشترک ہوں تو ایک ایک جانور سے ہر شریک انتفاع کرے۔

دفعہ ۱۱۷۸ مہایاۃ زمانی ایک قسم کا تبادلہ ہے کسی ایک شریک کا اپنی باری میں انتفاع دوسری باری میں اپنے حق انتفاع سے تبادلہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے مہایاۃ زمانی میں وقت اور مدت کی تعیین لازمی ہوگی، مثلاً اتنے دن، اتنے ماہ یا اتنے سال۔

دفعہ ۱۱۷۹ مہایاۃ مکانی ایک حصّہ کا دوسرے سے علیحدہ کر دینا ہے۔ ایک مشترک مکان میں جب ایک حصّہ ایک شریک کے استعمال میں آتا ہے اور دوسرا حصّہ دوسرے شریک کے استعمال میں تو سارے مکان میں جو ان دو شریکوں کا حصّہ پھیلا ہوا تھا وہ ایک ایک حصّہ میں مجتمع ہو کر علیحدہ علیحدہ ہو جاتا ہے، اس لیے مہایاۃ مکانی میں مدت یا وقت کی تعیین یا اس کا ذکر ضروری نہیں ہے۔

دفعہ ۱۱۸۰ مہایاۃ زمانی میں یہ متعیّن کرنے کے لیے کہ ابتدا کس شریک کے انتفاع سے ہوگی اور مہایاۃ مکانی میں یہ متعین کرنے کے لیے کہ کون سا حصہ کس شریک کے استعمال میں رہے گا قرعہ اندازی کر لینی چاہیئے۔

دفعہ ۱۱۸۱ اگر مال مشترک متعدد اشیاء ہوں اور ایک شریک مہایاۃ کی درخواست کرے اور دوسرا شریک نہ چاہے تو دیکھا جائے گا کہ ان سے انتفاع کی نوعیت یکساں ہے یا مختلف، اگر انتفاع کی نوعیت یکساں ہے تو مہایاۃ جبراً کر دی جائے گی، اور اگر انتفاع کی نوعیت مختلف ہے تو جبراً مہایاۃ نہیں ہوگی۔ البتہ باہمی رضامندی سے مہایاۃ

ہو سکے گی۔ مثلاً دو شریکوں کی مشترکہ ملکیت میں دو مکان ہیں۔ ایک نے مہایاۃ کی درخواست کی اور دوسرے نے مخالفت کی۔ یا دو شریکوں کے مابین دو جانور مشترک ہیں اور ایک نے مہایاۃ کی درخواست کی اور دوسرے شریک نے مخالفت کی تو ان صورتوں میں مہایاۃ جبری ہو گی۔

لیکن اگر ایک شریکدار نے مہایاۃ کی درخواست کی کہ ایک مکان اور ایک حمام مشترک ہے، ایک کو مکان میں رہنے کا اور دوسرے کو حمام کے کرایہ پر لگانے کا حق دیدیا جائے، یا ایک شریک کو مکان میں رہنے کا اور دوسرے شریک کو زمین پر کاشت کرنے کا حق دے دیا جائے تو ایسی صورتوں میں مہایاۃ جبراً نہیں ہو گی، بلکہ باہمی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔

دفعہ ۱۱۸۲ اگر ایسے مال مشترک کا کوئی حصّہ دار جو مال قابلِ تقسیم نہ ہو، مہایاۃ کا مطالبہ کرے اور دوسرا تقسیم کا مطالبہ پیش کر دے تو تقسیم کا مطالبہ منظور کر لیا جائے گا۔ اور اگر ایک نے مہایاۃ کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے مخالفت کی، لیکن کسی نے تقسیم کا مطالبہ نہیں کیا تو مہایاۃ کا مطالبہ منظور کیا جائے گا اور جبراً مہایاۃ کر دی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۸۳ اگر مال ناقابلِ تقسیم کا کوئی شریک مہایاۃ کا مطالبہ کرے اور دوسرا اس کی مخالفت کرے تو جبراً مہایاۃ کر دی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۸۴ ایسی جائیداد مشترکہ جس سے بہ ادائے اجرت عوام استفادہ کرتے ہوں مثلاً چکّی، قہوہ خانہ اور حمام، ان جائیدادوں کو کرایہ پر دے دیا جائے گا اور کرایہ کی رقم مالکان حصّہ میں حسب حصّہ رسدی تقسیم کر دی جائے گی۔ اگر حصّہ داروں میں سے کوئی حصّہ دار کرایہ پر لگانے کی مخالفت کرے گا تو جبراً مہایاۃ قائم کر دی جائے گی، اور اگر ایک کی باری میں آمدنی زیادہ ہوئی اور دوسرے کی باری میں کم ہوئی تو زائد آمدنی حصّہ داروں میں تقسیم کر کے حصّہ رسدی مکمل کر دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۱۸۵ مہایاۃ زمانی ہو یا مکانی، مہایاۃ کے بعد ہر حصّہ دار کو اپنی باری میں یا جو قطعہ اس کے حصّہ میں پڑا ہو۔ اس کو مستقلاً استعمال کا حق حاصل ہے اور یہ بھی حق حاصل ہے

کہ اُسے وہ کسی کو کرایہ پہ دیدے، اور جو کرایہ وصول ہو اس کو بلا شرکت غیرے استعمال کرے۔

دفعہ ۱۱۸۶ جب انتفاع کی بنیاد پہ مہایاۃ ہو چکی ہو، اور پہلی باری والے نے اپنی باری کی ابتدا کر دی ہو تو، اگر اُس نے اُس جائیداد کو کرایہ پہ دے دیا، تو جو کرایہ اس کی باری کا ہو گا وہ اسی کا ہوگا۔ اور دوسرے کی باری کا کرایہ دوسرے کا ہوگا۔ اگر ایک باری میں کرایہ زیادہ اور دوسری میں کم تو کرایہ میں ایک دوسرے کا اشتراک نہ ہوگا۔ لیکن اگر مہایاۃ کی بنیاد آمدنی ہو گی تو آمدنی برابر تقسیم کی جائے گی۔ مثلاً اگر مہایاۃ بایں طور ہوئی کہ مکان مشترک کا ایک ماہ کا کرایہ ایک کا اور دوسرے مہینے کا دوسرے کا اور کرایہ کبھی کم ہوا اور کبھی زیادہ تو رقم کرایہ مشترک ہو گی۔ لیکن اگر بنیاد یہ ہو کہ دو مکانوں میں سے ایک حصہ دار ایک مکان سے انتفاع کرے اور دوسرا دوسرے مکان سے، اب دونوں نے اپنے اپنے حصے کا مکان کرایہ پر دے دیا۔ ایک کو کرایہ زیادہ ملا اور دوسرے کو کم۔ تو جس کو جس قدر ملا وہ اسی کا ہے۔ اس میں اشتراک نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۱۸۷ مہایاۃ انتفاع میں ہوتی ہے، عین شئے میں نہیں ہوتی۔ اس لیے مشترک درختوں میں اس طرح مہایاۃ نہیں ہو سکتی کہ دس درختوں کے پھل ایک شریک کے ہوں گے اور دس کے دوسرے شریک کے، یا اس ریوڑ کا دودھ اور اُون ایک شریک کا ہوگا اور اُس ریوڑ کا دوسرے شریک کا۔

دفعہ ۱۱۸۸ اگرچہ شرکاء کی باہمی رضامندی سے مہایاۃ کا فسخ کر دینا جائز ہے لیکن اگر کسی شریک نے اپنی باری میں جائیداد کو کرایہ پہ دے دیا تو مدت کرایہ ختم ہونے سے پہلے مہایاۃ فسخ نہیں ہو سکتی۔

دفعہ ۱۱۸۹ جو مہایاۃ حاکم کے حکم سے ہوئی ہو، اُسے ایک شریک بغیر رضامندی دیگر شرکاء اگرچہ فسخ نہیں کر سکتا۔ لیکن سارے شرکاء کو باہمی رضامندی سے حاکم کی قائم کی ہوئی مہایاۃ کو بھی فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہے۔

دفعہ ۱۱۹۰ اگر ایک شریک اپنا حصّہ فروخت کر دینا چاہتا ہے یا جائیداد کو تقسیم کر لینا چاہتا ہے تو اسے مہایاۃ کو فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن وہ صرف اس مقصد سے فسخ نہیں کر سکتا کہ جائیداد کو اپنی ماسبق کی کیفیت پر واپس لے آئے۔ اس ارادے میں حاکم اس کی امداد نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۱۱۹۱ کسی ایک شریک کی یا سارے شرکاء کی موت سے مہایاۃ باطل نہیں ہوتی ہے۔

باب سوم

دیواروں اور ہمسایوں سے متعلّقہ مسائل

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ احکام املاک کے بعض قواعد۔

دفعہ ۱۱۹۲ ہر شخص کو اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن جب کسی دوسرے شخص کا کوئی حق اس ملک سے متعلق ہو گا تو مالک کے من مانے تصرف میں حائل ہو جائے گا۔ مثلاً ایک مکان کا تحتانی حصہ ایک شخص کا ہے اور فوقانی دوسرے شخص کا۔ تو فوقانی حصہ والے کا حق قرار یعنی تعمیر کے باقی رہنے کا حق تحتانی حصہ والے سے متعلق ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح تحتانی حصہ والے کا پانی اور دھوپ سے محفوظ رہنے کا حق فوقانی حصّہ سے متعلق ہو جاتا ہے۔ اب اس صورت میں دونوں اشخاص میں سے کسی کو دوسرے کی اجازت کے بغیر اپنی ملکیت میں کسی ایسے تصرف کا حق باقی نہیں رہتا جو دوسرے کے حق میں مضر ہو۔ اور نہ یہ حق باقی رہتا ہے کہ اپنی ملکیت کو مسمار و منہدم کر دے۔

دفعہ ۱۱۹۳ اگر فوقانی منزل اور تحتانی منزل کا باہر نکلنے کا دروازہ ایک ہی ہو تو دونوں اسے مشترکہ استعمال کریں گے کسی کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ دوسرے کو آنے جانے سے روک دے۔

دفعہ ۱۱۹۴ جو شخص کسی مکان کا مالک ہوتا ہے وہ اس کے زیر زمین اور بالائے سقف کا بھی مالک ہوتا ہے یعنی اسے اختیار حاصل ہوتا ہے کہ جس طرح چاہے صحن زمین کو استعمال کرے اور جس طرح چاہے اوپر کی کھلی چھت کو کام میں لائے۔ اسے زمین پر تعمیر، کنویں کھودنے، مخزن بنانے اور گڑھا بنانے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۱۹۵ اگر کوئی شخص اپنے مکان میں کوئی کمرہ بنائے تو اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہمسایہ کے گھر میں اپنا بادکش لگادے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بادکش کا اتنا حصّہ جو ہمسایہ کے گھر کی فضا میں ہوگا، کاٹ دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۱۹۶ اگر کسی کے گھر یا باغیچے کے درختوں کی ڈالیاں ہمسایہ کے گھر میں پھیل گئی ہوں اور ہمسایہ کے گھر میں ہوا کی راہ ان کی وجہ سے مسدود ہوگئی ہو تو ہمسایہ کو حق حاصل ہوگا کہ ہوا کا راستہ کھولنے کے لیے درختوں کے مالک کو شاخوں کے باندھنے یا کاٹ دینے پر مجبور کرے۔ لیکن اگر ہمسایہ شاخوں کے پھیلنے کو اپنی فصل کے لیے یا پودوں کے لیے مضر بتائے تو اس بنا پر یہ شاخیں کاٹی نہیں جاسکتی ہیں۔

دفعہ ۱۱۹۷ کسی شخص کو اس کی ملکیت میں تصرف سے اس وقت تک روکا نہیں جاسکتا جب تک کہ اس کا کسی شخص کو واضح نقصان نہ پہنچ رہا ہو (دوسری فصل میں اس کی تفصیلات کا ذکر آتا ہے)۔

دوسری فصل :۔ حق معاملات ہمسایہ۔

دفعہ ۱۱۹۸ ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنی دیوار پر جو چاہے رکھے اور جو کچھ چاہے بنائے۔ ہمسایہ کو جب تک کوئی شدید نقصان نہ پہنچے اس کے روکنے اور منع کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

دفعہ ۱۱۹۹ اور ضرر شدید ہر وہ عمل ہے جس سے مکان سے انتفاع مقصود ہو مثلاً رہائش میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔ یا تعمیر کو نقصان پہنچتا ہو۔ مثلاً دیوار کمزور ہوتی ہو، مکان کے منہدم ہوجانے کا خطرہ ہو۔

دفعہ ۱۲۰۰ ضرر شدید چاہے کسی وجہ سے ہو، اسے دفع کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کسی کے گھر سے متصل کسی نے لوہاری کی دکان قائم کر دی یا چکی لگالی، تو لوہار کے ہتھوڑے کی دھمک سے یا چکی کی حرکت سے مکان کی دیواروں کو نقصان شدید (ضرر شدید) پہنچنے کا اندیشہ ہے، یا کسی نے آوا لگا دیا یا کولھو لگا لیا تو آوا کے دھوئیں

اور کولھو کی بدبو سے اس مکان میں رہائش ناممکن ہو جائے گی، یہ سب ضرر شدید ہیں، ضرر شدید چاہے کسی وجہ سے ہو اس کا دفعیہ کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی شخص کی خالی زمین کسی مکان کے متصل واقع ہو اور وہ اپنی زمین میں نہر کھود ڈالے جس سے پانی پن چکی پر جاتا ہو اور مکان کی دیوار کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہو۔ یا کسی نے ہمسایہ کی دیوار سے متصل مزبلہ قائم کر دیا۔ اس میں گندہ پانی اور گندگی جمع ہو کر ہمسایہ کی دیوار کو نقصان پہنچا رہی ہو تو اس پر لازم ہوگا کہ اس ضرر شدید کا دفعیہ کرے۔ اسی طرح اگر کسی نے ہمسایے کے گھر کے قریب کھلیان قائم کر دیا ہو جہاں سے گرد و غبار اُڑ کر ہمسایہ کو تکلیف دیتا ہو، اس حد تک کہ ہمسایہ کے لیے گھر میں رہنا مشکل ہو جائے تو یہ ضرر شدید ہے۔ ہمسایہ کو حق حاصل ہوگا کہ اس تکلیف کے دفع کرنے پر اسے مجبور کرے۔

اسی طرح اگر کسی نے کسی کی کھلیان کے سامنے اونچی دیوار قائم کر دی کہ کھلیان میں ہوا نہ آسکے تو یہ ضرر شدید ہے۔ وہ مجبور کر سکتا ہے کہ اس کا دفعیہ کرے۔ اگر کسی نے کپڑے کے بازار میں باورچی کی دکان لگا دی اور اس کا دھواں بزازوں کے مال کو خراب کر رہا ہے تو یہ ضرر شدید ہے، اسی طرح اگر کسی کی زمین دوز نالی پھٹ گئی اور ہمسایہ کے گھر میں پانی جا رہا ہے تو یہ ضرر شدید ہے۔ ہمسایہ کو حق حاصل ہے کہ اسے نالی کے درست کرنے پر مجبور کرے۔

دفعہ ۱۲۰۱ ایسی چیزوں میں رکاوٹ پیدا ہونا جو درحقیقت اصلی ضروریات میں داخل نہیں ہیں ضرر شدید نہیں ہوتا ہے مثلاً ہوا رکتی ہو، مکان کا منظر خراب ہوتا ہو یا دھوپ نہ آسکے۔ لیکن روشنی کا بالکلیہ مسدود ہو جانا ضرر شدید ہے۔ اس لیے اگر کسی نے دیوار بنائی اور ہمسایہ کا دریچہ اس کی وجہ سے بند ہو گیا۔ روشنی اس حد تک بند ہو گئی کہ وہ پڑھ لکھ نہ سکتا ہو۔ اندھیرا ہو گیا ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ اس ضرر شدید کو دفع کرنے پر مجبور کرے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے گھر میں دریچہ بند ہو گیا تو کیا ہوا، دروازے سے روشنی آتی ہے۔ کیونکہ دروازے کو برف باری اور

دوسرے وجوہ کی بنا پر بند کر دینا پڑتا ہے البتہ اگر اس گھر کے اور دریچے بھی ہوں اور صرف ایک بند ہو گیا ہو تو اسے ضرر شدید نہیں قرار دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲۰۲ ایسے مقامات کا دکھائی دینا جہاں عام طور سے عورتیں ہوا کرتی ہیں مثلاً کسی گھر کا صحن، باورچی خانہ، کنواں وغیرہ، ضرر شدید شمار ہوگا۔ اگر کسی نے اپنے گھر میں دریچہ لگایا یا نیا مکان بنایا اور اس میں ایسا دریچہ رکھا جو ہمسایہ کے گھر میں کھلتا ہے یا ایسے راستہ میں کھلتا ہے جس کے سامنے ہی دوسرے کے گھر کا وہ حصّہ پڑتا ہے جو عورتوں کے ہونے کے مقامات ہیں تو اس شخص کو مجبور کیا جائے گا اس ضرر کو دفع کرے اور کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ ہمسایے کے گھر بے پردگی نہ ہونے پائے۔ آگے دیوار بنائے یا اوٹ قائم کرے، لیکن اسے دریچے کے بالکل بند کر دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر درخت کی ڈالیوں سے ایک اوٹ لگا دیا، اور اس کے اندر سے مکان کا اندرونی حصّہ دکھائی دیتا ہو تو اسے بے پردگی کو دفع کرنے کے لیے مجبور کیا جائے گا، لیکن اس کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہاں پر دیوار بنائے یا اس اوٹ کو اکھیڑ ڈالے۔ (دیکھئے دفعہ ۲۲)۔

دفعہ ۱۲۰۳ اگر کسی گھر کا دریچہ قد آدم سے اوپر ہو تو ہمسایہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے دریچہ بند کرنے کو کہے اور یہ اندیشہ ظاہر کرے کہ وہ سیڑھی لگا کر اس پر چڑھ کر دیکھے گا تو اس کے گھر کا زنانہ حصّہ نظر آئے گا (دیکھئے دفعہ ۴۷)۔

دفعہ ۱۲۰۴ باغیچہ مکان کا زنانہ حصّہ نہیں سمجھا جاتا۔ اگر کسی کے گھر سے مکان کا زنانہ حصّہ تو نہیں دکھائی دیتا مگر باغیچہ دکھائی دیتا ہے تو باغیچہ کا مالک اس کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس باغیچہ میں اس کی عورتیں آتی رہتی ہیں اس لیے وہ اس بے پردگی کا سدّباب کرے۔

دفعہ ۱۲۰۵ اگر کسی کے اپنے خانہ باغ میں کوئی پھلدار درخت ہو، اور اس درخت پر چڑھنے سے ہمسایہ کے گھر کا زنانہ حصّہ دکھائی دیتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ جب درخت پر

چڑھنا چاہے تو عورتوں کو مطلع کر دے کہ وہ چھُپ جائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو حاکم کو اختیار رہے کہ بغیر اطلاع درخت پر چڑھنے سے اس کو روک دے۔

دفعہ ۱۲۰۶ اگر دو اشخاص نے ایک مشترک گھر کو تقسیم کیا اور اب یہ صورت ہوگئی کہ ایک کے حصّہ سے دوسرے کے حصّہ کا زنانہ حصّہ دکھائی دیتا ہے تو ان دونوں کو حکم دیا جائے گا کہ دونوں مل کر ایک مشترک اوٹ بنالیں۔

دفعہ ۱۲۰۷ ایک شخص اپنی ملکیت پر بہ طریقۂ مشروع متصرف ہے۔ ایک شخص آیا اور اس نے قریب میں ایک جدید تعمیر کی، اگر یہ جدید شخص متضرر ہو تو وہ خود ہی ضرر کا دفعیہ بھی کرے۔

مثلاً قدیم مکان میں ایک دریچہ ہے جس سے اس جدید مکان کا زنانہ حصّہ بے پردہ ہوتا ہے، تو جدید مکان کا مالک خود ہی اس ضرر کا دفعیہ کرے گا۔ اسے یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ قدیم مکان والے کے خلاف دعویٰ کرے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک لوہاری کی دکان کے قریب کھلی زمین پر مکان بنالیا یا کسی نے ایک کھلیان کے قریب مکان تعمیر کر لیا تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ لوہا کوٹنے سے میرے مکان کی دیوار کمزور ہو جائے گی، یا کھلیان میں غلّہ چھاننے سے جو گرد و غبار اُڑے گی، اس سے میرے لیے رہائش ناممکن ہو جائے گی۔ اس لیے کھلیان کا مالک غلّہ نہ چھانے، یا لوہار لوہا نہ کوٹے۔

دفعہ ۱۲۰۸ اگر کسی مکان کی کھڑکیاں ایک میدان میں کھلتی تھیں، اور اس مکان میں آگ لگ کر یہ مکان خراب ہو گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے متصلہ میدان میں گھر بنالیا۔ پھر جب قدیم مکان والے نے اپنے خراب شدہ مکان کو دوبارہ اسی طرح کا تعمیر کیا تو اس کی کھڑکیوں سے جدید مکان کے زنانہ حصّے بے پردہ ہو گئے اس صورت میں جدید مکان والے کو خود ہی اس ضرر کا دفعیہ کرنا ہو گا۔ قدیم مکان والے کو مجبور نہیں کر سکتا کہ بے پردگی کا سدِّباب کرے۔

دفعہ ۱۲۰۹ ایک شخص نے اپنے مکان میں کھڑکیاں بنائیں، ہمسایہ کی ایک بلند دیوار کھڑکیوں

سے اس کے گھر کی بے پردگی کو روک رہی تھی ۔ اب ہمسایے نے اس دیوار کو منہدم کر دیا تو اس کے گھر کا زنانہ حصّہ بے پردہ ہو گیا، تو اسے یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ جدید بنانے والے کو کھڑکیاں بند کر دینے کے لیے کہے، صرف اس لیے کہ وہ کھڑکیاں جدید ہیں، بلکہ خود اس کو اپنے ضرر کے دفعیہ کا نظم کرنا پڑے گا۔

دفعہ ۱۲۱۰ ایک مشترک دیوار کے دو شریکداروں میں سے کسی کو اس دیوار کے اوپر کچھ بنانے یا چڑھنے کا حق بغیر اجازت شریکدار حاصل نہیں ہے، چاہے اس سے کوئی ضرر ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو، لیکن اس دیوار کی دوسری جانب صحن میں اگر وہ کوئی کمرہ بنانا چاہیے تو اس دیوار پر اپنی شہتیر رکھنے کا اُسے حق حاصل ہے ۔ لیکن اسی قدر شہتیر اس دیوار پر رکھ سکتا ہے جتنی شہتیریں رکھنے کی گنجائش دوسرے شریک دار کے لیے بھی باقی رہ جائے ۔ مثلاً اگر اس دیوار پر بیس شہتیریں رکھی جا سکتی ہیں تو دس ایک شریک رکھ سکتا ہے ۔ اگر اس سے زائد رکھے گا تو دوسرے شریک کو اس سے روکنے کا حق حاصل ہے ۔

دفعہ ۱۲۱۱ مشترک دیوار پر رکھی ہوئی شہتیروں کو اُوپر کرنے یا دائیں بائیں ہٹانے کا حق حاصل نہیں ہے ۔ البتہ اگر شہتیر بہت اونچی ہوں تو نیچی کر سکتا ہے ۔

دفعہ ۱۲۱۲ کسی شخص کا کنواں ہو اور اس میں میٹھا پانی ہو، اگر اس کا ہمسایہ کنوئیں کے قریب کھاری پانی کا حوض یا نالی بنانا چاہے اور اس سے کنوئیں کے پانی کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس ضرر کا دفعیہ ضروری ہے ۔ اگر اس کا دفعیہ حوض یا نالی کے ختم کیے بغیر نہیں ہو سکتا تو انہیں ختم کر دیا اور بھر دیا جائے گا ۔ اسی طرح اگر میٹھے پانی کی نالی کے قریب کسی نے کھاری پانی کا جوہڑ بنا دیا، یا نالی بنا دی، اور اس سے میٹھا پانی خراب ہو گیا تو اس ضرر کو دفع کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر یہ ممکن نہ ہوا تو جوہڑ بھر دیا جائے گا اور کھاری پانی کی نالی بند کر دی جائے گی ۔

تیسری فصل :۔ راستہ ۔

دفعہ ۱۲۱۳ اگر راستہ کے دونوں طرف ایک ہی شخص کے دو مکان ہوں اور وہ چاہے کہ ان کے مابین پُل بنادے تو اسے بنانے سے روک دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ بنا چکا ہے تو اسے توڑا نہ جائے گا۔ بشرطیکہ وہ پُل عوام کے اس راستہ پر چلنے میں تکلیف دہ نہ ہو، لیکن بہرصورت اس پر ٹھہرنے یا اس سے راہ عام پر جھانکنے کا حق کسی کو حاصل نہ ہو گا۔ راہ عام پر بنایا ہوا پُل اگر منہدم ہو جائے اور اس کا مالک اگر پھر بنانا چاہے تو اُسے روک دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲۱۴ راہ عام پر جو چیز بھی راہ چلنے والوں کے لیے تکلیف دہ ہو، چاہے وہ قدیم ہو اسے رفع کر دیا جائے گا جیسے راہ تنگ کر دینے والی کھڑکی، سیڑھی وغیرہ۔

دفعہ ۱۲۱۵ اگر کوئی شخص بغرض تعمیر راہ عام پر مٹی جمع کرنا چاہے تو اگر گزرنے والوں کے لیے رکاوٹ نہ ہو تو راہ کے ایک طرف ڈال سکتا ہے اور اسے لازم ہے کہ جلد از جلد کام میں لا کر راستہ کو صاف کر دے۔

دفعہ ۱۲۱۶ ضرورت پڑنے پر کسی کی ملکیت کو بحکم سرکاری لے کر راستہ میں شامل کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی ملکیت کا قیمت ادا کیے بغیر لینا جائز نہیں ہے (دیکھئے دفعہ ۲۱۵-۲۶۲)۔

دفعہ ۱۲۱۷ راہ عام کے کنارے پر جو سرکاری زمین خالی ہو اس کی مناسب قیمت ادا کر کے کوئی شخص لے سکتا ہے، اور اپنے مکان میں شامل کر سکتا ہے بشرطیکہ ایسا کرنے سے عام گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

دفعہ ۱۲۱۸ راہ عام پر جدید دروازہ کھولنا ہر شخص کے لیے جائز ہے۔

دفعہ ۱۲۱۹ راستہ اگر خاص ہو تو جسے اس راستہ پر گزرنے کا حق حاصل نہیں اسے اس راستہ پر دروازہ کھولنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔

دفعہ ۱۲۲۰ ایک خاص راستہ کی حیثیت اس پر گزرنے والوں کے مابین ایک ملک مشترک کی ہے۔ کسی کو اس راستہ میں کوئی نئی بات پیدا کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ چاہے وہ بات ضرر رساں ہو یا نہ ہو، البتہ سب شریکوں کی اجازت سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۲۲۱ خاص راستہ کے شرکاء میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنے جدید تعمیر شدہ مکان

کا پرنالہ دوسرے تمام شریکوں کی اجازت کے بغیر خاص راستہ پر گرائے۔

دفعہ ۱۲۲۲ اگر کسی نے خاص راستہ پر اپنا دروازہ بند کر دیا تو اس سے اس کا وہ حق جو راستہ پر ہے ساقط نہیں ہو جائے گا اس کے لیے یا اگر وہ فروخت کر دے تو خریدار کے لیے پھر سے اس دروازے کا کھول لینا جائز ہے۔

دفعہ ۱۲۲۳ راہ عام پر چلنے والوں کو بھیڑ کے وقت راہ خاص میں چلے جانے کا حق حاصل ہے اگر راہ خاص کے سارے شرکا متفق ہو کر بھی یہ چاہیں کہ اس راستہ کو فروخت کر دیں، باہم تقسیم کر لیں یا اس کا منہ بند کر دیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

چوتھی فصل :۔ حق مرور، گزرگاہ آب، بدرو۔

دفعہ ۱۲۲۴ آدمیوں اور جانوروں کے گزرنے کا حق یعنی حق مرور، پانی کے بہنے کی راہ یعنی گزرگاہ آب، گندے پانی کے خارج ہونے کا راستہ یعنی بدرو کے سلسلہ میں قدامت کا اعتبار کیا جائے گا یعنی قدیم سے جیسے تھا ویسے ہی باقی رکھا جائے گا جب تک کہ کوئی دلیل اس کے خلاف قائم نہ ہو جائے، ان میں تغیر و تبدّل نہیں کیا جائے گا۔

لیکن خلاف شرع ہونے کی صورت میں قدامت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ یعنی اگر قدیم سے قدیم تر عمل بھی خلافِ شرع ہو تو اسے درست کر دیا جائے گا، اسی طرح اگر ضرر رساں ہو تو اس ضرر کو رفع کیا جائے گا۔ (دفعہ ۲۷) مثلاً کسی گھر کے گندے پانی کے خارج ہونے کا راستہ راہ عام پر ہو اور گزرنے والوں کے لیے وہ تکلیف دہ ہو تو اس میں قدامت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ اس کا دفعیہ کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲۲۵ اگر کسی شخص کو دوسرے شخص کی کھلی زمین میں حق مرور حاصل ہو تو مالک زمین کو اسے عبور و مرور سے روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دفعہ ۱۲۲۶ کسی شخص کو جس نے کوئی اجازت دی ہو اپنی اجازت کے واپس لینے کا ہمیشہ حق حاصل ہوتا ہے۔ اجازت اور رضامندی کے ساتھ ضرر کا وجود لازمی نہیں ہے۔ مثلاً ایک کھلی زمین سے حق مرور و عبور تو ایک آدمی کو حاصل نہ تھا مگر صاحب زمین

نے اُسے اجازت دے دی تھی اور وہ ایک مدت تک اس پر سے گزرتا رہا تھا تو زمین کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے اپنی اجازت واپس لے لے اور اس کو عبور و مرور سے روک دے۔

دفعہ ۱۲۲۷ اگر کسی شخص کو کسی دوسرے آدمی کی کھلی زمین پر ایک طرف سے گزرنے کا حق حاصل تھا، اور مالک زمین نے اس کی اجازت سے اس طرف تعمیر قائم کر دی تو اس کا حق مرور ساقط ہو گیا، اُس کو مالک زمین سے جھگڑا کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

دفعہ ۱۲۲۸ اگر کسی شخص کی کھلی اراضی میں کسی دوسرے شخص کی نالی بہتی ہے یا زیر زمین نالی بنی ہوئی ہے اور قدیم زمانہ سے ہے تو زمین کے مالک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اسے روک دے اور کہہ دے کہ آئندہ سے پانی نہیں بہے گا۔

جب اس نالی کی اصلاح و تعمیر کی ضرورت ہو گی تو نالی والا شخص اس نالی میں اُترے گا اور اگر اصلاح و تعمیر کھلی اراضی میں داخل ہوئے بغیر ممکن نہیں تو کھلی اراضی میں بھی جائے گا۔ مالک زمین کو اس کی اجازت دینی پڑے گی اور اگر وہ نہیں دے گا تو حاکم کی طرف سے اسے مجبور کیا جائے گا کہ یا تو زمین پر داخل ہو کر اسے اصلاح و تعمیر کرنے دے یا وہ تعمیر و اصلاح کر دے۔

دفعہ ۱۲۲۹ اگر کسی گھر سے بارش کے پانی کے نکلنے کی راہ دوسرے شخص کے گھر سے ہو کر ہے اور اگر قدیم سے اب تک ہے تو اس دوسرے شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اسے روک دے اور کہہ دے کہ آئندہ اس طرف سے ہو کر پانی نہ نکلنے دوں گا۔

دفعہ ۱۲۳۰ اگر چند گھر ایسے ہیں کہ ان کے پرنالے قدیم زمانے سے ایک راستہ پر گرتے ہیں اور وہاں سے بہہ کر ایک شخص کی کھلی زمین پہ پانی جاتا ہے۔ تو اس زمین کے مالک کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ پانی کی راہ کو روک دے، اور اگر روک دے گا تو حاکم کی طرف سے وہ راہ کھول کر قدیم صورت میں کر دی جائے گی۔

دفعہ ۱۲۳۱ کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے نو تعمیر مکان سے پانی کے نکلنے کی

راہ کسی دوسرے کے گھر میں بنا دے۔

دفعہ ۱۲۳۲ کھاری پانی نکلنے کی راہ نہ مالک مکان کی ہوتی ہے اور نہ اس مکان کے خریدار کی وہ جس طرح ہے ویسی ہی رہے گی کسی کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

دفعہ ۱۲۳۳ اگر زیر زمین نالی بھر جائے اور اُبل پڑے یا پھٹ پڑے اس سے صاحب مکان کو تکلیف ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ جس کی نالی ہے اُسے اُس کے دفعیہ کیلئے مجبور کرے۔

باب چہارم

شرکت اباحت

اس باب میں سات فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ مباح و غیر مباح اشیاء۔

دفعہ ۱۲۳۴ پانی، گھاس اور آگ، مباح چیزیں ہیں، ہر انسان ان تینوں چیزوں میں شریک حق دار کی حیثیت رکھتا ہے۔

دفعہ ۱۲۳۵ زیرِ زمین سوتے، اور پانی کی دھاریں کسی کی ملکیت نہیں ہیں۔

دفعہ ۱۲۳۶ وہ کنوئیں جو کسی شخص کی محنت سے کھودے نہیں گئے ہیں بلکہ قدیم سے عوام کے لیے ہیں۔ یہ ان چیزوں میں سے ہیں جو سارے انسانوں کے مابین مشترک ہیں اور سب کے لیے مباح ہیں۔

دفعہ ۱۲۳۷ سمندر، اور بڑے بڑے تالاب اور جھیل مباح ہیں۔

دفعہ ۱۲۳۸ وہ ندیاں جو کسی کی ملکیت نہیں، یعنی خاص نہروں میں جو داخل نہیں ہیں مثلاً دریائے نیل، فرات، طونہ طونچہ، یہ سب مباح ہیں۔

دفعہ ۱۲۳۹ مملوکہ نہریں، یعنی وہ نہریں جو آب پاشی کے نظام میں داخل ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں :۔

ایک تو وہ نہریں جن کا پانی شرکاء میں تقسیم ہوتا ہے لیکن وہ ساری نہر ان ہی کی اراضی میں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کا پانی ان شرکاء میں تقسیم ہو چکنے کے بعد بچ کر آگے بہہ جاتا ہے، تو ایسی نہریں مباح ہیں۔ ان کو نہر عام کہا جاتا ہے۔ ان میں شفعہ بھی نہیں چلتا۔

دوسری قسم، وہ نہریں ہیں جو نہر خاص کہلاتی ہیں، شرکاء کی اراضی کو سیراب

کرنے کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہیں، اور آگے نہیں چلتی ہیں۔ ان میں شفعہ کے احکام بھی نافذ ہوتے ہیں۔ یہ معدودہ چند لوگوں کی مشترک ملکیت ہیں، مباح نہیں ہیں۔

دفعہ ۱۲۴۰ نہر اگر کسی کی اراضی میں مٹی پھینک دے تو یہ مٹی صاحب اراضی کی ملکیت ہوگی، کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں۔

دفعہ ۱۲۴۱ جس طرح ایک ایسی زمین میں اُگی ہوئی گھاس مباح ہے جس زمین کا کوئی مالک نہ ہو، بالکل اسی طرح کسی شخص کی مملوکہ اراضی میں اُگی ہوئی وہ گھاس بھی مباح ہے جس کے اُگنے اور قائم رہنے کے اسباب کسی شخص نے ارادۃً پیدا نہ کیے ہوں۔

اگر کسی نے اپنی زمین کو گھاس اُگانے کے لیے سینچا ہو، بند لگائے ہوں، نالیاں بنائی ہوں یا کوئی دوسری طرح گھاس کے اُگنے کا سبب پیدا کیا ہو تو اُس زمین میں جو کچھ اُگے گا وہ اس شخص کا مال ہوگا۔ کسی اور کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس میں سے کچھ لے، اگر کوئی لے گا تو اسے ضمان (ڈنڈ) دینا پڑے گا۔

دفعہ ۱۲۴۲ دوب اور گھاس وہ نباتات ہے جس میں تھم نہیں ہوتا۔ اس میں درخت داخل نہیں ہے۔ البتہ سرپتہ بھی گھاس پھوس میں داخل ہے۔

دفعہ ۱۲۴۳ عام پہاڑیوں پر جو کسی کی مملوکہ نہ ہو، جو درخت بغیر لگائے ہوئے پیدا ہو جاتے ہیں، وہ بھی مباح ہیں۔

دفعہ ۱۲۴۴ کسی مملوکہ زمین پر جو درخت بغیر لگائے پیدا ہو جاتے ہیں، وہ مالک زمین کی ملکیت ہوتے ہیں، کسی کو اس کی اجازت کے بغیر ان سے لکڑی توڑنے کی اجازت نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو ضمان عائد ہوگا۔

دفعہ ۱۲۴۵ اگر کسی شخص نے کسی درخت کی آبیاری کی تو اس درخت سے پھوٹنے والے کلے اور اس کے پھل اسی شخص کی ملکیت ہوں گے۔

دفعہ ۱۲۴۶ کسی شخص نے اگر بیج ڈالا تو جتنی پیداوار اس بیج سے ہوگی وہ سب اسی کی ملکیت ہوگی، کسی کو اس سے تعارض کا حق نہیں۔

دفعہ ۱۲۴۷ شکار مباح ہے۔

دوسری فصل: مباح اشیاء کو ملکیت خاص بنا لینے کی کیفیات۔

دفعہ ۱۲۴۸ حصول ملکیت کے تین اسباب ہوتے ہیں۔ ایک، مالک سے دوسرے مالک کی طرف منتقلی جیسے بیع اور ہبہ، دوم جانشینی جیسے وراثت سوم کسی ایسی چیز کو جمع کرکے قبضہ میں لینا جو مباح رہی ہو اور اس کا کوئی مالک نہ رہا ہو۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صورت تو حقیقی ہوتی ہے، یعنی فی الحقیقۃ اس پر قبضہ کرکے اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے، دوسری صورت حکمی ہوتی ہے یعنی ایسے اسباب مہیّا کرنا جن سے وہ شئے جمع ہوکر قابو میں آجائے، مثلاً بارش کے پانی کو اکٹھا کرنے کے لیے کوئی برتن رکھ دیا جائے۔ یا شکار کو قابو میں لانے کیلئے جال لگا دیا جائے۔

دفعہ ۱۲۴۹ جو شخص کسی مباح چیز کو اکٹھا کرے گا وہ اس چیز کا مستقل مالک ہو جائے گا، مثلاً کسی نے اگر دریا کا پانی اپنے چلو میں یا کسی برتن میں یا ڈبے میں لے لیا اور محفوظ کر لیا تو وہ اس کا مالک ہو گیا۔ کسی دوسرے کو اب اس پانی سے انتفاع کا کوئی حق باقی نہ رہا۔ اگر کوئی اس کی اجازت کے بغیر لے گا اور صرف کر دے گا تو اسے ضمان دینا ہو گا۔

دفعہ ۱۲۵۰ مباح چیز کو اکٹھا کرنے اور گھیرنے کی سعی کا بالقصد و بالارادہ ہونا ضروری ہے اگر کسی شخص نے ایک برتن اس قصد سے رکھ دیا کہ بارش کا پانی اس میں اکٹھا ہو جائے اور بارش کا پانی اکٹھا ہو گیا تو وہ شخص اس کا مالک ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا برتن پڑا ہوا تھا اور بارش کا پانی اس میں اکٹھا ہو گیا۔ اس نے ارادۃً اس مقصد سے برتن وہاں نہیں رکھا تھا تو وہ پانی مباح ہو گا۔ اس کی ملکیت نہیں ہو سکے گا۔ وہ کسی آدمی کو اس پانی کے لینے سے روک نہیں سکتا۔ (دفعہ ۲)

دفعہ ۱۲۵۱ پانی کے اکٹھا کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کو بہنے سے روک دے۔ اگر کسی کے کنوئیں میں سوت چل رہی ہے تو جب پانی اکٹھا ہو جائے وہ پانی مباح ہو گا

وہ کسی کو اس کے لینے سے نہیں روک سکتا۔ اگر کسی نے لے کر صرف کیا تو اس پر ضمان عائد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک حوض ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے اسی قدر نکل جاتا ہے تو اس حوض کا پانی مباح ہوگا۔

دفعہ ۱۲۵۲ گھاس کو کاٹ کر جمع کر لینے سے ملکیت ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۱۲۵۳ غیر مملوکہ مباح پہاڑوں کے درختوں سے لکڑیاں چُننا ہر شخص کے لیے چاہے وہ کوئی ہو، مباح ہے۔ جب اس نے جمع کر لیا تو وہ مالک ہوگیا، یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کی گانٹھ بھی باندھ لے۔

تیسری فصل :۔ مباح عمومی اشیاء کے احکام۔

دفعہ ۱۲۵۴ جو چیزیں مباح ہیں ان سے انتفاع کی ہر شخص کو اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ عوام کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچے۔

دفعہ ۱۲۵۵ جب تک جمع کر کے اپنے قبضہ میں نہ لے چکے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ دوسرے کو مباح چیز سے نفع حاصل کرنے سے روکے۔

دفعہ ۱۲۵۶ جو زمین کسی کی ملکیت نہ ہو، اس میں ہر شخص کو اپنے جانور چرانے اور وہاں سے جس قدر چاہے گھاس کاٹ لے جانے کا اختیار حاصل ہے۔

دفعہ ۱۲۵۷ کسی کی مملوکہ زمین پر جو گھاس بغیر کسی کی سعی و محنت سے ہو گئی ہے، وہ اگرچہ مباح ہے لیکن مالک زمین کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنی زمین پر کسی کو داخل ہونے سے روک دے۔

دفعہ ۱۲۵۸ اگر کسی نے مباح پہاڑیوں پر درختوں سے لکڑیاں جمع کر کے وہیں چھوڑ دیں اور کوئی دوسرا شخص آ کر اُن لکڑیوں کو لے لے تو جمع کرنے والے کو اس کا حق حاصل ہے کہ اس سے اپنی جمع کردہ لکڑیاں واپس لے۔

دفعہ ۱۲۵۹ مباح پہاڑیوں پر، ایسی وادیوں اور میدانوں میں جن کا کوئی مالک نہ ہو جو درخت

ہوتے ہیں، ان کے پھل جو چاہے توڑ سکتا ہے اور لے سکتا ہے۔

دفعہ ۱۲۶۰ اگر کسی نے لکڑیاں جمع کرنے یا شکار پکڑنے کے لیے کسی آدمی کو مزدوری پہ رکھا تو مزدور جو لکڑیاں جمع کرے گا یا جو شکار پکڑے گا وہ اس شخص کی ملکیت ہو گی جس نے مزدور کو مقرر کیا ہے۔

دفعہ ۱۲۶۱ اگر کسی نے اپنی مملوکہ جگہ پر آگ جلائی تو اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنی مملوکہ جگہ میں داخل ہونے اور آگ سے نفع حاصل کرنے سے کسی کو روک دے، لیکن اگر کسی نے صحرا میں جو اس کی ملکیت نہیں ہے، آگ جلائی تو ہر شخص کو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہو گا۔ کوئی شخص بھی اسے تاپ سکتا ہے۔ اس آگ کی روشنی میں کپڑے سی سکتا ہے، اس سے اپنا چراغ جلا سکتا ہے۔ آگ جلانے والے کو کوئی حق حاصل نہیں کہ کسی کو منع کرے، لیکن کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہو گا کہ جس نے آگ جلائی ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی انگارہ اس میں سے لے جائے۔

چوتھی فصل :۔ سیرابی اور آب نوشی کے حقوق۔

دفعہ ۱۲۶۲ سیرابی۔ جانور کو پانی پلانے یا کھیتی کو سینچنے کی باری کو "شرب" سیرابی کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۲۶۳ پانی پینے کا حق۔ جانور یا آدمی کے لیے اصطلاحاً حق الشفتہ (حق آب نوشی) کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۲۶۴ جس طرح ہر شخص ہوا اور روشنی سے منتفع ہوتا ہے۔ اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ سمندروں، دریاؤں اور جھیلوں سے انتفاع کرے۔

دفعہ ۱۲۶۵ ان نالوں اور نہروں سے جو کسی کی ملکیت نہیں ہر شخص کو اپنی کھیتی کے سینچنے کا حق حاصل ہے۔ وہ چاہے تو نالیاں بنا کر اپنے کھیت کو پانی دے۔ پن چکی لگا کر اسے چلائے، لیکن عوام کو کوئی ضرر نہ پہنچنے کی شرط ضرور قائم رہے گی۔ اگر پانی بہہ کر دوسرے لوگوں کے لیے مشکل الحصول ہو جائے، پانی کا بہاؤ بالکل منقطع ہو جائے یا کشتیوں کا چلنا اس کی وجہ سے ناممکن ہو جائے تو اسے روک دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲۶۶ وہ پانی جسے کسی نے جمع کر کے قبضہ میں لے لیا ہو، اس میں سے انسانوں اور جانوروں کو پانی پینے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۱۲۶۷ مملوکہ نہروں (یعنی جو نہریں کسی کی مملوکہ اراضی میں جاری ہوں) ان میں سے پانی پینے کا حق تو سب کو حاصل ہے لیکن کھیتوں کے سیراب کرنے کا حق بغیر اجازت مالکان نہر حاصل نہیں ہوگا۔

اگر چند لوگوں کی مملوکہ مخصوص نہر، نالی، جدول یا کنواں ہو تو ہر شخص کو اس سے پانی پینے کا اور اگر جانور کے لانے سے کوئی نقصان نہ ہو تو نہر پر اپنے جانوروں کو لاکر پانی پلانے کا حق حاصل ہے۔ اور اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ گھڑا، ٹب یا کسی برتن میں پانی بھر کر اپنے باغ کو سینچے یا اپنے گھر میں لے جائے۔ نہر کے مالکوں کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

دفعہ ۱۲۶۸ اگر کسی مملوکہ جگہ میں دوامی پانی مثلاً نہر، کنواں یا تالاب ہو تو اس کا اختیار تو حاصل ہے کہ پانی لینے والوں کو اپنی مملوکہ جگہ میں داخل ہونے سے روک دے لیکن اگر قریب میں ضرورت کے لیے مباح پانی موجود نہ ہو تو اس مالک کو مجبور کیا جائے گا کہ مانگنے والوں کو پانی لاکر دے یا انہیں اجازت دے کہ جاکر وہ خود بھر لیں۔ اگر وہ پانی لاکر نہ دے تو ضرورت مند کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہاں جاکر پانی بھر لے۔ بشرطیکہ اس کے حوض، تالاب، نہر یا کنویں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

دفعہ ۱۲۶۹ کسی نہر مشترک میں سے کوئی خاص نہر یا نالی نکالنے کا حق کسی ایک شریک کو دوسرے شرکاء کے بغیر حاصل نہیں ہے اور نہ اسے یہ حق حاصل ہے کہ قدیم سے جو اس کی باری مقرر ہے اُس کو بدل دے، اور نہ اسے اس کا حق حاصل ہے کہ اس کی جس زمین کی سیرابی اس نہر سے مقرر ہے، اس کے سوا کسی دوسری زمین کو اس نہر سے سیراب کرے۔ اگر دوسرے شرکاء راضی ہوں تو وہ یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن شرکاء کے وارثوں کو اس اجازت و رضامندی سے رجوع کا حق حاصل ہوگا۔

پانچویں فصل :- اراضی موات (افتادہ زمین) کی آبادکاری ۔

دفعہ ۱۲۷۰ اراضی موات (یعنی غیر مزروعہ افتادہ ۔ غیر قبولی زمین) وہ زمین ہے جو کسی کی مملوکہ نہ ہو، اور نہ کسی قصبہ یا دیہات کی چراگاہ اور بنواری (ایندھن پیدا کرنے والی زمین) زمین ہو، اور آبادی کے آخری حصہ سے اتنی دُوری پر واقع ہو کہ اگر آبادی کے آخری گھر سے کوئی آواز والا آدمی پکارے تو اس زمین پر اس کی آواز نہ سُنی جا سکے ۔

دفعہ ۱۲۷۱ آبادی کے قریب کی زمین گاؤں والوں کی ضروریات چرائی کھلیان اور بنوار کے لیے چھوڑ دی جاتی ہے جسے اراضی متروکہ کہا جاتا ہے ۔

دفعہ ۱۲۷۲ اگر کسی شخص نے باجازت سرکار کسی موات اراضی (افتادہ زمین) کو آباد کیا تو اس زمین کا مالک ہو جائے گا ۔ اور اگر سرکار یا سرکار کی طرف سے مجاز افسر نے اسے آبادی کی اجازت بایں شرط دی ہو کہ وہ اس سے انتفاع تو کر سکتا ہے لیکن مالک نہیں ہو سکتا تو وہ شخص مالک نہیں ہو گا بلکہ صرف انتفاع کر سکے گا ۔

دفعہ ۱۲۷۳ اگر کسی نے موات اراضی کا ایک حصہ آباد کیا اور باقی چھوڑ دیا تو جتنا حصہ آباد کرے گا اسی کا مالک ہو گا لیکن اگر اس کی آباد کردہ اراضی کے وسط میں کوئی حصہ خالی رہ گیا ہو تو وہ حصہ بھی اسی کا ہو گا ۔

دفعہ ۱۲۷۴ اگر کسی نے موات اراضی کا کچھ حصہ آباد کیا اور اس کے بعد دوسرے لوگ آئے اور انہوں نے آباد شدہ اراضی کے چاروں طرف آباد کر دیا تو بیچ والی اراضی کے مالک کو راستہ دوسروں کی آباد کردہ اراضی میں سے دیا جائے گا ۔

دفعہ ۱۲۷۵ زمین کی آبادکاری جس طرح بیج ڈالنے اور پودے لگا دینے سے ہوتی ہے، اسی طرح ہل چلا دینے ۔ سینچ دینے یا سینچائی کے لیے نالیاں بنا دینے سے بھی آبادکاری ہو جاتی ہے ۔

دفعہ ۱۲۷۶ اگر کسی شخص نے موات اراضی پر دیوار بنا دی یا سیلابی پانی کے تحفظ کے لیے مینڈھ

لگادی تو اس نے اس زمین کی آباد کاری کی۔

دفعہ ۱۲۷۷ نشان کا پتھر رکھ دینا، یا کانٹا رکھ دینا یا اراضی کو چاروں طرف سے سوکھی ڈالیوں سے گھیر دینا، اراضی سے سوکھی گھاس کو صاف کرنا، کانٹوں کو جلا دینا یا وہاں کنواں کھود دینا، آباد کاری نہیں بلکہ محض حد بندی ہے۔

دفعہ ۱۲۷۸ اگر کسی نے موات اراضی کی گھاس کاٹ دی، کانٹے نکال کر ایک جگہ جمع کر دیئے اور اس پر مٹی ڈال دی کہ سیلابی پانی اس تک نہ پہنچے لیکن مینڈھ لگانے کا کام مکمّل نہیں کیا تو اس نے حدبندی کی، ابھی آباد کاری نہیں کی۔

دفعہ ۱۲۷۹ اگر کسی نے موات اراضی کی حدبندی کر دی تو وہ تین سال تک دوسروں سے زیادہ حقدار اس زمین کا ہو گیا۔ اگر تین سال کی مدّت میں اس نے آباد نہیں کیا تو کسی دوسرے کو آباد کاری کے لیے وہ زمین دی جا سکتی ہے۔

دفعہ ۱۲۸۰ اگر کسی نے بہ اجازت سرکار کسی موات زمین میں کنواں کھود لیا تو وہ کنواں اس کی ملک ہو گا۔

چھٹی فصل :- اراضی موات میں سرکاری اجازت سے کھودے ہوئے کنوئیں، جاری کردہ پانی اور لگائے ہوئے درختوں کی حدود ممنوعہ۔

دفعہ ۱۲۸۱ حریم البیر یعنی کنوئیں کے حدود ممنوعہ، اس کنوئیں کے چاروں طرف چالیس چالیس ہاتھ ہوں گے۔

دفعہ ۱۲۸۲ حریم العین یعنی زمین کھود کر جو چشمہ نکالا جائے اور اس کا پانی سطح زمین پر بہنے لگے، اس کے حدود ممنوعہ ہر سمت سے پانچ سو ہاتھ ہوں گے۔

دفعہ ۱۲۸۳ حریم النہر الکبیر (یعنی اس نہر کے حدود جو ہر وقت گل بہ آری کی محتاج نہ ہو) خود اسی نہر کی چوڑائی کا نصف ایک طرف سے اور نصف دوسری طرف سے اس نہر کے حدود سمجھے جائیں گے۔

دفعہ ۱۲۸۴ حریم النہر الصغیر (یعنی چھوٹی نالیوں اور زیر زمین کاریزوں کے حدود) صرف اتنی ہی اراضی ہو گی جو اس کے کناروں پر پتھر لگانے یا مٹی سے کنارے بنانے

کے لیے ضروری ہو

دفعہ ۱۲۸۵ جس نہر کا پانی سطح زمین پر جاری ہو اس کے حدود چشمہ کے حدود کی طرح ہر سمت سے پانچ سو ہاتھ ہوں گے۔

دفعہ ۱۲۸۶ کنوئیں کے حدود ممنوعہ کی زمین کنوئیں کے مالک کی ملکیت ہوتی ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس اراضی میں کسی طرح کا تصرف کرے۔ اگر کسی نے کسی دوسرے کے کنوئیں کے حدود میں کنواں کھود لیا تو اس دوسرے کنویں کو بھر دیا جائے گا۔ اور یہی حکم ہے چشموں، نہروں اور کاریزوں کے حدود ممنوعہ کا۔

دفعہ ۱۲۸۷ اگر سرکاری حکم سے کسی نے کسی کنوئیں کے حدود سے قریب کنواں کھود لیا تو اس کنوئیں کی حدود ممنوعہ بھی ہر سمت سے چالیس چالیس ہاتھ ہوں گی۔ مگر اس سمت کو جدھر پہلا کنواں واقع ہے، سابق کنوئیں کے حدود ممنوعہ میں تجاوز نہیں کریں گے۔

دفعہ ۱۲۸۸ اگر کسی نے ایک کنوئیں کے حدود سے باہر دوسرا کنواں کھود لیا اور پہلے کنوئیں کا پانی دوسرے کنوئیں میں چلا گیا تو اس پر کوئی الزام عائد نہیں ہوگا۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک دکان کے قریب کسی دوسرے شخص نے دکان قائم کی اور پہلی دکان کی بکری ختم ہو گئی تو اس دوسری دکان کو اس وجہ سے بند نہیں کرایا جا سکتا۔

دفعہ ۱۲۸۹ سرکاری اجازت سے اراضی موات میں جو درخت لگائے جائیں ان کے حدود ممنوعہ ہر سمت سے پانچ ہاتھ ہوں گے۔ اس کے اندر کسی دوسرے کو درخت لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۲۹۰ اگر کسی شخص کی سینچائی کی نالی کسی دوسرے شخص کی زمین پر جاری ہو تو دونوں طرف سے اتنا حصہ اراضی جو پانی کو روکے رہے، اس کے حدود ہوں گے، اگر اونچے کنارے ہیں تو جتنا اونچا ہے۔ اور اگر کنارے اونچے نہیں ہیں اور نہ اس کی کوئی دلیل ہے کہ دونوں کناروں میں سے کسی ایک پر درخت لگے ہوئے تھے تو اس نالی کے کنارے اُسی شخص کی ملک ہیں جس کی یہ زمین ہے۔ لیکن جس شخص کی یہ نالی ہے اسے گل برآری کے موسم میں اس کے دونوں کناروں پر مٹی ڈالنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۲۹۱ اگر کسی نے اپنی مملوکہ زمین میں کنواں کھودا تو اسکے لیے کوئی حدود ممنوعہ نہیں ہوا کرتے ہیں۔ اس کے ہمسایہ کو حق حاصل ہے کہ وہ بھی اپنی مملوکہ زمین میں کنواں کھود لے۔ پہلا شخص اسے یہ کہہ کر نہیں روک سکتا کہ میرے کنوئیں کا پانی تمہارے کنوئیں میں چلا جائے گا۔

ساتویں فصل :۔ صید و شکار کے احکام و مسائل۔

دفعہ ۱۲۹۲ شکار کرنا جائز ہے چاہے وہ آلات جارحہ مثلاً بندوق، نیزہ وغیرہ سے ہو یا کسی اور طرح مثلاً جال سے، تعلیم کردہ درندہ جانور کے ذریعہ (مثلاً تعلیم کردہ کتا یا شکرا)۔

دفعہ ۱۲۹۳ شکار ان جانوروں کو کہتے ہیں جو انسان سے مانوس نہ ہوں۔

دفعہ ۱۲۹۴ جس طرح گھریلو جانوروں کا شکار نہیں کیا جاسکتا اسی طرح ان جنگلی جانوروں کا شکار بھی نہیں کیا جاسکتا جو انسان سے مانوس ہو چکے ہوں۔ اسی لیے ان کبوتروں کا شکار جن کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس طرح کے کبوتر جنگلی نہیں ہوا کرتے اور اس شاہین اور شکرے کا شکار نہیں ہوسکتا جن کے پاؤں میں چھلے ہوں، اور ان ہرنوں کا شکار بھی نہیں ہوسکتا جن کے گردنوں میں پٹے ہوں۔ اگر کسی نے ایسے جانور پکڑ لیے تو اس کی حیثیت لقطہ کی ہوگی اور پکڑنے والے پر واجب ہوگا کہ اس کا اعلان کرے اور اس کے مالک کو دیدے۔

دفعہ ۱۲۹۵ شکار کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے پاؤں یا بازو کے ذریعہ انسان سے بھاگ جانے پر قادر ہو، اور اگر وہ جانور کسی وجہ سے بھاگنے کی قدرت نہیں رکھتا مثلاً ہرن کنوئیں میں گر پڑا ہے تو اس وقت وہ شکار نہیں کہا جائے گا۔

دفعہ ۱۲۹۶ جس کسی نے شکار کو شکار ہونے کی حالت سے نکال لیا تو گویا اس نے اس شکار کو پکڑ لیا۔

دفعہ ۱۲۹۷ شکار اسی کا ہوتا ہے جس نے اسے پکڑ لیا، مثلاً کسی نے ایک شکار کو نشانہ لگایا شکار اس حالت میں بھاگ نکلا کہ شکاری سے بچ نہیں سکتا تو شکاری اس شکار کا

مالک ہوگیا۔ لیکن اگر زخم اتنا خفیف ہے کہ وہ بچ سکتا ہے تو مالک نہیں ہوگا۔ اگر اس صورت میں کوئی اور شخص دوڑ پڑا اور اس نے کسی طرح شکار کو پکڑ لیا تو یہ دوسرا پکڑنے والا شخص اس شکار کا مالک ہوجائے گا۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے نشانہ لگایا، شکار گر گیا، پھر اٹھا اور بھاگ نکلا اور کسی دوسرے شخص نے اسے پکڑ لیا تو پکڑنے والا مالک ہوجائے گا۔

دفعہ ۱۲۹۸ اگر دو شکاریوں نے ایک ہی شکار پر گولی لگائی اور دونوں کی گولیاں شکار کو لگیں تو شکار دونوں کے مابین مشترک ہوگا۔

دفعہ ۱۲۹۹ اگر دو شکاریوں نے اپنے اپنے کُتے شکار پر چھوڑے اور دونوں نے شکار کو پکڑا تو شکار مشترک ہوجائے گا۔ اور اگر دونوں کُتوں نے دو الگ الگ شکار پکڑے تو دونوں کے الگ الگ شکار ہوں گے۔

اسی طرح اگر دونوں کُتوں میں سے ایک نے شکار کو پکڑ لیا اور گرا لیا۔ اس کے بعد دوسرے کُتے نے اسے مار لیا تو شکار پہلے والے کُتے کا سمجھا جائے گا، اور اسی کا مالک شکار کا مالک ہوگا۔ بشرطیکہ پہلے کُتے نے شکار کو اس حالت میں پہنچا دیا ہو کہ اس سے بھاگ کر بچ نہ سکتا ہو۔

دفعہ ۱۳۰۰ کسی شخص کے ذخیرۂ آب میں یا اس کی نالی میں مچھلی ہو، اور بغیر شکار کیے اس کو پکڑا نہ جا سکتا ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کا شکار کرکے اس مچھلی کا مالک ہوسکتا ہے۔

دفعہ ۱۳۰۱ اگر کسی شخص نے پانی کے کنارہ پر جوہڑ شکار کے لیے بنا لیا، اس میں بہت سی مچھلیاں آ پڑیں اور پانی بھی بہت سا بھر گیا۔ اب اگر ان مچھلیوں کو بغیر شکار کیے پکڑا جا سکتا ہے تو یہ سب مچھلیاں جوہڑ بنانے والے کی ہیں، اور اگر پانی کی کثرت کی وجہ سے ان مچھلیوں کو شکار کیے بغیر پکڑا نہیں جا سکتا تو یہ اس شخص کی ملکیت نہ ہوں گی بلکہ کسی دوسرے شخص کو بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ شکار کرکے جتنی مچھلیوں کا ممکن ہو مالک بن جائے۔

دفعہ ۱۳۰۲ اگر شکار کسی کے گھر میں گھس آئے اور وہ دروازہ بند کردے تاکہ اس کو پکڑ لے تو وہ

اس شکار کا مالک ہو جائے گا، لیکن پکڑے بغیر صرف دروازہ بند کر دینے سے مالک نہیں ہو جائے گا۔ اگر کوئی دوسرا آدمی بھی گھر میں آگیا اور اس نے پکڑ لیا تو شکار اسی کا ہو گا۔

دفعہ ۱۳۰۳ اگر کسی نے شکار کے لیے کچھ لگایا۔ مثلاً پھندا لگایا یا جال بچھایا، اور شکار اس میں آن پھنسا تو وہ شخص اس شکار کا مالک ہو گا۔ لیکن اگر کسی نے جال سوکھنے کے لیے ڈالی اور شکار اس میں پھنس گیا تو وہ اس کا شکار نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کسی کی اراضی میں واقع کسی گڑھے میں شکار گر پڑا تو دوسرے شخص کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ شکار کو پکڑے اور مالک ہو جائے۔ لیکن اگر اراضی کے مالک نے گڑھا شکار ہی کے غرض سے کھودا تھا تو اراضی کا مالک اس شکار کا سب سے زیادہ حقدار ہو گا (۱۲۵۰)۔

دفعہ ۱۳۰۴ اگر وحشی پرندے نے کسی باغ میں گھونسلا بنا لیا اور اس میں انڈے دیئے تو باغ کا مالک اس انڈے کا مالک نہ ہو گا، اگر کوئی دوسرا شخص آ کر انڈے اور بچے پر قبضہ کر لے تو باغ کا مالک اس سے واپس کر دینے کا مطالبہ نہیں کر سکتا، لیکن اگر باغ کے مالک نے اہتمام ہی یہ کیا ہو کہ جنگلی پرندے اس کے باغ میں آ کر گھونسلا لگائیں انڈے دیں اور بچّے نکالیں تو یہ انڈے بچّے مالکِ باغ کی ملکیت ہوں گے۔

دفعہ ۱۳۰۵ اگر کسی نے اپنے باغ میں شہد کے چھتے کی جگہ بنائی تو شہد اس کی ملکیت ہو گا کیونکہ یہ اس کے باغ کی پیداوار ہے۔ کسی کو اس میں تعرض کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اور اُس پر عشر بیت المال کا واجب آئے گا۔

دفعہ ۱۳۰۶ کسی شخص کے چھتے میں جو شہد ہو گا وہ اس کی ملکیت ہو گا۔ اس کا جمع کردہ مال سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۱۳۰۷ اگر کسی نے کسی دوسرے کے چھتہ سے شہد کی مکھیوں کو ہانک کر دوسرے گھر میں پہنچا دیا تو چھتے کے مالک کو ان کے واپس لینے کا حق حاصل ہو گا۔

باب پنجم

نفقات مشترکہ

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ اموال مشترکہ کی تعمیر اور اس کے مصارف۔

دفعہ ۱۳۰۸ مشترکہ ملکیت کو جس وقت تعمیر و ترمیم کی ضرورت ہو گی تو اس کے شرکاء اپنے اپنے حصوں کے بموجب اشتراک کر کے اس کی تعمیر و ترمیم کریں گے۔

دفعہ ۱۳۰۹ اگر کسی شریک نے دوسرے شریک دار کی اجازت سے کسی مشترک جائیداد کی تعمیر یا ترمیم کی اور اخراجات خود برداشت کیے تو اسے بقدر حصہ رسدی ہر شریک دار سے اخراجات کے وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۱۳۱۰ اگر کسی مشترک جائیداد کا ایک شریک دار غائب ہو اور جائیداد کی تعمیر ضروری ہو تو باقی شرکاء حاکم سے اس کی اجازت طلب کریں گے، اور حاکم کی اجازت شریک غائب کی اجازت کے قائم مقام ہو گی۔ اخراجات میں جو اس کا حصہ ہو گا اسے دینا پڑے گا۔

دفعہ ۱۳۱۱ اگر کسی شریک نے جائیداد مشترکہ کی تعمیر شرکاء اور حاکم دونوں کی اجازت کے بغیر کی تو اس کی طرف سے ایک احسان ہوا وہ اپنے شرکاء سے اخراجات میں حصہ رسدی طلب نہیں کر سکتا۔ جائیداد چاہے قابلِ تقسیم ہو یا ناقابلِ تقسیم۔

دفعہ ۱۳۱۲ اگر کسی شریک نے مشترک جائیداد کی تعمیر کا مطالبہ کیا اور دوسرے شریک نے ممانعت کی، اگر اس کے باوجود اس نے تعمیر کر دی تو یہ ایک کارِ خیر ہو گا، وہ اپنے شریک سے حصۂ رسدی کا مطالبہ نہیں کر سکتا، اور اس نے حاکم کے سامنے اس معاملہ کو پیش کر دیا تو حاکم حسب دفعہ (۲۵) شریک دار کو تعمیر پر مجبور تو نہیں کرے گا۔ مگر اس جائیداد کی تقسیم پر مجبور کرے گا اور جائیداد کو تقسیم کر دے گا۔ اس کے بعد اپنے حصہ میں

وہ جو چاہے کرے۔

دفعہ ۱۳۱۳ ایسی جائیداد مشترکہ جو نا قابلِ تقسیم ہو مثلاً چکّی یا حمام، اور اس کی تعمیر ضروری ہو جائے ایک شریک تعمیر کرنا چاہتا ہو اور دوسرا رک رہا ہو تو اس کی تعمیر پہ حاکم کے حکم سے ایک مقررہ رقم صرف کی جائے گی اور تعمیر کر دی جائے گی اور وہ رقم جو رد کنے والے شریک کے حصّہ میں پڑے گی، خرچ کرنے والے شریک کا اس پہ قرض قرار پائے گی اور اسے اختیار حاصل ہوگا کہ اسی جائیداد کو کرایہ پر لگا کر اپنا قرض وصول کرلے اور اگر اس حاکم کے حکم کے بغیر تعمیر کر دی تو یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ تعمیر پہ اُس نے کیا خرچ کیا۔

دفعہ ۱۳۱۴ اگر کوئی نا قابلِ تقسیم مشترک جائیداد مثلاً چکّی یا حمام وغیرہ بالکلیہ منہدم ہو جائے اور اس کے شریک داروں میں سے کوئی اس کو پھر سے بنانا چاہے اور دوسرا شریک دار مخالفت کرے تو اس جائیداد کی زمین جو ہے اسے تقسیم کر دیا جائے گا۔ شریک دار کو نئے سرے سے جائیداد کے بنانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۳۱۵ اگر کوئی ایسی جائیداد جس کی تحتانی منزل ایک شخص کی ملکیت تھی اور فوقانی دوسرے کی، منہدم ہو جائے یا آگ لگ کر جل جائے تو ہر شریک دار حسب سابق اپنے اپنے حصّہ کو بنا لے گا۔ ایک کو دوسرے کے منع کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ فوقانی منزل کا مالک تحتانی منزل کے مالک سے کہے گا کہ تم نچلی منزل بنا کر تیار کر دو تا کہ مَیں اس کے اوپر فوقانی منزل بنا لوں، اگر اس مطالبہ پر اس نے تحتانی منزل نہیں بنوائی تو فوقانی منزل کا مالک حاکم سے اجازت لے کر تحتانی اور فوقانی دونوں منزلیں تعمیر کرلے گا۔ اس صورت میں نچلی یعنی تحتانی منزل کے مالک کو جب تک کہ تحتانی منزل کی تعمیر کے جملہ اخراجات ادا نہ کرے، اس مکان میں تصرف سے دُور رکھا جائے گا۔

دفعہ ۱۳۱۶ اگر دو ہمسایوں کے مابین مشترک دیوار منہدم ہو جائے اور اسی دیوار پر دونوں شریکداروں کی کڑیاں یا کوئی بوجھ تھا۔ اب ایک شریک دار اس کی تعمیر کرتا ہے اور دوسرا نہیں

کرتا، اس صورت میں ایک شریک دار تعمیر کرا لے گا، اور دوسرے شریک دار کو جب تک کہ وہ تعمیر کا نصف خرچ ادا نہ کرے اس پر اپنی کڑیاں یا کوئی بوجھ رکھنے سے روک دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۳۱۷ اگر دو ہمسایوں کے مابین مشترک دیوار منہدم ہوگئی، اور دونوں شریک داروں میں سے کسی کے مکان کا زنانہ حصہ بے پردہ ہوگیا، اس نے دیوار کو تعمیر کرنا چاہا اور دوسرے نے نہیں تو حاکم کی طرف سے اسے دیوار تعمیر کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

مگر اس پر مجبور کیا جائے گا کہ دونوں مشترک اخراجات سے کسی طرح کا پردہ قائم کرلیں۔

دفعہ ۱۳۱۸ اگر دو ہمسایوں کے مابین مشترک دیوار کمزور ہوگئی اور اس کے منہدم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تو ایک شریک کی طلب پر دوسرے شریک کو مجبور کیا جائے گا کہ دونوں بالاشتراک اسے منہدم کردیں۔

دفعہ ۱۳۱۹ اگر دو بچوں یا دو اوقاف کے مابین مشترک کوئی جائیداد تعمیر طلب ہو جائے اور اس کا اسی حالت میں رکھنا مضرت رساں ہو، اور دونوں سرپرستوں یا دونوں متولیوں میں سے ایک تعمیر چاہتا ہو اور دوسرا نہ چاہتا ہو۔ مثلاً دو بچوں کے مابین ایک مکان مشترک ہے جس کے گر جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ ایک سرپرست چاہتا ہے کہ تعمیر ہو جائے اور دوسرا نہیں چاہتا، تو اس صورت میں حاکم ایک امین کو مقرر کرے گا۔ اور دیکھے گا کہ واقعتہً اس کا موجودہ حالت میں رکھنا دونوں بچوں کے حق میں مضر ہے تو انکار کرنے والے سرپرست کو مجبور کرے گا کہ بالاشتراک اس کی تعمیر بچے کے مال سے کرا دے۔ اسی طرح اگر دو اوقاف کے مابین مشترک جائیداد اگر تعمیر طلب ہو جائے تو حاکم کی طرف سے انکار کرنے والے متولی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ بالاشتراک مال وقف سے اس کی تعمیر کرا دے۔

دفعہ ۱۳۲۰ اگر کوئی جانور دو اشخاص کے مابین مشترک ہو اور ایک شریک اس کی تربیت کرانا چاہتا ہو اور دوسرا انکار کرتا ہو تو حاکم انکار کرنے والے کو مجبور کرے گا کہ یا تو مشترک

خرچ سے اس کی تربیت کرائے یا اپنا حصّہ دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کر دے۔

دوسری فصل :۔ نہروں اور آبی راہوں کی مرمّت ۔

دفعہ ۱۳۲۱ ان نہروں کی مرمّت جو کسی کی ملکیت نہیں ہیں بیت المال پر لازم ہے۔ اگر بیت المال میں گنجائش رقمی نہ ہو تو عوام کو اس کی درستگی اور مرمّت کے لیے مجبور کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۳۲۲ جو نہریں مشترک اور مملوکہ ہوں ان کی مرمّت اور درستگی حصّہ داروں پر یعنی ان لوگوں پر جن کا اس میں سیرابی کا حصّہ ہو، لازم ہوگی۔ جو لوگ اس سے پانی پیتے پلاتے یا برتنوں میں لے جاتے ہوں، ان کا شریک ہونا لازم نہیں ہے۔

دفعہ ۱۳۲۳ جن لوگوں کو کسی نہر سے حق سیرابی حاصل ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے نہر کی صفائی کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو دیکھا جائے گا کہ وہ نہر عام ہے یا خاص. اگر عام ہے تو انکار کرنے والوں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دوسرے شرکا ء کے ساتھ مل کر نہر کی صفائی کرے (دیکھئے دفعہ ۲۶) اور اگر خاص ہے تو جو لوگ صفائی کا مطالبہ کرتے ہیں وہ باجازت حاکم اس کی صفائی کرائیں گے اور انکار کرنے والے شریک کو اپنا حصّہ رسدی ادا کرنے تک اس نہر سے فائدہ اٹھانے سے روک دیں گے۔

دفعہ ۱۳۲۴ اگر کسی نہر کی صفائی سے وہ تمام لوگ انکاری ہوں جنہیں اس نہر سے حقِ سیرابی ہے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ نہر عام ہے یا خاص، اگر عام ہے تو سب کو مجبور کر کے اس کی صفائی اور درستگی کرا دی جائے گی اور اگر خاص ہے تو انہیں مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۳۲۵ نہر عام چاہے کسی کی ملکیت ہو یا نہ ہو، اگر کسی شخص کی زمین سے گزرتی ہے، اور کوئی دوسری راہ نہیں ہے تو عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ پانی لینے کو یا اس کی صفائی

اور مرمت کے لیے اس کی زمین پر جائیں۔ زمین کے مالک کو ان کے روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دفعہ ۱۳۲۶ نہر مشترک کی صفائی اور درستگی کا کام بالائی حصّہ سے شروع کیا جائے گا، اور تمام حصّہ دار اس میں شرکت کریں گے اور جب بالائی حصّہ پر جو اراضی واقع ہے اس کی حد تک درستگی اور صفائی ہو چکے گی تو اس اراضی کا مالک اپنی ذمّہ داری سے بری ہو جائے گا۔ اور اسی طرح ہر ہر حصّہ کا مالک بری ہوتا چلا جائے گا، کیونکہ خرچ بقدر استفادہ ہوتا ہے (دیکھئے دفعہ ۸۷)۔ مثلاً کسی نہر میں سیرابی کے حصّہ دار دس ہیں، اب اس کی تعمیر و درستگی کا عمل شروع ہوا تو سارے حصّہ دار شریک ہوں گے۔ جب اس حصّہ دار کی اراضی کے حدود ختم ہو گئے جس کی زمین نہر کے بالائی سرے پر واقع ہے تو وہ حصّہ دار بری ہو گیا۔ اس جگہ تک کے جملہ اخراجات دس پر تقسیم ہوں گے۔ اب اس کے آگے چل کر دوسرے حصّہ دار کی زمین ختم ہو گئی تو وہ بھی بری ہو گیا۔ اس جگہ تک کے جملہ اخراجات نو پر تقسیم ہوں گے، اور آگے تیسرا حصّہ دار بری ہوا تو اس جگہ تک کے اخراجات آٹھ پر تقسیم ہوں گے۔ یہاں تک کہ آخری حصّہ دار اکیلا ہی یہ بار اٹھائے گا۔ اس طرح جملہ اخراجات میں حصّہ دار اوّل کا حصّہ سب سے کم اور حصّہ دار آخر یعنی سب سے نچلی زمین کا مالک سب سے زیادہ حصّہ ادا کرے گا۔

دفعہ ۱۳۲۷ کھاری زمین کے پانی کی جو سوت ہو اس کو موڑنے کا کام سب سے نچلے حصّہ سے شروع کیا جائے گا۔ اور سب لوگ اس میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اور جب نچلی زمین کا مالک بری ہو جائے گا۔ اور اسی طرح علی الترتیب سارے حصّہ دار بری ہوتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ سب سے بالائی زمین کا مالک آخر میں تنہا رہ جائے گا۔ اس طرح سب سے نچلی زمین والے کا حصّہ سب سے کم اور سب سے اوپر والی زمین کا حصّہ سب سے زیادہ ہو گا۔

دفعہ ۱۳۲۸ کسی خاص راستہ کی تعمیر بھی کھاری پانی کی سوت (سیاق مالح) کی طرح ہو گی، اسفل

سے شروع ہوگی، اور شارع عام سے اس راستہ کا دہانہ اسفل ترین حصّہ سمجھا جائے گا۔ اور آخری انتہائی حصّہ اعلیٰ ترین حصّہ شمار ہوگا۔ دہانہ پر صفائی اور درستگی میں سب شریک ہوں گے۔ اور علی الترتیب بری ہوتے جائیں گے، یہاں تک کہ آخری حصّہ صرف اس شخص کے ذمّہ ہوگا جس کا بالکل آخر میں دروازہ ہو۔

باب ششم

شرکت عقد (شرکت معاملہ یا کاروباری شرکت)

اس باب میں چھ فصلیں ہیں

پہلی فصل :-

دفعہ ۱۳۲۹ شرکت عقد (یعنی شرکت معاملہ یا کاروباری شرکت) دو یا دو سے زیادہ اشخاص کا اس بات پر معاملۂ شرکت کہ سرمایہ (رائس المال) بھی مشترک ہوگا اور نفع بھی مشترک، شرکت عقد (یعنی شرکت معاملہ یا کاروباری شرکت) کہلاتی ہے۔

دفعہ ۱۳۳۰ ایجاب وقبول لفظاً یا معنیً شرکت عقد کا لازمی رکن ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ اتنے رائس المال (سرمایہ) کے ساتھ میں نے تم سے کاروبار میں شرکت کی، تم لین دین کرو، اور دوسرے نے اس کے جواب میں کہا کہ اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ لفظاً ایجاب وقبول ہوگیا اور شرکت قائم ہوگئی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو ایک ہزار روپے دیئے اور یہ کہا کہ تم بھی ایک ہزار روپیہ ملاؤ اور مالِ تجارت خرید لو، اور اس دوسرے شخص نے اس کے کہنے کے بموجب عمل کیا تو یہ معنیً قبولیت ہوئی اور شرکت قائم ہوگئی۔

دفعہ ۱۳۳۱ شرکتِ عقد (یعنی کاروباری شرکت) کی دو قسمیں ہوتی ہیں :-

(۱) شرکتِ مفاوضہ :- وہ شرکتِ عقد جس میں سرمایہ اور نفع دونوں میں شرکاء کے مابین مساوات تامہ (بالکل برابری) کی شرط ہو۔ مثلاً ایک شخص مر گیا اور اس کے وارثوں نے جو کچھ ورثہ میں ملا اُس سے اُس معاہدہ کے ساتھ کاروبار شروع کیا کہ منافع کی تقسیم بحصّہ برابر ہوگی۔ یا دو اشخاص نے سرمایہ برابر لگایا اور منافع کی تقسیم بھی برابر رکھنے

کی شرط کرلی۔
یہ صورت شرکتِ مفاوضہ کہلاتی ہے اور یہ بہت نادر الوقوع ہے۔
(۲) شرکتِ عنان :۔ دو یا چند اشخاص نے کاروباری شرکت کا معاملہ کیا اور یہ شرط نہیں رکھی کہ سب کا سرمایہ برابر ہوگا اور سب کا نفع برابر ہوگا۔ تو یہ شرکتِ عنان کہی جاتی ہے۔

دفعہ ۱۳۳۲ ایک کاروباری شرکت چاہے شرکتِ عنان ہو یا شرکتِ مفاوضہ اس کی تین شکلیں ہوتی ہیں؛

(۱) شرکتِ اموال :۔ دو یا دو سے زیادہ اشخاص نے ایک سرمایہ معیّن کر لیا۔ اور اس میں اپنا حصّہ ادا کر کے یہ معاہدہ کر لیا کہ آپس میں مل کر یا علیٰحدہ علیٰحدہ کاروبار کریں گے اور نفع جو حاصل ہوگا اسے تقسیم کر لیں گے۔
(یہ یا کسی اور شکل میں جب سرمایہ نقدی یا جنسی شامل شرکت ہو تو اسے شرکتِ اموال کہا جاتا ہے)۔ مترجم

(۲) شرکتِ اعمال :۔ اس میں سرمایہ کی جگہ خود شرکا کا عمل ہوتا ہے، مالی سرمایہ کوئی نہیں ہوتا۔ مثلاً دو درزیوں یا درزی اور رنگریز نے شرکت کر لی کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اپنا اپنا کام کریں گے اور جو کچھ کمائی ہوگی آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ اس کو شرکت ابدان صنایع اور شرکت تقبل بھی کہتے ہیں۔

(۳) شرکتِ وجوہ :۔ دو یا دو سے زیادہ اشخاص نے ایک شرکت قائم کی، کوئی سرمایہ نہیں لگایا بلکہ ادھار مال حاصل کر کے تجارت شروع کر دی اور یہ طے کر لیا کہ نفع آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ یہ شرکتِ وجوہ کہلاتی ہے۔

دوسری فصل : شرکتِ عقد (یعنی کاروباری شرکت) کی عام شرطیں۔

دفعہ ۱۳۳۳ شرکتِ عقد کی ہر قسم میں ضمنی طور پر وکالت بھی شامل ہوتی ہے۔ شرکا میں سے ہر شریک تصرف یعنی لین دین اور کسی دوسرے سے اجرت پر کام قبول کرنے میں حقیقۃً اپنے دوسرے شریک کا نائب یا وکیل ہوتا ہے۔ اس لیے جس طرح وکالت میں عقل و تمیز کی شرط ہوتی ہے بالکل اسی طرح شرکت میں بھی شریکوں کا عاقل اور صاحبِ تمیز ہونا ایک عام شرط ہے۔

دفعہ ۱۳۳۴ شرکتِ مفاوضہ میں ضمناً ایک دوسرے کی کفالت بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی شرکت قائم کرنے والوں میں اور شرائط کے ساتھ کفالت کی اہلیت کا موجود ہونا بھی ایک شرط ہے۔

دفعہ ۱۳۳۵ شرکتِ عنان میں وکالت خاصہ ضمناً موجود ہوتی ہے۔ کفالت نہیں ہوتی، اگر معاملہٗ شرکت کے وقت خاص طور پر کفالت کا ذکر نہ آئے تو کوئی شریک کسی دوسرے کا کفیل نہیں ہوگا۔ اس لیے ایک اجازت یاب لڑکے کا بھی شرکتِ عنان میں شریک ہونا صحیح ہوگا۔ البتہ اگر معاملہٗ شرکت کے وقت کفالت کی شرط بھی کردی جائے تو ہر شریک ایک دوسرے کا کفیل ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۳۳۶ منافع کی تقسیم کا بیان شرکت میں ایک شرط ہے۔ اگر یہ بیان مبہم یا مجہول رہ جائے تو شرکت فاسد ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۳۳۷ شرکتِ عقد میں یہ شرط ہے کہ ہر شریک کا حصّہ پُورے نفع میں، اس کے ہر ہر جزو میں ہوتا ہے، مثلاً نصف، ثلث، ربع۔ اگر معاملہ میں یہ شرط رکھ دی گئی کہ ایک شریک کو اتنی رقم مقررہ دی جائے گی تو شرکت باطل ہو جائے گی۔

تیسری فصل :۔ شرکتِ اموال کے لیے خصوصی شرطیں۔

دفعہ ۱۳۳۸ راس المال (سرمایہ) کا نقد ہونا شرط ہے۔

دفعہ ۱۳۳۹ کانسی کے سکّے جو رائج ہیں نقود میں شمار ہوں گے۔

دفعہ ۱۳۴۰ سونا، چاندی جو سکہ کی شکل میں نہ ہو، اگر عادۃً ورواجاً بطور سکہ چل رہے ہوں تو

انہیں نقد سمجھا جائے گا ورنہ یہ مال وسامان ہیں۔

(زر کاغذی جو بطور سکہ چل رہے ہوں، نقد میں شمار ہوں گے۔ اگر میعادی ادائیگی کا حکم رکھتے ہوں یا قابلِ فروخت اشیاء میں داخل ہوں تو سامان و متاع ہیں۔ زرِ نقد نہیں ہیں)۔ (مترجم)

دفعہ ۱۳۴۱ راس المال (سرمایہ) کا واقعی موجود ہونا شرط ہے۔ کسی کے ذمہ واجب الوصول قرض شرکتِ عقد میں راس المال نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مثلاً اگر دو اشخاص کا دین کسی پر ہو تو یہ دونوں اس دین کو راس المال قرار دے کر کوئی شرکت نہیں قائم کر سکتے۔ اسی طرح اگر ایک شریک نے نقد ادا کیا اور دوسرے نے کوئی دین دیا تو یہ شرکت صحیح نہیں ہو گی۔

دفعہ ۱۳۴۲ شرکت ایسے اموال پر نہیں ہو سکتی جن کا شمار نقد میں نہیں ہے۔ جیسے گھریلو سامان، جائیداد غیر منقولہ، اس قسم کے اموال راس المال نہیں قرار دیئے جا سکتے۔

اگر دو اشخاص کسی ایسی چیز کو جو نقد میں شمار نہیں ہو سکتی، شرکت کے لیے راس المال بنانا چاہیں تو اس میں سے ہر ایک اپنے مال کا نصف دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کر دے اور جب اس طرح ایک مشترک مال پیدا ہو جائے تو پھر اسے راس المال قرار دے سکتے ہیں۔ اگر دو اشخاص کے پاس مثلیات میں سے ایک مقررہ مقدار ہو، مثلاً ہر دو کے پاس گیہوں ہو، اور یہ دونوں اپنے گیہوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا لیں اور اب جو مخلوط مقدار ہو وہ دونوں کی مشترک ملکیت ہو، اس کے بعد اس مشترک ملکیت کو راس المال قرار دے کر اگر کوئی شرکت قائم کر لیں تو یہ شرکت صحیح ہو گی۔

دفعہ ۱۳۴۳ اگر ایک شخص کے پاس گھوڑا ہو اور دوسرے کے پاس زین ہو اور دونوں اس بات کی شرکت قائم کریں کہ جو کرایہ ملے گا وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو یہ شرکت فاسد ہو گی۔ اجرت جو کچھ حاصل ہو گی وہ گھوڑے کے مالک کی ہو جائے گی اور چونکہ زین گھوڑے کے تابع ہے۔ اس کے مالک کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔ البتہ اسے زین کا عام معیاد

پر کرایہ دے دیا جائے گا

دفعہ ۱۳۴۴ اگر کسی کے پاس لدو جانور ہو اور دوسرے کے پاس مالِ تجارت ہو اور دونوں یہ شرکت قائم کریں کہ مال کو جانور پر لاد کر بیچیں گے اور جو نفع حاصل ہو گا وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو یہ شرکت فاسدہ ہے۔ نفع تمام تر اس کا ہو گا جس کا مال تھا اور جانور کا مالک صرف مناسب کرایہ پا سکے گا۔ دکان کی حیثیت بھی اس بارے میں جانور کی سی ہے۔ اگر کسی کی دکان ہو اور دوسرا آدمی اس میں اپنا مال رکھ کر بیچے اور یہ دونوں شرکت قائم کر لیں کہ نفع تقسیم کر لیں گے تو یہ شرکت فاسدہ ہے، نفع تمام تر اس کا ہو گا جس کا مال ہے۔ اور دکان کے مالک کو محض دکان کا کرایہ ملے گا۔

چوتھی فصل :۔ شرکتِ عقد (کاروباری شرکت) سے متعلق بعض ضوابط۔

دفعہ ۱۳۴۵ کام بھی ان چیزوں میں سے ہے جن کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ یعنی عمل کی باقاعدہ قیمت مقرر کی جا سکتی ہے اس لیے یہ جائز ہے کہ ایک شخص کا عمل دوسرے شخص کے عمل سے زیادہ قیمتی قرار پائے۔ مثلاً دو شریک داروں نے ایک شرکت قائم کی۔ سرمایہ دونوں کا برابر تھا اور یہ شرط بھی تھی کہ دونوں کام کریں گے۔ اس کے باوجود اگر معاہدۂ شرکت میں یہ شرط بھی رکھ دی جائے کہ ایک شریک کو منافع میں سے زائد حصہ ملے گا تو یہ شرط جائز ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس شریک کا کام دوسرے شریک سے زیادہ ماہرانہ ہو اور کاروبار کے لیے زیادہ نفع بخش ہوتا ہو۔

دفعہ ۱۳۴۶ کسی کام کا ضامن ہونا خود اپنی جگہ پر ایک قسم کا کام ہے۔ اگر کسی نے اپنی دکان میں ایک کاریگر کو رکھ دیا اور شرکت صنایع بایں طور قائم کر لی کہ دکان والا جو لوگوں کے کام لیا کرے گا کاریگر اسے کر دیا کرے گا، اور جو اجرت ملے گی وہ دونوں آپس میں آدھی آدھی بانٹ لیں گے۔ تو یہ شرکت جائز ہو گی۔ دکان والا جو نصف حصّہ کا مستحق ہوتا ہے وہ اس لیے کہ وہی کام لیتا ہے، اس کی تکمیل کا ذمّہ دار بنتا ہے، اور گاہک

سے معاہدہ اسی کا ہوتا ہے، اور اسی ضمن میں اس کی دکان کی منفعت بھی داخل ہے۔

دفعہ ۱۳۴۷ نفع میں استحقاق جیسے کبھی مال کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی عمل (کام) کی وجہ سے ویسے ہی (حسب دفعہ ۸۵) کبھی ضامن ہونے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ جس طرح مضاربت میں سرمایہ دار اپنے سرمایہ کی وجہ سے اور کارندہ اپنے عمل کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر کوئی کاریگر اپنے ساتھ ایک شاگرد کو رکھ کر کام کراتا ہے تو اس کی اُجرت میں اگر وہ نصف کی شرط کرلے تو یہ شرط جائز ہو گی۔ یعنی جو اجرت وصول ہو گی، اس میں سے نصف تو اس شاگرد کی ہو گی کیونکہ اس نے کام کیا ہے اور نصف اُستاد کی ہو گی کیونکہ اس نے کام کا معاہدہ کیا اور اس کی تکمیل کا وہ ضامن بنا ہے۔

دفعہ ۱۳۴۸ اگر تینوں مذکورہ امور یعنی مال، عمل اور ضمان کوئی بھی موجود نہ ہو تو نفع میں کوئی حصّہ کسی کا نہ ہو گا۔ مثلاً کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ تم اپنے مال سے یہ کام کرو، نفع تمہارا ہمارا نصف نصف ہو گا تو یہ کوئی شرکت نہیں ہوئی۔ اس کو نفع میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔

دفعہ ۱۳۴۹ نفع میں استحقاق شرکت میں مذکورہ شرط کی بنا پر ہوتا ہے۔ حقیقتہً عمل کی بنا پر نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شریک ہے کہ اس کے عمل کی شرط شرکت میں تھی، اور وہ کسی عُذر کی بنا پر عمل نہ کر سکا تو منافع کی تقسیم شرط کے بموجب ہو گی اور اس کو بھی حصّہ ملے گا۔ اس میں ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔ اگر ایک شریک نے عمل کیا تو گویا دوسرے شریک نے بھی کیا۔

دفعہ ۱۳۵۰ دونوں شریک دار ایک دوسرے کے امین ہوتے ہیں۔ اور مال شرکت ہر شریک کے ہاتھ میں ایک ودیعت کا حکم رکھتا ہے۔ اگر ایک کے ہاتھ میں اس کے قصور کے بغیر مال ضائع ہو جائے تو اس کو دوسرے شریک کے حصّہ کا ڈنڈ نہیں دینا پڑے گا۔

دفعہ ۱۳۵۱ راس المال شرکت اموال میں ایک مشترک ہوتا ہے چاہے شریک دار کے حصّے متساوی ہوں یا کم و بیش لیکن سارا راس المال ایک شریک کا ہو اور دوسرا صرف

عمل کا شریک ہو تو یہ صورت مضاربت کی ہوگی (اس کے احکام مضاربت کے باب میں آئیں گے) اور اگر راس المال ایک کا ہو، اور شرط یہ ہو کہ نفع تمام تر عامل کا ہوگا تو یہ صورت قرض کی ہے۔ راس المال عامل کے ذمہ قرض ہوگا۔ اور اگر شرط یہ ہو کہ سارا نفع سرمایہ دار کا ہوگا، عامل کا کچھ نہیں تو یہ صورت استبضاع کی ہے اور عامل ایک مستبضع ہے، اور مستبضع ایک مفت کام کرنے والا وکیل ہوتا ہے۔ نفع ہو یا نقصان، سب سرمایہ دار کا ہوگا۔

دفعہ ۱۳۵۲ اگر دو شریکوں میں سے ایک کی وفات ہوگئی یا وہ ہمہ وقتی پاگل (مجنون مطبق) ہوگیا تو شرکت ٹوٹ جائے گی، اور اگر اس میں تین یا زیادہ شریک دار تھے تو صرف مرنے والے یا پاگل ہوجانے والے کے حق میں شرکت ٹوٹ جائے گی باقی شرکاء کے حق میں باقی رہے گی۔

دفعہ ۱۳۵۳ کسی ایک شریک کے فسخ کرنے سے شرکت فسخ ہوجائے گی مگر شرط یہ ہے کہ دوسرے شریک کو علم ہوجائے، اس لیے شرکت اس وقت تک فسخ نہیں سمجھی جائے گی جب تک کہ دوسرے شریک کو بھی علم و اطلاع نہ ہوجائے۔

دفعہ ۱۳۵۴ اگر دو شریک داروں نے شرکت کو فسخ کر دیا اور تقسیم اس طرح کی کہ جو کچھ نقد موجود ہے وہ ایک شریک لے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے ذمہ بقایا ہیں وہ دوسرا شریک لے تو یہ تقسیم صحیح نہیں ہوئی۔ اس صورت میں جس کے قبضہ میں جس قدر بھی نقد ہوگا وہ مال مشترک ہوگا، اور اسی طرح جتنے بقایا دین ہوں گے وہ بھی دین مشترک ہوں گے (دیکھئے دفعہ ۱۱۲۳)۔

دفعہ ۱۳۵۵ اگر شرکاء میں سے کسی نے کچھ مالِ تجارت لیا اور اس کام کے درمیان ہی میں لاپتہ صورت میں مرگیا تو اس کے شریک کا حصہ اس کے ترکہ سے پورا کر دیا جائے گا۔ (دیکھو دفعہ ۸۰۱)۔

پانچویں فصل : شرکتِ مفاوضہ

دفعہ ۱۳۵۶ شرکتِ مفاوضہ میں دونوں شرکاء ایک دوسرے کے کفیل ہوتے ہیں جیسا کہ دوسری فصل میں بیان کیا جا چکا ہے، اس لیے ایک کا اقرار جیسے خود مقر کے حق میں نافذ ہوتا ہے، اس کے شریک کے حق میں نافذ ہو جاتا ہے۔ اگر ایک شریک نے کسی کے دین کا اقرار کیا تو مقرلہ کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ دونوں شریکوں میں سے جس کسی سے چاہے مطالبہ کرے اور شرکت کے معاملات جاریہ خرید، فروخت اور اجارہ وغیرہ کے سلسلے میں جب اور جس قسم کے واجبات ایک شریک پر عائد ہوں گے دوسرے شریک پر بھی عائد ہو جائیں گے۔

اور اسی طرح اگر ایک شریک نے کچھ فروخت کیا تو خریدار خیارِ عیب کی بنا پر فروخت شدہ مال دوسرے شریک کو واپس کر سکتا ہے اور اگر ایک شریک نے کچھ خریدا تو خیارِ عیب کی بنا پر دوسرا شریک اُسے واپس کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۳۵۷ کھانے پینے کی چیزیں، کپڑے اور دوسری ضروری چیزیں جو ایک شریک اپنے لیے یا اپنے اہل و عیال کے لیے خریدے گا وہ اگرچہ اس کی خاص چیزیں ہوں گی، دوسرے شریک کو ان سے کوئی سروکار نہ ہوگا لیکن ان کی قیمتوں کا مطالبہ بھی دوسرے شریک دار سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اس کا کفیل ہے۔

دفعہ ۱۳۵۸ شرکتِ مفاوضہ :- اگر شرکتِ اموال ہو تو اس میں شرط ہے کہ دونوں کا راس المال برابر ہو، اور منافع میں بھی دونوں برابر کے شریک ہوں' اور یہ بھی شرط ہے کہ اس راس المال کے علاوہ کسی شریک کے پاس کوئی ایسا زائد مال نہ ہو جو راس المال ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو، یعنی نقد یا جو نقد کے حکم میں ہو۔ ان میں سے کسی کے پاس زائد موجود نہ ہو، البتہ اگر ایسا مال زائد موجود ہو جو راس المال ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو یعنی سامان، جائیداد غیر منقولہ یا کسی کے ذمہ وصول طلب دَین، تو ان سے کوئی حرج شرکت مفاوضہ میں نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۳۵۹ شرکتِ اعمال میں اگر دو اشخاص نے اس شرط کے ساتھ شرکت قائم کی ہے کہ دونوں میں ہر ایک جس کام کو چاہے قبول کرے گا، کام کی ذمہ داری برابر کی ہوگی؛

معاہدہ برابر کا ہوگا اور نفع نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے، اور شرکت کے معاملات میں جو ایک پہ واجب ہوں گے وہ دوسرے پر بھی ہوں گے۔ تو یہ شرکت، شرکتِ مفاوضہ ہوگی اور شرکا، ایک دوسرے کے کفیل ہو جائیں گے۔ اس صورت میں اجرت اجیر اور کرایۂ دکان کا مطالبہ ہر شریک سے ہو سکتا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کسی چیز کا مطالبہ کیا اور ایک شریک نے اقرار کر لیا تو اس کا اقرار دوسرے شریک کے انکار کے باوجود نافذ ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۳۶۰ اگر دو اشخاص نے ایک شرکت قائم کی کہ اُدھار مال لے کر تجارت کریں گے۔ مال، زرِ ثمن اور نفع میں نصف نصف کی شرکت ہوگی اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوگا۔ تو یہ شرکت، شرکتِ مفاوضہ اور شرکتہ الوجوہ ہوگی۔

دفعہ ۱۳۶۱ شرکتِ مفاوضہ کے لیے یہ شرط ہے کہ قیامِ شرکت کے وقت یا تو واضح طور پہ بیان کیا جائے یہ مفاوضہ ہے یا اس کی تمام شرطیں واضح طور پہ بیان کر دی جائیں۔ اگر شرکت مطلقاً قائم ہوگی تو شرکت عنان ہوگی۔

دفعہ ۱۳۶۲ اس فصل میں جن شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر دورانِ شرکت میں ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو گئی تو شرکت مفاوضہ شرکت عنان بن جائے گی لیکن اگر شرکت کا راس المال نہ ہو مثلاً سامان ہو، جائیداد ہو تو شرکتِ مفاوضہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

دفعہ ۱۳۶۳ ہر وہ بات جو شرکتِ عنان کی صحت کے لیے شرط ہے، شرکت مفاوضہ کے صحیح ہونے کے لیے بھی شرط ہے۔

دفعہ ۱۳۶۴ شرکتِ عنان کے شریکوں کے لیے جس طرح کا تصرف جائز ہے، شرکت مفاوضہ کے شریکوں کے لیے بھی جائز ہے۔

چھٹی فصل :۔ شرکتِ عنان۔

اس فصل میں تین مبحث ہیں۔

مبحث اوّل : شرکتِ اموال سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۱۳۶۵ شرکتِ عنان میں ہر شریک کے راس المال کا برابر ہونا شرط نہیں ہے۔ بلکہ یہ جائز ہے کہ ایک شریکِ کار کا راس المال دوسرے کے راس المال سے زائد ہو۔ ان شریکوں میں سے ہر شریک اس کے لیے مجبور نہیں ہے کہ اس کے پاس جس قدر بھی نقد موجود ہو سب کا سب راس المال میں داخل کر دے بلکہ جائز ہے کہ مجموعی مقدار پر یا اس کے کچھ پر شرکت قائم کی جائے۔ اس طرح یہ جائز ہے کہ شریکداروں کے پاس شرکت میں داخل کردہ راس المال کے سوا بھی ایسا مال جو راس المال بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، مثلاً ان کے پاس نقد رقمیں اس کے علاوہ موجود ہوں۔

دفعہ ۱۳۶۶ شرکتِ عنان عام طور سے تجارت کے لیے بھی ہو سکتی ہے اور مخصوص طور سے کسی خاص تجارت کے لیے بھی مثلاً اناج کی تجارت۔

دفعہ ۱۳۶۷ شرکت عنان صحیحہ میں تقسیم منافع کی جو بھی شرطیں رکھی گئی ہوں، بہرحال ان کی پابندی کی جائے گی۔

دفعہ ۱۳۶۸ شرکت عنان اگر فاسدہ ہو تو منافع کی تقسیم راس المال کی مقدار کے بموجب ہو گی، اگر کسی شریک کو زیادہ حصّہ ملنے کی شرط ہو گی تو اس شرط کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۳۶۹ گھاٹا اور نقصان جو بلاتقصیر واقع ہو گا وہ پورے مال پر بمقدار راس المال تقسیم ہوگا۔ اگر کسی اور طرح تقسیم کی شرط ہو گی تو اس کا اعتبار نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۳۷۰ اگر دونوں شریکوں نے یہ شرط کر لی ہو کہ منافع ان کے مابین بمقدار راس المال تقسیم ہو گا۔ چاہے راس المال دونوں کے متساوی ہوں یا کم و بیش تو یہ شرط صحیح ہو گی اور منافع ان میں بموجب مقدار راس المال ان کی شرط کے مطابق تقسیم ہو گا، چاہے اس میں ایک شریک کے کام کرنے کی شرط ہو یا دونوں کے۔ مگر شرط اگر صرف ایک ہی شریک کے کام کرنے کی ہو تو دوسرے شریک کا مال اس کے ہاتھ میں بضاعت کے حکم میں ہو گا۔

دفعہ ۱۳۷۱ اگر دونوں شریکداروں کا راس المال میں حصّہ برابر ہو اور یہ شرط کر لی گئی ہو کہ ایک

شریک کو نفع میں سے زیادہ حصّہ مثلاً دو ثلث نفع ملے گا اور دونوں شریکوں کا کام کرنا بھی مشروط ہو تو یہ شرکت صحیح ہو گی اور یہ شرط معتبر قرار پائے گی (دیکھئے دفعہ ۱۳۴۵)۔

لیکن اگر شرکت میں شرط ایک ہی شریک کے تنہا عمل کی ہو تو دیکھا جائے گا کہ جس شریک کو نفع میں سے زائد حصّہ پانے کی شرط ہے، اُسی کے لیے کام کرنے کی بھی شرط ہے یا نہیں، اگر اُسی کے لیے کام کرنے کی شرط ہے تو یہ شرکت صحیح ہو گی اور شرط کا اعتبار ہو گا۔ یہ شریک منافع میں سے اپنے رأس المال کے مقابلہ میں حصّہ پانے کا مستحق ہو گا۔ لیکن اس صُورت میں اس کے دوسرے شریک کا حصّۂ رأس المال اس کے ہاتھ میں مالِ مضاربت کے حکم میں ہو گا۔ اور یہ شرکت مشابہ بہ مضاربت ہو گی، اور اگر کام کرنے کی شرط اس شریک کے لیے ہو گی جس کا نفع میں حصّہ کم رکھا گیا ہے تو یہ صورت جائز نہ ہو گی۔ منافع کی تقسیم بموجب مقدار رأس المال عمل میں آئے گی۔ کیونکہ اگر منافع کی تقسیم ان کی شرط کے بموجب کی جائے تو وہ شریک جو کام نہیں کرے گا جو زائد حصّہ منافع میں سے لے گا وہ نہ تو مال کے مقابلہ میں ہو گا نہ کام کے مقابلہ میں اور نہ ذمّہ داری کے مقابلہ میں۔ اور منافع میں حصّہ ان ہی تین امور کے مقابلہ میں ہو سکتا ہے۔ (دیکھئے دفعہ ۱۳۴۷، ۱۳۴۸)۔

دفعہ ۱۳۷۲ اگر دو ایسے شریک داروں کے مابین منافع کی بحصّۂ مساوی تقسیم کی شرط ہو جن کے حصّے رأس المال میں کم و بیش ہیں مثلاً ایک کا ایک لاکھ اور دوسرے کا ڈیڑھ لاکھ ہے تو اس کی صورت بھی دفعہ مندرجہ بالا کی سی ہو گی۔ اگر کام کرنے کی شرط دونوں کے لیے ہو، یا صرف اس کے لیے ہو جس کا رأس المال میں حصّہ کم ہے تو یہ شرکت صحیح ہو گی اور اس شرکت کا اعتبار ہو گا۔ اور اگر کام کرنے کی شرط صرف اس شریک کے تنہا کرنے کی ہو جس کا رأس المال میں حصّہ زائد ہے تو یہ جائز صورت نہ ہو گی۔ منافع بموجب حصّہ رأس المال تقسیم ہو گا۔

دفعہ ۱۳۷۳ دونوں شریکداروں کے لیے شرکت کا مال، نقد، ادھار، کم یا بیش فروخت کرنا

جائز ہے۔

دفعہ ۱۳۷۴ ہر شریک دار کو جب کہ رأس المال اس کے ہاتھ میں ہو مال نقد یا اُدھار خریدنے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر مال اس نے صریحاً دھوکا اور غبن کے ساتھ لیا تو یہ مال شرکت نہیں ہو گا بلکہ اس کی ذاتی ملکیت ہو گا۔

دفعہ ۱۳۷۵ جس شریک دار کے ہاتھ میں شرکت کا رأس المال نہ ہو اسے شرکت کے لیے مال خریدنے کی اجازت نہیں، اگر اس نے خرید لیا تو یہ اس کا ذاتی مال ہو گا۔

دفعہ ۱۳۷۶ اگر کسی شریک نے اپنے پیسے سے کوئی ایسی چیز خریدی جو کہ ان کے تجارتی مال کے قسم کی چیز نہیں ہے تو وہ چیز خاص اسی قسم کی ہو گی شریکدار کا اس سے کوئی واسطہ نہ ہو گا۔ اور اگر وہ چیز اسی جنس کی ہے جس کی وہ تجارت کرتے ہیں تو باوجود اس کے کہ رأس المال ایک ہی شریک کے قبضہ میں ہو، وہ چیز مشترک مال قرار پائے گی۔

مثلاً دو اشخاص کی شرکت ہے کہ ریشمی کپڑے کی تجارت کریں گے، اور ایک شریک نے گھوڑا خریدا تو گھوڑا اسی شریک کا ہو گا جس نے خریدا ہے۔ دوسرے شریک کو اس سے کوئی تعلّق نہ ہو گا، لیکن اگر اس نے ریشمی کپڑا خریدا اور یہ کہہ بھی دیا کہ یہ میں اپنے لیے خرید رہا ہُوں پھر بھی وہ مالِ شرکت ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۳۷۷ معاملہ کرنے سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں وہ صرف معاملہ کرنے والے ہی سے متعلق ہوتے ہیں۔ اگر ایک شریک نے کوئی مال خریدا اور قیمت ادا کر کے اس مال پر قبضہ کر لیا تو یہ معاملہ صرف اسی شریک پہ لازم ہو گا، اور اس اصول کے بموجب اس مال کی قیمت کا مطالبہ صرف اسی شریک سے کیا جا سکتا ہے اُس کے شریک سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، اور اسی طرح اگر ایک شریک نے مال فروخت کیا اور اس کی قیمت اپنے قبضہ میں کی تو یہ قیمت اس کا حق ہے، اس اصول پہ اگر خریدار نے اس مال کی قیمت دوسرے شریکدار کو ادا کر دی تو جس شریک نے قیمت لی اس کے حق سے خریدار بری ہو گیا، لیکن جس شریک نے اس سے معاملہ فروخت کیا تھا اس کے حق سے بری نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر معاملہ کرنے والے شریک نے کسی آدمی

کو قیمت وصول کرنے کے لیے وکیل مقرر کیا تو دوسرے شریک کو اس وکیل کے معزول کرنے کا اختیار حاصل نہ ہو گا۔ لیکن اگر ایک شریک نے کسی کو خرید و فروخت یا اجارہ کے لیے وکیل مقرر کیا تو دوسرے شریک کو اس وکیل کے معزول کر دینے کا اختیار حاصل ہو گا۔

دفعہ ۱۳۷۸ عیب کی وجہ سے مال کے واپس کرنے کا حق بھی معاملہ کے حقوق میں داخل ہے۔ اگر کسی شریک نے کوئی مال خریدا تو دوسرے شریک کو عیب کی وجہ سے اس مال کے واپس کر دینے کا اختیار حاصل نہ ہو گا، اور اسی طرح اگر ایک شریک نے کوئی مال فروخت کیا تو عیب کی وجہ سے وہ مال دوسرے شریک کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ معاملہ کرنے والے کو واپس کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۳۷۹ ہر شریک کو مال شرکت کے ودیعت رکھوانے، کسی کو بطور بضاعت سپرد کرنے، مضاربت پر دینے، کرایہ اور اجرت کے معاملات کرنے کا اختیار حاصل ہے، مثلاً اسے اختیار حاصل ہے کہ دکان کرایہ پر لے، کسی کو مال شرکت کی حفاظت کے لیے بطور اجیر مقرر کرے۔ لیکن اسے یہ حق حاصل نہیں کہ شرکت کے مال کو اپنے ذاتی مال کے ساتھ مخلوط کر دے اور نہ یہ حق حاصل ہے کہ اپنے شریک کی اجازت کے بغیر کسی اور کے ساتھ شرکت قائم کر لے۔ اگر اس نے ایسا کر لیا اور شرکت کا مال ضائع ہو گیا تو وہ اپنے شریک کے حصّہ کا ذمّہ دار ہو گا (تاوان ادا کرنا پڑے گا)۔

دفعہ ۱۳۸۰ کسی ایک شریک کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مال شرکت میں سے کسی کو قرض دیدے لیکن ہر شریک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ شرکت کے لیے قرض لے، اگر ایک شریک قرض لے گا تو وہ قرض دوسرے شریک پر بھی بالاشتراک لازمی ہو گا۔

دفعہ ۱۳۸۱ اگر ایک شریک شرکت کے کام کے لیے دوسرے ملک جائے گا تو مصارف مالِ شرکت سے ادا کیے جائیں گے۔

دفعہ ۱۳۸۲ اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو شرکت کا کاروبار سپرد کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ اپنی

رائے سے جو چاہو کرو، تو اسے تمام قسم کے کاروبار کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ مثلاً اسے اجازت حاصل ہو گی کہ رہن کرے، رہن لے، شرکت کا مال لے کر سفر کرے، اپنے مال سے مال شرکت کو مخلوط کرے، کسی دوسرے کے ساتھ شریکداری کا معاملہ کرے، لیکن اسے یہ اختیار حاصل نہ ہو گا کہ مال شرکت کو ضائع کرے یا کسی کو بلا عوض مفت دیدے (جب تک صریحاً اس کی اجازت اپنے شریک سے حاصل نہ کر لے) مثلاً اسے بغیر صریح اجازت شریک یہ اختیار حاصل نہ ہو گا کہ مال شرکت میں سے کسی کو قرض دے یا کسی کو کچھ ہبہ کر دے۔

دفعہ ۱۳۸۳ اگر کسی شریک نے اپنے شریک کو منع کر دیا کہ مال شرکت لے کر سفر نہ کرو، یا کسی کو اُدھار نہ دو، اس کے بعد بھی شریک نے سفر کیا یا اُدھار دیا تو جو کچھ نقصان اس میں ہو گا اس میں سے اپنے شریک کے حصّہ کی ذمّہ داری ایسا کرتے والے شریک پر عائد ہو گی۔

دفعہ ۱۳۸۴ اگر کسی شریک عنان نے معاملات شرکت کے سلسلے میں کسی دین کا اقرار کیا تو وہ دین دوسرے شریک پر عائد نہ ہو گا۔ اگر اس نے اقرار کیا کہ یہ دین صرف اسی کے کسی معاملہ کی بنا پر عائد ہوا ہے تو صرف اسی پر عائد ہو گا، اور اگر اقرار کیا کہ یہ دین ایک ایسے معاملے کی وجہ سے عائد ہوا ہے جس کو دونوں شریکوں نے کیا تھا تو اس دین کا نصف اس پر عائد ہو گا اور اگر اقرار کیا کہ یہ دین اس معاملہ کی وجہ سے عائد ہوا ہے جو اس کے شریک نے تنہا کیا تھا تو اس پر دین لازم نہیں آئے گا۔

مبحث دوم :۔ شرکت اعمال سے متعلّقہ مسائل۔

دفعہ ۱۳۸۵ شرکت اعمال، کسی کے کام کرنے کی قبولیت میں شرکت کو کہتے ہیں، شرکت قائم کرنے والے دو اجیر اس بات کی شرکت قائم کرتے ہیں کہ گاہک کی طرف سے جو کام کرنے کو کہا جائے گا اسے وہ قبول کریں گے، اس کا عہد کریں گے اور اس کا التزام کریں گے چاہے اس شرکت میں ان کے حصّے متساوی ہوں یا حصّے کم و بیش ہوں، یعنی چاہے

انہوں نے آپس میں برابر کام کرنے کا عہد کر لیا ہو یا ایک ثلث کام ایک کے متعلق اور دو ثلث دوسرے کے ذمہ ہو۔

دفعہ ۱۳۸۶ ہر ایک شریک کو کام کے قبول کرنے اور معاہدہ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا، اور یہ بھی جائز ہوگا کہ کام ایک قبول کرے اور دوسرا شریک اس کام کو انجام دے۔ اور دو درزیوں کے لیے یہ بھی جائز ہوگا کہ ایک ان میں سے کپڑا لے اور بیونت دے دوسرا اسے سی دے۔

دفعہ ۱۳۸۷ کام کے قبول کرنے کے لیے دونوں شریک ایک دوسرے کے وکیل کی حیثیت رکھتے ہیں' اس لیے اگر ایک شریک نے کام قبول کر لیا تو دوسرے پر بھی اس کی تکمیل لازمی ہوگی۔ اس طرح کام کی ذمہ داری کے اعتبار سے شرکت اعمال عنان ہو پھر بھی شرکت مفاوضہ کے حکم میں ہوتی ہے۔ ایک شریک نے جو کام قبول کر لیا اس کے ایفاء کی ذمہ داری دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ گاہک کو اختیار حاصل ہے کہ دونوں سے یا دونوں میں کسی ایک سے کام کی تکمیل کا مطالبہ کرے اور وہ مجبور ہوگا کہ اس مطالبہ کی تکمیل کرے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کو میرے شریک نے قبول کیا تھا میں اس میں دخل نہیں دوں گا۔

دفعہ ۱۳۸۸ معاوضہ کی وصول کے اعتبار سے بھی شرکتِ اعمال میں عنان مفاوضہ کے حکم میں ہوتی ہے' اس لیے دونوں شرکاء میں سے ہر ایک کو گاہک سے پوری اُجرت طلب کرنے کا اختیار حاصل ہے اور اگر گاہک نے کسی شریک کو اُجرت ادا کر دی تو وہ بری الذمہ ہو گیا۔

دفعہ ۱۳۸۹ کسی شریک نے جو کام قبول کیا ہے اسے وہ خود ہی کرے گا۔ اس کے لیے اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا چاہے خود کرے یا اپنے شریک سے یا کسی سے یہ کام کرائے۔ ہاں اگر گاہک نے خود اسی کے کام کرنے کی شرط کر لی ہے تو خود اسی پر کام کی تکمیل لازمی ہوگی۔ (دیکھئے دفعہ ۵۷۱)۔

دفعہ ۱۳۹۰ منافع کی تقسیم شرکاء میں اس شرط کے مطابق ہوگی، جو انہوں نے کر لی ہو۔ اگر برابر

تقسیم کی شرط ہو تو برابر تقسیم کی جائے گی اور اگر کم و بیش مثلاً ایک ثلث دو ثلث کی شرط ہو تو ویسی ہی تقسیم ہو گی۔

دفعہ ۱۳۹۱ اگر شرط یہ ہو کہ کام تو برابر کریں گے مگر حصہ کی تقسیم کم و بیش ہو گی تو یہ شرط جائز ہو گی کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک کاریگر زیادہ ماہر ہو اور بہت بہتر کام کرتا ہو۔

دفعہ ۱۳۹۲ دونوں شریک کام کی ذمہ داری میں شریک ہونے کی بنا پر اُجرت کے مستحق ہوتے ہیں، اس لیے ایک شریک نے کام کیا اور دوسرا کام نہ کر سکا، مثلاً بیمار پڑ گیا یا کہیں چلا گیا یا آرام لینے بیٹھ گیا تو منافع اور اجرت ان کی شرطوں کے بموجب ہی تقسیم ہو گی (یہ نہ ہو گا کہ کام نہ کرنے والا شریک حصہ سے محروم ہو جائے)۔ مترجم

دفعہ ۱۳۹۳ اگر گاہک کے مال میں ایک شریک کے کام سے عیب آگیا یا مال تلف ہو گیا تو ذمہ داری دونوں شریکوں کی ہو گی اور گاہک کو اختیار حاصل ہو گا کہ جس شریک سے چاہے اپنا تاوان وصول کرے۔ اس کا جو خسارہ عائد ہو گا وہ دونوں شریکوں پر بموجب حصہ نفع عائد ہو گا۔ اگر شرط برابر برابر منافع کی تقسیم کی تھی تو نصف نصف خسارہ برداشت کریں گے اور اگر نفع میں ایک ثلث اور دو ثلث حصہ کی شرط ہو گی تو خسارہ بھی ایک ثلث و دو ثلث ہی برداشت کریں گے۔

دفعہ ۱۳۹۴ حمال اگر شرکتِ اعمال قائم کریں تو یہ شرکت بھی صحیح ہو گی۔

دفعہ ۱۳۹۵ اگر دو اشخاص شرکتِ اعمال بہ ایں طور پر قائم کریں کہ دکان ایک کی ہو اور آلات و اوزار دوسرے کے تو یہ بھی صحیح ہے۔

دفعہ ۱۳۹۶ اگر دو اشخاص ایسی شرکت صنایع قائم کریں کہ دکان ایک کی اور کام دوسرا کرے گا تو یہ بھی صحیح ہے۔ (دیکھئے دفعہ ۱۳۴۶)

دفعہ ۱۳۹۷ اگر دو اشخاص نے ایک شرکتِ اعمال قائم کی، ایک کے پاس ایک خچر ہے اور دوسرے کے پاس ایک اونٹ ہے اور دونوں بالاشتراک مال کے حمل و نقل کا ٹھیکہ لیں گے اور اُجرت نصف نصف تقسیم کر لیں گے تو یہ شرکت صحیح ہو گی۔ اجرت برابر برابر تقسیم ہو

گی، یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ خچر کم بار اُٹھاتا ہے اور اونٹ زیادہ۔ کیونکہ شرکتِ اعمال میں استحقاق کام کی بنا پر نہیں بلکہ کام کی ذمّہ داری میں برابر کے شریک ہونے کی بنا پر ہوتا ہے۔

لیکن اگر شرکت ٹھیکہ لینے پر نہیں ہوئی ہے بلکہ خچر اور اونٹ کے کرایہ پر ہوئی ہے تو یہ شرکت فاسدہ ہوگی۔ اونٹ کا کرایہ اونٹ والے کا ہوگا اور خچر کا کرایہ خچر والے کا۔ اگر خچر والے نے اونٹ والے کی حمل و نقل میں کوئی امداد کی ہے تو وہ اس کے مناسب صلہ کا مستحق ہوگا۔ (مگر جملہ حاصل شدہ اجرت برابر سے تقسیم نہ ہوگی)۔

دفعہ ۱۳۹۸ اگر کسی شخص نے کوئی صنعتی کام کیا اور اس کا لڑکا (جو اسی کے زیر نگہداشت ہو) اس کے کام میں شریک رہا تو اس کام کی جو اجرت ہوگی وہ باپ کی ہوگی اور بیٹا اس کا مددگار شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کو درخت لگانے میں اس کا وہ لڑکا مدد دے جو ابھی اسی کے ذمّہ ہے تو درخت باپ کا ہوگا، بیٹے کا نہ ہوگا۔

مبحث سوم:۔ شرکتِ وجوہ کے مسائل۔

دفعہ ۱۳۹۹ شرکتِ وجوہ میں خرید شدہ مال کا شریکوں کے مابین بحصّہ مساوی مشترک ہونا ضروری نہیں ہے۔ دونوں شریکوں نے بالاشتراک جو مال خریدا ہے، اس میں نصف نصف کی شرکت بھی ہوسکتی ہے اور ایک ثلث دو ثلث کی بھی۔

دفعہ ۱۴۰۰ شرکتِ وجوہ میں منافع کا استحقاق، ذمّہ داری میں شرکت ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۴۰۱ خریدکردہ مال کی قیمت کی ذمّہ داری بموجب حصّۂ شریکین ہوگی۔

دفعہ ۱۴۰۲ نفع ہر شریک کا حصّہ خرید شدہ مال میں اس کے حصّہ کے بموجب ہوگا۔ اگر ایک شریک کو زائد حصّہ ملنے کی شرط کی گئی ہو تو یہ شرط لغو ہوگی، نفع حصّہ کے بموجب ہی تقسیم ہوگا۔ مثلاً خرید شدہ مال میں حصّہ نصف نصف تھا تو نفع بھی نصف نصف ہی تقسیم ہوگا، اور اگر خرید شدہ مال میں حصّہ ایک ثلث و دو ثلث ہوگا تو نفع بھی ایک ثلث و دو ثلث ہی تقسیم ہوگا۔ اگر خرید شدہ مال میں حصّہ برابر ہو اور شرط کرلی جائے کہ ایک شریک کو زائد

نفع ملے گا تو یہ شرط لغو ہو گی۔ اس کا اعتبار نہیں ہو گا، نفع برابر برابر ہی تقسیم ہو گا۔

دفعہ ۱۴۰۳ نقصان اور خسارہ بہر حال خرید شدہ مال میں شریکوں کے حصّہ کے بموجب ہو گا۔ چاہے خریداری ایک نے کی ہو یا دونوں نے مل کر۔ مثلاً شرکت وجوہ کے دو شریکداروں نے خرید شدہ مال میں نصف نصف کا حصّہ رکھا، اب اگر خریداری یا فروخت میں خسارہ ہوا تو یہ خسارہ دونوں پر نصف نصف ہی عائد ہو گا۔ اور اگر مال خرید شدہ میں حصّہ ایک ثلث اور دو ثلث تھا تو خسارہ بھی ایک ثلث اور دو ثلث ہی تقسیم ہو گا۔ چاہے دونوں نے مل کر مال خریدا اور فروخت کیا ہو۔

باب ہفتم

مضاربت

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ مضاربت کی تعریف اور اس کی قسمیں۔

دفعہ ۱۴۰۴ مضاربت شرکت کی ایک شکل ہے جس میں رأس المال ایک شریک کا ہوتا ہے اور سعی و عمل دوسرے شریک کا۔ جس کا رأس المال ہوتا ہے اسے صاحبِ مال اور جس کا عمل ہوتا ہے اسے مضارب کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۴۰۵ مضارب کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ مثلاً صاحبِ مال نے مضارب سے کہا کہ یہ رأس المال مضارب پر لے لو اور کوشش کر کے کام کرو۔ منافع ہمارے تمہارے درمیان نصف نصف یا ایک ثلث اور دو ثلث ہوگا۔ یہ یا اس طرح کا کوئی جملہ کہا جس سے یہ مفہوم نکلتا ہو، مثلاً یہ رقم لو اور رأس المال بناؤ منافع اس تناسب سے تقسیم ہوگا اور مضارب نے اسے قبول کر لیا تو معاملۂ مضاربت منعقد ہو گیا۔

دفعہ ۱۴۰۶ مضاربت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ مضاربت مطلقہ اور مضاربت مقیدہ۔

دفعہ ۱۴۰۷ مضاربت مطلقہ وہ ہوتی ہے جس میں زمانہ، مقام، خاص قسم تجارت، یا متعیّن بائع یا مشتری کی کوئی قید نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی قید ہوئی تو مضاربت مقیدہ ہو جائے گی مثلاً یہ کہہ دیا کہ فلاں وقت یا جگہ پہ کام کرو، یا فلاں مال خریدو، یا فلاں فلاں شخص سے کام لو، یا فلاں مقام کے باشندوں سے کام لو۔ ان قیود میں سے کوئی قید بھی ہوئی تو مضاربت مقیدہ ہو گی۔

دوسری فصل :۔ شروطِ مضاربت۔

دفعہ ۱۴۰۸ مضاربت میں صاحبِ مال کی اہلیت وکیل مقرّر کرنے کی اور مضارب کی اہلیت وکیل بننے کی شرط ہے۔

دفعہ ۱۴۰۹ یہ شرط ہے کہ جس مال کو رأس المال قرار دیا جائے وہ اس قابل ہو کہ شرکت میں رأس المال بن سکے۔ (دیکھئے باب شرکۃ العقد کی تیسری فصل)۔

یہ جائز نہیں ہے کہ سامان، جائیداد غیر منقولہ یا کسی کے ذمّہ واجب الادا قرض مضاربت میں رأس المال قرار دیا جائے۔ اگر صاحبِ مال نے مضارب کو کچھ سامان دیا اور کہا کہ اسے فروخت کر دو، اور جو قیمت ملے اس کو مضاربت کا رأس المال بنالو، مضارب نے اس سامان کو فروخت کر کے نقد رقم بنالی، اور اب اس سے لین دین کرنا شروع کر دیا تو اب مضاربت صحیح ہوگی۔ اسی طرح اگر صاحبِ مال نے مضارب سے کہا کہ فلاں شخص کے ذمّہ میری اتنی رقم قرض ہے تم اس سے وصول کر لو اور اس کو مضاربت کا رأس المال بنا لو، اور اس کو مضارب نے قبول کر لیا تو (جب وہ رقم وصول کر لے گا، اس کے بعد) مضاربت صحیح ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۴۱۰ رأس المال کا مضارب کے سپرد کر دینا شرط ہے۔

دفعہ ۱۴۱۱ شرکت عقد کی طرح مضاربت میں بھی یہ شرط ہے کہ رأس المال معلوم ہو، دونوں شرکیداروں کے حصّے متعیّن ہوں، اور سارے مال میں پھیلا ہوا حصہ مثلاً نصف، ثلث، ہو، اگر مضاربت میں حصّہ کی تعیّن نہیں ہوئی تو نصف نصف حصّہ سمجھا جائے گا۔ یعنی صاحب مال اور مضارب کے مابین نفع نصف نصف تقسیم ہوگا۔

دفعہ ۱۴۱۲ اگر ان شروط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوئی، مثلاً دونوں میں سے ایک کیلئے نفع میں سے متعیّن رقم کی شرط کر دی گئی (اور اس کا حصّہ سارے نفع میں پھیلا ہوا ایک جزء مثلاً نصف، ثلث یا ربع نہیں رہا) تو یہ مضاربت فاسد ہوگی۔

تیسری فصل:۔ احکامِ مضاربت۔

دفعہ ۱۴۱۳ مضارب امین ہوتا ہے۔ رأس المال اس کے ہاتھ میں ودلیعت کا حکم رکھتا ہے۔

رأس المال میں تصرف کے اعتبار سے وہ صاحبِ مال کا وکیل ہوتا ہے۔ اور جب نفع حاصل کرتا ہے تو اس میں صاحب المال کا شریک ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۴۱۴ مضارب، مضاربت مطلقہ میں معاملہ کے منعقد ہوتے ہی، لوازم مضاربت اور اس سے پیدا شدہ تمام امور میں ماذون (صاحبِ اجازت) ہو جاتا ہے، اس طرح اس کیلئے جائز ہے کہ:

(۱) نفع کے لیے خرید و فروخت کرے۔ لیکن اگر صریح دھوکا اور غبن کے ساتھ بھی خرید لے تو وہ خود اس کا مال ہوگا، مضاربت کے حساب میں نہ ہوگا۔

(۲) چاہے وہ مال کو نقد بیچے یا ادھار، چاہے بڑی رقم ہو یا چھوٹی، اسے اختیار ہے کہ عادتاً تاجروں میں جتنی مدت ادھار کی ہوتی ہے وہ بھی دے۔ وہ ایسی طویل مدت کے لیے ادھار نہیں دے سکتا جو عام تجارت میں مروّج نہیں ہے۔

(۳) فروخت شدہ مال کی قیمت کا حوالہ قبول کر سکتا ہے۔

(۴) خرید و فروخت کے لیے کسی کو وکیل (ایجنٹ) بنا سکتا ہے۔

(۵) مالِ مضاربت کو کسی کے پاس ودیعت رکھ سکتا ہے۔ کسی کو بطور بضاعت دے سکتا ہے، رہن کر سکتا ہے، رہن لے سکتا ہے۔

(۶) لین دین کرنے کے لیے دوسرے شہروں اور ملکوں کا سفر کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۴۱۵ مضاربت مطلقہ میں مجرد عقد مضاربت سے اس کی اجازت حاصل نہیں ہوتی کہ مالِ مضاربت کو اپنے مال سے مخلوط کرے یا کسی دوسرے کو یہ مال مضاربت پر دے۔
اگر وہ ایسے شہر میں کاروبار کر رہا ہے جہاں کے تاجروں میں اس کا رواج موجود ہے تو مضارب کو بھی اس کی اجازت حاصل ہوگی (ورنہ اجازت نہیں ہوگی)۔

دفعہ ۱۴۱۶ مضاربت مطلقہ میں اگر صاحبِ مال نے مضارب کو یہ کہہ کر سارے امور مضارب سپرد کر دیئے ہوں کہ اپنی صوابدید سے کام کرو، تو اس صورت میں مضارب مالِ مضاربت کو اپنے مال کے ساتھ مخلوط کر لینے یا دوسرے کو مضاربت پر دینے کا مجاز تو بہرحال

ہو جائے گا، لیکن اس مال سے ہبہ کرنے، قرض دینے یا رأس المال سے زائد دین لینے کا مجاز نہ ہو گا، ان باتوں کے لیے صاحب مال کی صریحی اجازت ضروری ہے۔

دفعہ ۱۴۱۷ اگر مضارب نے مالِ مضاربت کو اپنے مال کے ساتھ مخلوط کر دیا ہو تو نفع کی تقسیم رأس المال کے بموجب ہو گی یعنی جو نفع مضارب کے مال کا ہو گا وہ اس کا خاص ہو گا، اور جو نفع مضاربت کے مال پر ہو گا وہ صاحب مال اور مضارب کے مابین مضاربت کی شرط کے بموجب تقسیم کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۴۱۸ وہ مال جو صاحبِ مال کی اجازت سے مضارب نے رأس المال سے زائد ادھار لیا ہو گا۔ صاحبِ مال اور مضارب کے مابین بطور شرکت وجوہ مشترک مال ہو گا۔

دفعہ ۱۴۱۹ اگر مضارب مضاربت کے متعلق کام کے لیے دوسری جگہ جائے گا تو مالِ مضاربت سے اپنے اخراجات بقدر معروف (عام طور پر رواجاً) لے گا۔

دفعہ ۱۴۲۰ مضاربت مقیدہ میں صاحب مال نے جو کچھ قید لگائی ہو۔ اس کی رعایت مضارب پر لازمی ہو گی۔

دفعہ ۱۴۲۱ اگر مضارب نے صاحبِ مال کی قید توڑ دی اور اجازت کے حدود سے نکل گیا تو وہ غاصب ہو گا۔ اس حالت میں نفع نقصان جو لین دین میں ہو وہ اس کا ذاتی ہو گا۔ اور اگر مضاربت کا مال ضائع ہوا تو اس کا ضمان (تاوان۔ ڈنڈ) اسے ادا کرنا پڑے گا۔

دفعہ ۱۴۲۲ اگر مضارب نے صاحب مال کی ممانعت کے باوجود کوئی عمل کیا مثلاً اس نے کہا تھا کہ مال لے کر فلاں جگہ نہ جاؤ، یا مال ادھار پر نہ دو، اور اس کے باوجود وہ اس جگہ گیا اور مال تلف ہو گیا یا ادھار پہ مال دیا اور قیمت ڈوب گئی تو مضارب پہ تاوان عائد ہو گا۔

دفعہ ۱۴۲۳ اگر صاحبِ مال نے مضاربت کے لیے وقت کی قید لگا دی ہو تو اس وقت کے گزرنے پر مضاربت فسخ ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۴۲۴ اگر صاحبِ مال مضارب کو معزول کر دے تو یہ ضروری ہے کہ مضارب کو اس کا علم بھی ہو جائے۔ اس کو معزولی کا علم ہونے تک جو کچھ کر چکا ہو وہ سب معتبر ہو گا۔ علم ہو

چکنے کے بعد وہ نقد میں تصرف نہیں کر سکتا۔ مگر جو مال اس کے ہاتھ میں ہو، اسے فروخت کرنے اور نقد کی شکل میں مبدل کر لینے کا اسے اختیار حاصل ہے۔

دفعہ ۱۴۲۵ مضارب نفع میں مستحق صرف عمل کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور عمل کی قیمت معاملہ کی وجہ سے ہوتی ہے، اس لیے جو مقدار نفع میں اس کے لیے معاملہ مضاربت میں مقرر کر دی گئی ہو، اسی کے بموجب وہ حصہ پائے گا۔

دفعہ ۱۴۲۶ صاحب مال کا نفع میں استحقاق اس کے مال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لیے اگر مضاربت فاسدہ ہے تو سارا نفع صاحب مال کا ہوگا اور مضارب اس کا اجیر قرار پائے گا۔ اس کو اجرت مثل ملے گی لیکن اس کی مقدار مضاربت میں شرط کی ہوئی مقدار سے زائد نہیں ہوگی۔ اور اگر نفع نہیں ہوا تو مضارب کو کچھ نہیں ملے گا۔

دفعہ ۱۴۲۷ اگر مال مضاربت میں سے کچھ حصہ تلف ہو گیا تو اوّلاً اسے منافع میں سے منہا کیا جائے گا رأس المال میں سے نہیں، اور اگر اس سے زائد ہوا اور رأس المال میں کمی آ گئی تو مضارب پر کوئی تاوان عائد نہیں ہوگا۔ چاہے مضاربت صحیحہ ہو یا مضاربت فاسدہ۔

دفعہ ۱۴۲۸ بہرحال نقصان اور خسارہ صاحب مال پر عائد ہوگا۔ اگر اس نے شرط کر لی ہو کہ نقصان میں مضارب بھی شریک ہوگا تو اس شرط کا اعتبار نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۴۲۹ اگر صاحب مال مر گیا یا مدامی پاگل ہو گیا تو مضاربت فسخ ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۴۳۰ اگر مضارب مجہول حالت میں مر گیا تو تاوان اس کے ترکہ پر عائد ہوگا (دیکھئے دفعہ ۸۰۱ اور ۱۳۵۵)۔

باب ہشتم

مزارعت و مساقاۃ

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :- مزارعت :

دفعہ ۱۴۳۱ مزارعت شرکت کی ایک شکل ہے، بایں طور کہ اراضی ایک فریق کی اور عمل دوسرے فریق کا، یعنی اراضی میں فصل لگائی جائے اور پیداوار دونوں میں تقسیم کر دی جائے۔

دفعہ ۱۴۳۲ مزارعت کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ اگر اراضی کے مالک (زمیندار) نے کاشت کار سے یہ کہا کہ مَیں نے تم کو مزارعت پر دی، تمہارا حصّہ پیداوار میں اتنا ہو گا اور کاشت کار نے کہا کہ قبول کیا یا کہا کہ راضی ہوں یا کوئی بات کہی جس سے اس کی رضامندی ثابت ہو جائے یا کاشت کار نے زمیندار سے کہا کہ مجھے اپنی زمین مزارعت پر دو مَیں کام کروں گا اور زمیندار راضی ہو گیا تو معاملۂ مزارعت نافذ ہو گیا۔

دفعہ ۱۴۳۳ مزارعت میں دونوں فریق کا عاقل ہونا شرط ہے لیکن دونوں کا بالغ ہونا شرط نہیں ہے، اس لیے ایک لڑکا جس کو ولی کی اجازت حاصل ہو، مزارعت کا معاملہ کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۴۳۴ یہ ضروری ہے کہ کیا فصل لگائی جائے گی اس کی تعیین کر دی جائے یا تعمیم ہو کہ کاشتکار جو فصل چاہے لگائے۔

دفعہ ۱۴۳۵ یہ ضروری ہے کہ معاملہ کرتے وقت ہی کاشتکار کا حصّہ متعیّن کر دیا جائے اور وہ حصّہ پوری فصل میں پھیلا ہوا حصّہ ہو مثلاً نصف، ثلث وغیرہ۔ اگر حصّہ متعیّن نہیں کیا گیا یا فصل کے علاوہ کچھ دینے کو کہا گیا یا فصل میں سے مقدار متعیّن دینے کا وعدہ کر لیا گیا تو مزارعت صحیح نہیں ہو گی۔

دفعہ ۱۴۳۶ شرط یہ ہے کہ زمین قابلِ کاشت ہو اور کاشتکار کے سپرد کر دی جائے۔

دفعہ ۱۴۳۷ اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہوئی تو مزارعت فاسدہ ہو جائے گی۔
دفعہ ۱۴۳۸ مزارعت میں جو شرط دونوں فریق نے کر لی ہو، پیداوار اسی کے بموجب تقسیم کی جائے گی۔
دفعہ ۱۴۳۹ مزارعت فاسدہ میں ساری فصل اس کی ہوگی جس کا بیج ہے۔ اگر بیج کاشتکار کا ہے تو ساری فصل کا مالک وہی ہے۔ زمیندار کو صرف زمین کا رواجی کرایہ ملے گا اور اگر بیج زمیندار کا ہے تو کاشتکار کو رواجی اجرت دی جائے گی۔
دفعہ ۱۴۴۰ اگر زمیندار مر جائے اور فصل ہری ہو تو کاشتکار کو کام جاری رکھنے کا اختیار حاصل ہے جب تک فصل تیار ہو کر اٹھا نہ لی جائے زمیندار کے وارثوں کو اس کے روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اور اگر کاشتکار مر جائے تو اس کے وارثوں کو حق حاصل ہے کہ اس کے قائم مقام ہو کر کام جاری رکھیں، فصل کی تیاری تک انہیں روکنے کا زمیندار کو اختیار حاصل نہیں۔

دوسری فصل : مساقاۃ۔

دفعہ ۱۴۴۱ مساقاۃ شرکت کی ایک شکل ہے۔ اس میں درخت ایک فریق کا ہے اور اس کی دیکھ بھال اور پرورش دوسرے فریق کے ذمہ ہوتی ہے۔ پھل جو آئیں وہ باہم تقسیم کر لیے جائیں گے۔
دفعہ ۱۴۴۲ مساقاۃ کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ اگر درختوں کے مالک نے کام کرنے والے سے یہ کہا کہ یہ درخت تم کو میں نے بطور مساقاۃ دیئے۔ پھل میں تمہارا حصّہ اتنا ہوگا، اور کام کرنے والے نے اسے قبول کر لیا تو معاملۂ مساقاۃ منعقد ہو گیا۔
دفعہ ۱۴۴۳ دونوں فریق کا عاقل ہونا شرط ہے۔
دفعہ ۱۴۴۴ مزارعت کی طرح مساقاۃ میں بھی دونوں فریقوں کے حصّوں کا متعیّن اور ساری فصل میں پھیلا ہوا ہونا مثلاً نصف یا ثلث وغیرہ ہونا شرط ہے۔
دفعہ ۱۴۴۵ درختوں کا کام کرنے والے کے سپرد کر دینا شرط ہے۔
دفعہ ۱۴۴۶ مساقاۃ صحیحہ میں پھلوں کی تقسیم معاملہ کی شرط کے بموجب ہوگی۔

دفعہ ۱۴۴۷۔ مساقاۃ فاسدہ میں سارا پھل درختوں کے مالک کا ہو گا۔ اور عامل اپنے کام کی اجرت مثل پانے کا مستحق ہو گا۔

دفعہ ۱۴۴۸۔ اگر درختوں کا مالک مر جائے اور پھل ابھی کچے ہوں تو عامل اپنا کام جاری رکھے گا۔ متوفی کے وارثوں کو اس کے روکنے کا حق حاصل نہیں۔ اور اگر عامل مر جائے تو اس کے وارث قائم مقام ہوں گے۔ جب تک پھل تیار ہو کر اتار نہ لیے جائیں، درختوں کے مالک کو انہیں روکنے کا کوئی اختیار نہ ہو گا۔

۲۳ ربیع الآخر ۱۲۸۹ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب یازدہم

وکالت

ایک مقدّمہ اور تین الواب

مقدّمہ

وکالت سے متعلّق بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۴۴۹ وکالت :۔ کسی شخص کا اپنے کام کو دوسرے کے سپرد کرکے اس کو اپنا قائم مقام قرار دینا۔

جو شخص اپنا کام سپرد کرتا ہے، وہ مؤکّل کہلاتا ہے۔

جس شخص کے سپرد کام کیا جاتا ہے وہ وکیل کہلاتا ہے۔

جو کام سپرد کیا جاتا ہے اس کو مؤکّل بہ کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۴۵۰ رسالت :۔ کسی شخص کا دوسرے شخص کے کلام کو اپنی طرف سے دخل اندازی یا تصرف کے بغیر کسی کو پہنچا دینا۔

جو یہ کلام پہنچاتا ہے، وہ رسول کہلاتا ہے (قاصد)۔

جس کا کلام ہوتا ہے، وہ مرسِل کہلاتا ہے۔

جس کو کلام پہنچایا جاتا ہے وہ مرسَل الیہ کہلاتا ہے۔

باب اوّل

وکالت کا رکن اور اس کی تقسیم

دفعہ ۱۴۵۱ توکیل یعنی وکالت بنانے کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ اس طرح کہ مؤکّل کہے مَیں نے تم کو اس کام کے لیے وکیل بنایا، جب وکیل نے کہہ دیا کہ مَیں نے قبول کیا یا کچھ کہا جس سے اس کا قبول کرنا سمجھا جائے تو وکالت کا معاملہ ہو گیا۔ اسی طرح اگر وکیل نے کچھ کہا تو نہیں مگر اس کام میں لگ گیا تو اس کا تصرف صحیح ہو گا کیونکہ دلالۃً وکالت قبول کر لی۔ لیکن اگر وکیل نے ردّ کر دیا تو اس کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوا۔ مثلاً اگر مؤکّل نے کہا کہ تم اس کام کے لیے وکیل ہو اور وکیل نے یہ کہہ کر وکالت کو ردّ کر دیا کہ مَیں نہیں قبول کرتا، اور اس کے بعد وہ کام کرنے لگا تو اس کا تصرف صحیح نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۴۵۲ اجازت بھی توکیل ہے۔

دفعہ ۱۴۵۳ وہ اجازت جو بعد کو دی جائے، پہلے سے قائم وکالت کے حکم میں ہوتی ہے مثلاً کسی نے کسی کا مال فروخت کر دیا اور اس کے بعد جب مالک کو اس نے اطلاع دی تو اس نے اس معاملۂ بیع کو قبول کر لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گویا اس نے پہلے ہی اس کو اس کام کے لیے وکیل بنا دیا تھا۔

دفعہ ۱۴۵۴ رسالت، وکالت شمار نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک صراف نے کسی سے قرض لینا چاہا اور اپنے خادم کو رقم لانے کے لیے بھیج دیا تو یہ خادم قرض لینے والے کا رسول (قاصد) ہوا، وکیل نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر ایک شخص کو کوئی دلال کے پاس اپنے لیے ایک گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجے۔ اس آدمی نے دلال سے جا کر کہا کہ فلاں گھوڑا فلاں شخص خریدنا چاہتا ہے اور دلال نے کہا کہ اس کے ہاتھ یہ گھوڑا اتنی قیمت میں فروخت کیا، جاؤ اس سے کہہ دو اور یہ گھوڑا اس کے سپرد کر دو۔ اب وہ آدمی آیا

اور اس نے گھوڑا اس کے سپرد کر دیا، اور مرسل (بھیجنے والے) نے قبول کر لیا تو معاملۂ بیع مرسل اور دلال کے مابین ہوا۔ لانے والا شخص صرف ایک واسطہ اور رسول (قاصد) ہوا، وکیل نہ ہوا۔ اسی طرح اگر کسی نے قصاب سے کہا کہ میرے لیے روزانہ میرے فلاں خادم کے ہاتھ جو بازار جاتا آتا ہے، اتنا گوشت بھیج دیا کرو۔ اور قصاب نے گوشت بھیج دیا تو یہ خادم اپنے آقا کا قاصد ہوا، وکیل نہ ہوا۔

دفعہ ۱۴۵۵ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی کام کبھی وکالت ہوتی ہے اور کبھی رسالت مثلاً ایک خادم نے کسی تاجر سے اپنے آقا کے حکم پر مال خریدا تو وہ اپنے آقا کا خریداری مال کے لیے وکیل ہوا۔ لیکن اگر مال تو خود آقا نے خریدا اور خادم کو بھیجا کہ جا کر مال لے آؤ تو وہ خادم وکیل نہیں بلکہ قاصد ہوا۔

دفعہ ۱۴۵۶ توکیل کا رکن کبھی تو مطلقاً ہوتا ہے یعنی اس کے ساتھ کوئی شرط ہوتی ہے اور نہ وقت کی تعیین اور نہ کوئی اور قید ہوتی ہے اور کبھی شرط سے مشروط ہوتا ہے، مثلاً اگر کہا کہ جب یہاں فلاں تاجر آئے تو میں اپنے گھوڑے کو فروخت کرنے کا تم کو وکیل بناتا ہوں اور وکیل نے اسے قبول کر لیا، تو وکالت ہو گئی مگر اس تاجر کے وہاں آنے کی شرط کے ساتھ مشروط۔ جب وہ تاجر وہاں آجائے تو وکیل کو گھوڑے کے فروخت کرنے کا اختیار حاصل ہے، اور اگر نہ آئے تو کچھ بھی نہیں۔ کبھی وکالت وقت کی پابند ہوتی ہے، مثلاً کسی نے کہا کہ تم کو اس بات کے لیے وکیل بنایا کہ فروری کے مہینہ میں میرا یہ جانور بیچ دینا اور وکیل نے قبول کر لیا۔ تو فروری کا مہینہ شروع ہونے کے بعد وکیل کو اختیار حاصل ہو گا اور اسی مہینہ کے اندر وہ اس جانور کو فروخت کر سکتا ہے۔ اس ماہ کے ختم ہونے کے بعد کچھ نہیں کر سکتا۔ وکالت کبھی کسی قید سے مقید ہوتی ہے مثلاً کسی نے کہا کہ میں نے تم کو وکیل بنایا کہ میری یہ گھڑی ایک ہزار روپے میں فروخت کر دو، تو یہ وکالت مقیدہ ہے کہ ایک ہزار سے کم پر نہ فروخت کی جائے۔

باب دوم

شروط وکالت

دفعہ ۱۴۵۷ وکالت کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کام کے لیے کوئی شخص وکیل بنا رہا ہو، اس پر وکیل بنانے والے مؤکل کو اقتدار بھی حاصل ہو۔ اس لیے اگر ایک نادان بچہ یا ایک پاگل کسی کو وکیل بنائے گا تو یہ وکالت صحیح نہ ہو گی۔

ایک ہوشیار لڑکا اگر کسی کو اپنا وکیل بنائے تو ان امور میں جن میں لڑکے کا نقصان محض ہے، مثلاً ہبہ کرنا، صدقہ دینا۔ تو ان امور میں اس کا کسی کو وکیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ اس کے ولی نے اجازت دے دی ہو پھر بھی صحیح نہیں۔ ان امور میں جن میں لڑکے کا فائدہ ہی فائدہ ہے مثلاً ہبہ قبول کرنا یا صدقہ قبول کرنا تو ان امور میں لڑکے کا کسی کو اپنا وکیل بنانا، اگرچہ ولی نے اجازت نہ دی ہو پھر بھی صحیح ہو گا۔ خرید و فروخت کے تصرفات کے لیے جن میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی، اگر کوئی لڑکا جسے ولی کی طرف سے کاروبار کی اجازت حاصل ہے، کسی شخص کو اپنا وکیل بنائے تو بنا سکتا ہے لیکن یہ وکالت ولی کی اجازت پر موقوف ہو گی۔

دفعہ ۱۴۵۸ شرط یہ ہے کہ وکیل عاقل ہو اور صاحبِ تمیز ہو، اسی لیے ایک صاحب تمیز ہوشیار لڑکے کو وکیل بنانا جائز ہے، اگرچہ ولی کی طرف سے اسے اس کی اجازت حاصل نہ ہو۔ لیکن جو معاملہ وہ کرے گا وہ مؤکل کا معاملہ ہو گا۔ اس کا اپنا معاملہ نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۴۵۹ یہ صحیح ہے کہ کوئی آدمی جو کچھ خود کر سکتا ہو، ان سب قسم کے معاملات کیلئے کسی کو وکیل بنائے مثلاً کوئی آدمی کسی شخص کو وکیل بنائے خرید و فروخت کیلئے، اجارہ دینے، اجارہ لینے کیلئے، رہن کرنے، رہن لینے، ودلیعت دینے، ودلیعت لینے، ہبہ کرنے، ہبہ کو قبول کرنے، صلح، فارغ خطی، اقرار دعویٰ، طلب شفعہ، تقسیم، قرض ادا کرنے، قرض وصول کرنے، مال پر قبضہ کرنے کیلئے وکیل بنا سکتا ہے، لیکن یہ لازمی ہے کہ جس کام کیلئے وکیل بنائے وہ کام معلوم ہو۔

باب سوم

احکامِ وکالت

اس باب میں چھ فصلیں ہیں

پہلی فصل :-

دفعہ ۱۴۶۰ لازم ہے کہ وکیل معاملہ کو اپنے مؤکل کی طرف منسوب کرے۔ ہبہ کرنے میں، عاریت دینے میں، رہن کرنے میں، ودلیعت کرنے میں، قرض دینے میں، شرکت کرنے میں، مضاربت کرنے میں اور کسی کے انکار پر صلح کرنے میں۔ اگر اس نے معاملہ کو اپنے مؤکل کی طرف منسوب نہیں کیا تو معاملہ صحیح نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۴۶۱ خرید، فروخت، اجارہ اور صلح اقراری میں وکیل کا معاملہ کو اپنے مؤکل کی طرف منسوب کرنا شرط نہیں ہے۔ اگر اس نے مؤکل کی طرف معاملہ کو منسوب نہیں کیا بلکہ اپنی ذات کی طرف منسوب کر دیا پھر بھی یہ معاملات صحیح ہوں گے۔ لیکن بہر دو صورت ملکیت مؤکل ہی کی قائم ہوگی، البتہ یہ ہوگا کہ اگر اس نے مؤکل کی طرف منسوب نہیں کیا تو معاملہ سے متعلق حقوق مثلاً حق خیار عیب وغیرہ اسی کے ہوں گے جو معاملہ کرے گا یعنی وکیل کے ہوں گے اور اگر معاملہ کو مؤکل کی طرف منسوب کرے گا تو یہ حقوق مؤکل کو بھی حاصل ہوں گے اور اس صورت میں وکیل کی حیثیت ایک قاصد کی سی ہوگی۔

مثلاً ایک ایسے وکیل نے جو فروخت کے لیے وکیل ہے، اپنے مؤکل کا مال فروخت کیا اور معاملۂ بیع کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا، اپنے مؤکل سے منسوب نہیں کیا تو وکیل مجبور ہوگا کہ فروخت شدہ مال خریدار کے سپرد کرے اور اسی کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ خریدار سے قیمت کا مطالبہ کرے اور وصول کرے۔ اور اگر اس مال کا کوئی دوسرا حقدار نکل آئے اور عدالتی حکم کے ذریعہ مال کو ضبط کرلے تو خریدار اپنی دی ہوئی قیمت

کی واپسی کا مطالبہ بھی وکیل ہی سے کرے گا۔

اسی طرح ایک ایسے وکیل نے جو خریداری کے لیے وکیل ہے، معاملہ خریداری کو اپنی طرف منسوب کیا اور اپنے مؤکل کی طرف منسوب نہیں کیا تو جو مال خریدے گا، اس کی قیمت اگر مؤکل نے نہیں دی ہو پھر بھی وہ اپنے مال سے ادا کرنے پر مجبور ہے اور اگر خرید شدہ مال میں کوئی قدیم عیب ظاہر ہو تو اس کو واپس کرنے کے لیے مخاصمت کا حق بھی وکیل ہی کو حاصل ہو گا۔

لیکن اگر وکیل معاملہ کی نسبت اپنے مؤکل کی طرف کر دے اور یہ کہہ دے کہ یہ مال میں نے فلاں کی طرف سے وکالۃً بیچا یا خرید کیا ہے تو اس صورت میں معاملہ سے متعلقہ جملہ حقوق مؤکل کے ہوں گے اور وکیل کی حیثیت ایک قاصد کی رہ جائے گی۔

دفعہ ۱۴۶۲ معاملات سے متعلق جملہ حقوق رسالت (پیغام رسانی) کی صورت میں مرسل یعنی بھیجنے والے کے ہوتے ہیں۔ قاصد (رسول) کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

دفعہ ۱۴۶۳ وکیل کے قبضہ میں جو مال بہ سلسلۂ خرید و فروخت، ادائیگی دین یا وصولی دین یا کسی معاملہ میں آتا ہے اس مال کی حیثیت اس کے ہاتھ میں ایک ودیعت کی سی ہوتی ہے، اگر اس کے کسی قصور کے بغیر تلف ہو جائے تو اس پر ضمان (تاوان) عائد نہیں ہو گا۔
اسی طرح قاصد کے قبضہ میں جو مال آتا ہے وہ بھی ودیعت ہی کے حکم میں ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۴۶۴ اگر مدیون نے دین کا مال صاحبِ دین کو بھیجا اور اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی قاصد کے ہاتھ میں یہ مال تلف ہو گیا تو اگر قاصد مدیون کا ہے تو مال مدیون کا ضائع ہوا اور اگر قاصد دائن یعنی قرض دینے والے کا ہے تو مال دائن کا تلف ہوا، مدیون قرضہ سے بری ہو گیا۔

دفعہ ۱۴۶۵ اگر کسی نے دو اشخاص کو ایک ہی کام کے لیے وکیل بنایا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو تنہا اس کام میں کسی تصرف کا حق حاصل نہیں، لیکن اگر یہ دونوں کسی ودیعت کی واپسی یا کسی قرض کی ادائیگی کے لیے وکیل بنائے گئے تھے تو دونوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ تنہا ہی فرائضِ وکالت ادا کرے، لیکن اگر کسی نے ایک کام

کے لیے کسی کو وکیل بنایا۔ اس کے بعد اسی کام کے لیے کسی دوسرے کو وکیل بنایا تو دونوں میں سے جو بھی فرائض وکالت ادا کرے گا، جائز ہو گا۔

دفعہ ۱۴۶۶ اگر کسی شخص کو کسی کام کے لیے وکیل بنایا جائے تو مؤکل کی اجازت کے بغیر وہ اپنی طرف سے اسی کام کے لیے کسی اور کو وکیل نہیں بنا سکتا۔ ہاں! اگر مؤکل نے اسے اجازت دی ہو یا کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے جو چاہو کرو تو اسے اختیار حاصل ہو گا کہ کسی اور شخص کو وکیل بنا دے۔ اس صورت میں وکیل کا بنایا ہوا وکیل بھی مؤکل کا ہی وکیل ہو گا، اس وکیل کا وکیل نہ ہو گا، حتیٰ کہ اگر وکیل اوّل معزول کر دیا جائے تو بھی یہ دوسرا وکیل معزول نہیں ہو گا، اور اگر وکیل اوّل مر جائے پھر بھی یہ دوسرا وکیل معزول نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۴۶۷ اگر وکالت میں اجرت کی شرط ہو اور وکیل نے اپنا فرض ادا کر دیا تو اُجرت کا مستحق ہو گا۔ اور اگر اجرت شرط نہ ہو اور نہ وکیل ان میں سے ہو جو اُجرت پر کام کیا کرتے ہیں تو وکیل ایک مفت خدمت گزار ہو گا اسے کسی اُجرت کے مطالبہ کا حق نہ ہو گا۔

دوسری فصل :- خریداری کے لیے وکیل۔

دفعہ ۱۴۶۸ خریداری کے لیے وکیل مقرر کیا جائے تو اس کام کی تفصیل اس حد تک معلوم ہونا ضروری ہے کہ دفعہ ۱۴۵۹ کے آخری جملہ کے بموجب وکیل کے لیے فریضہ کی ادائیگی ممکن ہو، وہ اس طرح کہ جو چیز خریدنا مقصود ہو، اس کی جنس اور اگر جنس کا بیان کافی نہ ہو، اس کی بہت سی قسمیں ہوتی ہوں تو اس کی تفصیل، اس کی قیمت سب بیان کر دی جائے۔

اگر اس چیز کو پوری طرح بیان نہ کیا گیا تو وکالت صحیح نہیں ہو گی۔

ہاں! اگر وکالت کی نوعیت ہی وکالت عامہ ہو تو وکالت صحیح ہو جائے گی۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کو وکیل بنایا کہ میرے لیے ایک گھوڑا خرید دو تو یہ وکالت صحیح ہوئی، اور اگر کسی نے کسی کو وکیل بنایا کہ میرے لیے کپڑا خرید دو تو یہ وکالت اس وقت صحیح نہ ہو گی جب تک کہ کپڑے کی قسم، فی گز قیمت پھر یہ تفصیل کہ وہ ہندی ہو

شامی اونی ہو یا سوتی، سب کچھ نہ بیان کر دیا جائے۔ البتہ اگر کسی نے کسی کو وکیل بنایا کہ میرے لیے اپنی رائے سے جو پسند ہو ویسا کپڑا خرید دو تو یہ وکالت عامہ ہوئی، وکیل کو اختیار حاصل ہے جس قسم کا کپڑا چاہے خرید دے۔

دفعہ ۱۴۶۹ اصل یا مقصد یا صنعت کے اختلاف سے اشیاء کی جنس مختلف ہو جاتی ہے مثلاً کچی روئی اور کچی کتان دو مختلف جنسیں ہیں کیونکہ ان دونوں کی اصلیں مختلف ہیں۔ بکری کا اون اور بکری کا چمڑا دو مختلف جنسیں ہیں کیونکہ مقصد مختلف ہے۔ چمڑے سے جرابیں بنتی ہیں اور اون سے اونی کپڑا وغیرہ بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح فرنگی پشمینہ رومی پشمینہ سے مختلف جنس ہے، اس لیے کہ صنعتیں مختلف ہیں، اگرچہ دونوں ہی اون سے بنائے جاتے ہیں۔

دفعہ ۱۴۷۰ اگر وکیل نے جنس میں مخالفت کی، یعنی مؤکل نے کوئی جنس خریدنے کی ہدایت کی تھی اور وہ کوئی اور جنس خرید لایا تو یہ خریداری بحق مؤکل نافذ نہ ہو گی، اگرچہ جو وکیل نے خریدا ہے وہ زیادہ سود مند سہی، لیکن یہ خریداری مؤکل کی نہ ہو گی بلکہ وکیل پر اس کی ذمہ داری ہو گی۔ اور وہ اس کا ذاتی مال ہو گا۔

دفعہ ۱۴۷۱ اگر مؤکل نے وکیل سے کہا کہ میرے لیے ایک مینڈھا خرید لو، اور وکیل نے ایک مادہ خرید لی تو یہ مادہ وکیل کی ہوئی مؤکل کے حق میں یہ خریداری نافذ نہ ہو گی۔

دفعہ ۱۴۷۲ اگر مؤکل نے وکیل سے کہا کہ فلاں کھلی زمین میرے لیے خرید لو اور اس پر تعمیر کھڑی کی جا چکی ہے تو وکیل کو اس کی خریداری کا اختیار نہیں لیکن اگر مؤکل نے وکیل سے کہا کہ فلاں مکان خرید لو اور اس مکان میں ایک دیوار بڑھا دی گئی یا اس کا رنگ بدل دیا گیا ہو تو وکیل اس مکان کو بحالت موجودہ خرید سکتا ہے۔

دفعہ ۱۴۷۳ اگر مؤکل نے وکیل سے کہا کہ میرے لیے دودھ خرید لو اور یہ نہیں تصریح کی کہ کس قسم کا دودھ، تو اس شہر میں جو عام دودھ فروخت ہوتا ہو گا وہی سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۱۴۷۴ اگر مؤکل نے کہا کہ میرے لیے چاول خرید لو تو وکیل کو اختیار ہے کہ بازار میں جو چاول

فروخت ہوتے ہوں، ان میں سے کسی قسم کا چاول خریدے۔

دفعہ ۱۴۷۵ اگر کسی نے کوئی وکیل اس کام کے لیے مقرر کیا کہ وہ اس کے لیے ایک مکان خریدے تولازمی ہے کہ وہ اس کی قیمت، اور کس محلّہ میں مطلوب ہے یہ سب بیان کر دے۔ اگر نہیں بیان کرے گا تو وکالت صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۴۷۶ اگر کسی نے کوئی وکیل اس کام کے لیے مقرر کیا کہ وہ اس کے لیے موتی یا یاقوت احمر خریدے تو لازم ہے کہ اس کی قیمت بھی بیان کر دے، اگر نہیں کرے گا تو وکالت صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۴۷۷ ان تمام چیزوں کی قیمت کا بیان کرنا لازمی ہے جن کی مقدار کسی پیمانے سے متعیّن ہوتی ہے، مثلاً کسی نے گیہوں کی خریداری کے لیے کسی کو وکیل بنایا، لازم ہے کہ اس کا پیمانہ یا قیمت بتائے۔ اتنی مقدار مطلوب ہے یا اتنی قیمت کا گیہوں مطلوب ہے ورنہ وکالت صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۴۷۸ خریداری کے لیے وکیل مقرر کرنے میں مطلوبہ چیز کی پوری صفات بیان کرنا ضروری نہیں ہے، یعنی اوّل، دوم، ادنیٰ درجہ کی تفصیل بتانا ضروری نہیں، لیکن یہ لازم ہے کہ اس شے کی مؤکّل کی حالت و حیثیت سے مناسبت ہو، مثلاً اگر کوئی شخص جس کا پیشہ ہو کرایہ پر جانور دینا اور وہ کسی کو وکیل بنائے کہ میرے لیے ایک گھوڑا خرید دو تو وکیل کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ بلیس ہزار کا ایک نجدی گھوڑا خرید لے۔ اور اگر خرید لے گا تو یہ معاملہ مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگا۔ مؤکّل کا مال نہ ہوگا بلکہ وکیل کا ذاتی مال ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۴۷۹ اگر وکالت میں کسی طرح کی قید لگائی گئی ہو تو وکیل کو اس قید کی مخالفت کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اگر وکیل اس کے خلاف کرے گا تو یہ خریداری مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگی بلکہ وہ مال وکیل کے سر پر رہے گا، لیکن اگر خرید شدہ مال میں مؤکّل کا زیادہ فائدہ ہوگا تو اسے مخالفت نہیں گنا جائے گا، مثلاً ایک شخص نے وکیل سے کہا کہ فلاں گھر دس ہزار میں میرے لیے خرید و، اور وکیل نے اس سے زیادہ قیمت

میں خرید لیا تو یہ خریداری مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگی اور گھر وکیل کے ذمّہ ہوگا، مگر وکیل نے اسی گھر کو اگر دس ہزار سے کم میں خرید لیا تو یہ خریداری مؤکّل کی ہوگی۔
اسی طرح اگر کسی نے وکیل سے کہا کہ میرے لیے مال اُدھار خریدو اور وکیل نے نقد خرید لیا تو یہ خریداری مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگی اور خریدا ہوا مال وکیل پر ہوگا۔ مگر وکیل کو نقد خریداری کے لیے کہا گیا تھا اور اس نے ادھار خرید لیا تو یہ خریداری مؤکّل کیلئے ہوگی۔

دفعہ ۱۴۸۰ کسی چیز کی خریداری کے لیے وکیل بنایا گیا اور وکیل نے اس چیز کا آدھا حصہ خریدا تو اگر اس چیز کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہے تو یہ خریداری مؤکّل کے حق میں نافذ نہیں ہوگی ورنہ نافذ ہوجائے گی، مثلاً وکیل کو کہا گیا کہ ایک تھان کپڑا خرید لو، اور اُس نے آدھا تھان کپڑا خریدا تو مؤکّل کے حق میں یہ خریداری نافذ نہیں ہوگی اور یہ نصف تھان وکیل کا ہوگا۔ لیکن اگر وکیل کو چھ من گیہوں خریدنے کو کہا گیا تھا اور اس نے تین من خریدے تو یہ خریداری مؤکّل کی ہوگی۔

دفعہ ۱۴۸۱ اگر وکیل سے کہا کہ ایک جُبّہ کے لیے اُونی کپڑا خرید لو، اور اُس نے ایسا اُونی کپڑا خرید لیا جو جُبّہ بنانے کے قابل نہیں تو یہ خریداری مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگی، مال وکیل کا ہوگا۔

دفعہ ۱۴۸۲ قیمت بیان کیے بغیر اگر کسی چیز کی خریداری کے لیے کوئی وکیل بنایا گیا تو وکیل کا عام نرخ پر اس چیز کا خرید لینا صحیح ہوگا۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہوگا کہ معمولی سا دھوکہ کھا جائے لیکن معمولی سا دھوکہ بھی ان چیزوں کی خریداری میں قابلِ معافی نہیں ہے جن کی قیمتیں معیّن ہیں مثلاً گوشت، روٹی وغیرہ، اور کوئی بڑا دھوکہ کھا گیا تو یہ خریداری بہرحال مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگی اور مال وکیل کے ذمّہ ہوگا۔

دفعہ ۱۴۸۳ خریداری کا مطلقاً مفہوم نقد خریداری ہوتا ہے اس وجہ سے اگر کسی کو خریداری کے لیے وکیل بنایا گیا اور اس نے کسی شئے سے تبادلہ کر لیا تو یہ معاملہ مؤکّل کے حق میں نافذ نہ ہوگا، وکیل کا ذاتی معاملہ ہوگا۔

دفعہ ۱۴۸۴ اگر کسی نے ایک ایسی چیز کی خریداری کے لیے کسی کو وکیل بنایا جس چیز کی ضرورت ہی ایک خاص موسم میں ہوتی ہے تو وکالت بھی اسی موسم تک کے لیے ہوگی مثلاً کسی نے ایک شخص کو موسم بہار میں ایک شامی جُبّہ کی خریداری کے لیے وکیل بنایا تو اُس نے ایک ایسے جُبّہ کی خریداری کے لیے وکیل بنایا جسے وہ گرمی کے موسم میں استعمال کرے گا۔ اگر وکیل نے موسم گرما گزرنے کے بعد خریداری کی یا آئندہ سال کے موسم بہار میں خریداری کی تو یہ خریداری مؤکل کے حق میں نافذ نہ ہوگی۔ جُبّہ وکیل کا ہوگا۔

دفعہ ۱۴۸۵ وکیل کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس مال کی خریداری کے لیے اسے وکیل بنایا گیا ہے وہی مال اپنی ذات کے لیے خرید لے، اگرچہ خریداری کے وقت اس نے کہہ دیا ہو کہ میں اپنے لیے خرید رہا ہوں، پھر بھی وہ مال مؤکل ہی کا ہوگا، البتہ اگر وکیل نے مؤکل کی مقرر کردہ قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدا ہو یا غبن فاحش (صاف دھوکہ) کے باوجود خریدا ہو تو یہ مال وکیل کا ہوگا۔ اور اگر مؤکل نے قیمت بیان نہ کی ہو یا مؤکل خریداری کے وقت موجود ہو اور وکیل نے یہ کہہ دیا کہ یہ میں اپنے لیے خرید رہا ہوں تو ان دونوں صورتوں میں مال وکیل کا ہوگا۔

دفعہ ۱۴۸۶ اگر ایک شخص نے کسی کو کہا کہ میرے لیے فلاں شخص کا گھوڑا خرید لو۔ وکیل نے اس پر ہاں، نہیں، کچھ نہیں کہا اور جاکر اس گھوڑے کو خرید لیا۔ اس صورت میں اگر خریداری کے وقت اس نے کہہ دیا کہ یہ میں نے اپنے مؤکل کے لیے خریدا ہے تو خریداری مؤکل کے لیے ہوئی اور اگر یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے اپنے لیے خریدا ہے تو خریداری اپنے لیے ہوئی، اور خریداری کے وقت کچھ نہیں کہا تو اس گھوڑے کے تلف ہو جانے یا اس میں عیب پیدا ہو جانے سے پہلے اگر وہ کہہ دے گا کہ یہ گھوڑا مؤکل کے لیے خریدا ہے تو اس کی بات قبول کر لی جائے گی اور اگر اس کے بعد کہا تو نہیں قبول کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۴۸۷ اگر دو اشخاص نے ایک ہی آدمی کو علیحدہ علیحدہ ایک ہی چیز کی خریداری کے لیے وکیل بنا دیا ہو تو ان دونوں مؤکلوں میں سے خریداری جس کسی کے لیے کرے گا اسی کا

مال ہو گا۔

دفعہ ۱۴۸۸ اگر ایک ایسا وکیل جسے خریداری کے لیے وکیل بنایا گیا ہے، اپنے مؤکّل کی طرف سے کوئی مال فروخت کرے گا تو یہ بیع صحیح نہ ہو گی۔

دفعہ ۱۴۸۹ اگر وکیل کو اس مال میں جو اس نے مؤکّل کے لیے خریدا ہے کوئی عیب نظر آیا تو مؤکّل کو مال کی سپردگی سے پہلے تک وہ اسے بغیر اجازت مؤکّل بھی واپس کر سکتا ہے۔ اور اگر مال مؤکّل کو سپرد کر چکا ہے تو پھر مؤکّل کی اجازت اور دوبارہ اس کام کیلئے وکیل بنائے بغیر واپس نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۱۴۹۰ اگر وکیل نے مؤکّل کے لیے مال خریدا اور قیمت کی ادائگی آئندہ کسی وقت پر اُٹھا رکھی تو یہ تو قیمت مؤکّل کے حق میں ہو گی وکیل کو یہ حق حاصل نہیں کہ مؤکّل سے نقد رقم اُسی وقت طلب کرے۔ اور اگر وکیل نے خریداری نقد پر کی اس کے بعد بایع نے قیمت کی ادائیگی کے لیے وکیل کو وقت دے دیا تو وکیل کو مؤکّل سے نقد قیمت کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۱۴۹۱ اگر خریداری کے وکیل نے مال مؤکّل کے لیے خریدا اور اس کی قیمت اپنے پاس سے ادا کر دی، اور خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کر لیا تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ مؤکّل سے قیمت وصول کرے۔ اور یہ بھی حق حاصل ہے کہ جب تک مؤکّل سے قیمت وصول نہ کرے مال کو اپنے قبضہ میں روک رکھے۔ اور یہ حق اسے اس وقت بھی حاصل ہو گا جب کہ ابھی اس نے بایع کو قیمت ادا نہ کی ہو۔

دفعہ ۱۴۹۲ اگر خریدا ہوا مال وکیل کے ہاتھ میں اس کے عمل یا تقصیر کے بغیر تلف ہو گیا تو مؤکّل کا مال تلف ہوا، مال کی قیمت میں کچھ کم نہ کیا جائے گا، لیکن اگر وکیل نے مؤکّل سے قیمت وصول کرنے کے لیے مال کو روک رکھا ہو اور اس حالت میں مال تلف ہو گیا یا ضائع ہو گیا تو وکیل پر اس کی قیمت کی ادائیگی لازم آئے گی۔

دفعہ ۱۴۹۳ خریداری کے وکیل کو مؤکّل کی اجازت کے بغیر بیع کے قبول کرنے کا حق حاصل نہیں۔

تیسری فصل :- فروخت کے لیے وکیل مقرر کرنا۔

دفعہ ۱۴۹۴ جس شخص کو مال فروخت کرنے کے لیے مطلقاً بغیر کسی قید کے وکیل بنایا گیا ہو اُسے مؤکل کا مال مناسب قیمت پر فروخت کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ چاہے قیمت کم ہو یا زیادہ۔

دفعہ ۱۴۹۵ وکیل کو مال کے مؤکل کی مقرر کردہ قیمت سے کم پر فروخت کرنے کا حق حاصل نہیں۔ یعنی اگر مؤکل نے قیمت مقرر کر دی ہو تو وکیل کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ اس مقررہ قیمت سے کم پر مال فروخت کر دے۔ اگر وکیل نے کم قیمت پر فروخت کر دیا تو یہ بیع مؤکل کی اجازت پر موقوف ہو گی، اگر قیمت کم کر کے وکیل نے بغیر اجازت مؤکل مال فروخت کر دیا اور مال خریدار کے سپرد کر دیا تو مؤکل کو اختیار حاصل ہو گا کہ وکیل سے نقصان وصول کرے۔

دفعہ ۱۴۹۶ اگر وکیل نے مؤکل کا مال خود اپنی ذات کے لیے خرید لیا تو صحیح نہیں ہو گا۔

دفعہ ۱۴۹۷ ایک ایسے وکیل کو جسے مال کی فروخت کے لیے وکیل بنایا گیا ہو یہ اختیار حاصل نہیں کہ مال ان میں سے کسی کے ہاتھ فروخت کر دے جن کی مؤکل کے حق میں شہادت جائز نہیں (مثلاً مؤکل کی بیوی، بیٹا، غلام، باپ، ماں وغیرہ) البتہ اگر اس نے زائد قیمت پر فروخت کیا ہو تو صحیح ہو گا۔ اگر مؤکل نے اس کو وکالت عامہ دی اور کہہ دیا ہو کہ جس کے ہاتھ چاہو فروخت کر دو۔ اس صورت میں مذکورہ بالا لوگوں کے ہاتھ بھی قیمت مثل پر فروخت کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۴۹۸ فروخت کے لیے وکیل مطلق کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے مؤکل کا مال نقد، یا اتنی مدت کے لیے اُدھار فروخت کرے جو عام طور پر اس مال کی فروخت کے سلسلہ میں تاجروں میں رائج ہو، وہ خلافِ معمول بہت طویل مدت کے لیے اُدھار پر فروخت نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اگر اسے صراحتہً یا دلالتہً نقد فروخت کے لیے مقرر کیا تھا تو وہ اُدھار فروخت نہیں کر سکتا، مثلاً مؤکل نے کہا کہ اس مال کو نقد فروخت کر دو یا کہا کہ اس کو فروخت کر کے میرے ذمہ جو قرض ہے ادا کر دو، تو اس صورت میں

اُدھار نہیں بیچ سکتا۔

دفعہ ۱۴۹۹ اگر مال ایسا ہے کہ اس کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہے تو وکیل آدھا مال نہیں بیچ سکتا، ورنہ بیچ سکتا ہے۔

دفعہ ۱۵۰۰ وکیل کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جو مال اس نے ادھار فروخت کیا ہے، اس کی قیمت کے مقابلہ میں کوئی رہن لے یا کفیل قبول کرے۔ اب اگر رہن تلف ہو جائے یا کفیل مفلس ہو جائے تو ضمان (تاوان) وکیل پر عائد نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۵۰۱ اگر مؤکل نے وکیل سے کہا کہ رہن یا کفیل کے ساتھ ہی ادھار فروخت کرنا تو وکیل کو بغیر رہن یا بغیر کفیل فروخت کا اختیار حاصل نہیں۔

دفعہ ۱۵۰۲ اگر وکیل کو خریدار سے قیمت وصول نہیں ہوئی ہے تو اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ جو مال اس نے وکالۃً فروخت کیا ہے اس کی قیمت ادا کرے۔

دفعہ ۱۵۰۳ اگرچہ قیمت کا وصول کرنا حق تو وکیل کا ہے مگر مؤکل خود مال کی قیمت وصول کر لے تو صحیح ہے۔

دفعہ ۱۵۰۴ اگر وکیل بغیر اجرت ہو تو اس بات پر وہ مجبور نہیں ہے کہ جو مال اس نے فروخت کیا ہے اسکی قیمت وصول کر کے مؤکل کو پہنچا دے، لیکن اس پر یہ لازم ہے کہ اپنے مؤکل کو قیمت کی وصولی اور اس کا اختیار سونپ دے۔ اور اگر وکیل بالاجرۃ ہے جیسے دلال یا ایجنٹ تو یہ مجبور ہے کہ خریدار سے قیمت وصول کر کے مؤکل کو پہنچا دے۔

دفعہ ۱۵۰۵ فروخت کے وکیل کو بیع کر کے بیع کو توڑ دینے کا بغیر اجازت مؤکل بھی اختیار حاصل ہے، لیکن یہ اقالۂ بیع (یعنی معاملۂ بیع کو توڑ دینا) مؤکل کے حق میں نافذ نہ ہو گا۔ وکیل پر لازم ہو گا کہ قیمت مؤکل کو ادا کر دے۔

چوتھی فصل :- مامور (جس کو کسی کام کے لیے حکم دیا گیا ہو) سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۱۵۰۶ اگر ایک شخص نے دوسرے آدمی کو اپنا وہ قرض جو کسی شخص کا یا بیت المال کا اس پر ہو، ادا کرنے کا حکم دیا اور اس آدمی نے اپنے مال سے وہ قرض ادا کر دیا تو اسے

حق حاصل ہے کہ وہ رقم حکم دینے والے سے وصول کرے، چاہے حکم دینے والے نے اس کے لیے کچھ کہا ہو یا نہ کہا ہو، یعنی کہا ہو کہ میرا قرض ادا کردو میں تم کو دیدوں گا، یا ادا کردو اس کے بعد مجھ سے لے لینا، یا صرف اسی قدر کہا ہو کہ میری طرف سے ادا کردو۔

دفعہ ۱۵۰۷ ایک شخص کو حکم دیا گیا کہ مغشوش سکّہ سے قرض ادا کردے اور اس نے خالص سکّے سے ادا کر دیا، یا حکم دیا گیا کہ خالص سکّے سے قرض ادا کردے اور اس نے مغشوش سکّہ سے ادا کر دیا۔ ان دونوں صورتوں میں حکم دہندہ سے وہ مغشوش سکّے ہی پانے کا مستحق ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی کو قرض ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور اس نے اپنا مال صاحب قرض کے ہاتھ زائد قیمت پر فروخت کر کے دین ادا کر دیا تو وہ حکم دہندہ سے بمقدار دین پانے کا مستحق ہو گا۔

دفعہ ۱۵۰۸ اگر کسی نے دوسرے آدمی کو حکم دیا کہ اس پر یا اس کے اہل وعیال پر صرف کرے۔ تو اگرچہ حکم دہندہ نے اس سے نہ کہا ہو کہ بعد میں مجھ سے لے لینا لیکن عام طور پر جو خرچ ہوتا ہے وہ حکم دہندہ سے وصول کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ میرا مکان بنوا دو، تو چاہے اس نے یہ کہا ہو کہ بعد میں مجھ سے لے لینا یا نہ کہا ہو، مامور مکان کی تعمیر کے مصارف حکم دہندہ سے وصول کرے گا۔

دفعہ ۱۵۰۹ ایک شخص نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ فلاں کو اتنی رقم قرض دیدو، عطیہ دیدو یا صدقہ دے دو، اس صورت میں اگر حکم دہندہ نے یہ نہ کہہ دیا ہو کہ بعد کو مجھ سے لے لینا، تو معمور کو حکم دہندہ سے مطالبہ کا حق نہیں۔ البتّہ اگر مامور عادۃً یا عرفاً حکم دہندہ سے لیتا ہو، مثلاً اس کے عیال میں سے ہو یا اس کا شریک دار ہو تو بغیر کہے بھی اس سے رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۵۱۰ کسی شخص کا حکم صرف اس کے ملک ہی میں جاری ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی کو کہے کہ یہ مال لے کر دریا میں ڈال دو اور مامور نے یہ جانتے ہوئے کہ مال حکم دہندہ

کانہیں ہے، واقعتہً اس کو دریا میں ڈال دیا تو صاحبِ مال کو یہ اختیار ہوگا کہ جس نے اس کا مال دریا میں ڈالا ہے اس سے ضمان (ڈنڈ) وصول کرے۔ حکم دہندہ پر ذمہ داری اسی صورت میں عائد ہوگی جب کہ اس کا مامور کو مجبور کر دینا ثابت ہو جائے، ورنہ نہیں۔

دفعہ ۱۵۱۱ اگر کسی نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ تم اپنے مال سے میرا اتنا قرض ادا کر دو۔ اس نے وعدہ کر لیا کہ ادا کر دے گا۔ اب اگر اس نے ادا نہیں کیا تو صرف اس وعدہ کی وجہ سے ادائیگی پر اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۵۱۲ اگر آمر (حکم دہندہ) کا کوئی مطالبہ مامور کے ذمہ تھا اور اس کو حکم دیا کہ قرض ادا کر دے تو مامور کو ادائیگی پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر کہا کہ میرا فلاں مال فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دو۔ تو اگر وکیل بلا اجرت ہے تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ بموجب حکم عمل کرے اور اگر وکیل بالاجرۃ ہے تو اسے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ اس مال کو فروخت کرے اور قرض ادا کر دے۔

دفعہ ۱۵۱۳ اگر کسی نے کچھ رقم ایک شخص کو دے کر حکم دیا کہ میرے فلاں قرض خواہ کا مجھ پر جو قرض ہے اس رقم سے ادا کر دو، تو حکم دہندہ کے دوسرے قرض خواہوں کو اس رقم میں سے حصہ لینے کا حق نہیں اور نہ مامور کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس شخص کو حکم دہندہ نے معیّن کر دیا ہے، اس کے سوا کسی دوسرے کا قرض اس رقم سے ادا کر دے۔

دفعہ ۱۵۱۴ اگر کسی نے کچھ رقم ایک شخص کے سپرد کر کے حکم دیا کہ اس سے میرے اوپر جو قرض ہے ادا کر دو، مامور نے ابھی قرض خواہ کو وہ رقم نہیں پہنچائی تھی کہ حکم دہندہ کی وفات کا علم اُسے ہو گیا تو وہ رقم حکم دہندہ کے ترکہ میں شامل کر دی جائے گی اور قرض خواہ ترکہ میں سے ادائیگی کا مطالبہ کر سکے گا۔

دفعہ ۱۵۱۵ اگر کسی نے ایک شخص کو کچھ رقم دے کر کہا کہ یہ رقم فلاں شخص کو میرے قرض کی ادائیگی میں دیدو، مگر اس کے پاس جو تمسک ہمارا ہے اس کی پشت پر لکھوا لینا، یا یہ کہا کہ رقم کی اس سے رسید لے لینا۔ اس صورت میں اگر مامور نے رقم اسے دیدی اور نہ اندراج کرایا اور نہ رسید لی، اس کے بعد دائن (قرض خواہ) نے رقم کی وصولی سے انکار کر

دیا اور یہ ثابت نہ ہو سکا کہ رقم اس نے مامور سے لی تھی، اور حکم دہندہ کو دوبارہ رقم دینی پڑی تو اس کو حق حاصل ہو گا کہ مامور سے ضمان (ڈنڈ) وصول کرے۔

پانچویں فصل :- کسی مقدمہ میں وکیل بنانا۔

دفعہ ۱۵۱۶ مدّعی اور مدّعا علیہ دونوں کو اختیار حاصل ہے کہ فریق کی رضا مندی کے بغیر جسے چاہیں مقدمہ میں اپنا وکیل مقرر کریں۔

دفعہ ۱۵۱۷ کسی مقدمہ کے وکیل کا اپنے مؤکل کے متعلق کوئی اقرار اگر حاکم کے سامنے ہے تو قابلِ اعتبار ہے، ورنہ کچھ نہیں۔ اگر حاکم کے سوا کسی اور کے سامنے اقرار کیا تو وکالت سے معزول کر دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۵۱۸ اگر کسی نے مقدمہ میں کسی کو وکیل بنایا اور اقرار کا حق مستثنیٰ کر لیا تو یہ عمل جائز ہو گا۔ اس صورت میں وکیل کا اپنے مؤکل کے خلاف اقرار صحیح نہیں ہو گا (دیکھئے فقرہ اخیر دفعہ ۱۴۵۶)۔
اگر وکیل نے حاکم کے سامنے اقرار کر لیا، حالانکہ اس کو اقرار کا حق نہیں دیا گیا ہے تو وکیل وکالت سے معزول ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۵۱۹ کسی کو مقدمہ میں وکیل بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مال پر قبضہ لینے کے لیے بھی مختار ہے۔ اسی طرح دعویٰ پیش کرنے والے وکیل کو اگر ڈگری کے مال پر قبضہ لینے کا حق مؤکل نے نہ دیا ہو تو وہ مال پر قبضہ نہیں لے سکتا۔

دفعہ ۱۵۲۰ اگر کسی کو مال پر قبضہ کے لیے وکیل مقرر کیا گیا ہو تو یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ مؤکل کی طرف سے مقدمہ لڑنے کا بھی وکیل ہو جائے۔

چھٹی فصل :- وکیل کو معزول کرنے سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۱۵۲۱ مؤکل کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے اپنے وکیل کو معزول کر دے، لیکن اگر کسی غیر کا کوئی حق اس سے متاثر ہوتا ہو تو وہ معزول نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک مدیون نے کوئی مال رہن کیا اور معاملہ کے وقت یا اس کے بعد دین کی مدت ختم ہونے پر کسی کو مال کی

فروخت کے لیے وکیل بنا دیا تو اس وکیل کو رہن لینے والے کی رضا کے بغیر معزول نہیں کر سکتا۔

اسی طرح کسی نے مقدمہ میں ایک وکیل کو مدّعی کے مطالبہ پر مقرر کیا تو مدّعی کی غیر حاضری میں وہ اپنے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا۔

دفعہ ۱۵۲۲ وکیل کو بھی اختیار حاصل ہے کہ وکالت سے اپنے آپ کو معزول کرے، لیکن جب کسی غیر کا حق اس سے متعلق ہو جائے تو وکالت کے فرائض پورے کرنے پر مجبور ہو گا۔

دفعہ ۱۵۲۳ اگر کسی مؤکل نے اپنے وکیل کو معزول کر دیا تو اس وقت تک وہ وکیل رہے گا جب تک کہ اسے معزولی کی اطلاع نہ ہو جائے اور اس وقت تک اس کا تصرف صحیح ہو گا۔

دفعہ ۱۵۲۴ جب وکیل اپنے آپ کو معزول کرے تو لازم ہے کہ مؤکل کو اس کی اطلاع دیدے اور اس وقت تک اپنے عہدہ پر قائم رہے جب تک کہ مؤکل کو اطلاع نہ ہو جائے۔

دفعہ ۱۵۲۵ اگر کسی نے اپنا دین کسی سے وصول کرنے کے لیے کوئی وکیل بنایا ہے تو وہ اپنے وکیل کو مدیون کی عدم موجودگی میں معزول کر سکتا ہے۔ لیکن اگر مدیون کی حاضری میں وکیل بنایا ہے تو مدیون کی اطلاع کے بغیر معزول نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں اگر مدیون نے وکیل کی معزولی سے ناواقفیت میں وکیل کو قرض ادا کر دیا تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۵۲۶ وکیل کو جو کام سپرد ہو اس کام کے ختم ہو جانے پر وکیل خود بخود معزول ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۱۵۲۷ وکیل اپنے مؤکل کی وفات کے بعد عہدۂ وکالت سے معزول ہو جاتا ہے مگر کسی غیر کا حق اگر اس سے متعلق ہو گا تو معزول نہیں ہو گا (دیکھیے دفعہ ۷۶۰)۔

دفعہ ۱۵۲۸ مؤکل کی موت سے وکیل بھی معزول ہو جاتا ہے (دیکھیے دفعہ ۱۴۶۶)۔

دفعہ ۱۵۲۹ وکالت میں وراثت نہیں ہوتی، یعنی اگر وکیل مر گیا تو وکالت ختم ہو گئی۔ اس کا وارث قائم مقام نہیں ہوتا۔

دفعہ ۱۵۳۰ مؤکل یا وکیل پاگل ہو جائے تو وکالت معطل ہو جائے گی۔

۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۲۹۱ھ

بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب دوازدہم

صلح و اِبراء

ایک مقدمہ اور چار ابواب

مقدمہ

صلح و اِبراء سے متعلق بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۵۳۱ صلح :۔ وہ معاملہ ہے جو نزاع کو باہمی رضامندی سے ختم کر دے۔

دفعہ ۱۵۳۲ مصالح :۔ صلح کرنے والا۔

دفعہ ۱۵۳۳ مصالح علیہ :۔ جس چیز پر صلح کر لی جائے۔ صلح کا بدل۔

دفعہ ۱۵۳۴ مصالح عنہ :۔ وہ چیز جس کا دعویٰ تھا، اور اس دعویٰ کو چھوڑ کر صلح کر لی گئی ہو۔

دفعہ ۱۵۳۵ صلح کی تین قسمیں ہوتی ہیں :

(۱) صلح عن الاقرار، یعنی مدّعا علیہ نے دعویٰ کا اقرار کر لیا۔ صلح اقراری۔

(۲) صلح عن الانکار، یعنی مدّعا علیہ نے دعویٰ سے انکار کیا۔ صلح انکاری

(۳) صلح عن السکوت، یعنی مدّعا علیہ نے نہ اقرار کیا اور نہ انکار بلکہ سکوت اختیار کر لیا۔ صلح سکوتی۔

دفعہ ۱۵۳۶ ابراء کی دو قسمیں ہوتی ہیں.

(۱) ابراء اسقاط، یعنی کوئی شخص اپنا تمام حق جو کسی دوسرے پر تھا ساقط کر دے یا اس حق میں سے کچھ حصہ ساقط کر دے. کتاب الصلح میں اسی قسم کے ابراء سے بحث کی گئی ہے. پوری فارغ خطی.

(۲) ابراء استیفاء، کوئی شخص اس کا اعتراف کرے کہ وہ دوسرے شخص سے اپنا حق وصول کر چکا ہے. یہ درحقیقت ایک قسم کا اقرار ہے.

دفعہ ۱۵۳۷ ابراء خاص :- کسی شخص کا دوسرے آدمی کو اپنے کسی خاص دعویٰ مثلاً مکان کا دعویٰ اراضی کا دعویٰ یا کھیتی کا دعویٰ سے بری قرار دینا.

دفعہ ۱۵۳۸ ابراء عام :- یہ ہے کہ کسی کو تمام دعاوی سے بری کر دیا جائے.

باب اوّل

صلح اور اِبراء کون کرسکتا ہے؟

دفعہ ۱۵۳۹ مصالح کا عاقل ہونا شرط ہے بالغ ہونا شرط نہیں ہے، اس لیے کسی مجنون، مختل الحواس یا نادان بچّے کا صلح کر لینا صحیح نہیں ہے، کسی سیانے اجازت یافتہ لڑکے کا صلح کرلینا صحیح ہے بشرطیکہ اس میں اس لڑکے کا نقصان نہ ہو. مثلاً کسی نے لڑکے پر دعویٰ کیا اور لڑکے نے اقرار دعویٰ کرلیا تو صلح اقراری ہوگئی۔ ایک سیانا لڑکا جسے ولی نے کاروبار کی اجازت دے دی ہو اپنے مطالبہ کی وصولی میں مہلت دینے کی صلح کر سکتا ہے. اگر اس لڑکے نے اپنے مطالبہ کے ایک جزء پر صلح کرلی حالانکہ پورے مطالبہ کے لیے دلائل موجود تھے تو یہ صلح صحیح نہ ہوگی، اور اگر دلائل موجود نہ تھے اور اس بات کی تحقیق ہوگئی کہ مدّعا علیہ قسم کھائے گا تو صلح صحیح ہوگی۔ اور اگر ایسے لڑکے نے کسی پر اپنے کچھ مال کا دعویٰ کیا اس کے بعد اس کے ایک حصّہ پر صلح کرلی تو یہ صلح صحیح ہوگی، لیکن اگر اس مال کی قیمت میں بہت زیادہ نقصان کرکے صلح کی تو صلح صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۵۴۰ اگر کسی بچّہ کے ولی نے اس کے دعویٰ پر صلح کرلی تو صلح صحیح ہوگی بشرطیکہ اس میں اس کا صریح نقصان نہ ہو، اور اگر صریح نقصان ہو تو صحیح نہیں ہوگی، اس لیے اگر کسی نے ایک بچّہ پر ایک رقم کا دعویٰ کیا اور اس لڑکے کے باپ نے صلح کر لی کہ لڑکے کے مال میں سے اتنی رقم دے گا، تو اگر مدّعی کے پاس دلائل ثبوت تھے تو یہ صلح صحیح ہوگی. اور اگر دلائل ثبوت نہ تھے تو یہ صلح صحیح نہ ہوگی. اور اگر کسی بچّہ کا مطالبہ کسی کے ذمّہ تھا اور اس بچّے کے باپ نے مطالبہ میں کمی کرکے صلح کرلی، تو اگر مطالبہ کے حق میں شہادت اس کے پاس ہوگی تو یہ صلح صحیح نہ ہو

گی، اور اگر دلائل ثبوت اس کے پاس نہ ہوں اور یہ تحقیق ہو جائے کہ مدّعا علیہ حلف کے لیے تیار ہے تو یہ صلح صحیح ہو جائے گی۔ اور ولی کی صلح کسی مال پر ہوئی جو اس کے مطالبہ کے برابر قیمت رکھتا ہے تو صلح صحیح ہو گی، اور اگر بڑا دھوکا ہو گا تو صلح صحیح نہیں ہو گی۔

دفعہ ۱۵۴۱ کسی لڑکے، مجنوں اور مختل الحواس کا دیا ہوا ابراء (فارغ خطی) مطلقاً صحیح نہیں ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۵۴۲ مقدمہ میں کسی کو وکیل بنانے میں یہ لازمی نہیں ہے کہ وکیل کو صلح کا بھی اختیار دے دیا جائے، اس لیے اگر وکیلِ دعویٰ مؤکل کی اجازت کے بغیر صلح کر لے تو یہ صلح صحیح نہ ہو گی۔

دفعہ ۱۵۴۳ اگر کسی نے ایک شخص کو اپنے دعویٰ پر صلح کر لینے کے لیے وکیل بنایا اور اس نے بالوکالتہ صلح کر لی تو مصالح علیہ مؤکل پر لازمی ہو گا۔ نہ وکیل سے کوئی مطالبہ ہو گا اور نہ مواخذہ۔ البتہ اگر وکیل نے مصالح علیہ کی ضمانت لے لی ہو تو اس صورت میں وکیل سے اس کی کفالت کے مطابق مواخذہ ہو گا۔ اسی وکیل نے مال کے بدلے مال کا اقرار کیا ہو اور صلح کی نسبت اپنی ذات کی طرف سے ہو تو اس سے صلح کا بدل وصول کیا جائے گا اور وہ مؤکل سے وصول کرے گا۔

مثلاً اگر وکیل نے بالوکالتہ اتنی رقم پر صلح کی تو مؤکل کو اتنی رقم دینا لازمی ہو گی، وکیل سے کوئی سوال نہیں ہو گا۔ اور اگر کہا کہ اتنے پر صلح کر لو، اور میں کفیل ہوں تو یہ رقم وکیل سے وصول کی جائے گی، اور وہ مؤکل سے وصول کرے گا، اور اگر صلح مال کے بدلے مال پر اقرار سے ہوئی ہے اور وکیل نے مدّعی سے کہا ہے کہ فلاں شخص پر جو تمہارا دعویٰ ہے اس میں مجھ سے اس طرح صلح کر لو، تو اس صورت میں صلح کا بدل وکیل سے وصول کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ بیع کے حکم میں ہے۔ اور وکیل اپنے مؤکل سے وصول کرے گا۔

دفعہ ۱۵۴۴ اگر کسی شخص نے خواہ مخواہ صلح کر دی، یعنی دعویٰ دو اشخاص کے مابین تھا۔ کسی نے اسے صلح کرنے کو کہا نہیں لیکن اس نے صلح کر دی۔ تو اگر صلح میں کوئی بدل ہے

اور صلح کرنے والے نے اس بدل کو اپنے مال کی طرف یہ کہہ کر منسوب کیا ہے کہ میرے فلاں مال پر اور اشارہ کیا ہے نقد، یا موجود سامان کی طرف یہ کہہ کر کہ " اس رقم یا اس گھڑی پر یا پھر مطلقاً یہ کہہ کر صلح کی کہ اتنے پر صلح ہوئی، نہ تو ضمانت لی، نہ صلح کو اپنی طرف منسوب کیا اور نہ کسی شئے کی طرف اشارہ کیا، اور صلح کرکے رقم بھی دے دی، تو ان چاروں صورتوں میں صلح صحیح ہو جائے گی اور صلح کرنے والا ایک مُفت کا محسن ہو گا۔ اور چوتھی صورت میں صلح تو کر لی مگر صلح کا بدل مدّعی کو دیا نہیں تو یہ صلح موقوف ہو گی، اگر مدّعا علیہ نے اس کو قبول کر لیا تو صلح صحیح ہو جائے گی اور بدل مدّعا علیہ کو دینا پڑے گا۔ اور اگر قبول نہیں کی تو صلح باطل ہو گی اور دعویٰ علی حالہ باقی رہے گا۔

باب دوم

مصالح علیہ اور مصالح عنہ کے بعض احوال اور بعض شروط

دفعہ ۱۵۴۵ مصالح علیہ اگر کوئی موجود چیز ہو تو وہ شئے مبیع کے حکم میں ہے، اور اگر کوئی دین ہو تو زرِ ثمن کے حکم میں ہے، اس لیے ہر وہ چیز جو کسی معاملۂ بیع میں شئے مبیع یا زرِ ثمن قرار پا سکتی ہے۔ معاملۂ صلح میں وہ مصالح علیہ یعنی بدل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

دفعہ ۱۵۴۶ مصالح علیہ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مصالح کا مال ہو ۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے مال کو بدل قرار دے کر صلح کر لے تو وہ صلح صحیح نہ ہو گی۔

دفعہ ۱۵۴۷ مصالح علیہ اور مصالح عنہ اگر قابلِ سپردگی کوئی چیز ہو تو اس کا معلوم و متعیّن ہونا ضروری ہے، اور اگر ایسی کوئی چیز نہ ہو تو ضروری نہیں، مثلاً ایک شخص نے ایک ایسے مکان میں جس پر کسی دوسرے کا قبضہ ہے، اپنے کسی حق کا دعویٰ کیا۔ اور اس دوسرے شخص نے اس مدّعی کے ہاتھ میں ایک باغ ہے اس میں کسی حق کا دعویٰ کر دیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے اپنے اپنے مدّعا کی تعیین کیے بغیر صلح کر لی تو یہ صلح صحیح ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک مکان میں جو کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے، اپنے کسی حق کا دعویٰ کیا اور کسی معلوم بدل پر صلح کر لی تو یہ صلح صحیح ہو گی، لیکن اگر اس طرح صلح کر لی کہ یہ اپنا حق چھوڑ دے تو مدّعا علیہ مدّعی کو کچھ بدل دیدے گا تو یہ صلح صحیح نہیں ہوئی۔

باب سوم

مصالح عنہ (یعنی وہ دعویٰ جس کو چھوڑ کر صلح کی جائے)

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ اعیان (یعنی موجود شے) سے صلح۔

دفعہ ۱۵۴۸ اگر صلح اس طرح واقع ہوئی ہے کہ کسی مال معیّن کا دعویٰ کسی دوسرے مال معین کا اقرار کرنے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو یہ معاملۂ صلح بیع کے حکم میں ہو گا۔ اور اس پہ احکامِ بیع جاری ہوں گے۔ اس میں خیار عیب، خیار رویت، خیار شرط، اور دعویٰ حق شفعہ، یہ سب جاری ہوں گے۔ اور اگر مصالح علیہ یا مصالح عنہ کوئی جائداد غیر منقولہ ہو، اور کسی مستحق کے استحقاق کی بنا پہ مصالح عنہ جائیداد کا کل یا کوئی جزء ضبط ہو جائے تو صلح کے بدل یعنی مصالح علیہ میں سے بھی ضبط شدہ مقدار کے بموجب واپس کر دینا ضروری ہو گا، اور اگر مصالح علیہ یعنی بدل کا کوئی جزء یا مکمل جائداد ضبط ہو گئی تو مدّعی مدّعا علیہ سے ضبطی کی مقدار کے بموجب تلافی کا مطالبہ کرے گا۔ مثلاً اگر کسی نے دوسرے شخص پر ایک مکان کا مطالبہ کیا اور مدّعا علیہ نے اقرار کر لیا تو یہ مکان مدّعی کا ہو گیا۔ اب ان دونوں نے اتنی رقم پر صلح کر لی تو گویا مدّعی نے وہ مکان اتنی رقم کے عوض مدّعا علیہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور اس میں بیع کے احکام جاری ہوں گے۔

دفعہ ۱۵۴۹ اگر کسی دعوائے مال میں منفعت کے اقرار پر صلح ہوئی ہے تو یہ صلح اجارہ (کرایہ) کے حکم میں ہو گی، اور اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے۔ مثلاً ایک شخص نے ایک باغیچہ کا دعویٰ کیا تھا اور مدّعا علیہ سے صلح اس بات پر کر لی کہ اس

کے گھر میں اتنے دنوں تک سکونت رکھے گا تو گویا اس نے اپنے باغیچہ کے مقابلہ میں اتنی مدّت کے لیے مکان کرایہ پر لے لیا۔

دفعہ ۱۵۵۰ اگر صلح انکاری یا سکوتی ہے تو یہ صلح مدّعی کے حق میں معاوضہ ہے اور مدّعا علیہ کے حق میں حلف سے گلو خلاصی کا فدیہ اور منازعت کا اختتام ہے، اس لیے مصالح علیہ اگر جائداد غیر منقولہ ہو تو اس میں حق شفعہ جاری ہو گا اور مصالح عنہ جائداد غیر منقولہ ہو تو اس میں حق شفعہ جاری نہ ہو گا۔ اگر مصالح عنہ کل یا جزو بربنائے استحقاق ضبط ہو جائے تو مدّعی کو مصالح علیہ کا بھی اتنا حصّہ مدّعا علیہ کو واپس کر دینا پڑے گا۔ اگر مدعی چاہے تو مستحق سے مقدّمہ لڑے، اور مصالح علیہ یعنی بدل کا کل یا جزو بربنائے استحقاق ضبط ہو جائے تو مدّعی کا اس کے بموجب دعویٰ بھی پھر سے قائم ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۵۵۱ اگر کسی نے ایک مال معیّن کا دعویٰ کیا اور مدّعا علیہ سے اسی مال کے ایک جزو پر صلح کر کے باقی حصّہ پر اپنے دعویٰ سے مدّعا علیہ کو بری کر دیا، تو اس نے اپنے حق کا ایک حصّہ وصول کیا اور باقی حصّہ پر اپنے دعویٰ کو ساقط کر دیا۔

دوسری فصل :۔ دین یعنی مطالبہ اور دوسرے حقوق سے صلح۔

دفعہ ۱۵۵۲ اگر کسی نے اپنے اس مطالبہ کے ایک جزو پر صلح کر لی جو کسی شخص کے ذمّہ تھا تو اس سے اپنے مطالبہ کا ایک جزو تو وصول کر لیا اور باقی کو معاف کر کے مدیون کو بری قرار دیدیا۔

دفعہ ۱۵۵۳ اگر کسی نے اپنے کسی قسم کے مطالبہ میں جو فوراً قابلِ وصول تھا وقت اور مہلت دے کر صلح کر لی، تو گویا اس نے فوری وصولی کا اپنا حق ساقط کر دیا۔

دفعہ ۱۵۵۴ اگر کسی نے اپنے سکّۂ خالص کے مطالبہ پر سکّہ مغشوشہ لینے پر صلح کر لی تو اس نے سکّۂ خالص کا حق مطالبہ ساقط کر دیا۔

دفعہ ۱۵۵۵ دعوائے حقوق مثلاً سیرابی کا حق، حق شفعہ اور حق عبور و مرور میں قسم کھانے سے گلو خلاصی کے لیے کوئی بدل دے کر صلح کر لینا جائز ہے۔

باب چہارم

صلح اور ابراء کے احکام

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل:۔ احکام صلح سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۱۵۵۶ جب صلح مکمل ہو جائے تو طرفین میں سے کسی کو اس صلح سے رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا اور مدّعی بذریعہ صلح بدل کا مالک ہو جاتا ہے۔ اس کو دعویٰ کا اب کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ اور مدّعا علیہ کو بھی صلح کے بدل کو واپس لینے کا کوئی حق نہیں رہتا ہے۔

دفعہ ۱۵۵۷ صلح کے دونوں فریقوں میں سے اگر کوئی مرجائے تو اس کے ورثاء کو صلح کے توڑ دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۵۵۸ اگر صلح معاوضہ کی صورت میں ہو تو دونوں فریقوں کو باہمی رضامندی سے اس کے توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے لیکن اگر معاوضہ کے حکم میں نہ ہو بلکہ اس میں بعض حقوق ساقط کیے گئے ہوں تو اس صلح کے توڑ دینے کا اختیار کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ (دیکھئے دفعہ ۵۱)

دفعہ ۱۵۵۹ اگر صلح قسم کھانے سے گلو خلاصی کے لیے کسی بدل کی عطا پر ہوئی ہو، تو مدّعی نے اپنا حق مخاصمت ساقط کر دیا اور مدّعا علیہ کو اب قسم کھانے کے لیے نہیں کہا جا سکتا۔

دفعہ ۱۵۶۰ اگر صلح کے بدل کا کل یا جزء مدّعی کو سپرد کرنے سے پہلے تلف ہو جائے، تو دیکھا جائے گا کہ یہ بدل موجود و متعیّن شے ہے یا غیر موجود و غیر متعیّن، اگر موجود و متعیّن شے ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو بذریعہ استحقاق ضبط شدہ چیز کا ہوتا ہے یعنی

مدّعی صلح اقراری میں مدّعا علیہ سے بدل کے کُل یا جزو کا حسب صورت حال مطالبہ کرے گا، اور صلح انکاری یا سکوتی میں مدّعی اپنے دعویٰ پر پھر سے قائم ہو جائے گا۔ (دیکھئے دفعہ ۱۵۴۸ و ۱۵۵۰) اور اگر صلح کا بدل کوئی دین ہے یعنی غیر موجود شے ہے تو صلح میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔ مدّعا علیہ کا جتنا حصّہ تلف ہوا ہے مدّعی کو ادا کرنا لازم ہوگا۔

دوسری فصل :- حکم ابراء سے متعلقہ مسائل۔

دفعہ ۱۵۶۱ اگر کسی نے کہا کہ میرا فلاں سے کوئی جھگڑا اور کوئی دعویٰ نہیں، یا میرا فلاں شخص پر کوئی حق نہیں یا فلاں شخص پر میرا جو دعویٰ ہے میں اس سے باز آیا، یا میرا جو حق باقی رہ گیا ہے اسے مَیں نے چھوڑ دیا، یا مَیں نے فلاں شخص سے اپنا پُورا حق وصول کر لیا۔ تو ایسا کہنے والے نے اس شخص کو بری الذمّہ کر دیا (یہ ابراء ہوا)۔

دفعہ ۱۵۶۲ اگر کسی نے کسی شخص کو بری الذمّہ کر دیا تو اس نے اپنا حق ساقط کر دیا۔ اب اسے اس حق کے دعویٰ کا کوئی اختیار حاصل نہیں رہا۔ (دیکھئے دفعہ ۵۱)

دفعہ ۱۵۶۳ ابراء میں آئندہ کے حقوق شامل نہیں ہوتے، اگر کسی نے کسی کو بری کیا تو قبل ابراء کے حقوق ساقط ہوں گے، ابراء کے بعد جو حقوق پیدا ہوں گے، ان کے دعویٰ کا حق اس سے متاثر نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۵۶۴ اگر کسی نے کسی خاص معاملہ میں ابراء کیا تو یہ ابراء خاص ہوگا۔ اس معاملہ میں اب اسے کسی دعویٰ کا حق باقی نہیں رہا۔ لیکن کسی دوسرے معاملہ میں کسی حق کا دعویٰ وہ کر سکتا ہے۔ مثلاً کسی نے کسی شخص کو مکان پر اپنے دعویٰ سے ابراء کیا (بری الذمّہ) قرار دیا تو اس مکان پر ابراء کے بعد اس کا کوئی دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔

لیکن کسی دوسرے معاملہ مثلاً اراضی جائداد اور دوسرے تمام امور میں اس کا دعویٰ سُنا جائے گا۔

دفعہ ۱۵۶۵ اگر کسی نے کہا کہ مَیں نے فلاں شخص کو تمام دعاوی سے بری الذمّہ قرار دیا، یا یہ کہا

کہ میرا اب اس پر کوئی حق نہیں ہے تو یہ ابراء عام ہوا۔ اب اسے یہ حق حاصل نہیں رہا کہ قبل ابراء کے کسی حق کا دعویٰ کرے، حتیٰ کہ بذریعہ کفالت پیدا ہونے والے کسی حق کا بھی نہیں، یعنی اگر وہ کہے کہ تم فلاں شخص کے کفیل تھے، یا کسی اور شخص سے کہے کہ تم اس کے کفیل تھے تو یہ دعویٰ سُنا نہیں جائے گا (دیکھئے دفعہ ۶۶۲)۔

دفعہ ۱۵۶۶ اگر ایک شخص نے ایک مال فروخت کیا اور زرِ ثمن (اس مال کی قیمت) وصول کر لی، اور خریدار کو مال فروخت شدہ سے متعلق تمام دعاوی سے خریدار نے اسے بری کر دیا اور اسی طرح بایع نے بھی مشتری کو زرِ ثمن سے متعلق تمام حقوق سے بری کر دیا اور اسی مضمون کے وثیقے لکھ کر ایک دوسرے کو دے دیئے۔ اب اس کے بعد اگر فروخت شدہ مال میں کوئی صاحبِ حق پیدا ہوا اور مال ضبط ہو گیا تو اس پر ابراء کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ خریدار کو بایع سے اپنی دی ہوئی قیمت واپس لینے کا حق حاصل رہے گا۔ (دیکھئے دفعہ ۵۲)

دفعہ ۱۵۶۷ جن کو بری کیا جائے ان کا معلوم و متعیّن ہونا ضروری ہے، اس لیے اگر کسی نے یہ کہا کہ میں نے اپنے تمام قرضداروں کو بری کیا یا میرا کسی پر کوئی حق نہیں تو یہ ابراء صحیح نہیں ہوا، لیکن اگر کہا کہ فلاں محلّہ کے رہنے والوں کو بری کیا، اور اس محلّہ کے لوگ قابلِ شمار اور متعیّن ہیں تو یہ ابراء صحیح ہو گا۔

دفعہ ۱۵۶۸ ابراء قبول پر موقوف نہیں ہوتا، لیکن ردّ کرنے سے رد ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر کسی نے کسی کو اپنے حق سے بری کر دیا تو یہ شرط نہیں ہے کہ وہ شخص قبول بھی کرے، لیکن اگر اس شخص نے اسی مجلس میں ردّ کر دیا تو ابراء ردّ ہو گیا اب اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔ اور اگر قبول کے بعد ردّ کر دیا تو ردّ بے اثر ہو گا، ابراء صحیح ہو چکا۔

اگر محال لہ نے محال علیہ کو بری کر دیا یا صاحب مطالبہ نے کفیل کو بری کر دیا اور محال علیہ یا کفیل نے اس کو ردّ کر دیا تو ابراء ردّ نہیں ہو گا۔

دفعہ ۱۵۶۹ میّت کو دین سے بری کرنا صحیح ہے۔

دفعہ ۱۵۷۰ اگر کسی نے مرض الموت میں اپنے کسی وارث کو دین سے بری کر دیا تو یہ ابراء صحیح نہیں

ہو گا اور نہ اس کا نفاذ ہو سکے گا ، لیکن اگر ایک ایسے قرضدار کو بری کر دیا جو اس کا وارث نہیں ہے تو بقدر ثلث مال متروکہ یہ ابراء نافذ ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۵۷۱ ایک ایسا شخص جس کا سارا ترکہ اس کے دین میں غرق ہے ، اپنے مرض الموت میں کسی قرضدار کو بری کر دے تو یہ ابراء صحیح نہیں ۔ اس کا نفاذ نہیں ہو گا۔

۶ رشوال ۱۲۹۱ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب سیزدہم (۱۳)

اقرار

اس میں چار ابواب ہیں

باب اوّل

اقرار سے متعلق بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۵۷۲ اقرار: کسی انسان کا اس بات کی خبر دینا کہ کسی دوسرے شخص کا اس پر یہ حق ہے، اقرار کرنے والے کو مُقِر، جس کے حق کا اقرار ہو، اس کو مُقَرلہٗ اور جس حق کا اقرار کیا جائے اُسے مُقربہ کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۵۷۳ مُقر کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہے، اس لیے کسی بچّے یا بچی یا پاگل مرد یا پاگل عورت یا خبط الحواس مرد یا خبط الحواس عورت کا اقرار صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان پر کسی حق کے بارے میں ان کے ولی یا سرپرست کا اقرار صحیح ہو سکتا ہے، ایک نابالغ مگر ولی کی طرف سے اجازت یافتہ لڑکا جن باتوں کی اسے اجازت حاصل ہو، ان باتوں میں بالغ کے حکم میں سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۱۵۷۴ مُقرلہ :۔ (جس کے حق کا اقرار کیا جائے) کا عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں ہے، اس لیے اگر کوئی شخص کسی نادان بچہ کے لیے کسی مال کا اقرار کرلے تو اسے وہ مال دینا پڑے گا۔

دفعہ ۱۵۷۵ اقرار میں مُقِر کی رضامندی شرط ہے۔ اس لیے اقرار جبر و اکراہ کے ماتحت صحیح نہیں ہوسکتا۔ (دیکھئے دفعہ ۱۰۶)

دفعہ ۱۵۷۶ یہ بھی شرط ہے کہ مقر مجبور نہ ہو (دیکھئے کتاب الحجر کی دوسری، تیسری اور چوتھی فصل)۔

دفعہ ۱۵۷۷ یہ بھی شرط ہے کہ ظاہر حال اقرار کی تکذیب نہ کر رہا ہو، اس لیے اگر ایک چھوٹا بچہ جس کا جسم اس کے نابالغ ہونے کو ظاہر کر رہا ہو، اگر اقرار کرے کہ میں بالغ ہوچکا ہوں تو یہ اقرار صحیح نہ ہوگا اور نہ اس کا اعتبار ہوگا۔

دفعہ ۱۵۷۸ یہ بھی شرط ہے کہ مقرلہ بالکل ہی مجہول شخص نہ ہو، ہاں! اگر ذرا سا ابہام ہو تو اقرار کی صحت میں مانع نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے ایک مال معیّن کی طرف اشارہ کرکے جو اس کے ہاتھ میں موجود تھا، یہ کہا کہ یہ مال کسی کا ہے، یا یہ کہا کہ یہ مال فلاں شہر کے باشندوں میں سے ایک شخص کا ہے، اور شہر کے باشندے لاتعداد ہیں، تو یہ اقرار صحیح نہیں ہوا۔ لیکن اگر اس نے یہ کہا کہ یہ مال ان دونوں اشخاص میں سے ایک شخص کا ہے یا محلۂ فلاں کے ایک آدمی کا ہے اور اس محلہ میں گنے ہوئے چند آدمی ہی رہتے ہیں تو یہ اقرار صحیح ہوجائے گا۔

اگر کسی نے اقرار کیا کہ یہ مال ان دونوں آدمیوں کا ہے تو ان دونوں کو یہ حق حاصل ہوجائے گا کہ اس شخص سے یہ مال لے لیں اور بالاشتراک اس کے مالک ہوجائیں اگر وہ دونوں اتفاق کرلیں، اور اگر اختلاف کریں تو ان میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ مقر سے یہ قسم لے کہ یہ مال اس کا نہیں ہے۔ اگر مقر نے دونوں ہی کے لیے قسم سے انکار کردیا تو یہ مال مشترک رہے گا۔

اور اگر ایک کے لیے قسم سے انکار کیا تو مال بلاشرکت اسی شخص کی ملک ہوگا۔ اور اگر دونوں کے لیے قسم کھالی تو مقر دونوں کے دعوؤں سے بری الذمّہ ہوگیا، اور مال مقر کے ہاتھ میں علیٰ حالہ رہ جائے گا۔

باب دوم

اقرار کے صحیح ہونے کے وجوہ

دفعہ ۱۵۷۹ اقرار جس طرح کسی معلوم چیز کا صحیح ہوتا ہے، اسی طرح کسی مجہول چیز کا اقرار بھی صحیح ہوتا ہے لیکن ان معاملات میں مقربہ کا مجہول ہونا صحیح نہیں ہو سکتا ہے جو معاملات لاعلمی کے ساتھ صحیح نہیں ہو سکتے مثلاً خرید و فروخت کہ نامعلوم چیز کی خرید و فروخت صحیح نہیں تو معاملۂ خرید و فروخت میں مقربہ کا نامعلوم یعنی مجہول ہونا، اقرار کی صحت کے لیے مانع ہو گا۔ اگر کسی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص کی ایک امانت میرے پاس ہے، یا میں نے فلاں کا مال چرا لیا ہے یا غصب کر لیا ہے تو یہ اقرار صحیح ہو گا اور اس شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ امانت، مال مسروقہ یا مال مغصوبہ کو متعیّن کرے لیکن اگر کسی نے یہ کہا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ کچھ فروخت کیا یا فلاں سے کچھ کرایے پر لیا تو یہ اقرار صحیح نہ ہو گا اور اسے مجبور نہ کیا جائے گا کہ فروخت شدہ چیز کو متعیّن کرے یا کرایہ پر لی ہوئی چیز کو بتائے۔

دفعہ ۱۵۸۰ اقرار اس پر موقوف نہیں ہوتا کہ مقرلہٗ اس کو قبول کرے مگر مقرلہٗ اگر ردّ کر دے تو ردّ ہو جاتا ہے اور اس کا حکم باقی نہیں رہتا، اگر مقرلہٗ نے مقربہ کے ایک حصّہ کو ردّ کر دیا تو اس حصّہ کی حد تک اقرار کالعدم ہو گیا، اور اس حصّہ کی حد تک جسے ردّ نہیں کیا ہے اور قبول کر لیا ہے، اقرار کا حکم باقی رہ جائے گا۔

دفعہ ۱۵۸۱ اگر مقر اور مقرلہٗ مقربہ کے سبب میں اختلاف کریں تو اقرار کے صحیح ہونے میں یہ اختلاف مانع نہ ہو گا۔ مثلاً کسی نے ایک ہزار روپے کے قرض کا دعویٰ کیا اور مدّعا علیہ نے اقرار کیا کہ رقم قرض نہیں بلکہ ایک فروخت شدہ چیز کی قیمت ہے تو اختلاف سے اقرار کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دفعہ ۱۵۸۲ مال پر صلح چاہنا اس مال کے اقرار کے معنی رکھتا ہے۔ لیکن مال کے دعوے سے مصالحت کی طلب اقرار کے معنی نہیں رکھتا۔ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ میرے ایک ہزار روپے تم پر ہیں، وہ ادا کرو، اور مدّعا علیہ نے کہا کہ مجھ سے ساڑھے سات سو روپے پر صلح کر لو، تو مدّعا علیہ نے مدعی کے ایک ہزار روپے کا اقرار کر لیا۔ اور اگر صلح کی طلب صرف جھگڑا ختم کرنے کے لیے ہو، اور مدّعا علیہ نے کہا کہ مجھ سے اتنے روپے لے لو اور اپنے اس ہزار کے دعویٰ سے باز آجاؤ تو مدّعا علیہ نے ہزار روپے کا اقرار نہیں کیا۔

دفعہ ۱۵۸۳ اگر کسی نے اس مال کے بارے میں جو اسی کے قبضہ میں ہو کسی سے خریدنے، کرایہ لینے، عاریت لینے، ہبہ لینے یا ودیعت لینے کی خواہش کی یا کسی دوسرے شخص نے اس کو یہ مال ودیعت یا ہبہ دیا اور اس نے قبول کر لیا تو اس شخص نے اس کا اقرار کر لیا کہ یہ مال جو میرے قبضہ میں ہے، میرا نہیں ہے۔

دفعہ ۱۵۸۴ جو اقرار کسی شرط کے ساتھ معلّق ہو وہ اقرار باطل ہے۔ اور اگر کسی وقت کے ساتھ معلق ہو جیسے عام طور پر وقت کے ساتھ معلّق تقاضے ہوتے ہیں تو وہ اقرار دین مؤجل یعنی وقت پر ادا طلب قرض کا اقرار ہو گا۔ مثلاً کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ اگر تم فلاں جگہ پر جا پہنچو یا میرا فلاں کام کر دو تو میں تمہارا اتنے روپیہ کا مقروض ہوں، تو یہ اقرار باطل ہے۔ لیکن اگر یہ کہا کہ جب فلاں مہینہ کی پہلی تاریخ آجائے یا فلاں تہوار آجائے تو میں تمہارا اتنے روپوں کا مقروض ہوں تو اس صورت میں یہ اقرار دین مؤجل پر محمول کیا جائے گا، اور وقت آنے پر وہ رقم اس کو ادا کرنی پڑے گی۔ (دیکھئے دفعہ ۴۰)

دفعہ ۱۵۸۵ کسی پھیلے ہوئے غیر مشخص حصّہ کا اقرار صحیح ہوتا ہے۔ ایک شخص کسی جائداد میں جو اس کے قبضہ میں ہو، کسی اور شخص کے نصف یا ثلث حصّہ کا اقرار کرے اور مقرلہ اس کی تصدیق کر دے، اس کے بعد مقر اس حصّہ کو علیحدہ کر کے اس کے سپرد کرنے سے پہلے ہی وفات پا جائے تو حصّہ کا نامشخص ہونا اقرار کی صحت میں مانع نہیں

ہوگا۔

دفعہ ۱۵۸۶ کسی گونگے آدمی کا اقرار اشارۂ معہودہ کے ذریعہ قابلِ اعتبار ہوگا، لیکن کسی بولنے والے آدمی کا اقرار کسی قسم کے اشارہ سے بھی قابلِ اعتبار نہیں ہوگا، مثلاً کسی نے صاحبِ زبان بولنے والے آدمی سے پوچھا کہ تم پر کیا فلاں شخص کا اتنا قرض ہے اور اس نے سر کو جھکا دیا تو یہ اقرار معتبر نہیں ہوگا۔

باب سوم

اقرار کے احکام

اس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ عمومی احکام

دفعہ ۱۵۸۷ آدمی اپنے اقرار کی بنا پر بموجب دفعہ ۷۹ ذمّہ دار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بحکم حاکم اس کے اقرار کی تکذیب ہو گئی تو اس اقرار کا کوئی حکم باقی نہیں رہے گا۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک چیز ہے۔ اس نے عدالت میں یہ اقرار کیا کہ یہ مال فلاں شخص کا ہے اور اس سے مَیں نے خریدا ہے۔ ایک دوسرا شخص اس مال پر استحقاق کا دعویٰ کر کے اپنا دعویٰ ثابت کر دیتا ہے۔ اور حاکم اس مستحق کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے۔ تو صاحب قبضہ اس بایع سے اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے گا، حالانکہ عدالت میں وہ یہ اقرار کر چکا ہے کہ یہ مال بایع کا تھا اور مستحق کے دعویٰ کا انکار کر چکا ہے، لیکن چونکہ حاکم کے حکم نے اس کے اقرار کی تکذیب کر دی، اس لیے اس اقرار کا کوئی اثر اب باقی نہیں رہا، بایع سے قیمت وصول کرنے میں یہ اقرار اب مانع نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۵۸۸ حقوقِ عباد (انسانوں کے حقوق) میں اقرار سے رجوع کر لینا صحیح نہیں ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی شخص کے حق کا اقرار اس طرح کیا کہ فلاں کا مجھ پر اتنی رقم کا قرض ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اپنے اس اقرار سے رجوع کر گیا تو اس رجوع کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔ وہ اپنے اقرار کی بنا پر اتنی رقم کا مقروض ہی قرار دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۵۸۹ اگر کسی شخص نے اپنے کیے ہوئے اقرار میں اپنے جھوٹے ہونے کا دعویٰ کیا تو مقرلہٗ سے اس بات کی قسم لی جائے گی کہ مقر اپنے بیان میں کاذب نہیں ہے۔
مثلاً ایک شخص نے کسی کو ایک تمسک دیا جس میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے اتنی رقم قرض لی ہے۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ اگرچہ میں نے یہ تمسک لکھ دیا تھا لیکن میں نے حقیقتاً قرض نہیں لیا تھا، تو مقرلہٗ سے اس کی قسم لی جائے گی کہ مقر اپنے اس دعویٰ میں کاذب نہیں ہے۔

دفعہ ۱۵۹۰ اگر کسی نے دوسرے شخص سے اقرار لیا کہ تمہاری اتنی رقم مجھ پر باقی ہے، اور دوسرے شخص نے کہا کہ یہ رقم میری باقی نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی باقی ہے اور مقر نے اس بیان کی تصدیق کر دی تو یہ رقم اس تیسرے شخص کی ہو گئی مگر مقرلہٗ اوّل کو اس رقم پر قبضہ کا حق حاصل ہو گا۔ یعنی اگر مقرلہٗ ثانی اس سے رقم کا مطالبہ کرے تو یہ مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ رقم اس کو دیدے۔ لیکن اگر مقر مدیون نے رقم مقرلہٗ ثانی کو دیدی اور اس نے لے لیا تو مقر مدیون قرض سے بری الذّمہ ہو جائے گا۔ مقرلہٗ اوّل کو اس سے مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہ رہے گا۔

دوسری فصل :۔ ملکیّت اور فرضی نام کے متعلق اقرار۔

دفعہ ۱۵۹۱ اگر مقر نے اقرار میں کسی چیز کی اضافت اپنی ذات کی طرف سے کی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ چیز ملکیت تو تھی مقر کی مگر مقر نے مقرلہٗ کو ہبہ کر دیا ہے، اس لیے یہ معاملہ اس وقت تک مکمل نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ وہ چیز مقرلہٗ کو سپرد نہ کر دی جائے اور مقرلہٗ کا اس پر قبضہ نہ ہو جائے اور اگر مقرلہٗ نے اقرار میں چیز کی اضافت اپنی طرف نہیں کی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس نے پہلے ہی سے اس چیز پر مقرلہٗ کی ملکیت کا اقرار کر لیا۔ اور اپنی ملکیت کی نفی کر دی۔
مثلاً ایک مقر نے اقرار کیا کہ "میرا جو کچھ مال ہے اور جو کچھ میرے قبضہ میں ہے یہ سب فلاں شخص کا ہے، مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں" تو اس کا مطلب یہ ہوا

کہ مقر نے اس اقرار کے وقت اپنی تمام چیزیں مقرلہٗ کو ہبہ کر دیں۔ اس صورت میں سپردگی اور قبضہ لازمی ہوگا۔ اور اگر مقر نے یہ کہا کہ "وہ تمام مال و اسباب جو میری طرف منسوب ہیں، وہ سب سوا ان کپڑوں کے جو میرے بدن پر ہیں، فلاں شخص کا ہے، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے"، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے بدن کے کپڑوں کے سوا ان تمام مال و اسباب سے جو اس کی طرف منسوب ہیں اپنی ملکیت کی نفی کی اور مقرلہٗ کی ملکیت کا اقرار کر لیا۔ اب اگر مقر اس اقرار کے بعد کسی چیز کا مالک ہوا تو وہ چیز اس اقرار میں شامل نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے اقرار کیا کہ "میرے یہ سب مال و اسباب جو میری اس دکان میں ہیں وہ سب میرے بڑے لڑکے کے ہیں میرا ان سے کوئی تعلق نہیں" تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت اس نے اس دکان کا سارا سامان اپنے اس بڑے لڑکے کو ہبہ کر دیا۔ اس صورت میں سپردگی ضروری ہوگی اور اگر یہ کہا کہ "یہ سارا مال و اسباب جو میری اس دکان میں ہے وہ سب میرے بڑے لڑکے کا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت جو مال اسباب دکان میں ہے اس سے اپنی ملکیت کی نفی کر کے اس نے اپنے لڑکے کی ملکیت کا اقرار کر لیا۔ اب اس کے بعد جو سامان اس دکان میں وہ رکھے گا، وہ اس اقرار میں شامل نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ فلاں محلہ میں جو میری دکان ہے وہ میری بیوی کی ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس نے دکان کو ہبہ کر دیا۔ اس صورت میں لازم ہے کہ اس دکان کو بیوی کے سپرد کر دے، اور اگر اس نے کہا کہ فلاں محلہ میں جو دکان میری طرف منسوب ہے وہ میری بیوی کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اقرار سے پہلے ہی سے یہ دکان اس کی بیوی کی ملکیت ہے اور وہ اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ وہ دکان اس کی ملکیت نہیں ہے۔

دفعہ ۱۵۹۲ اگر ایک شخص نے اس دکان کے بارے میں جو اس کے تصرف میں تحریری سند

کی بنا پر ہے، یہ کہا کہ یہ دکان فلاں شخص کی ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور وثیقہ میں اس کا نام فرضی طور پر درج ہے، یا اُس دکان کے بارے میں جسے اس نے کسی سے خریدا ہے، یہ کہا کہ میں نے اس دکان کو فلاں شخص کے لیے خریدا تھا اور اس کی جو قیمت میں نے دی تھی وہ رقم فلاں شخص کی تھی اور بیع نامہ میں میرا نام بطور اسم مستعار (فرضی نام) کے درج ہوا ہے۔ تو یہ اقرار ہوا کہ یہ دکان حقیقتہً اسی شخص کی ہے جس کے حق میں وہ اقرار کر رہا ہے۔

دفعہ ۱۵۹۳ اگر کسی نے کہا کہ تمسک میں جو بقایا فلاں شخص کے ذمہ درج ہے وہ اگرچہ میرے نام سے درج ہے لیکن حقیقتہً وہ فلاں کا حق ہے اور میرا نام بطور اسم مستعار درج ہوا ہے تو اس نے اقرار کر لیا کہ حقیقتہً وہ بقایا اسی شخص کا ہے جس کے حق میں اس نے اقرار کیا ہے۔

دفعہ ۱۵۹۴ اگر کسی نے مذکورہ بالا صورتوں میں اپنے ملک کی نفی کر دی اور اقرار کر لیا کہ اس کا نام محض فرضی طور پر بطور اسم مستعار درج ہے تو اس کا یہ اقرار معتبر ہو گا اور اس کی حیات میں اس پر اور اس کے بعد اس کے ورثاء پر لازمی ہو گا، لیکن اگر یہ اقرار اس نے اپنے مرض الموت میں کیا ہے تو اس کے احکام فصل آئندہ کے بموجب ہوں گے۔

تیسری فصل :- اقرارِ مریض۔

دفعہ ۱۵۹۵ مرض الموت وہ بیماری ہے کہ اکثر صورتوں میں اسی بیماری سے موت کا خطرہ لاحق ہوتا ہے، اور مریض اگر مرد ہے تو اپنے بیرونی کاموں کی دیکھ بھال سے اور اگر عورت ہے تو گھریلو کاموں کی دیکھ بھال سے عاجز ہو جائے اور اسی حالت میں ایک سال کے اندر مر جائے، چاہے اس مدت میں وہ صاحب فراش رہے یا نہ رہے اور اس کا مرضِ طول کھینچے اور ہمیشہ اسی حالت میں رہے اور سال گزر جائے تو اس کا حکم صحتمند کا حکم ہوگا اور اس کے تمام تصرفات صحیح ہوں گے،

جب تک کہ اس کا مرض شدید نہ ہو جائے اور حالت غیر نہ ہو جائے۔ لیکن اگر اس کا مرض شدید ہو جائے، اس کی حالت غیر ہو جائے اور بالآخر اسی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے تو تغیر حال سے موت تک مدت مرض الموت سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۱۵۹۶ اس شخص کا مرض الموت میں اقرار جس شخص کا کوئی وارث نہ ہو یا صرف شوہر یا بیوی ہی وارث ہو ایک قسم کی وصیت ہوتی ہے، اس لیے اگر ایک ایسے شخص نے جس کا کوئی وارث نہ ہو اپنے تمام مال سے اپنی ملکیت کی نفی کر کے کسی اور کے حق میں اقرار کر لیا تو یہ اقرار صحیح ہو گا اور بیت المال کے امین کو اس کی وفات کے بعد اس کے ترکہ میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہو گا۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے جس کا کوئی وارث اس کی بیوی کے سوا نہیں ہے مرض الموت میں اپنے تمام مال سے اپنے مِلک کی نفی کر کے اپنی بیوی کے حق میں اقرار کر لیا۔ یا ایک عورت نے جس کا اس کے شوہر کے سوا کوئی وارث نہیں ہے، مرض الموت میں اپنے سارے مال سے اپنی ملکیت کی نفی کر دی اور اپنے شوہر کے حق میں اقرار کر لیا تو اس کا اقرار صحیح ہو گا۔ اور امین بیت المال کو اس مرد یا عورت کی وفات کے بعد اس کے ترکہ سے تعرض کا اختیار حاصل نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۵۹۷ اگر کسی نے اپنی بیماری کے دوران اپنے کسی وارث کے حق میں کسی مال کا اقرار کر لیا اور اس کے بعد اس کو افاقہ ہوا، تو اس کا یہ اقرار معتبر ہو گا۔

دفعہ ۱۵۹۸ اگر کسی شخص نے اپنے مرض الموت میں کسی چیز کا یا کسی دین کا اپنے وارثوں میں سے کسی وارث کے لیے اقرار کیا تو یہ اقرار اس کے باقی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ اگر انہوں نے اجازت دیدی تو معتبر ہو گا، ورنہ نہیں، لیکن اگر باقی وارثوں نے اس کی حیات میں اجازت دیدی تو اس کی وفات کے بعد انہیں رجوع کا کوئی حق حاصل نہ ہو گا۔ اور یہ اقرار معتبر ہو گا۔ وارث کے لیے امانت کا اقرار ہر صورت میں صحیح ہو گا۔ اگر کسی نے مرض الموت میں یہ اقرار کیا کہ اس نے اپنے وارث سے اپنی امانت واپس لے لی ہے یا وارث کی کوئی امانت جو اس نے

رکھوائی تھی، مریض نے صرف کر دی ہے تو یہ اقرار ہر حالت میں صحیح ہو گا مثلاً ایک شخص مرض الموت میں یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنے فلاں بیٹے کے پاس جو امانت ودلیعت رکھی تھی، واپس وصول کر لی ہے تو اس کا یہ اقرار صحیح اور معتبر ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو میرا مطالبہ تھا وہ میرے فلاں بیٹے نے وکالۃً وصول کر کے مجھے سپرد کر دیا تو اس کا یہ اقرار معتبر ہو گا۔ اسی طرح اگر کہا کہ میرے فلاں بیٹے نے ایک انگوٹھی میرے پاس امانۃً رکھی تھی، یا میں نے اس سے عاریتہً لی تھی، اس کی قیمت پانچ ہزار تھی۔ میں نے اس کی یہ قیمت اپنے کام میں صرف کر دی تو اس کا یہ اقرار معتبر ہو گا۔ اور ترکہ سے اس انگوٹھی کی قیمت ادا کی جائے گی۔

دفعہ ۱۵۹۹ اس مبحث میں وارث سے مراد وہ وارث ہیں جو مریض کی وفات کے وقت پہلے سے وارث رہے ہوں، جو وارث کسی سبب سے نئے پیدا ہو جائیں، وہ مراد نہیں ہیں، مثلاً ایک شخص نے غیر عورت کے لیے کسی مال کا اقرار مرض الموت میں کیا۔ اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا، اور اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا، تو یہ اقرار صحیح اور نافذ ہو گا۔

اگر وراثت قدیم سے تھی اور کسی پیدا شدہ سبب سے وراثت پیدا نہیں ہوئی تھی تو اس کے حق میں اقرار نافذ نہ ہو گا، مثلاً کسی نے جس کا ایک بیٹا موجود تھا اپنے مرض الموت میں اپنے حقیقی بھائیوں کے حق میں اقرار کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مر گیا اور اس کے بعد وہ خود مرا تو بھائیوں کے حق میں یہ اقرار نافذ نہ ہو گا۔ کیونکہ بھائی اس کے وارث ہو گئے۔

(بھائیوں کو یہ وراثت کسی جدید سبب سے حاصل نہیں ہوئی ہے بلکہ وہ قدیم سے وارث ہی تھے۔ بیٹا کے پیدا ہونے سے ان کی وراثت اس کو منتقل ہو گئی تھی اور اس کی وفات سے پھر واپس آ گئی)۔ مترجم

دفعہ ۱۶۰۰ اگر مریض نے مرض الموت میں کوئی اقرار زمانہ صحت کی طرف منسوب کر کے کیا تو

وہ زمانۂ مرض ہی کا اقرار سمجھا جائے گا۔ اس لیے اگر کسی نے مرض الموت میں یہ اقرار کیا کہ اس کے کسی وارث پر اس کا جو مطالبہ تھا اس نے اپنی صحت کے زمانہ ہی میں وصول کر لیا تھا تو یہ اقرار دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے حالتِ مرض میں اقرار کیا کہ اس نے فلاں مال اپنے فلاں وارث کو ہبہ کر دیا تھا اور اس کے سپرد کر دیا تھا تو یہ اقرار اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو دلائل و شواہد سے ثابت نہ کر دیا جائے، یا باقی ورثاء اس کی اجازت نہ دے دیں۔

دفعہ ۱۶۰۱ کسی مریض کا اقرار کسی غیر کے لیے جو اس کا وارث نہ ہو کسی چیز یا کسی دین کے متعلق مرض موت میں بھی صحیح ہوگا، چاہے یہ اقرار اس کے سارے مال پر محیط ہو جائے۔ لیکن اگر مقر کے اقرار کا کذب اس طرح ظاہر ہو جائے کہ مال کا وہ مالک کسی سبب کی بنا پر اقرار کے وقت ہی ہوا تھا یا اسی زمانہ میں یہ مال اس کی ملکیت میں بذریعہ وراثت، ہبہ یا خریداری آیا تھا تو یہ اقرار مطلقاً نافذ نہیں ہوگا بلکہ دیکھا جائے گا کہ یہ اقرار وصیت کی گفتگو کے درمیان ہوا ہے یا نہیں۔ اگر اس زمانے میں وصیت کا کوئی ذکر نہ تھا تو اقرار کو ہبہ سمجھا جائے گا، اور وصیت کا ذکر تھا تو اسے وصیت شمار کیا جائے گا۔ اور ہر دو حالتوں میں اس کا نفاذ ثلث مال متروکہ تک ہی ہو سکے گا۔

دفعہ ۱۶۰۲ حالتِ صحت کے دین، حالتِ مرض کے دین پر مقدّم ہوتے ہیں: یعنی ایک متوفی کا ترکہ اگر زیرِ بار دین ہو تو اوّلاً اس کے ان دیون کی ادائیگی ہوگی جو متوفی کے ذمّہ حالتِ صحت میں عائد ہوئے تھے اور اگر مال اس سے بچ رہا تو پھر ان دیون کی ادائیگی ہوگی جو متوفی کے اقرار بحالت مرض موت سے اس پر عائد ہوئے ہیں لیکن جو دیون حالتِ مرض میں عائد ہوئے ہیں مگر اقرار مریض کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے معلومہ و مشہودہ اسباب مثلاً خریداری، قرض، یا تاوان اتلاف مال تو اس قسم کے دیون حالتِ صحت ہی کے دیون میں شمار ہوں گے۔ اگر متوفی نے حالتِ مرض میں کسی

چیز کے بارے میں کوئی اقرار کیا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر متوفی نے حالتِ مرض میں کسی شخص کے لیے کسی چیز کا اقرار کیا ہے تو وہ شخص اس چیز کا مستحق اس وقت تک نہ ہو سکے گا جب تک کہ مقر کے حالت صحت کے دیون اور حالتِ مرض کے وہ دیون جو حالت صحت کے حکم میں ہیں ادا نہ کیے جا چکے ہوں۔

دفعہ ۱۶۰۳ اگر کسی نے مرض الموت میں یہ اقرار کیا کہ کسی غیر کے ذمّہ جو اس کا مطالبہ تھا وہ اس نے وصول کر لیا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اس غیر شخص کے ذمّہ کب عائد ہوا تھا، مقر کی صحت کے زمانہ میں یا مقر کے مرض کے زمانہ میں۔ اگر صحت کے زمانے میں عائد ہوا تھا تو بہر حال یہ اقرار صحیح اور نافذ ہو گا چاہے مقر پر کوئی قرض ہو یا نہ ہو، اور اگر مرض کے زمانے میں ہوا تھا تو اقرار صحیح ہو گا۔ لیکن ان قرضخواہوں کے حق میں نافذ نہیں ہو گا جن کے قرض پر مقر کی صحت کے زمانے سے مقر پر آ رہے ہوں گے۔

مثلاً ایک مریض نے حالتِ مرض میں اقرار کیا کہ اس مال کی قیمت جو اس نے اسی مرض کی حالت میں بیچا تھا، خریدار سے وصول کر لی ہے تو اس کا یہ اقرار صحیح ہو گا۔ لیکن اگر اس پر حالتِ صحت کا کچھ قرض واجب الادا ہو گا تو قرض خواہوں کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ اس کے اس اقرار کو نافذ نہ قرار دیں۔

اور اگر اس نے مال حالتِ صحت میں بیچا تھا اور اقرار کیا کہ اس کی قیمت حالت مرض میں وصول کی ہے تو یہ اقرار بہر حال صحیح اور نافذ ہو گا، اس کے کسی قرض خواہ کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ ہم اس اقرار کو نہیں مانتے۔

دفعہ ۱۶۰۴ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مرض الموت میں اپنے کسی قرض خواہ کا قرض ادا کر دے اور باقی قرض خواہوں کے حقوق باطل کر دے۔ لیکن اسے یہ حق حاصل ہے کہ مرض کی حالت میں جو قرض لیا ہو یا مال خریدا ہو اس کی قیمت ادا کر دے۔

دفعہ ۱۶۰۵ اس مبحث میں کفالت بالمال دین اصلی کے حکم میں ہے۔ اس لیے اگر کسی نے اپنے وارث کے دین کی یا اس پر کسی مطالبہ کی کفالت مرض الموت میں لی تو یہ کفالت نافذ نہیں ہو گی اور اگر کسی غیر کی کفالت لی تو بقدر ثلث ترکہ نافذ ہو گی۔

لیکن اگر اس نے مرض الموت میں اقرار کیا کہ زمانۂ صحت میں مَیں نے کفالت لی تھی تو یہ اقرار معتبر ہوگا اور پورے ترکہ پہ نافذ ہوگا۔ البتہ اگر اس پہ زمانۂ صحت کے دوسرے قرض بھی ہوں گے تو ان کی ادائیگی مقدّم ہوگی۔

باب چہارم

اقرار بالکتابۃ (اقرار بذریعہ تحریر)

دفعہ ۱۶۰۶ تحریر کے ذریعہ اقرار زبان سے اقرار کے برابر ہے (دیکھئے دفعہ ۶۹)۔

دفعہ ۱۶۰۷ ایک شخص نے کسی آدمی کو حکم دیا کہ اس کا اقرار لکھے تو حکماً وہ اقرار ہی ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کاتب سے کہا کہ ایک تمسک لکھو کہ مجھ پر فلاں شخص کی اتنی رقم قرض ہے اور اس کے بعد اس نے اس پر دستخط کردیئے یا اپنی مُہر لگا دی تو یہ اقرار تحریری ہوا اور ایسا ہی ہوا جیسے اس نے خود اپنے قلم سے لکھ دیا ہو۔

دفعہ ۱۶۰۸ تاجروں کے رواجی اندراجات تحریری اقرار ہی شمار کیے جاتے ہیں، مثلاً اگر کسی تاجر نے اپنے کاغذات میں یہ اندراج کیا ہے کہ وہ فلاں شخص کا اتنی رقم کا مقروض ہے تو اس نے اس شخص کے اتنی رقم کے قرض کا اقرار کرلیا ہے۔ ضرورت کے وقت یہ اقرار زبانی اقرار کی طرح معتبر اور قابلِ قبول ہوگا۔

دفعہ ۱۶۰۹ اگر کسی نے ایک تحریر لکھی یا لکھوائی اور کسی کو دستخط کرکے یا مُہر لگا کر دے دی تو یہ تحریر اس کے زبانی اقرار کی طرح معتبر ہوگی اور اس کی پابندی کی جائے گی، کیونکہ یہ تحریری اقرار نامہ ہے اور اگر اقرار نامہ اس قاعدہ اور رواج کے مطابق لکھا گیا ہے۔ اور وہ تحریریں جو قبض الوصول کہلاتی ہیں وہ بھی اسی قبیل کی چیز شمار کی جائیں گی۔

دفعہ ۱۶۱۰ اگر کسی نے ایک تمسک لکھ کر یا لکھوا کر دستخط یا مُہر لگا کے دیدی اور اس کے بعد اس دین سے انکار کردیا جو اس تمسک میں درج ہے تو اس کے انکار کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس پر اس دین کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ اور اگر اس نے اس بات سے انکار کردیا کہ یہ تمسک اس کا لکھا ہوا ہے تو اس کے حروف کے مشہور و متعارف

ہونے کی صورت میں انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اس تمسک کے بموجب عمل ہو گا۔ اور اگر اس کے حروف اور اس کی مہر مشہور و معروف نہ ہو تو انکار کرنے والے سے کچھ اور لکھوایا جائے گا اور ماہر کی رائے لی جائے گی۔ اگر ماہروں کی رائے یہ ہوئی کہ دونوں تحریریں ایک شخص کی ہیں تو اس پر جبر کیا جائے گا کہ دین ادا کر دے۔

حاصل یہ کہ تمسک اگر جعلسازی اور بناوٹ کے شبہات سے پاک ہو تو اسی کے بموجب عمل کیا جائے گا۔ اور اگر تمسک جعلسازی کے شبہ سے پاک نہ ہو۔ اور مدیون انکار کرے کہ یہ تمسک اس کا نہیں اور نہ اس پر کوئی قرض واجب الادا ہے تو مدّعی کے مطالبہ پر اس سے قسم لی جائے گی کہ تمسک اس کا نہیں اور وہ مدعی کا مقروض نہیں ہے۔

دفعہ ۱۶۱۱ اگر کسی نے رواج کے بموجب تمسک دے دیا اور اس کے بعد وفات پاگیا تو وارثوں پر اس کی پابندی لازمی ہوگی، بشرطیکہ انہیں اس کا اعتراف ہو کہ یہ تمسک متوفی کا ہے اور اگر وہ تمسک کے متوفی کا ہونے سے انکار کریں تو صرف اسی وقت اس تمسک پر عمل ہو سکتا ہے جب کہ متوفی کا خط اور اس کی مہر مشہور و معروف ہو ورنہ اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۶۱۲ اگر کسی مرنے والے کے ترکہ میں نقدی سے بھری ہوئی ایک تھیلی ملے جس پر متوفی کے قلم سے یہ لکھا ہو کہ یہ تھیلی فلاں شخص کا مال ہے اور میرے پاس امانۃً رکھی ہے تو وہ شخص اس تھیلی کو لے لے گا، اور کسی دوسری طرح ملکیت ثابت کرنے کی اس کو کوئی حاجت نہ ہوگی۔

۹ جمادی الاولی ۱۲۹۳ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب چہاردہم

دعویٰ

ایک مقدّمہ اور دو ابواب

مقدمہ

دعویٰ سے متعلق بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۶۱۳ دعویٰ :۔ کسی شخص کا کسی دوسرے آدمی سے حاکم کے سامنے اپنا کوئی حق طلب کرنا۔ جو طلب کرے اس کو مدّعی کہتے ہیں اور جس سے حق طلب کیا جائے اس کو مدعا علیہ کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۶۱۴ مدعیٰ :۔ وہ چیز ہے جو مدّعی مدّعا علیہ سے طلب کرتا ہے، اسکو مدّعیٰ بہ بھی کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۶۱۵ تناقض :۔ مدّعی سے ایسا کلام سرزد ہونا جو اس کے دعویٰ کے مناقض ہو۔ یعنی ایسا کلام سرزد ہونا جو اس کے دعویٰ کو باطل قرار دینے کا موجب ہو۔

باب اوّل

شروطِ دعویٰ، احکامِ دعویٰ اور دفع دعویٰ

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ صحتِ دعویٰ کی شرطیں۔

دفعہ ۱۶۱۶ مدّعی اور مدّعا علیہ دونوں کے لیے عاقل ہونا شرط ہے۔ کسی مجنون کا یا کسی نادان بچّے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ صحیح ہوگا کہ ان کے ولی یا ان کے سرپرست کسی مقدمہ میں مدعی یا مدّعا علیہ ہوں۔

دفعہ ۱۶۱۷ مدّعا علیہ کا معلوم و متعیّن ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میری اتنی رقم فلاں دیہات کے لوگوں پر واجب الادا ہے یا اس گاؤں والوں میں سے کسی ایک پر واجب الادا ہے تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا۔ مدّعی پر لازم ہے کہ مدّعا علیہ کو متعیّن کرے۔

دفعہ ۱۶۱۸ دعویٰ کے وقت فریقِ مخالف کا موجود ہونا بھی شرط ہے اور اگر مدّعا علیہ محکمہ میں آنے یا اپنے وکیل کو بھیجنے سے انکاری ہے تو اس حق میں وہ عمل کیا جائے گا جس کا ذکر کتاب القضا میں آئے گا۔

دفعہ ۱۶۱۹ شرط یہ ہے کہ جس چیز کا دعویٰ کیا جائے وہ معلوم ہو، مجہول نہ ہو۔

دفعہ ۱۶۲۰ مدّعیٰ بہ یعنی جس چیز کا دعویٰ کیا جائے وہ اشارے سے، بیان وصف سے تعریف سے معلوم ہوگی۔ اگر وہ مال منقولہ ہے اور عدالت میں موجود ہے تو اشارہ کافی ہے اور اگر وہ عدالت میں موجود نہیں ہے تو اس کی صفات و تعریف بیان کی جائے اور اس کی قیمت بیان کی جائے تو وہ شے معلوم قرار پائے گی اور وہ چیز جائداد غیر منقولہ

ہے تو اس کی حدود بیان کیے جائیں گے اور اگر وہ دین ہے تو اس کی جنس، نوع اور مقدار بیان کی جائے۔ اس کی توضیح و تفصیل آئندہ دفعات میں بیان کی جائے گی۔

دفعہ ۱۶۲۱ اگر مدعیٰ بہ کوئی منقول شئے ہو اور عدالت میں موجود ہو تو مدّعی اس شے کی طرف اشارہ کر کے یہ کہے کہ یہ چیز میری ہے، اور اس شخص نے بغیر کسی حق کے اس پر قبضہ کر رکھا ہے تو میں اس سے اس چیز کے دلانے کی درخواست کرتا ہوں اور اگر وہ چیز مجلس عدالت میں موجود نہ ہو لیکن بغیر کسی خرچ کے اس کا عدالت میں حاضر کرنا ممکن ہو تو اس چیز کو عدالت میں طلب کیا جائے گا تاکہ شہادت اور قسم میں اس کی طرف اشارہ کیا جا سکے۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ بغیر خرچ اسے عدالت میں حاضر نہیں کیا جا سکتا تو مدّعی اس کی تعریف بیان کرے اور اس کی قیمت بھی بیان کرے۔ البتہ غصب اور رہن کے دعویٰ میں قیمت کا بیان کرنا لازمی نہیں ہے مثلاً کسی نے دعویٰ کیا کہ میری زمرد کی انگوٹھی غصب کر لی گئی ہے تو اس کی قیمت بیان کرے یا نہ کرے، دعویٰ صحیح ہو گا۔

دفعہ ۱۶۲۲ اگر مدّعیٰ بہ مختلف جنس و نوع اور مختلف صفات کی چیزیں ہوں تو ان کی مجموعی قیمت کا ذکر دعویٰ میں کافی ہو گا۔ یہ لازمی نہیں کہ ان میں سے ہر ہر چیز کی علٰحدہ قیمت بیان کی جائے۔

دفعہ ۱۶۲۳ اگر مدّعیٰ بہ کوئی جائداد غیر منقولہ ہو تو لازم ہے کہ شہر، قریہ، محلہ، گلی اور حدود اربعہ یا تین طرف کے حدود بیان کیے جائیں۔ اگر اس کے حدود اربعہ مملوکہ جائدادیں ہیں تو ان کے نام، ان کے باپ دادا کے نام ظاہر کیے جائیں۔ اگر بہت ہی مشہور آدمی ہو تو اس کے باپ دادا کا نام بتانا ضروری نہیں، صرف اس کا نام اور اس کی شہرت کا ذکر کر دیا جائے۔ اسی طرح جائداد اگر اتنی مشہور ہو کہ اس کے حدود اربعہ بتانے کی ضرورت نہ ہو تو حدود بتانا لازمی نہیں ہے نہ دعویٰ میں اور نہ شہادت میں۔

اسی طرح اگر مدّعی نے یہ کہہ دیا کہ وہ جائداد جس کے حدود اربعہ اس سند میں

مذکور ہیں وہ میری ملکیت ہے تو یہ بھی کافی ہے۔

دفعہ ۱۶۲۴ اگر مدّعی نے حدود تو صحیح بتائے ہوں مگر رقبہ بتانے میں غلطی کر جائے تو اس کے دعویٰ کی صحت پر یہ بات مانع نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۶۲۵ جائیداد کی قیمت کا دعویٰ میں بیان کرنا کوئی شرط نہیں ہے۔

دفعہ ۱۶۲۶ اگر مدعیٰ بہ کوئی دین ہو تو لازم ہے کہ دعویٰ میں اس کی جنس نوع، اس کی صفت اور اس کی مقدار بیان کی جائے۔ مثلاً اس طرح اس کی جنس بتانا لازمی ہے کہ سونا ہے، چاندی ہے، اور اس طرح نوع بتانا ضروری ہے کہ سکّہ ہے تو عثمانی سکہ ہے یا انگریزی سکّہ ہے۔ اور اس طرح صفت بتانا ضروری ہے کہ خالص سکّہ ہے یا مغشوش سکّہ ہے اور اس طرح اس کی مقدار بتانا ضروری ہے کہ ایک ہزار ہے۔

اگر دعویٰ میں مطلقاً یہ کہہ دے کہ اتنے قرش ہیں تو دعویٰ صحیح ہوگا اور بیان اس شہر میں رائج قرش پر محمول ہوگا اور اگر شہر میں رائج دو قسم کے قرش ہوں، اور دونوں قسم کے اعتبار و رواج میں تفاوت ہو تو بیان کمتر درجہ پر محمول ہوگا۔ مثلاً اگر کسی نے کہہ دیا کہ اتنے بشلک ہیں تو یہ بیان بشلک سیاہ پر محمول ہوگا جو ایک مخلوط و مغشوش دھات کا سکہ ہے۔

دفعہ ۱۶۲۷ اگر مدّعیٰ بہ کوئی مال ہو تو یہ لازمی نہیں کہ وجہ ملکیت بتائی جائے بلکہ مطلقاً ملکیّت کا دعویٰ صحیح ہوگا۔ اور مدّعی کا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ یہ مال میرا ہے۔ لیکن اگر مدّعیٰ بہ قرض ہے تو مدّعی سے اس قرض کے عائد ہونے کی وجہ پوچھی جائے گی۔ یعنی یہ سوال کیا جائے گا کہ یہ قرض کسی فروخت شدہ مال کی قیمت ہے یا کسی عمل کی اجرت ہے۔ غرض یہ کہ یہ سوال کیا جائے گا یہ قرض تمہارا کیسے عائد ہوا۔

دفعہ ۱۶۲۸ اقرار کا حکم یہ ہے کہ وہ حق جس کا اقرار کیا گیا ہے (مقربہ) ظاہر ہو جائے۔ یہ حکم نہیں ہے کہ اقرار سے وہ حق پیدا ہو جائے۔ اس لیے اقرار ملک کا سبب نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی مدعی نے مدّعا علیہ پر کسی چیز کا دعویٰ کیا اور صرف مدّعا علیہ کے اقرار کو اس دعویٰ کا سبب بتایا تو اس کا دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔ مثلاً ایک دعویٰ کیا

کہ یہ مال میرا ہے اور یہ شخص جس کے قبضہ میں یہ مال ہے، اقرار کر چکا ہے کہ یہ مال میرا ہے، تو یہ دعویٰ سُنا جائے گا، لیکن اگر اس نے اس طرح دعویٰ کیا کہ یہ مال اس لیے میرا ہے کہ جس کے قبضہ میں یہ مال ہے اس نے اقرار کیا تھا کہ یہ مال میرا ہے تو اس صورت میں مدّعی کا دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک مدّعی نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے اتنے قرش اس شخص کے ذمّہ قرض ہیں اور اس نے اقرار کیا ہے وہ اتنے قرش کا میرا مقروض ہے تو یہ دعویٰ قابلِ سماعت ہے۔ لیکن اگر مدّعی نے دعویٰ کیا کہ میرے اتنے قرش اس شخص کے ذمّہ قرض ہیں اس لیے کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ وہ میرے اتنے قرض کا مقروض ہے تو یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہ ہو گا۔

دفعہ ۱۶۲۹ مدّعیٰ بہ (یعنی جس حق کا دعویٰ کیا جائے) قابلِ ثبوت ہونا شرط ہے۔ اس لیے جس چیز کا وجود عقلاً یا عادۃً محال ہو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے سے بڑی عمر والے کے متعلق دعویٰ کر دیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے یا یہی دعویٰ ایک ایسے شخص کے متعلق کر دیا جس کا نسب مشہور ہے، تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہو گا۔

دفعہ ۱۶۳۰ کسی دعویٰ کے ثبوت پر غور کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ مدّعا علیہ ایسا ہو جسے عدالت کوئی حکم دے سکے یا جس کے ذمّہ کچھ عائد کیا جا سکے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کو اپنی کوئی چیز عاریتہً دی۔ اب ایک دوسرے شخص نے دعویٰ کیا میں بھی اسی شخص کے متعلقین میں ہوں مجھے بھی عاریت دی جائے، تو یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ اسی طرح ایک شخص نے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے وکیل بنایا۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے دعویٰ کیا کہ مَیں اس کا ہمسایہ ہوں، مجھے وکیل بنانا زیادہ مناسب ہے اس لیے مجھے وکیل بنایا جائے تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہر شخص کو اختیار حاصل ہے جسے چاہے اپنا مال عاریت پر دے اور ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ جسے چاہے اپنے کام کے لیے وکیل بنائے۔

یہ اور اس قسم کے دعاوی کے ثبوت پر غور کیا بھی گیا تو مدّعا علیہ پر کوئی حکم مرتب

نہ ہوگا۔

دوسری فصل : دفعِ دعویٰ۔

دفعہ ۱۶۳۱ دفع دعویٰ :۔ مدّعا علیہ کی طرف سے ایک ایسا دعویٰ پیش کرنا جو مدعی کے دعویٰ کو دفع کر دیتا ہو، مثلاً ایک شخص نے کسی پر اتنے قرش کے قرض ہونے کا دعویٰ کیا اور مدّعا علیہ نے کہا کہ مَیں یہ قرض ادا کر چکا ہوں، یا یہ کہا کہ تم اس قرض سے مجھے بری قرار دے چکے ہو، یا یہ کہا کہ ہم تم صلح کر چکے ہیں، یا یہ کہا کہ یہ رقم قرض نہیں ہے بلکہ فلاں کی قیمت ہے جو مَیں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ یا یہ کہا کہ فلاں شخص کے ذمّہ میرا اتنا ہی مطالبہ تھا اور مَیں نے اس کا حوالہ دیا تھا اور تم نے اس کے عوض مجھ کو یہ رقم دی تھی۔ ان تمام جوابوں میں مدّعا علیہ نے ایک دعویٰ کیا ہے جو مدّعی کے دعویٰ کو دفع کر دیتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ تم نے میرے فلاں مطالبہ کی جو فلاں آدمی کے ذمّہ اتنی رقم کا تھا، کفالت لی تھی، اور مدّعا علیہ نے کہا کہ مدیون نے یہ رقم تمہیں ادا کر دی ہے تو اس نے دعویٰ کو دفع کر دیا۔

اور اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک ایسے مال پر دعویٰ کیا جو کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے، اور کہا کہ وہ مال میری ملکیت ہے۔ اور وہ شخص جس کے قبضہ میں یہ مال ہے، اس کے جواب میں کہتا ہے کہ یہ تو وہی مال ہے جس کے بارے میں تم شاہد ہو کہ میری ملکیت ہے تو اس نے مدّعی کا دعویٰ دفع کر دیا۔

اور اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک میّت کے ترکہ میں سے اتنی رقم کا دعویٰ کیا اور وارث کے انکار پر دعویٰ کا ثبوت دے دیا اس کے بعد وارث نے یہ دعویٰ کیا کہ متوفی نے اپنی زندگی میں یہ رقم ادا کر دی تھی تو مدّعی کے دعویٰ کو اس نے دفع کر دیا۔

دفعہ ۱۶۳۲ جس نے دفعِ دعویٰ کا دعویٰ کیا ہے، اگر اس نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا تو مدّعی کا

دعویٰ دفع ہوگیا اور اگر اس نے ثابت نہیں کیا اور مدّعی سے حلف کا مطالبہ کیا تو مدّعی سے اصالتہً حلف لیا جائے گا۔ اگر مدّعی نے حلف سے انکار کیا تو مدّعا علیہ کا دعویٰ دفعِ دعویٰ کا ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر حلف لے لیا، تو مدّعی کے اصل دعویٰ پر کارروائی ہوگی۔

دفعہ ۱۶۳۳ اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی پر کچھ رقم کا دعویٰ کیا اور مدّعا علیہ نے کہا کہ میں نے تم کو فلاں شخص پر اس رقم کا حوالہ دے دیا تھا اور تم دونوں نے اسے قبول بھی کر لیا تھا۔ اگر مدّعا علیہ نے یہ محال علیہ کی حاضری میں کہا تو مدّعی کا دعویٰ دفع ہو گیا اور مدّعا علیہ مطالبہ سے رہائی پا گیا۔ اور اگر محال علیہ کی غیر حاضری میں کہا ہے تو مدّعی کا دعویٰ موقوف رہے گا جب تک کہ محال علیہ حاضر نہ ہو جائے۔

تیسری فصل :۔ کسی مقدّمہ میں فریق کون ہوتا ہے اور کون نہیں ہوتا۔

دفعہ ۱۶۳۴ کسی شخص نے کوئی چیز کا دعویٰ کیا تو دیکھا جائے گا کہ مدّعا علیہ کے اقرار سے کوئی حکم عدالتی مترتب ہوتا ہے یا نہیں، اگر مدّعا علیہ کے اقرار کی بنا پر کوئی عدالتی حکم مترتب ہو سکتا ہے تو اس مدّعا علیہ کے انکار دعویٰ اور مدّعی کے دلائل ثبوت کے بعد وہ مدّعا علیہ فریقِ مقدّمہ قرار پائے گا۔ اور اگر اس کے اقرار کی بنا پر کوئی حکم عدالتی نہیں مترتب ہوتا تو وہ شخص فریقِ مقدّمہ نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کہیں سے آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ تمہارے فلاں وکیل نے مجھ سے مال لیا ہے، اس کی قیمت دو، تو اس صورت میں مدّعا علیہ اگر انکار کرے تو مدّعی کا خصم یعنی فریقِ مقدّمہ ہوا، کیونکہ اگر وہ اقرار کرتا ہے تو اس اقرار کی بنا پر مال کی قیمت دینے پر مجبور ہو گا۔ اس صورت میں مدّعی کا دعویٰ اور اس کے دلائلِ ثبوت سُنے جائیں گے۔ لیکن مدّعی نے یہ کہہ کر دعویٰ کیا کہ تمہارے وکیلِ خریداری نے مال خریدا ہے، اور مدّعا علیہ نے اقرار کر لیا تو اس اقرار کی بنا پر مدّعا علیہ مجبور نہیں ہے کہ اس مال کی قیمت مدّعی کو سپرد کر دے۔ اس لیے اگر وہ انکار کرے گا تو فریقِ مقدّمہ (خصم) نہیں ہو گا،

مدّعی کا دعویٰ اس حالت میں نہیں سُنا جائے گا۔

ولی، وصی (سرپرست) اور متولی اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے مالِ یتیم یا مالِ وقف پر دعویٰ کیا کہ یہ مال میرا ہے تو ولی۔ وصی یا متولی کے اقرار پر کوئی عدالتی حکم مترتب نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا اقرار نافذ نہیں ہوا کرتا۔ لیکن ان کا انکار صحیح ہے، مدّعی کا دعویٰ اور اس کے دلائل اس صورت میں سُنے جائیں گے۔ ولی وصی اور متولی کا اقرار اس معاملہ میں معتبر ہے جو خود انہوں نے ہی کیا ہو مثلاً ولی نے کسی بچّہ کا مال شرعی قاعدہ کے بموجب فروخت کیا ہو اور خریدار کی طرف سے کوئی دعویٰ اس سودا سے متعلق پیش ہو تو ولی کا اقرار اس معاملہ میں معتبر ہو گا۔

دفعہ ۱۶۳۵ کسی چیز کے دعویٰ میں فریق صرف وہی شخص ہو گا جس کے قبضہ میں وہ چیز موجود ہو۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کا گھوڑا غصب کر کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ گھوڑے کا مالک اس گھوڑے کو واپس لینا چاہے گا تو صرف اسی شخص پر دعویٰ کرے گا جس کے قبضہ میں اس کا گھوڑا ہے۔ اب اگر وہ شخص جس کے قبضہ میں گھوڑا ہے اپنی دی ہوئی قیمت واپس لینا چاہے تو وہ غاصب پر دعویٰ دائر کرے۔

دفعہ ۱۶۳۶ ایک خرید شدہ مال کا اگر کوئی مستحق نکل آیا تو دیکھا جائے گا کہ خریدار نے مال پر قبضہ کر لیا ہے یا نہیں، اگر قبضہ کر چکا ہے تو مستحق کے دعوے اور شہادت میں صرف وہی فریقِ مقدّمہ ہو گا۔ اس مال کے بایع کی حاضری شرط نہ ہو گی اور اگر خریدار نے ابھی مال پر قبضہ نہیں کیا ہے تو دعویٰ اور شہادت میں دونوں کی حاضری لازمی ہو گی۔ خریدار کی اس لیے کہ وہ مال کا مالک ہے اور بایع کی اس لیے کہ وہ مال پر قابض ہے۔

دفعہ ۱۶۳۷ ودیع اور مودع، مستعیر اور معیر، متاجر اور موجر، مرتہن اور راہن کا ایک ساتھ حاضر ہونا ضروری ہے۔ اگر ودیعت کا دعویٰ ودیع پر ہو یا مستعار کا دعویٰ مستعیر پر ہو، یا ماجور کا دعویٰ متاجر پر ہو یا مرہون کا دعویٰ مرتہن پر ہو، اگر ودیعت،

مستعار، ماجور یا مرہون کو غصب کر لیا گیا ہو تو مودع، مستعیر، مستاجر اور مرتہن کو صرف غاصب پر دعویٰ کرنے کا حق حاصل ہے۔ مالک کا حاضر ہونا لازم نہیں ہے اور نہ مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ ان میں سے کسی کا دعویٰ پیش کرے جب تک کہ یہ لوگ حاضر نہ ہوں۔

دفعہ ۱۶۳۸ ودیع (جس کے پاس چیز رکھی جائے) کسی خریدار کا فریق نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں مکان جو فلاں کے پاس ودیعت ہے، میں نے اس کے مالک سے خرید لیا ہے، اس لیے یہ مکان میرے سپرد کر دیا جائے، اور ودیع نے یہ کہا کہ یہ میرے پاس امانت اس شخص نے رکھوایا ہے جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ اس نے اسے تمہارے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ اس صورت میں خریدار کا دعویٰ خارج کر دیا جائے گا۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ودیعت رکھے جانے کے لیے کوئی ثبوت پیش کیا جائے۔

لیکن اگر مدّعی نے یہ کہا کہ ہاں مالک مکان نے اسے تمہارے پاس ودیعت رکھا تھا لیکن اس کے بعد اس نے میرے ہاتھ فروخت کر دیا اور مجھے وکیل بنایا ہے کہ اس مکان کا قبضہ تم سے لے لوں۔ اور خریدار نے اپنے اس قول کو ثابت کر دیا ہے تو ودیع سے وہ مکان لے کر قبضہ کر لے گا۔

دفعہ ۱۶۳۹ ودیع اس شخص کا فریق نہیں ہو سکتا جس کا قرض ودیعت رکھوانے والے مودع پر ہو، اس لیے اگر قرض خواہ نے مودع کے ذمّہ اپنے قرض کو ودیع کے سامنے ثابت بھی کر دیا تو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ جو مال ودیعت ہے اس میں سے وہ اپنا قرض وصول کر لے، البتہ مودع غائب پر جن کا نفقہ واجب ہے وہ اپنے نفقہ کا دعویٰ ودیع پر کر سکتے ہیں تاکہ مال ودیعت میں سے اپنا نفقہ وصول کریں جیسا کہ دفعہ ۷۹۹ میں ذکر ہو چکا ہے۔

دفعہ ۱۶۴۰ مدیون کا مدیون دائن کا فریق نہیں ہو سکتا، اس لیے اگر کسی کا میت پر قرض ہو تو وہ اپنا دین اس کے سامنے ثابت کرنے کے لیے مطالبہ نہیں کر سکتا جس کے

ذمّہ میّت کا قرض ہو اور نہ وہ اس مدیون سے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۶۴۱ خریدار سے خریداری کرنے والا بایع کا فریق نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک شخص نے کچھ خریدا اور خرید کر کسی دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا۔ تو بایع اوّل کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ خریدار ثانی سے قیمت کا یہ کہہ کر مطالبہ کرے کہ خریدار اوّل نے یہ مال مجھ سے خریدا تھا اور قیمت ادا کیے بغیر اس پر قبضہ لے لیا تھا۔ اس لیے تم اس مال کی قیمت دو، اور نہ بایع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وصولی قیمت کے لیے اس مال کو روک سکے۔ خریدار ثانی پر اس کا کوئی دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہے۔

دفعہ ۱۶۴۲ اگر میّت پر کوئی دعویٰ ہو تو کسی وارث کا اوّلاً فریق بن جانا صحیح ہے لیکن اگر دعویٰ مال متروکہ میں سے کسی مال کا ہے تو حقیقتہً اس میں فریق ہو سکتا ہے جس کے قبضہ میں اس وقت وہ مال ہو۔ جس وارث کے قبضہ میں وہ مال نہیں ہے وہ اس دعویٰ میں فریق نہیں ہو سکتا۔

مثلاً کسی ایک وارث کے لیے یہ عمل صحیح ہے کہ میّت کا جو مطالبہ کسی دوسرے پر تھا اس کا دعویٰ کرے۔ ثبوت کے بعد فیصلہ میں اس پورے مطالبہ کا سارے وارثوں کے لیے حکم دیا جائے گا۔ اور جس نے دعویٰ کیا تھا، وہ صرف اپنا ہی حصّہ اس مطالبہ میں سے لے سکے گا، دوسرے سارے وارثوں کا حصّہ نہیں لے گا۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی ترکہ میں سے کسی دین کی وصولی کا دعویٰ کرنا چاہے تو وہ صرف ایک وارث کی حاضری میں دعویٰ کر سکتا ہے چاہے اس ایک وارث کے ہاتھ میں ترکہ کا مال پایا جاتا ہو یا نہیں۔ جب اس نے ایک وارث کی حاضری میں دعویٰ دین کا کر دیا اور اس وارث نے اقرار بھی کر لیا تو اس وارث کو صرف اپنے ہی حصّہ کا دین ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس ایک وارث کا اقرار سارے وارثوں پر نہیں پھیل سکتا۔ اگر باقی وارثوں نے دین کا اقرار نہیں کیا اور مدّعی نے کسی ایک وارث کی حاضری میں اپنا دعویٰ ثابت کر دیا تو تمام وارثوں کو حکم ادائگی دیا جائے گا۔ اگر وہ شخص ترکہ میں سے اپنا دین وصول کرنا چاہے تو وارثوں کو یہ کہنے کا حق حاصل نہ

ہوگا کہ ہماری حاضری میں بھی اپنا دعویٰ ثابت کرو۔ لیکن ان لوگوں کو مدّعی کے دعویٰ کو دفع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

لیکن اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ ترکہ میں جو گھوڑا ہے وہ میرا ہے، میں نے میّت کو ودیعت رکھنے کو دیا تھا۔ اور گھوڑا ایک وارث کے قبضہ میں ہے، تو اس صورت میں اس دعویٰ کا فریق صرف وہی وارث ہوگا جس کے قبضے میں گھوڑا ہے۔ اگر دوسرے وارثوں پر دعویٰ کرے گا تو یہ دعویٰ ناقابلِ سماعت ہوگا۔ اور اگر اس نے قابض وارث پر دعویٰ کیا اور اس کے اقرار پر حکم دے دیا گیا تو یہ اقرار سارے ورثاء پر نہیں پھیلے گا۔ اور یہ اقرار صرف اقرار کرنے والے کے حصّہ ہی تک نافذ ہوگا اور حکم یہ دیا جائے گا کہ اس وارث کا جتنا حصّہ اس گھوڑے میں ہے وہ مدّعی کا حصّہ ہے۔ اور اگر قابض وارث نے انکار کیا اور مدّعی نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا تو تمام ورثاء پر حکم جاری ہوگا۔ (دیکھئے دفعہ ۷۸)

دفعہ ۱۶۴۳ اگر ملکیت وراثت کے سوا کسی اور وجہ سے ہو تو کسی ایسی مشترک چیز کے ایک شریک کو دوسرے شرکاء کے حصّہ کے لیے فریق نہیں بنایا جا سکتا۔ مثلاً کسی نے ایک ایسے مکان پر ملکیت کا دعویٰ کیا جسے چند اشخاص نے مل کر خریدا ہے اور اپنا دعویٰ ثابت بھی کر دیا تو صرف شریک حاضر کے حصّہ کی حد تک حکم دیا جا سکتا ہے۔ دوسرے شرکاء کے حصّوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۶۴۴ ان چیزوں کے بارے میں جن کا نفع عام ہو، مثلاً عام راستہ۔ کسی عام شخص کا دعویٰ بھی سنا جائے گا اور مدّعا علیہ پر حکم جاری کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۴۵ کسی ایسی چیز کے متعلق دعویٰ میں جس کا نفع دو بستیوں کے باشندوں میں مشترک ہو، دونوں طرف کے چند اشخاص کا حاضر ہونا بھی کافی ہوگا، بشرطیکہ ان کی تعداد محصور نہ ہو، اور اگر محصور ہوگی تو چند کا حاضر ہو جانا کافی نہ ہوگا بلکہ سب کی یا ان کے وکلاء کی حاضری لازمی ہوگی۔

دفعہ ۱۶۴۶ کسی ایسی بستی کے باشندے جن کی تعداد سو سے زائد ہو، اپنی تعداد میں غیر محصور شمار

ہوں گے۔

چوتھی فصل :۔ تناقض کا بیان۔

دفعہ ۱۶۴۷ تناقض ملکیت کے دعویٰ کے لیے مانع ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کوئی چیز خریدنے کا ارادہ کیا اور خریداری سے قبل ہی اس کی ملکیت کا دعویٰ کر دے تو یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ فلاں پر میرا کوئی حق نہیں ہے، اس کے بعد اس کے اوپر اپنی کوئی شے باقی ہونے کا دعویٰ کرے، تو یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی شخص پر دعویٰ کرے کہ تم کو مَیں نے اتنی رقم دی تھی کہ فلاں شخص کو دیدو۔ تم نے اسے دیا ہی نہیں تو وہ رقم تمہارے پاس ہے اس لیے مَیں تم سے اس کا مطالبہ کرتا ہوں اور مدّعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ ہاں تم نے مجھے یہ رقم دی تھی اور میں نے اُسے دیدی جسے تم نے دینے کو کہا تھا تو مدّعی کے دلائل اور ثبوتِ دعویٰ کے بعد مدعاعلیہ کا یہ جواب نہیں سُنا جائے گا۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک دکان پر ملکیّت کا دعویٰ کیا۔ دکان کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے۔ جس کے قبضہ میں دکان ہے، اس نے جواب دیا کہ ہاں دکان تھی تو تمہاری ہی مگر تم نے فلاں تاریخ کو اسے میرے ہاتھ فروخت کر دیا تھا، مدّعی نے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان خرید و فروخت کا کوئی معاملہ قطعاً ہوا ہی نہیں۔ اب مدعا علیہ نے دلائل دیئے اور ثابت کر دیا کہ اس نے فروخت کر دیا تھا، اس کے بعد مدّعی نے یہ کہا کہ ہاں میں نے اسے فروخت کیا تھا لیکن وہ تو بیع فاسد تھی، مثلاً بیع بالوفا یا بیع بشرط فاسد، تو مدّعی کا یہ قول نہیں سُنا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۴۸ اگر کوئی شخص کسی مال کے متعلق یہ اقرار کر چکے کہ یہ کسی دوسرے کا ہے تو اسی مال پر ملکیت کا دعویٰ اس اقرار کے بعد صحیح نہیں ہے۔ نہ اپنی ملکیت کا اور نہ

اس بات کا کہ میں فلاں کا وکیل ہوں یا فلاں کا وصی ہوں، اس لیے اس مال پر میرا حق ہے۔

دفعہ ۱۶۴۹ اگر کسی نے کسی شخص کو تمام دعاوی سے بری قرار دیا تو پھر اس کے بعد اسی شخص پر اپنے کسی مال کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔ لیکن یہ صحیح ہے کہ وکیل یا وصی ہونے کی بنا پر اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے۔

دفعہ ۱۶۵۰ اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مال فلاں کا ہے تو پھر اسی مال پر اپنی ملکیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کسی مال کے اپنا ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے، کیونکہ بعض وقت وکیل اپنے مؤکل کے مال کو اپنا بتاتے ہیں، لیکن یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مقدمہ میں کوئی اپنی ملکیت کو کسی دوسرے کی ملکیت بتائے۔

دفعہ ۱۶۵۱ جیسے ایک ہی حق دو آدمیوں میں سے ہر ایک سے تمام و کمال وصول نہیں کیا جاسکتا بالکل اسی طرح ایک ہی حق جو ایک ہی وجہ سے عائد ہوتا ہو، اس کا دعویٰ دو اشخاص پر علیحدہ علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ ۱۶۵۲ تناقض دو ایسے اشخاص کے کلام میں ثابت ہوسکتا ہے جو دونوں بحکم متکلم واحد ہوں مثلاً وکیل و مؤکل، وارث و مورث۔ اگر وکیل نے ایک ایسا دعویٰ کیا جو اسی معاملہ میں مؤکل کے سابق دعویٰ کے منافی ہے تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۶۵۳ تناقض فریق مخالف کی تصدیق کے بعد رفع ہو جاتا ہے، مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ ایک ہزار روپیہ فلاں کے اوپر قرض ہے۔ اور اس کے بعد کہا کہ اس پر کفالت کی وجہ سے باقی آیا ہے۔ اور مدّعا علیہ نے اس کی تصدیق کر دی تو تناقض رفع ہوگیا۔

دفعہ ۱۶۵۴ تناقض حاکم کی طرف سے تکذیب پر بھی رفع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کے قبضہ میں ایک مال پر دعویٰ کیا کہ یہ مال میرا ہے اور مدّعا علیہ نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ یہ مال فلاں کا تھا اور میں نے اس سے خریدا ہے۔ مدّعی نے اپنے دعویٰ پر دلیل دی اور حاکم نے اس کے موافق فیصلہ کر دیا تو مدّعا علیہ کو بائع سے دی ہوئی قیمت کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگیا۔ کیونکہ وہ تناقض جو اس

کے اس اقرار کہ مال بایع کا ہے اور اس کی واپسی قیمت کے دعویٰ کے مابین واقع تھا وہ حاکم کے فیصلہ اور اس کے اقرار کی تکذیب سے رفع ہو گیا۔

دفعہ ۱۶۵۵ اگر مدّعی کی طرف عذر پیش ہو اور بات پوشیدہ رہنے کے قابل رہی ہو تو تناقض کو معاف کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک کرایہ دار نے اسی مکان پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کیا جو اس کے کرایہ میں ہے اور ایسی سند پیش کی جس سے یہ ثابت ہو کہ مدّعی کے باپ نے یہ مکان اپنے سفر کے دوران خرید لیا تھا، اس وقت مدّعی بچّہ تھا۔ اس کو کوئی خبر نہ ہو سکی اور اس نے لاعلمی میں یہ مکان کرایہ پر لے لیا۔ تو اس مدّعی کا دعویٰ قابلِ سماعت ہو گا۔

اسی طرح ایک شخص نے کوئی مکان کرایہ پر لیا۔ اس کے بعد اسے علم ہوا کہ یہ مکان اس کو اپنے باپ سے وراثت میں ملا ہے تو اس کا دعویٰ قابلِ سماعت ہو گا۔

دفعہ ۱۶۵۶ تقسیم ترکہ کی درخواست اس بات کا اقرار ہے کہ زیرِ تقسیم مال مشترک مال ہے اس لیے اگر کسی نے تقسیم کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ یہ مال جو تقسیم کیا گیا ہے وہ میرا مال ہے تو یہ تناقض ہو گا۔ مثلاً ایک وارث نے تقسیم کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ ان میں سے ایک چیز میں نے خرید لی تھی۔ یا میّت نے حالتِ صحت میں مجھے ہبہ کر دیا تھا اور تقسیم کے وقت مجھے اس کا علم نہیں تھا، تو اس کا یہ عذر قابلِ قبول ہو گا۔ اور اس کا دعویٰ قابلِ سماعت سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۵۷ اگر دو باتوں کے درمیان تناقض نظر آتا ہو، مگر ان کے مابین توفیق ممکن ہو اور مدّعی توفیق کر دے تو تناقض رفع ہو جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے اقرار کیا کہ وہ ایک مکان کا کرایہ دار ہے، پھر دعویٰ کیا کہ وہ مکان اس کی ملکیت ہے، تو اس کا یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہو گا۔ لیکن اگر اس نے کہا کہ میں پہلے کرایہ دار تھا، اس کے بعد میں نے اس مکان کو خرید لیا، تو اس طرح اس نے اپنے دو بیانات میں توفیق کر دی۔ اب اس کا دعویٰ قابلِ سماعت ہو گیا۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے دوسرے آدمی پر ایک ہزار روپیہ قرض کا دعویٰ

کیا، مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے کبھی تم سے قرض نہیں لیا - اور میں تم کو نہیں پہچانتا ہوں - اب مدعی نے دلائل سے دعویٰ ثابت کر دیا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے روپیہ تم کو دے دیا تھا یا تم نے مجھ کو معاف کر دیا تھا، تو مدعا علیہ کا یہ بیان قابلِ سماعت نہیں ہوگا، کیونکہ یہ اس کے پہلے بیان سے متناقض ہے۔ لیکن اگر مدّعا علیہ نے انکار دعویٰ میں صرف اتنا کہا کہ میں تمہارا مقروض نہیں ہوں، اور مدعی نے دعویٰ ثابت کر دیا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے کہا ہاں میں مقروض تھا مگر میں نے قرض ادا کر دیا ہے یا تم نے مجھ کو بری الذمہ کر دیا تھا۔ اور اپنے اس بیان کو مدّعا علیہ نے ثابت کر دیا تو مدعی کا دعویٰ اس بیان سے دفع ہو جائے گا۔

اسی طرح کسی نے دوسرے پر ودلیعت کا دعویٰ کیا، مدّعا علیہ نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میرے پاس تم نے کچھ بھی ودیعت نہیں رکھا تھا - اور مدعی نے ثبوت دے دیا۔ اب مدّعا علیہ نے ثبوت کے بعد کہا کہ ودلیعت تم کو واپس کر دی تھی، اور تمہارے سپرد کر دیا تھا، تو اس صورت میں مدّعا علیہ کا بیان قابلِ سماعت نہیں، مدّعی کا دعویٰ دفع نہ ہوگا، اسے اختیار حاصل ہے کہ مدعا علیہ سے ودلیعت اگر موجود ہے تو بعینہٖ وصول کرے اور اگر ختم ہو چکی ہے تو اس کا ضمان (ڈنڈ) وصول کرے۔ لیکن صورت بالا میں مدّعا علیہ انکار دعویٰ اس طرح کرے کہ میرے پاس تو تمہاری کوئی ودلیعت نہیں ہے - اور مدّعی جب دعویٰ ثابت کرے تو کہے کہ ودلیعت جو تھی وہ میں نے واپس کر دی تھی اور تمہارے سپرد کر دی تھی تو مدّعا علیہ کا یہ دعویٰ قابل سماعت ہوگا -

دفعہ ۱۶۵۸ اگر کسی نے کسی قطعی اور صحیح معاملہ کا اقرار کیا اور اپنے اقرار کے بموجب وثیقہ پیش کر دیا۔ اس کے بعد دعویٰ کیا کہ یہ تو بیع بالوفا تھی یا بیع فاسد تھی تو یہ دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔ (دیکھئے دفعہ ۱۰۰)

مثلاً ایک شخص نے اپنا مکان کسی کے ہاتھ ایک قیمت معلوم کے بدلے فروخت

گیا اور مکان اس کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد حاکم کے سامنے گیا۔ اور اقرار کیا کہ مَیں نے اپنا مکان جس کے حدود یہ ہیں اس قیمت میں قطعی اور صحیح بیع کر دیا۔ اور اس اقرار کے بموجب وثیقہ شرعی پیش کیا۔ اس کے بعد دعویٰ کر دیا کہ وہ بیع تو بیع بالوفا تھی یا بیع فاسد تھی تو اس کا یہ دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۵۹ اگر کسی نے ایک مال کو کسی شخص کی موجودگی میں اپنا مال قرار دے کر فروخت کیا اور مال خریدار کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد وہ شخص جو حاضر تھا اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مال تو اس کی ملکیت ہے حالانکہ وہ بیع کے وقت حاضر تھا اور بلا وجہ خاموش رہا تو دیکھا جائے گا کہ جو شخص حاضر تھا وہ بائع کا قرابت دار ہے یا نہیں۔ اگر وہ قرابت دار ہے یا شوہر ہے، یا بیوی ہے تو اس کا یہ دعویٰ مطلقاً نہیں سُنا جائے گا۔ اور اگر وہ ایک غیر شخص ہے تو اس کا بیع کے وقت حاضر ہونا اور خاموش رہنا اس کے دعویٰ میں مانع نہیں ہو گا۔ لیکن اگر اس کی وقتِ بیع موجودگی اور بلا عذر خاموشی کے بعد اگر خریدار نے اس مِلک میں کوئی مالکانہ تصرف کیا، مثلاً عمارت تعمیر کی، عمارت مسمار کی یا درخت لگائے، اور اس عمل کو اس حاضر شخص نے دیکھا اور اس کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری مِلک ہے یا میرا اس میں حصّہ ہے تو اس کا دعویٰ قابلِ سماعت نہ ہو گا۔

باب دوم

حق مرور زمان

(تمادی)

دفعہ ۱۶۶۰ دین، ودیعت، ملکیت، جائداد غیر منقولہ، میراث یا ان موقوفہ جائدادوں کے متعلق کوئی دعویٰ جو اصل وقف سے متعلق نہ ہو اور کوئی عمومی دعویٰ جیسے مقاطعہ تصرف بالاجارتین، مشروط، تولیت اور آمدنی سے متعلق دعویٰ۔ اگر پندرہ سال تک نہ کیا گیا ہو تو قابلِ سماعت نہ رہے گا۔

دفعہ ۱۶۶۱ متولی اور گزارہ پانے والے جن کا حق اصل میں موجود ہو ان کا دعویٰ چھتیس سال تک قابلِ سماعت ہے، اور چھتیس سال گزر جانے کے بعد ناقابلِ سماعت، مثلاً کوئی شخص چھتیس سال تک متصرف رہا۔ اس کے بعد متولی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے وقف میں شامل ہے تو اس کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۶۲ اگر دعویٰ خاص راستہ کا ہو، پانی کے باہر بہاؤ کا ہو، یا کسی کی مملوکہ زمین کے حق سیرابی کا ہو تو پندرہ سال گزرنے کے بعد یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں رہتا۔ اور اگر وقف زمین کے حق سیرابی کا دعویٰ ہو تو متولی کو چھتیس سال تک دعویٰ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔ اور اگر دعویٰ سرکاری زمین، خاص راستہ، گزرگاہ آب یا حقِ سیرابی کا ہو تو دس سال کے بعد قابلِ سماعت نہیں رہے گا۔ اگر دس سال تک چھوڑ دیا گیا اور دعویٰ نہیں کیا گیا تو اس کے بعد دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۶۳ باب مرور زمان یعنی اتنی مدّت کے گزر جانے میں جو سماعت دعویٰ کی مانع ہو سکے صرف وہی مدّت قابلِ اعتبار ہوگی جو بغیر کسی عذر کے گزر گئی ہو اور دعویٰ کسی مانع وجہ کے بھی نہ کیا گیا ہو۔ وہ زمانہ جو کسی عذر شرعی کی وجہ سے گزرا ہو، مثلاً مدّعی کم سن رہا ہو،

مجنون رہا ہو، مختل رہا ہو، چاہیے اس کا کوئی ولی یا نگراں رہا ہو یا نہ رہا ہو، یا مدّعی خود سفر میں رہا ہو، یا مدّعا علیہ غالب و متغلب رہا ہو، تو کسی عذر تاخیر کی وجہ سے جو تاخیر دعویٰ کرنے میں واقع ہوئی، اس تاخیر کی مدّت قابلِ شمار نہیں ہوا کرتی ہے، مذکورہ بالا عذروں میں مدّت تاخیر کا شمار مدّعی کے حدِ بلوغ کو پہنچنے کی تاریخ سے شمار ہوگی، اور اسی طرح اگر مدّعی کسی متغلب کے پنجہ میں تھا اور اس کے لیے دعویٰ کرنا ممکن نہ تھا تو اس کے نجات پانے کے وقت سے مدّت شمار ہوگی۔ عذر کا زمانہ شمار نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۶۶۴ سفر کی مدّت معمولی رفتار سے تین یوم یعنی اٹھارہ گھنٹے کی مسافت ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۶۶۵ دو شہروں کے باشندوں کا ایک دوسرے کے خلاف دعویٰ مدّتِ سماعت کے گزر جانے کے بعد اس صورت میں قابلِ سماعت نہ ہوگا جب کہ اس میں ان دونوں کا ایک شہر میں اجتماع اور دعویٰ کرنا ہر سال میں ایک بار ممکن رہا ہو۔ اور اس کے باوجود اس پوری مدّت میں انہوں نے ایک دوسرے پر کوئی دعویٰ نہ کیا۔ یہاں تک کہ مدّتِ سماعت گزر گئی۔

دفعہ ۱۶۶۶ اگر کسی نے کوئی دعویٰ حاکم کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے دعویٰ کا فیصلہ نہ ہوا، اسی حالت میں مدّتِ سماعت گزر گئی تو یہ مدّتِ سماعت مقدّمہ کے لیے مانع نہیں ہوگی لیکن مطالبہ یا حاکم کے سوا کسی اور کے سامنے مقدّمہ پیش ہونا مدّتِ سماعت کے عائد ہونے کو نہیں روک سکتا۔ اس لیے اگر کسی نے مطالبہ کیا اور عدالت کے سوا کہیں اور دعویٰ پیش بھی کیا۔ اور مدّتِ سماعت گزر گئی تو اب اس کا دعویٰ عدالت کے سامنے قابلِ سماعت نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۶۶۷ مدّتِ سماعت کا شمار اس تاریخ سے ہوتا ہے، جب سے کہ مدّعی میں دعویٰ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہو، اس لیے ایک موقتی قرض کے دعویٰ کی مدّت اس وقت سے شمار ہوگی جب کہ اس کی ادائیگی کا موعودہ وقت آچکا ہو، کیونکہ اس سے پہلے مدّعی میں دعویٰ کرنے کی صلاحیت پیدا ہی نہیں ہوئی تھی، مثلاً اگر کسی نے دوسرے پر یہ

کہہ کر دعویٰ کیا کہ میری اتنی رقم تم پر فلاں چیز کی قیمت باقی ہے جو میں نے پندرہ سال پہلے تمہارے ہاتھ تین سال کے لیے ادھار بیچی تھی تو اس شخص کا دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا کیونکہ وقت ادائیگی رقم پر صرف بارہ سال گزرے ہیں۔

اگر وقف علی الاولاد میں شرط نسلاً بعد نسلاً کی ہو تو مدّتِ سماعت دعویٰ دوسری نسل کے لیے پہلی نسل کے ختم ہو جانے کے بعد سے شروع ہوگی کیونکہ دوسری نسل کو جب تک پہلی نسل موجود تھی دعویٰ کی صلاحیت ہی نہ تھی، اسی طرح مہر مؤجل میں مدّتِ سماعت طلاق یا وفات سے شروع ہوگی کیونکہ مہر مؤجل طلاق یا وفات پر معجل ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۶۶۸ کسی مفلس سے مطالبہ میں مدّتِ سماعت زوالِ افلاس کے بعد سے شروع ہوگی مثلاً ایک شخص نے ایک شخص سے مطالبہ کیا جس کا افلاس پندرہ سال تک رہا، اس کے بعد یہ ثابت ہوا کہ اب وہ مفلس نہیں ہے، مدّعی نے دعویٰ کیا کہ اتنی رقم میری فلاں وجہ کی بنا پر پندرہ سال پہلے تم پر واجب الادا تھی اور چونکہ تم اس مدّت میں مفلس رہے، اس لیے میرے لیے دعویٰ کرنا ممکن نہ تھا، اب چونکہ تم اس قرض کی ادائیگی پر قدرت رکھتے ہو اس لیے تم پر دعویٰ کرتا ہوں، تو یہ دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا۔

دفعہ ۱۶۶۹ اگر کسی شخص نے بلا کسی عذر دعویٰ نہیں کیا اور مدّتِ سماعت حسبِ تفصیل بالا حائل ہوگئی تو اس کے بعد اس کا دعویٰ اس کی زندگی میں بھی ناقابلِ سماعت ہوگا اور اس کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کی طرف سے بھی ناقابلِ سماعت ہی ہوگا۔

دفعہ ۱۶۷۰ اگر مورث نے ایک مدّت تک دعویٰ نہیں کیا اور اس کے بعد اس کے وارث نے بھی ایک مدّت تک دعویٰ نہیں کیا۔ اور یہ دونوں مدّتیں مجموعی طور پر میعاد سماعت کے برابر ہوگئیں۔ تو اب یہ دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۷۱ بائع اور مشتری اور واہب وموہوب کہ وارث اور مورث کی طرح ہیں مثلاً ایک شخص پندرہ سال تک ایک مکان سے متصل کھلی زمین پر قابض ومتصرف رہا اور مالک مکان نے اسے کچھ نہ کہا۔ اب جب کہ وہ مکان فروخت کیا گیا تو خریدار نے

دعویٰ کیا کہ اس زمین میں اس مکان کا خاص راستہ ہے تو خریدار کا یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہ ہوگا، اسی طرح اگر بایع ایک مدّت تک خاموش رہا اور خریدار بھی ایک مدّت تک خاموش رہا۔ اگر یہ دونوں مدّتیں مجموعی طور پر میعادِ سماعت کے برابر ہوگئیں تو خریدار کا دعویٰ ناقابلِ سماعت ہوگا۔

دفعہ ۱۶۷۲ اگر کسی میّت کا مال کسی دوسرے شخص کے پاس تھا، اور اس میّت کے بعض وارثوں کے حق میں میعادِ سماعت حائل ہوگئی اور بعض کے حق میں حائل نہ ہوسکی، مثلاً وہ نابالغ تھا، اور اس کے بعد اُس وارث نے دعویٰ کیا اور دعویٰ ثابت کر دیا تو اس کے حصّہ کی حد تک اس مال کے پانے کا حکم دے دیا جائے گا، لیکن یہ حکم سارے وارثوں کے حق میں نافذ نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۶۷۳ کسی جائداد کے اس کرایہ دار کو جس نے کرایہ دار ہونے کا اقرار کرلیا ہے پندرہ سال سے زائد مدّت گزر جانے کی بنا پر ملکیت کا دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ کرایہ دار ہونے سے انکار کرے اور مالک یہ دعویٰ کرے کہ یہ میری ملکیت ہے اور میں نے تم کو کئی سال قبل کرایہ پر دیا تھا اور مَیں کرایہ لیتا رہا ہوں، تو اگر اس کا کرایہ پر دینا عام طور پر مشہور ہو تو اس کا دعویٰ سُنا جائے گا، ورنہ نہیں۔

دفعہ ۱۶۷۴ زمانہ گزر جانے سے حقیقت ساقط نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر مدّعا علیہ نے حاکم کے سامنے صراحتہً اقرار کرلیا کہ مدّعی کا یہ حق مجھ پر ہے تو باوجود میعادِ سماعت حائل ہونے کے فیصلہ مدّعی کے حق میں ہوگا۔ اور مدّتِ سماعت گزر جانے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ لیکن اگر مدّعا علیہ نے حاکم کے سامنے تو اقرار نہیں کیا مگر مدّعی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مدّعا علیہ نے کسی دوسری جگہ اس کا اقرار کیا ہے تو جیسے اس کا اصل دعوےٰ قابلِ سماعت نہ ہوگا، مدّعا علیہ کے اقرار کرنے کا دعویٰ بھی ناقابلِ سماعت ہی ہوگا۔ البتہ اگر مدّعی نے مدّعا علیہ کے اقرار کا جو دعویٰ کیا ہے اس کے ثبوت میں کوئی تحریری سند پیش کی، جس پر مدّعا علیہ کا حرف ہے یا اس کی مہر ہے۔ اور اس سند کی تاریخ پر دعویٰ کے وقت تک میعادِ سماعت نہیں گزری ہے تو اس کا یہ

دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا۔

دفعہ ۱۶۷۵ کسی ایسی چیز کے متعلق میعاد سماعت کا اعتبار نہیں ہو سکتا جو نفع عام سے تعلق رکھتی ہو جیسے عام راستہ، نہر اور چراگاہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی دیہات کی چراگاہ پر قبضہ کر لے اور بلا نزاع پچاس سال تک اس پر متصرف بھی رہے، اور اس کے بعد اس دیہات کے لوگوں نے دعویٰ کر دیا تو ان کا دعویٰ سُنا جائے گا۔

۹ رجمادی الآخر ۱۲۹۳ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب پانزدہم

بینات اور تحلیف

ایک مقدمہ اور چار ابواب

مقدمہ

بینات (دلائل) اور تحلیف (قسم دینا) سے متعلق بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۶۷۶ بیّنہ :۔ دلیل، حجت قوی۔

دفعہ ۱۶۷۷ تواتر :۔ ایک جماعت کا خبر دینا جن کے کسی کذب پر متفق ہو جانے کو عقل جائز نہ سمجھتی ہو۔

دفعہ ۱۶۷۸ مِلک مطلق :۔ وہ ملکیت جس ملکیت کے اسباب مثلاً وراثت یا خریداری کی قید نہ ہو اور اگر اس طرح کے کسی سبب کی قید ہو تو اسے مِلک بالسبب کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۶۷۹ قابض :۔ جس کے ہاتھ میں کوئی چیز بالفعل ہو یا وہ شخص جس کا اس چیز پر مالکانہ تصرف ثابت ہو جائے۔

دفعہ ۱۶۸۰ بیرونی :۔ وہ شخص جس کا قبضہ نہ ہو اور نہ اس کا تصرف ثابت ہو۔

دفعہ ۱۶۸۱ تحلیف :۔ دونوں فریقین مقدمہ میں سے کسی کو قسم کھانے کے لیے کہنا۔

دفعہ ۱۶۸۲ تحالف :۔ کسی مقدمہ کے دونوں فریقوں کا قسم کھانا۔

دفعہ ۱۶۸۳ تحکیم الحال :۔ کسی چیز کو علی حالہ باقی رکھنے کا حکم۔ یعنی جو چیز جس حالت میں واقعۃً ہے ویسی ہی باقی رہے۔

باب اوّل

شہادت

اس باب میں آٹھ فصلیں ہیں

پہلی فصل :- شہادت کی تعریف اور اس کا نصاب ۔

دفعہ ۱۶۸۴ شہادت (گواہی) لفظ شہادت (گواہی) کے ساتھ خبر دینا یعنی کسی کا یہ کہنا کہ فلاں شخص کا جو حق فلاں کے ذمّہ ہے اس کی میں حاکم کے سامنے اور دونوں فریقوں کی موجودگی میں گواہی (شہادت) دیتا ہوں ۔

جو گواہی دے ۔ وہ شاہد ہے ۔

جس کے موافق گواہی دے ۔ وہ مشہود لہٗ ہے ۔

جس کے خلاف گواہی دے ۔ وہ مشہود علیہ ہے ۔

جس چیز کی شہادت دی جائے ۔ وہ مشہود بہ ہے ۔

دفعہ ۱۶۸۵ لوگوں کے باہمی حقوق کے لیے شہادت کا نصاب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوتا ہے ، مالی حقوق کے سلسلہ میں ان مواقع سے متعلق صرف عورتوں کی شہادت بھی قبول کی جاتی ہے جن مواقع کی اطلاع مردوں کے لیے ممکن نہیں ہے ۔

دفعہ ۱۶۸۶ گونگے اور اندھے آدمی کی شہادت قابلِ قبول نہیں ۔

دوسری فصل :- ادائے شہادت کی کیفیّت ۔

دفعہ ۱۶۸۷ مجلسِ عدالت کے باہر جو شہادت دی جائے وہ معتبر نہیں ہے ۔

دفعہ ۱۶۸۸ گواہ کے لیے یہ لازمی ہے کہ جس چیز کی شہادت دے اسے خود اس نے دیکھا ہو اور

شہادت میں یہی کہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ سماعی شہادت دے اور شاہد یہ کہے کہ میں نے لوگوں سے یہ سُنا ہے۔ لیکن اگر کسی نے وقف کے معاملہ میں یا کسی کی وفات کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے ثقہ لوگوں سے ایسا سُنا ہے، اس لیے میں شہادت دیتا ہوں تو یہ شہادت قابلِ قبول ہو گی۔ ولایت، نسب اور موت کے بارے میں کسی شاہد کی شہادت سماعی سماعت کی تفصیل بیان کیے بغیر بھی قابلِ قبول ہو گی۔ مثلاً اگر شاہد نے پوری قطعیت کے ساتھ بیان کیا کہ فلاں تاریخ میں اس شہر کا حاکم فلاں تھا یا فلاں شخص نے فلاں تاریخ کو وفات پائی یا فلاں شخص فلاں آدمی کا بیٹا ہے میں جانتا ہوں اور میں شہادت دیتا ہوں تو یہ شہادت قابلِ قبول ہو گی۔ باوجودیکہ اس نے اپنی آنکھ سے یہ سب کچھ نہیں دیکھا ہے، اور باوجودیکہ ان باتوں کے اپنی آنکھ سے دیکھنے کی اس کی عمر بھی نہ ہو۔

اسی طرح اگر کسی شاہد نے یہ نہیں کہا کہ میں نے لوگوں سے سُنا ہے بلکہ کہا کہ میں نے دیکھا تو نہیں مگر میں یہی جانتا ہوں اور یہی بات ہم سب میں مشہور ہے تو یہ شہادت بھی قابلِ قبول ہو گی۔

دفعہ ۱۶۸۹ اگر شاہد نے یہ نہیں کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں بلکہ یہ کہا کہ میں اس بات کو جانتا ہوں یہ ایسی تھی اور اس نے اس کی خبر دی تو اس نے شہادت نہیں ادا کی، لیکن اگر اس بات پر حاکم نے پوچھ لیا کہ تم اس کی شہادت دیتے ہو اور اس نے جواب دیا کہ ہاں میں ایسی ہی شہادت دیتا ہوں تو شاہد نے شہادت ادا کر دی۔

کسی معاملہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں لفظ شہادت کے استعمال کی شرط نہیں ہے۔ یہ جاننے والے کی طرف سے خبر دینا ہے۔ یہ اطلاع دینے کی سی بات ہے۔

دفعہ ۱۶۹۰ شاہد کا شہادت دینے کے وقت مشہود لہٗ، مشہود علیہ اور مشہود بہ کی طرف اشارہ کرنا اگر یہ سب حاضر عدالت ہوں تو کافی ہے۔ مشہود لہٗ اور مشہود علیہ کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ولدیت بیان کرنا لازمی نہیں ہے۔ لیکن اگر شہادت مؤکل یا میت کے بارے میں ہو تو شاہد کے لیے ان کے باپ اور دادا کا نام لینا ضروری ہے۔

البتہ اگر وہ لوگ بہت مشہور و معروف ہوں تو محض نام اور شہرت کا ذکر کافی ہو گا، کیونکہ مقصد ان کی تعیین ذات اور غیر سے اُن کی تمیز ہے۔

دفعہ ۱۶۹۱ جائداد غیر منقولہ کے متعلق شہادت دینے میں اس کے حدود کا بیان لازمی ہے، لیکن اگر شاہد نے حدود بیان نہ کیے مگر یہ وعدہ کیا کہ موقع پر وہ اس جائداد کو دکھا سکتا ہے اور تعیین کر سکتا ہے تو اسے دکھانے اور تعیین کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۹۲ اگر مدّعی نے یہ دعویٰ کیا کہ سند میں جس جائداد کے حدود لکھے ہیں وہ میری ہے اور شاہدوں نے شہادت دی کہ جس جائداد کے حدود اس سند میں مرقوم ہیں وہ مدّعی کی ملکیت ہے تو ان کی شہادت صحیح ہو گی۔ (جیسا کہ دفعہ ۱۶۲۳ میں ہے)

دفعہ ۱۶۹۳ اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کے مورث کا مدّعا علیہ کے ذمّہ اتنی رقم کا مطالبہ ہے اور شاہدوں نے شہادت میں کہا کہ مدّعا علیہ پر میّت کا مطالبہ ہے، اس کی مقدار وہی ہے جو دعویٰ میں بیان کی گئی ہے تو اتنا کہہ دینا شہادت کے لیے کافی ہے اور زیادہ تصریح کی ضرورت نہیں۔ یہ مطالبہ وارثوں کا حق وراثت ہو جائے گا۔ اور اگر کسی چیز کا دعویٰ ہے یعنی یہ دعویٰ ہے کہ کسی کے قبضہ میں مورث کا فلاں مال ہے تو بھی اسی طریق پر فیصلہ ہو گا۔

دفعہ ۱۶۹۴ اگر کسی نے ترکہ میں کسی مطالبہ کا دعویٰ کیا کہ اس کی مقدار یہ ہے اور شاہدوں نے یہ شہادت دی کہ میّت کے ذمّہ مدّعی کا اتنا ہی مطالبہ ہے جتنا اس نے دعویٰ کیا ہے تو یہ شہادت کافی ہے۔ اس تصریح کی ضرورت نہیں کہ یہ مطالبہ میّت کی وفات تک باقی تھا؟ اور اگر دعویٰ کسی چیز کا ہے کہ میّت کے قبضہ میں تھی، تو بھی یہی حکم ہے۔

دفعہ ۱۶۹۵ اگر کسی نے کسی شخص پر یہ دعویٰ کیا کہ میرا مطالبہ ہے اور شاہدوں نے شہادت دی کہ مدّعا علیہ مدّعی کا مقروض ہے اسی قدر کہ جتنا اس نے دعویٰ کیا ہے تو یہ شہادت کافی ہے۔ لیکن فریق نے اگر شاہدوں سے پوچھ لیا کہ کیا وہ قرض مدّعی کے دعویٰ کرنے کے وقت تک باقی تھا، اور شاہدوں نے جواب میں کہہ دیا کہ ہمیں معلوم نہیں تو یہ شہادت ردّ کر دی جائے گی

تیسری فصل :۔ شہادت کی بنیادی شرائط کا بیان۔

دفعہ ۱۶۹۶ لوگوں کے حقوق کے بارے میں کسی شہادت کے لیے یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے دعوےٰ کیا جاچکا ہو۔

دفعہ ۱۶۹۷ کوئی ایسی دلیل جو محسوس کے خلاف قائم کی جائے قبول نہیں کی جاسکتی، مثلاً کوئی کسی موت کی دلیل پیش کرے اور وہ زندہ موجود ہو، یا کوئی کسی مکان کے برباد ہو چکنے کی دلیل دے اور مکان موجود ہو اور دیکھا جاسکتا ہو تو ایسی دلیل نہ قابل ہوگی اور نہ قابلِ اعتبار۔

دفعہ ۱۶۹۸ کسی خبر متواتر کے خلاف قائم کردہ دلیل قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

دفعہ ۱۶۹۹ دلیل صرف اظہارِ حق ہی کے لیے مشروع قرار دی گئی ہے، اس لیے کوئی ایسی شہادت جو صرف نفی کے لیے ہو قبول نہیں کی جاسکتی، مثلاً کوئی کہے کہ فلاں نے یہ کام نہیں کیا۔ یا فلاں چیز فلاں کی نہیں ہے یا فلاں شخص فلاں کا مقروض نہیں ہے۔

لیکن نفی متواتر کی دلیل قابل ہے، مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے فلاں شخص کو فلاں وقت فلاں جگہ پر اتنی رقم قرض دی تھی، اور مدّعا علیہ نے تواتر کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ اس وقت وہ اس جگہ پر نہیں بلکہ دوسری جگہ تھا تو اس صورت میں تواتر قبول کر لیا جائے گا اور مدّعی کا دعویٰ نہیں سُنا جائے گا۔

دفعہ ۱۷۰۰ شہادت کے لیے یہ شرط ہے کہ بار کا دفعیہ یا نفع کا حصول نہ ہو۔ یعنی شہادت دینے کی وجہ کسی مضرت کا دفع کرنا یا کسی منفعت کا حاصل کرنا نہ ہو۔ اسی لیے اصل کی شہادت فرع کے حق میں یا فرع کی شہادت اصل کے حق میں قابلِ قبول نہیں یعنی باپ، ماں دادا، دادی، نانا، نانی کی شہادت پوتے، پوتیوں، اور نواسے نواسیوں کے حق میں یا اس کے برعکس پوتے، پوتیوں اور نواسے، نواسیوں کی شہادت باپ، ماں، دادا، دادی، نانا نانی کے حق میں یا بیوی کی شہادت شوہر کے حق میں قبول نہیں کی جاسکتی۔ ان قرابت داروں کے علاوہ اور دوسرے قرابت داروں کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں قبول کی جاسکتی ہے۔

اسی طرح اس خادم کی شہادت جو آقا کے روپیہ پر گزر بسر کرتا ہو یا کسی خاص اجیر کی شہادت قابلِ قبول نہیں، لیکن ایک آقا کے مختلف خادموں کی شہادت ایک دوسرے

کے حق میں قبول کی جائے گی۔

اسی طرح ایک شریک مال شرکت کے بارے میں دوسرے شریک کے حق میں شہادت، یا کفیل بالمال کی شہادت کہ اصیل نے مال زیرِ کفالت ادا کر دیا ہے، قابلِ قبول نہیں۔ باقی اس معاملہ کے علاوہ دوسرے معاملات میں کفیل یا شریک کی شہادت قبول کی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۰۱ ایک دوست کی شہادت دوسرے دوست کے حق میں قابلِ قبول ہے مگر جب دوستی اس مرتبہ پر پہنچ جائے کہ ایک دوسرے کے مال میں بے تکلف تصرف کرنے لگے تو ایک کی شہادت دوسرے کے حق میں قابلِ قبول نہ ہو گی۔

دفعہ ۱۷۰۲ شہادت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ شاہد اور مشہود علیہ کے مابین کوئی دُنیاوی عداوت نہ ہو، اور دُنیاوی عداوت کی تعریف عرف عام کے بموجب ہو گی۔

دفعہ ۱۷۰۳ کوئی شخص خود ہی شاہد اور خود ہی مدّعی نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے یتیم کے حق میں وصی کی اور مؤکل کے حق میں وکیل کی شہادت صحیح نہیں ہوتی۔

دفعہ ۱۷۰۴ کوئی شخص خود اپنے فعل کی شہادت دے، ایسی شہادت معتبر نہیں ہو گی، اسی لیے وکیلوں اور دلالوں کی شہادت خود اپنے افعال کی بہ ایں طور کہ ہم نے اس مال کو اس طرح بیچا تھا، قابلِ اعتبار نہ ہو گی۔

اسی طرح اگر کوئی حاکم اپنے شہر سے دُور ہو، مگر ابھی عہدہ سے علیحدہ نہ ہوا ہو تو خود اپنے حکم کے خلاف کوئی شہادت نہیں دے سکتا۔ البتہ اگر عہدہ سے علیحدہ ہو چکا ہے اور یہ شہادت دے کہ میرے اجلاس پر یہ اقرار فلاں شخص نے کیا تھا تو یہ شہادت قابلِ اعتبار ہو گی۔

دفعہ ۱۷۰۵ یہ شرط ہے کہ شاہد عادل ہو اور عادل وہ شخص ہوتا ہے جس کی خوبیاں اس کی بُرائیوں پر غالب ہوں، اس لیے ان لوگوں کی شہادت قابلِ قبول نہیں جو عادۃً آبرومندی اور مروّت میں خلل انداز حرکات و حالات میں مبتلا رہتے ہیں۔ مثلاً رقاص، مسخرے وغیرہ اور اس کی شہادت بھی قابلِ قبول نہیں کی جا سکتی جس کا جھوٹا اور گپی ہونا مشہور و

معروف ہو۔

چوتھی فصل :-

دفعہ ۱۷۰۶ شہادت اسی وقت قبول کی جائے گی جب کہ دعویٰ اور شہادت میں توافق ہو، اور اگر موافقت نہیں ہو تو قبول نہیں کی جائے گی۔ موافقت کے لیے معنیٰ و مفہوم میں موافقت کافی ہے۔ لفظوں میں موافقت کا اعتبار نہیں کیا جاتا، مثلاً دعویٰ ودلیعت کے بارے میں ہو اور شاہد مدّعا علیہ کے اقرار ودلیعت کی شہادت دیں، یا دعویٰ غصب کا ہو اور شاہد علیہ کے اقرار غصب کی شہادت دیں، تو شہادت قبول کی جائے گی، اور اسی طرح اگر مدیون نے دعویٰ کیا کہ وہ قرض ادا کر چکا ہے اور شاہدوں نے شہادت دی کہ قرض خواہ قرض دار کو بری قرار دے چکا ہے تو یہ شہادت قبول کی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۰۷ شہادت اور دعوے کے مابین موافقت یا تو پوری ہونی چاہیئے یا دعوے سے شہادت کو کم ہونا چاہیئے۔ مثلاً ایک مدّعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مال دو سال سے میری ملکیت ہے اور شاہدوں نے بھی یہی شہادت دی، تو ان کی یہ شہادت قابلِ قبول ہو گی، اسی طرح یہ شہادت بھی قابلِ قبول ہو گی کہ شاہدوں نے شہادت میں کہا کہ ایک سال سے یہ مال مدّعی کی ملکیت ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک ہزار روپے کے بقائے کا دعویٰ کیا اور شاہدوں نے شہادت دی پانچ سو کی، تو پانچ سو کی حد تک شہادت قابلِ قبول ہو گی۔

دفعہ ۱۷۰۸ اگر دعویٰ کم ہو اور شہادت زائد کی دی جائے تو یہ شہادت اسی صورت میں قابلِ قبول ہو گی جب کہ دونوں کے مابین توفیق ممکن ہو، اور مدّعی توفیق بھی کر دے تو اس وقت شہادت قابلِ قبول ہو گی، مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مال دو سال سے اس کی ملکیت ہے اور شاہدوں نے شہادت دی کہ تین سال سے اس کی ملکیت ہے تو ان شاہدوں کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح اگر مدّعی نے دعویٰ کیا کہ پانچ سو باقی ہیں اور شاہدوں نے شہادت دی کہ ایک ہزار باقی ہیں تو یہ شہادت قابلِ قبول نہ ہو

گی۔ مگر مدّعی نے اگر دعویٰ اور شہادت میں یہ کہہ کر توفیق کر دی کہ میرا قرض تو اس پر ایک ہزار ہی تھا مگر اس نے پانچ سو ادا کر دیا ہے جس کی شاہدوں کو خبر نہیں ہے۔ اب پانچ سو باقی رہ گیا ہے، تو اس صورت میں شاہدوں کی شہادت قابلِ قبول ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۷۰۹ اگر مدّعی نے یہ کہہ کر مِلک مطلق کا دعویٰ کیا کہ یہ باغ میرا ہے اور شاہدوں نے یہ کہہ کر مِلک مقید کی شہادت دی کہ مدّعی نے اس باغ کو خریدا ہے تو یہ شہادت قابلِ قبول ہوگی۔ صورت یہ ہوئی کہ شاہدوں نے مِلک مقید کی شہادت دی۔ اس پر حاکم نے مدّعی سے سوال کیا کہ تم اسی سبب سے اس باغ پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتے ہو یا کسی اور سبب سے؟ اگر مدّعی نے اس کے جواب میں کہا کہ ہاں اسی سبب سے مَیں ملکیت کا دعویٰ کرتا ہوں تو حاکم شاہدوں کی شہادت کو قبول کرے گا۔ اور اگر مدّعی نے جواب میں کہا کہ کسی دوسرے سبب سے ملکیت کا دعویٰ کرتا ہوں، یا یہ کہا کہ اس سبب سے ملکیت کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں تو حاکم ان شاہدوں کی شہادت کو ردّ کر دے گا۔

دفعہ ۱۷۱۰ اگر مدّعی نے کسی باغ میں مِلک مقید کا دعویٰ کیا تو دیکھا یہ جائے گا کہ اس نے کیا کہا ہے۔ اگر اس نے کہا کہ مَیں نے اس باغ کو خریدا ہے۔ اور بایع کا کوئی ذکر نہیں کیا، یا صرف مبہم طور سے یہ کہہ دیا کہ ایک شخص سے خریدا ہے۔ اور شاہدوں نے یہ کہہ کر کہ یہ باغ مدّعی کی ملکیت ہے، ملکیت مطلق کی شہادت دی تو یہ شہادت قابلِ قبول ہو گی، کیونکہ دعویٰ بھی حکماً مِلک مطلق کا ہے۔ لیکن اگر مدعی نے یہ کہہ کر بایع کی تصریح کر دی کہ میں نے فلاں شخص سے خریدا ہے اور شاہدوں نے مِلک مطلق کی شہادت دی تو ان کی شہادت ناقابلِ قبول ہوگی۔ کیونکہ اگر مِلک مطلق ثابت ہے تو اصل سے ثابت ہوگا۔ اور یہ لازمی ہو گا کہ مدّعی اس باغ کے زوائد مثلاً پھلوں کا مالک رہا ہو، لیکن اگر بیع مقید ثابت ہو تو یہ سبب کے وقوع کی تاریخ مثلاً خریداری کی تاریخ ہی سے ثابت ہو گی۔ اس طرح مِلک مطلق مِلک مقید سے زائد ہوا اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ شاہدوں نے مدّعی کے دعویٰ سے زائد کی شہادت دی، اس لیے یہ شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۱۱ اگر شہادت دین کا سبب بیان کرنے میں دعویٰ کے مخالف واقع ہو تو قابلِ قبول نہ ہو گی مثلاً مدّعی نے مدّعا علیہ پر ایک ہزار روپیہ قرض کا دعویٰ کیا کہ یہ رقم مدّعا علیہ کے ہاتھ فروخت شدہ ایک مال کی قیمت ہے، اور شاہدوں نے شہادت دی کہ مدّعا علیہ ایک ہزار روپیہ کا مقروض ہے، اس لیے کہ اس نے یہ رقم مدّعی سے قرض لی تھی، تو یہ شہادت قابلِ قبول نہیں ہو سکتی، اسی طرح مدّعی نے دعویٰ کیا کہ یہ ملکیت میری موروثی ہے، مجھے باپ سے وراثت میں ملی ہے اور شاہدوں نے شہادت دی کہ اس کو یہ چیز ماں سے وراثت میں ملی ہے، تو یہ شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

پانچویں فصل :- شاہدوں کا اختلاف۔

دفعہ ۱۷۱۲ اگر گواہوں کے بیان ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو شہادت قابلِ قبول نہ ہو گی۔ مثلاً ایک شاہد نے بیان کیا کہ ایک ہزار سکۂ طلائی باقی ہیں، اور دوسرے نے کہا کہ ایک ہزار سکۂ نقرئی باقی ہیں۔ ایسی صورت میں دونوں کی شہادتیں ناقابلِ قبول ہیں۔

دفعہ ۱۷۱۳ اگر شاہدوں کے بیان کا اختلاف معاملہ کے متعلقات میں ایسا ہو کہ اس سے اصل میں اختلاف لازم آجاتا ہے تو ان کی شہادتیں ناقابلِ قبول ہوں گی، اور اگر یہ صورت نہ ہو تو شہادتیں قابلِ قبول ہوں گی، اس لیے اگر ایک شاہد نے کسی فعل کے زمانۂ معیّن اور مکان معیّن میں واقع ہونے کی شہادت دی اور دوسرے شاہد نے اسی فعل کے دوسرے وقت اور دوسرے مقام پر ہونے کی شہادت دی، اور یہ شہادتیں ہیں، ایک ایسی بات کی جو صرف فعل ہی ہوتا ہے جیسے غصب یا وصولی دین، تو ان کی شہادتیں قبول نہیں کی جائیں گی کیونکہ دونوں شاہدوں کا یہ اختلاف اصل فعل ہی میں اختلاف ہو گیا۔

لیکن اگر شاہدوں کے بیانات میں زمان و مکان کا اختلاف ایسے معاملات میں ہو جو قولی ہوتے ہیں جیسے خرید و فروخت، اجارہ، کفالہ، حوالہ، ہبہ، رہن، دین، قرض، ابراء اور وصیت تو یہ اختلاف ان کی شہادتوں کی قبولیت میں مانع نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس اختلاف سے اصل موضوع شہادت میں اختلاف لازماً نہیں ہو گا۔

مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے قرض ادا کر دیا ہے۔ ایک شاہد نے بیان کیا کہ اپنے گھر میں ادا کر دیا ہے، دوسرے نے کہا کہ دکان میں ادا کر دیا ہے تو ان دونوں کی شہادتیں ناقابلِ قبول ہیں۔ لیکن ایک شخص نے اس مال کے بارے میں جو دوسرے کے ہاتھ میں ہے یہ دعویٰ کیا کہ تم نے یہ مال میرے ہاتھ فروخت کر دیا ہے، لہٰذا یہ مال میرے سپرد کر دو۔ ایک شاہد نے بیان کیا کہ اس نے فلاں گھر میں فروخت کر دیا تھا، اور دوسرے نے بیان کیا کہ فلاں دکان میں فروخت کر دیا تھا تو ان دونوں کی شہادتیں قابلِ قبول ہوں گی۔ اس لیے کہ فعل کا اعادہ نہیں ہوتا اور اس میں تکرار ہوتی ہے۔ لیکن قول میں اعادہ اور تکرار ممکن ہے۔

دفعہ ۱۷۱۴ اگر مالِ مغصوب کے رنگ یا نر و مادہ ہونے میں شاہدوں کے بیانات مختلف ہوں تو شہادت ناقابلِ قبول ہوگی مثلاً ایک شاہد نے مغصوب جانور کے بارے میں بیان کیا کہ وہ زرد تھا اور دوسرے گواہ نے بیان کیا کہ سُرخ تھا، یا ایک نے بیان کیا کہ نر تھا، دوسرے نے بیان کیا کہ مادہ تھی، تو دونوں کی شہادتیں ناقابلِ قبول ہوں گی۔

دفعہ ۱۷۱۵ کسی معاملہ کے متعلق دعویٰ میں اگر بدل کی مقدار میں شاہدوں کا اختلاف ہو مثلاً ایک نے یہ بیان کیا کہ یہ مال پانچ سو میں فروخت کیا گیا اور دوسرے نے شہادت دی کہ تین سو میں تو دونوں شہادتیں ناقابلِ قبول ہوں گی۔

چھٹی فصل :- شاہدوں کا تزکیہ۔

دفعہ ۱۷۱۶ جب شاہد شہادت دے چکیں تو حاکم مشہود علیہ یعنی فریقِ مخالف سے یہ سوال کرے کہ ان شاہدوں کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ یہ سچے ہیں یا نہیں؟ اگر مشہود علیہ یہ جواب دے کہ یہ سچے ہیں، یا یہ اپنی اس شہادت میں عادل ہیں تو اس نے دعویٰ کا اقرار کر لیا۔ اس کے اقرار پر فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر اس نے یہ کہا کہ دونوں گواہ جھوٹے ہیں یا یہ کہا کہ عادل ہیں مگر اپنی شہادت میں غلطی کر گئے یا یہ کہا کہ یہ لوگ واقعہ کو بھول گئے ہیں یا یہ کہا کہ عادل ہیں اور دعویٰ کا انکار بھی کیا تو حاکم ابھی فیصلہ نہیں کرے

گا اور شاہدوں کی عدالت و عدمِ عدالت خفیہ اور اعلانیہ تزکیہ کے ذریعہ تحقیق کرے گا۔

دفعہ ۱۷۱۷ شاہدوں کا تزکیہ اس حلقہ سے ہوگا جس سے ان کا تعلق ہو، اگر طلبا رمیں سے ہیں تو ان کے مدرسوں میں سے اور ان درسگاہوں کے قابلِ اعتماد لوگوں سے پوچھا جائے گا، اور اگر فوجیوں میں سے ہوں تو ان کے افسروں سے، کشوری ملازموں میں سے ہوں تو آفیسروں سے اور اُن کے رفیقوں سے، اگر تاجروں میں سے ہوں تو قابلِ اعتماد تاجروں سے۔ اگر اہلِ حرفہ میں سے ہوں توان کے کارخانہ داروں اور ان کی کمیٹیوں سے، اور اگر عام لوگوں میں سے ہوں تو ان کے محلّہ یا گاؤں کے قابلِ اعتماد لوگوں سے پُوچھا جائے گا۔

دفعہ ۱۷۱۸ خفیہ تزکیہ ان سوالناموں کے ذریعہ ہوگا جن کو فقہا کی اصطلاح میں مستورہ کہا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ حاکم ایک کاغذ پر مدّعی، مدّعا علیہ اور جو دعویٰ ہے وہ لکھے گا۔ اور اس کے بعد شاہدوں کے نام، ان کے باپ دادا کے نام اُن کی سکونت، اور اُن کے پیشے اور حلیے، اور اگر بہت مشہور لوگ ہیں توان کے نام اوران کی شہرت لکھے گا۔ غرض یہ کہ وہ سب کچھ لکھ دے گا جس سے یہ پہچان لیے جائیں اور التباس باقی نہ رہے۔ اس کے بعد اس کاغذ کو ایک لفافہ میں رکھ کر اسے بند کر دے گا اور اس پر مہر لگا دے گا۔ جن لوگوں کو تزکیہ کے لیے منتخب کیا جائے گا، ان کے پاس یہ لفافے بھیج دیے جائیں گے۔ وہ اس کو کھول کر اسے پڑھیں گے اور ہر گواہ کے نام کے نیچے اگر وہ عادل ہوں تو لکھیں گے۔ عادل مقبول الشہادۃ۔ اور اگر عادل نہ ہوں تو لکھیں گے۔ یہ عادل نہیں ہے۔ اور اس کے نیچے اپنے دستخط کر کے پھر لفافے کو بند کر کے اپنی مہر لگا کر حاکم کو واپس کر دیں گے۔ یہ سب کچھ بصیغۂ راز ہوگا۔ مستورہ لانے والے قاصد یا کسی کو بھی اس کی اطلاع نہ ہونے دی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۱۹ اگر مستورہ حاکم کے پاس مہر زدہ واپس آجائے اور اس پر کچھ نہ لکھا ہو، نہ یہ لکھا ہو کہ عادل اور مقبول الشہادۃ ہیں اور نہ یہ لکھا ہو کہ یہ عادل نہیں ہیں، یا نامعلوم، مجہول لکھا ہو، صریحًا و دلالۃً کوئی جرح نہ لکھی ہو تو حاکم ان کی شہادتیں قبول نہیں کرے گا۔ اور اگر

مستورہ میں عادل، مقبول الشہادۃ لکھا ہو تو حاکم دوسری مرتبہ یعنی اعلانیہ تزکیہ کی کارروائی شروع کرے گا۔

دفعہ ۱۷۲۰ علانیہ تزکیہ کی کارروائی اس طرح ہوگی کہ تزکیہ کرنے والوں کو حاکم کے روبرو طلب کیا جائے گا اور مقدمہ کے دونوں فریقوں کی حاضری میں شاہدوں کا تزکیہ ہوگا یا شاہدوں کو اور فریقین کو نائب برائے تزکیہ کے ساتھ تزکیہ کرنے والوں کی قیام گاہ پر بھیجا جائے گا اور وہ ان شاہدوں کا علانیہ تزکیہ کریں گے۔

دفعہ ۱۷۲۱ لازم ہے کہ خفیہ تزکیہ میں دو اشخاص تزکیہ کرنے والے ہوں، یہ بطورِ احتیاط ہے ورنہ ایک شخص کا تزکیہ کر دینا بھی کافی ہے۔

دفعہ ۱۷۲۲ علانیہ تزکیہ بھی ایک طرح کی شہادت ہے اور اس میں شہادت کے شروط اور نصاب کی شرط ہوگی لیکن تزکیہ کرنے والوں پر لازم نہیں کہ وہ لفظ شہادت استعمال کریں۔

دفعہ ۱۷۲۳ جن لوگوں کا عادل ہونا حاکم کے نزدیک کسی دوسرے مقدمہ میں ثابت ہو چکا ہو۔ اگر وہ کسی مقدمہ میں اسی حاکم کے سامنے شہادت دیں تو حاکم چھ ماہ کے اندر اُن کے تزکیہ کی کارروائی نہیں کرے گا۔ اور اگر چھ مہینے گزر چکے ہوں تو دوبارہ تزکیہ کرے گا۔

دفعہ ۱۷۲۴ اگر مشہود علیہ (جس کے خلاف شہادت دی جائے) تزکیہ سے قبل یا بعد شاہدوں پر کوئی ایسا الزام لگائے جو قبول شہادت میں مانع ہو۔ مثلاً بچانے کی کوشش یا کوئی چیز حاصل کرنے کی نیّت تو حاکم مشہود علیہ سے اس الزام کی دلیل طلب کرے گا۔ اگر مشہود علیہ نے ثابت کر دیا تو حاکم ان کی شہادتوں کو ردّ کر دے گا۔ اور اگر ثابت نہ ہوا تو شاہدوں کا تزکیہ نہ ہونے کی صورت میں ان کے تزکیہ کے بعد اور اگر تزکیہ ہو چکا ہو تو اسی وقت ان کی شہادتوں کے بموجب فیصلہ کر دے گا۔

دفعہ ۱۷۲۵ اگر بعض مزکی نے شاہد کو عادل قرار دیا اور بعض نے مجروح قرار دیا تو حاکم اس کی شہادت پر فیصلہ نہیں کرے گا کیونکہ حاکم جرح کو ترجیح دے گا۔

دفعہ ۱۷۲۶ اگر شاہد شہادت دینے کے بعد مر جائیں یا غیر حاضر ہو جائیں تو حاکم کو اختیار حاصل ہے کہ ان کا تزکیہ کرے اور ان کی شہادتوں پر فیصلہ کر دے۔

ضمیمہ :۔ شاہدوں کا قسم دینا۔

دفعہ ۱۷۲۷ اگر مشہود علیہ حاکم سے اصرار کرے کہ شاہدوں کو اس کی قسم دی جائے کہ وہ اپنی شہادت میں کاذب نہیں ہیں اور ایسی وجہ موجود ہو تو شہادت قسم سے قوی ہو جائے گی اور حاکم کو اختیار حاصل ہے کہ شاہدوں کو قسم دے اور ان سے یہ کہے کہ اگر تم نے قسم کھالی تو میں تمہاری شہادت قبول کر دوں گا ورنہ نہیں۔

ساتویں فصل :۔ شاہدوں کا شہادت سے رجوع کر لینا۔

دفعہ ۱۷۲۸ اگر حاکم کے سامنے اور فیصلہ سے پہلے شاہد اپنی دی ہوئی شہادت سے رجوع کرلے تو اس کی شہادت حکم عدم میں ہو جائے گی، گویا شہادت تھی ہی نہیں۔ اور ایسے شاہدوں کو سزا دی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۲۹ اگر حاکم کے سامنے فیصلہ کے بعد شاہدوں نے اپنی دی ہوئی شہادت سے رجوع کر لیا تو حکم نہیں بدلے گا، شاہدوں پر اس چیز کا ضمان (تاوان) عائد ہوگا جس کا فیصلہ کیا گیا ہے (دیکھئے دفعہ ۸۰)۔

دفعہ ۱۷۳۰ اگر بعض شاہدوں نے صورت مذکورہ دفعہ ماسبق میں رجوع کر لیا۔ اور جن لوگوں کی شہادت باقی رہ گئی ہے ان کی تعداد نصاب شہادت کو پورا کر دیتی ہے تو رجوع کرنے والے پر ضمان عائد نہیں ہوگا، مگر سزا دی جائے گی، اور اگر باقی ماندہ کی تعداد نصاب کو پورا نہ کرتی ہو تو جس نے رجوع کیا اس پر نصف تاوان عائد ہوگا۔ اور اگر رجوع کرنے والوں کی تعداد ایک سے زائد ہو تو نصف تاوان بقدر حصّہ مساوی ان پر بالاشتراک عائد ہوگا۔

دفعہ ۱۷۳۱ رجوع عن الشہادت کے لیے یہ شرط ہے کہ حاکم کے روبرو رجوع کرے، اگر کسی اور جگہ رجوع کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، اس لیے اگر مشہود علیہ دعویٰ کرے کہ شاہد نے کسی اور جگہ شہادت سے رجوع کر لیا ہے تو یہ دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

اگر شاہدوں نے ایک حاکم کے سامنے شہادت دی اور دوسرے حاکم کے سامنے

رجوع کر لیا تو اس کا اعتبار ہو گا (یعنی اس عمل کو شہادت سے رجوع قرار دیا جائے گا)۔

آٹھویں فصل :۔ تواتر۔

دفعہ ۱۶۳۲ شاہدوں کی کثرت وقلت قابلِ اعتبار نہیں، یعنی ایک فریق کے شاہد زیادہ ہوں اور دوسرے فریق کے کم تو لازمی نہیں ہے کہ کثرت کو قلت پر ترجیح دی جائے۔ بجز اس صورت کے جب کہ یہ کثرت درجۂ تواتر کو پہنچ گئی ہو۔

دفعہ ۱۶۳۳ تواتر علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لیے تواتر کے خلاف دلیل نہیں قائم کی جا سکتی۔

دفعہ ۱۶۳۴ جس طرح تواتر میں لفظ شہادت لازمی نہیں ہے۔ اسی طرح عدالت بھی لازمی نہیں، اس لیے تواتر میں مخبرین کے تزکیہ کی کوئی حاجت نہیں۔

دفعہ ۱۶۳۵ تواتر میں خبر دینے والوں کی تعداد معین نہیں ہے لیکن یہ لازمی ہے کہ وہ جم غفیر ہوں کہ عقل ان کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو جائز نہ رکھے۔

باب دوم

حجۃ عقلیہ اور قرینہ قاطعہ

فصل اوّل :۔ حجت تحریری۔

دفعہ ۱۷۳۶ صرف تحریر یا مہر پر عمل نہیں کیا جا سکتا، لیکن اگر جعلسازی اور بناوٹ کے ہر شبہ سے محفوظ ہو تو اس پر عمل ہو سکتا ہے، یعنی یہ حکم کی بنیاد بن سکتا ہے، کسی دوسری طرح ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

دفعہ ۱۷۳۷ شاہی فرامین اور سرکاری کاغذات چونکہ جعلسازی سے مامون ہیں، ان پر عمل ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۱۷۳۸ سرکاری محکموں کے رجسٹروں پر اگر وہ خرابی اور حیلہ گری سے اس طرح محفوظ ہوں جیسا کہ باب القضا میں مذکور ہے تو ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۷۳۹ صرف وقف نامہ پر عمل نہیں ہو سکتا، لیکن اگر وہ سرکاری طور پر رجسٹری شدہ اور توثیق شدہ قابلِ اعتماد ہوں تو ان پر اس صورت میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

دوسری فصل :۔ قرینہ قاطعہ۔

دفعہ ۱۷۴۰ حکم کے اسباب میں سے ایک سبب قرینہ قاطعہ بھی ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۷۴۱ قرینہ قاطعہ وہ نشانات ہیں جو یقین کی حد تک پہنچا دیں۔ مثلاً ایک آدمی ایک خالی گھر سے خائف و مدہوش نکلا، اس کے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے۔ اس گھر میں جا کر دیکھا گیا تو اسی وقت کا ذبح کیا ہوا ایک آدمی ملا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گھر سے نکلنے والا آدمی اس مقتول کا قاتل ہے۔ اس صورت میں صرف وہمی احتمالات کی طرف توجّہ نہیں کی جائے گی کہ شاید اس مقتول نے خودکشی کر لی ہو، (دیکھئے دفعہ ۷۴)۔

باب سوم

تحلیف یعنی قسم لینا

دفعہ ۱۷۴۲ حکم کا ایک سبب قسم یا قسم سے انکار بھی ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مدّعی نے جب دعویٰ کو ثابت کرنے سے اپنے عجز کا اظہار کیا تو اس کے مطالبہ پر مدّعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔ لیکن اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ تم فلاں کے وکیل ہو اور اس نے وکالت سے انکار کیا تو اس سے قسم لینا لازمی نہیں۔ اسی طرح اگر دو اشخاص میں سے ہر ایک نے کسی ایسے مال پر جو کسی اور کے قبضے میں ہے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اس مال کو خریدا ہے اور مدّعا علیہ نے ایک کی خریداری کا اقرار کیا اور دوسرے کی خریداری سے انکار کر دیا تو اس سے قسم نہیں لی جائے گی۔ اور اس سلسلہ میں کرایہ، رہن، ہبہ ان سب کا حکم وہی ہے جو خریداری کا ہے۔

دفعہ ۱۷۴۳ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک سے اگر قسم لی جائے گی، تو اللہ تعالیٰ کے نام پر لی جائے گی۔ ایک بار وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم، یا قسم اللہ کی۔

دفعہ ۱۷۴۴ قسم صرف حاکم یا اس کے نائب کے روبرو لی جائے گی، کسی اور کے سامنے قسم سے انکار کا اعتبار نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۷۴۵ قسم لینے میں نیابت ہو سکتی ہے لیکن قسم کھانے میں نہیں ہو سکتی۔ دعویٰ کے وکیل قسم لے سکتے ہیں، لیکن جب ان کے مؤکل سے قسم لی جائے تو اسے خود قسم کھانی پڑے گی۔ وکیل سے قسم نہیں لی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۴۶ قسم صرف فریق مخالف کی طلب ہی پر لی جا سکتی ہے۔ لیکن حاکم کی طرف سے چار مواقع پر بلا طلب بھی قسم لی جا سکتی ہے (اوّل) جب کہ کوئی شخص کسی میّت کے ترکہ میں کسی حق کا دعویٰ کرے اور اپنے دعویٰ کو ثابت کر دے تو حاکم اُس سے اِس بات کی

قسم لے گا کہ اس نے یہ حق کسی طور پر میت سے نہ خود وصول کیا ہے اور نہ کسی کے ذریعہ وصول کیا ہے اور نہ میت کو بری قرار دیا ہے اور نہ کسی دوسرے کے حوالے ہوا ہے اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے یہ حق ادا کیا گیا ہے، اور نہ میت کی کوئی چیز اس حق کے مقابلہ میں رہن ہے۔ اس قسم کو قسم استظہار کہتے ہیں۔

(دوم) جب کسی مال کا کوئی مستحق نکلے اور اپنا دعویٰ ثابت کر دے تو حاکم اس سے اس بات پر قسم لے گا کہ اُس نے اس مال کو نہ بیع کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے اور نہ کسی طرح اس کو اپنے ملک سے خارج کیا ہے۔

(سوم) جب خریدار کسی چیز کو عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو حاکم اس سے اس بات پر قسم لے گا کہ وہ اس عیب کے باوجود اس پر رضامند نہیں ہوا، نہ قولاً اور نہ دلالۃً (یعنی بصورت مالکانہ تصرف۔ حسب دفعہ ۳۴۴)۔

(چہارم) شفعہ کا حکم دینے کے وقت حاکم شفیع سے قسم لے گا کہ اس نے کسی صورت سے بھی اپنا حق شفعہ باطل نہیں کیا ہے۔

دفعہ ۱۷۴۷ اگر فریق کی طلب پر مدّعا علیہ حاکم کے مطالبہ سے پہلے ہی قسم کھالے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ حاکم کے کہنے پر اس کو دوبارہ قسم کھانی پڑے گی۔

دفعہ ۱۷۴۸ اگر حلف کسی کے اپنے فعل سے متعلق لیا جائے گا تو حلف ثباتی ہوگا یعنی یہ بات ایسی ہوئی یا نہ ہوئی، لیکن جب حلف کسی دوسرے کے فعل پر ہو تو حلف عدم علم کا ہوگا یعنی قسم ہوگی کہ وہ یہ نہیں جانتا ہے۔

دفعہ ۱۷۴۹ قسم بالسبب ہوتی ہے اور قسم بالحاصل۔ کسی بات کے ہونے یا نہ ہونے کی قسم کھانا قسم بالسبب ہے اور کسی بات کے باقی رہنے یا نہ رہنے کی قسم کھانا قسم بالحاصل ہے۔ مثلاً خرید و فروخت کے ایک دعویٰ میں اس بات کی قسم کھانا کہ معاملۂ بیع ہوا تھا، یا نہیں ہوا تھا، یہ قسم بالسبب ہے، اور اس بات کی قسم کھانا کہ اب تک وہ معاملہ باقی ہے یا نہیں، قسم بالحاصل ہے۔

دفعہ ۱۷۵۰ اگر مختلف دعاوی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ایک ہی قسم سب کے لیے کافی ہے۔ ہر دعویٰ کے لیے الگ الگ قسم لینا ضروری نہیں ہے۔

دفعہ ۱۷۵۱ کارروائی میں جب قسم کی نوبت آجائے اور حاکم کسی کو قسم کھانے کے لیے کہے اور وہ یہ کہہ کر کہ قسم نہیں کھاتا صراحۃً یا دلالۃً بلا عذر خاموشی اختیار کر کے قسم کھانے سے انکار کر دے تو حاکم اس کے انکار پر حکم دے دے گا۔ اب اگر حکم کے بعد وہ قسم کھانے کو تیار ہو گیا تو اس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی، حکم علیٰ حالہ باقی رہے گا۔

دفعہ ۱۷۵۲ کسی گونگے آدمی کی قسم یا اس کا انکار اشارہ سے معتبر ہو گا۔

ضمیمہ

دفعہ ۱۷۵۳ اگر مدعی نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں، اس کے بعد گواہ پیش کرنا چاہے، یا یہ کہے کہ فلاں اور فلاں کے سوا کوئی شاہد نہیں ہے، اور اس کے بعد دوسرے شاہد پیش کرنا چاہے تو اس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

باب چہارم

قبضہ کے منازعات

دفعہ ۱۷۵۴ کسی جائداد کے تنازعہ میں قبضہ کا ثبوت دلائل سے ہونا لازمی ہے۔ ایک دوسرے کی تصدیق پر حکم نہیں دیا جا سکتا، یعنی مدّعی کے دعویٰ کرنے پر مدّعا علیہ کا یہ اقرار کہ جائداد پر اس کا قبضہ ہے، ثبوت قبضہ کے لیے کافی نہیں ہے۔ لیکن اگر مدّعی کا دعویٰ یہ ہو کہ یہ جائداد میں نے تم سے خرید لی تھی اور تم نے اسے غصب کر لیا ہے، دلائل سے قبضہ کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں، اگر دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کر دی تو یہ کافی ہے۔

دفعہ ۱۷۵۵ اگر کسی جائداد کے بارے میں دو اشخاص کے مابین تنازعہ ہو، اور دونوں اس بات کے مدّعی ہوں کہ جائداد پر اس کا قبضہ ہے، تو دونوں سے قبضہ کی دلیل طلب کی جائے گی۔ اگر دونوں نے اپنے اپنے قبضہ کی دلیل پیش کر دی تو دونوں کا بالاشتراک قبضہ ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر ایک ان میں سے اپنے قبضہ کا ثبوت دینے سے عاجز رہا اور دوسرے نے قبضہ ثابت کر دیا، تو قبضہ ثابت کرنے والے کا قبضہ ثابت ہو جائے گا اور فریق ثانی خارج شمار ہو گا، اور اگر دونوں ہی اپنا اپنا قبضہ ثابت نہ کر سکے تو دونوں کو قسم دی جائے گی، اگر دونوں ہی نے قسم کھا لی تو جائداد پر قبضہ مشترک ثابت ہو گا۔ اور اگر ایک نے قسم کھا لی اور دوسرے نے انکار کر دیا تو قسم کھانے والے کا قبضہ ثابت ہو گا۔ اور اگر دونوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو اس جائداد پر کسی کا قبضہ تسلیم نہیں کیا جائے گا اور حقیقت ظاہر ہونے تک معاملہ ملتوی رہے گا۔

دوسری فصل:۔ دلائل کے مابین ترجیح۔

دفعہ ۱۷۵۶ اگر دو ایسے شخصوں میں سے جو کسی مال پر بالاشتراک متصرف ہوں، ایک شخص یہ دعوٰی کرے کہ یہ مال اس کی تنہا بلا اشتراک ملکیت ہے، اور دوسرا یہ دعوٰی کرے کہ یہ مال دونوں کی مشترک ملکیت ہے تو اس صورت میں تنہا ملکیت کے مدّعی کے دلائل کو اوّلیت حاصل ہو گی۔ یعنی اگر دونوں نے دلیل پیش کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے دلائل کو اوّلیت اور ترجیح حاصل ہو گی جس نے تنہا اور مستقل ملکیت کا دعوٰی کیا ہے اور اس کی دلیلیں بعد کو سُنی جائیں گی جس نے اشتراک کا دعوٰی کیا ہے۔

اور اگر دونوں نے تنہا اور مستقل ملکیت کا دعوٰی کیا ہے اور دونوں نے دلائل بھی پیش کر دیئے ہیں تو اس مال کے مشترک ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک نے دعوٰی ثابت کر دیا اور دوسرا ثابت نہ کر سکا تو جس کا دعوٰی ثابت ہو جائے گا، جائداد اس کی تنہا ملکیت قرار پائے گی۔

دفعہ ۱۷۵۷ کسی مِلک مطلق کے دعوٰی میں جس میں تاریخ نہ بیان کی ہو، خارج کے یعنی اس شخص کے دلائل کو جس کے قبضہ میں اس وقت جائداد نہیں ہے، ترجیح اور اوّلیت حاصل ہو گی۔

مثلاً ایک شخص نے یہ دعوٰی کیا کہ مدّعا علیہ کے قبضہ میں جو مکان ہے وہ میری ملکیت ہے، اس نے بغیر کسی حق کے اس پر قبضہ کر رکھا ہے اور مَیں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مکان میرے سپرد کر دیا جائے، اور جس کے قبضہ میں یہ مکان ہے اس نے کہا کہ یہ مکان میری ملکیت ہے اور میرا قبضہ حقیقت کی بنا پر ہے۔ اس صورت میں اس شخص کے یعنی خارج کے دلائل پہلے سُنے جائیں گے جس کے قبضہ میں مکان نہیں ہے۔

دفعہ ۱۷۵۸ ملکیت مقیدہ کے دعووں میں بھی صاحب قبضہ کے دلائل پر خارج شخص کے دلائل کو اوّلیت کی ترجیح حاصل ہو گی، لیکن اس صورت میں جب کہ سببِ ملکیت میں تکرار کی گنجائش ہو اور تاریخ نہ بیان کی گئی ہو، مثلاً سببِ ملکیت خریداری ہو، کیونکہ اس صورت میں دعوٰی اگرچہ مِلک مقید کا ہے مگر حکماً وہ مِلک مطلق کے مساوی ہے۔ لیکن اگر دونوں

نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان ایک ہی شخص سے پایا ہے تو صاحب قبضہ کے دلائل کو اوّلیت دی جائے گی۔

مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں ایک دکان ہے۔ اور ایک اور شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دکان میری ملکیت ہے۔ میں نے اسے زید سے خریدا ہے، اور اس شخص نے بغیر حق اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور دکان پر قابض شخص کہتا ہے کہ میں نے اس دوکان کو بکر سے خریدا ہے، یا یہ کہتا ہے کہ یہ دکان مجھے میرے والد سے وراثت میں ملی ہے اور میں اس پر قابض ہوں تو اس صورت میں خارج شخص کے دلائل پہلے سُنے جائیں گے۔ لیکن اگر صاحب قبضہ نے یہ کہا کہ اس نے بھی اس دکان کو زید ہی سے خریدا ہے تو اس صورت میں صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح اولیت حاصل ہو گی۔

دفعہ ۱۷۵۹ ایسی ملکیت کے دعویٰ میں جو تکرار کی گنجائش نہیں رکھتی مثلاً پیدائش، صاحب قبضہ کے دلائل کو خارج کے دلائل پر اوّلیت حاصل ہو گی۔ مثلاً اگر صاحب قبضہ اور ایک خارج شخص کے مابین ایک بچھڑے کی ملکیت میں واقع ہو اور دونوں یہ دعویٰ کریں کہ بچّہ ان کی مادہ کا ہے اس لیے ان کی ملکیت ہے تو اس صورت میں صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح حاصل ہو گی۔

دفعہ ۱۷۶۰ ملکیت کے دعویٰ میں جب تاریخ بیان کی گئی ہو تو اس کے دلائل کو اوّلیت حاصل ہو گی جو زیادہ قدیم تاریخ کا مدّعی ہو گا۔ مثلاً کسی نے ایک ایسی زمین کے بارے میں جو کسی اور کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو فلاں شخص سے آج سے ایک سال پہلے خریدا ہے اور صاحب قبضہ نے کہا کہ یہ زمین پانچ سال پہلے مجھے والد سے وراثت میں ملی ہے تو صاحب قبضہ کے دلائل کو اوّلیت حاصل ہو گی۔ اور اگر صاحب قبضہ نے کہا کہ چھ ماہ پہلے یہ مجھے والد سے وراثت میں ملی ہے تو خارج شخص کے دلائل کو اوّلیت حاصل ہو گی۔

اسی طرح اگر دو اشخاص نے الگ الگ بایع سے خریداری کا دعویٰ کیا اور تاریخ بھی بیان کر دی تو جس کی تاریخ قدیم تر ہو گی، اس کے دلائل پہلے سُنے جائیں گے۔

دفعہ ۱۶۶۱ جانوروں کی پیدائش کے دعویٰ میں تاریخ کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی، لیکن اگر صاحبِ قبضہ کی بیان کی ہوئی تاریخ جانور کے سن کے موافق نہ ہو، اور خارج شخص کی بیان کی ہوئی تاریخ موافق ہو تو خارج کے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اور اگر دونوں کی بیان کردہ تاریخیں جانور کی عمر کے خلاف واقع ہوں، یا دونوں ہی کو تاریخ معلوم نہ ہو تو دونوں کے پیش کردہ دلائل ساقط الاعتبار ہو جائیں گے اور جانور جس کے قبضہ میں ہوگا، اسی کے قبضہ میں رہے گا۔

دفعہ ۱۶۶۲ زیادتی کا دعویٰ کرنے والے کے دلائل کو اوّلیت حاصل ہے۔ مثلاً اگر بائع اور مشتری کے مابین قیمت کی مقدار میں یا مال فروخت شدہ کی مقدار میں اختلاف واقع ہو تو جو زیادہ کا دعویٰ کرے گا اسی کی دلیل پہلے سُنی جائے گی۔

دفعہ ۱۶۶۳ ملکیت کی دلیل کو عاریت کی دلیل پر ترجیح حاصل ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ مال جو اس دوسرے شخص کے ہاتھ میں ہے وہ میری ملکیت ہے مَیں نے اسے عاریتہً دیا تھا اور مدّعا علیہ نے کہا کہ تم نے یہ میرے ہاتھ فروخت کر دیا تھا یا یہ کہا کہ تم نے ہبہ کر دیا تھا، تو اس صورت میں بیع یا ہبہ کے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

دفعہ ۱۶۶۴ بیع کے دلائل کو ہبہ، رہن اور اجارہ کی دلیلوں پر اور اجارہ کی دلیل کو رہن کی دلیل پر ترجیح حاصل ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نے کسی پر دعویٰ کیا کہ فلاں مال میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا تھا، اس کی قیمت ادا کرو، اور اس نے جواب میں کہا کہ وہ مال تم نے مجھے ہبہ کر کے سپرد کیا تھا تو بیع کی دلیل مرجح ہوگی۔

دفعہ ۱۶۶۵ عاریت میں اطلاق کی دلیل کو ترجیح حاصل ہوگی۔ مثلاً ایک عاریت کا گھوڑا مستعیر کے ہاتھوں میں تلف ہو گیا، معیر نے اس کے خلاف دعویٰ کیا کہ مَیں نے تم کو یہ گھوڑا چار دن تک استعمال کرنے کے لیے دیا تھا، تم نے وقت پر واپس نہیں کیا اور پانچویں دن یہ گھوڑا تلف ہو گیا، اس لیے اس کا ضمان (تاوان) دو، اور مستعیر نے جواب دیا کہ تم نے یہ گھوڑا مجھے بلا قید عاریت کے لیے دیا تھا، چار دن کی قید نہ تھی، اس صورت میں مستعیر کی دلیل پہلے سُنی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۶۶ صحت کی دلیل مرض الموت کی دلیل پر ترجیح رکھتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے ایک وارث کو کچھ مال ہبہ کیا اور دوسرے وارثوں نے دعویٰ کیا کہ یہ ہبہ مرض الموت میں ہوا تھا اور موہوب لہٗ نے دعویٰ کیا کہ ہبہ اس نے اپنی صحت کے زمانے میں کیا تھا۔ اس صورت میں موہوب لہٗ کی دلیل پہلے سُنی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۶۷ سلامتی عقل وحواس کی دلیل جنون اور خبط الحواسی پر مرجح ہوگی۔

دفعہ ۱۷۶۸ جدید اور قدیم ہونے کی دلیلیں جب مجتمع ہو جائیں تو جدید ہونے کی دلیل کو ترجیح حاصل ہوگی مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں ایک نالی تھی اور دوسرے کے قبضہ میں دوسری نالی۔ اور اختلاف اس بات میں پیدا ہوا کہ پہلے سے کون سی نالی تھی۔ ایک گھر والے نے دعویٰ کیا کہ تم نے نالی نئی بنا لی ہے اس لیے اسے بند کرو، اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ قدیم ہے، تو ترجیح اس گھر والے کی دلیل کو حاصل ہوگی جو مدّعی ہے کہ نالی جدید بنائی گئی ہے۔

دفعہ ۱۷۶۹ جس فریق کی دلیل کو ترجیح حاصل ہو، اگر وہ دلیل سے عجز ظاہر کرے تو فریق ثانی (مرجوح) سے دلیل طلب کی جائے گی، اگر اس نے ثبوت دے دیا تو فبہا ورنہ حلف دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۷۷۰ صاحبِ ترجیح فریق کے دلیل نہ دے سکنے پر جب فریقِ ثانی سے دلیل طلب کی گئی اور اس کی دلیل پر حاکم فیصلہ کر چکا تو اس کے بعد اگر صاحبِ ترجیح فریق دلیل پیش کرنے کی درخواست کرے گا تو اس کی درخواست پر توجہ نہیں کی جائے گی۔

تیسری فصل :۔ قابلِ قبول بیان اور صورتِ حال پر فیصلہ۔

دفعہ ۱۷۷۱ اگر رہائشی مکان کے سامان پر میاں بیوی کے مابین اختلاف ہو جائے کہ یہ سامان کس کا ہے تو دیکھا جائے گا کہ ما بہ النزاع سامان کیا ہے، اگر یہ وہ چیزیں ہیں جو صرف شوہر ہی کے لیے کارآمد ہوتی ہیں مثلاً تلوار، نیزے یا یہ چیزیں ایسی ہیں جو شوہر اور بیوی دونوں کے لیے یکساں کارآمد ہیں مثلاً برتن، فرش۔ تو ان اشیاء میں بیوی کی

دلیل کو اوّلیت حاصل ہو گی۔ اور دونوں میں سے کوئی بھی دلیل نہ دے سکا تو قسم کے ساتھ شوہر کا بیان قبول کر لیا جائے گا۔ یعنی اگر شوہر حلفیہ بیان دے کہ یہ چیزیں بیوی کی نہیں ہیں تو شوہر کی ملکیت تسلیم کر لی جائے گی۔

اور اگر یہ چیزیں ایسی ہیں کہ صرف بیوی کے کام آتی ہیں مثلاً زیور، زنانہ کپڑے۔ تو اس کے بارے میں شوہر کی دلیل کو اوّلیت حاصل ہو گی۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی بھی دلیل سے اپنا دعویٰ ثابت نہ کر سکے تو بیوی کا بیان حلفی قابلِ قبول ہو گا اور اسی کے بموجب فیصلہ کر دیا جائے گا)۔

لیکن اگر دونوں میاں بیوی میں سے کوئی ان اشیاء کا کاریگر یا تاجر ہو، جو فریق ثانی کے لیے کار آمد ہوتی ہیں تو بہر حال اس کا بیان حلفی قبول کیا جائے گا۔ مثلاً بالیاں صرف عورتیں ہی پہنتی ہیں لیکن اگر شوہر سُنار ہو تو اس کا بیان حلفی قابلِ قبول ہو گا۔

دفعہ ۱۷۷۲ میاں بیوی میں سے کسی ایک کی وفات پر وارث مرنے والے کے قائم مقام ہوں گے، لیکن اگر دونوں فریق ثبوتِ دعویٰ سے قاصر رہیں تو قابلِ قبول بیان زوجین میں سے جو زندہ ہو گا اسی کا ہو گا، مگر ان اشیاء میں جو دونوں کے لیے کار آمد ہوتی ہیں اور حلف کے ساتھ۔ اور اگر دونوں کی وفات ایک ساتھ ہی ہو جائے تو ایسی اشیاء کے بارے میں جو دونوں کے لیے کار آمد ہوتی ہیں، شوہر کے وارثوں کا بیان قابلِ قبول ہو گا۔

دفعہ ۱۷۷۳ اگر واہب ہبہ سے رجوع کر لینا چاہے اور موہوب لہٗ مال کے تلف ہو چکنے کا دعویٰ دار ہو تو موہوب لہٗ کا بیان بغیر قسم ہی کے قابلِ قبول ہو گا۔

دفعہ ۱۷۷۴ امین اپنی ذمّہ داری سے بری ہونے کے سلسلہ میں قسم کھانے کے بعد صادق تسلیم کر لیا جائے گا۔ اگر مال ودیعت کا دعویٰ ہو اور ودیع حلفیہ بیان دے کہ مَیں یہ مال واپس دے چکا ہُوں تو اس کا بیان قابلِ قبول ہو گا۔ اور اگر وہ حلف سے بچنے کے لیے دلیل دے کر ثابت کرنا چاہے تو اس کی دلیل سُنی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۷۵ اگر ایک مدیون جس پر دائن کے مختلف دین ہوں، دین کی ایک مقدار دائن کو دیدے

تو اس کا یہ قول کہ مَیں اتنی رقم دے چکا ہُوں، قبول کر کے باقی دین میں سے منہا کر دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۷۷۶ اگر کسی پن چکی کی مدّتِ اجارہ ختم ہو چکی ہو اور مستاجر یہ چاہے کہ مدّتِ اجارہ میں پانی کے منقطع ہو جانے کی بنا پر اجارہ کی رقم میں سے کچھ حصّہ کم کر دے۔ اور اس سلسلہ میں آجر اور مستاجر کے مابین اختلاف واقع ہو۔ اور دونوں میں سے کسی کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اختلاف کس معاملہ میں ہے۔ اگر مدّتِ انقطاعِ آب میں ہے مثلاً مستاجر کہتا ہے کہ دس دن تک پانی بند رہا اور آجر کہتا ہے کہ پانچ دن بند رہا، تو اس صورت میں مستاجر کا بیان حلف کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا۔ اور اگر اختلاف واقعۂ انقطاعِ آب میں ہو، آجر کہتا ہو کہ پانی بند ہی نہ ہوا تھا، تو جو صورتِ حال اس وقت ہو گی، اسی پر حکم دے دیا جائے گا۔ یعنی اگر دعویٰ اور مقدّمہ کے وقت پانی جاری تھا تو آجر کا بیان قسم کے ساتھ قابلِ قبول ہو گا اور اگر اس وقت پانی بند تھا تو مستاجر کا حلفی بیان قابلِ قبول ہو گا۔

دفعہ ۱۷۷۷ اگر پانی بہہ کر کسی مکان کی طرف جاتا ہو، اور اختلاف اس بات پر ہو کہ پانی کا یہ راستہ قدیم ہے یا جدید، مالک مکان مدّعی ہو کہ یہ راستہ جدید ہے اسے بند کیا جائے اور دونوں فریقوں میں سے کسی کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اُس وقت پانی جاتا ہے یا یہ واضح ہوتا ہے کہ اس سے پانی بہہ کر جاتا رہا ہے۔ اگر صورتِ حال یہ ہے تو نالی جس کی ہے اس کا حلفی بیان قابلِ قبول ہو گا۔ یعنی وہ حلفی بیان دے گا کہ پانی کا یہ راستہ جدید نہیں ہے۔ اور اگر اس وقت پانی جاری نہ ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ اس سے پانی جاتا رہا ہے تو صاحبِ مکان کا بیان حلفی قابلِ قبول ہو گا۔

چوتھی فصل :۔ تحالف، (دونوں فریقوں سے قسم لینا)۔

دفعہ ۱۷۷۸ اگر بایع اور مشتری کے مابین مال فروخت شدہ یا اس کی قیمت کی مقدار میں اختلاف واقع ہو، دونوں میں، یا ان کی صفات اور جنس میں تو فیصلہ اس کے حق میں ہو گا

جواپنا دعویٰ دلائل وشہادت سے ثابت کر دے اور اگر دونوں دلائل پیش کر دیں تو فیصلہ اس کے حق میں ہوگا جو زیادتی ثابت کرے گا۔ اور اگر دونوں ثبوت سے عاجز رہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ تم دونوں میں سے ایک دوسرے کے دعویٰ پر راضی ہو جائے ورنہ بیع فسخ کر دی جائے گی، اگر اس پر بھی ان دونوں میں سے کوئی راضی نہ ہو تو حاکم دونوں فریقوں کو فریق مخالف کے دعویٰ کے خلاف حلف دے گا۔ اوّل خریدار کو حلف دے گا۔ اگر ان میں کسی نے حلف سے انکار کیا تو دوسرے کا دعویٰ ثابت ہوگیا اور اگر دونوں نے حلف سے انکار کیا تو حاکم اس بیع کو فسخ کر دے گا۔

دفعہ ۱۶۷۹ اگر متاجر ماجور (شئے اجارہ شدہ) میں کسی تصرف سے پہلے آجر سے مقدار رقم اجارہ میں اختلاف کرے مثلاً متاجر کہے کہ اجارہ کی رقم دس روپے ہے اور آجر کہے کہ یہ رقم اجارہ پندرہ روپے ہے۔ جو دلیل سے ثابت کر دے اس کا دعویٰ قبول کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں نے دلیل دے دی تو آجر یا موجر یعنی اجارہ دینے والے کی دلیل پر حکم دیا جائے گا، اور اگر دونوں میں سے کوئی بھی اپنا دعویٰ کا ثبوت نہ پیش کر سکے تو دونوں ہی سے قسم لی جائے گی۔ پہلے متاجر سے پھر آجر سے۔ جو قسم سے انکار کرے گا، فیصلہ اس کے خلاف ہوگا۔ اور اگر دونوں قسم کھالیں تو حاکم اجارہ کو فسخ کر دے گا۔

اور اگر اختلاف مدّتِ اجارہ میں ہو یا مسافت میں ہو تو بھی یہی صورت ہوگی۔ البتہ اُس وقت یہ ہوگا کہ اگر دونوں نے ثبوت دے دیا تو متاجر کے دلائل پر حکم دیا جائے گا۔ اور دونوں سے قسم کی صورت میں پہلے قسم موجر سے لی جائے گی۔

دفعہ ۱۶۸۰ اگر متاجر اور موجر نے مدّتِ اجارہ گزر چکنے کے بعد اختلاف کیا تو متاجر کے حلفیہ بیان پر فیصلہ ہوگا۔ اور دونوں سے قسم اس صورت میں نہیں لی جائے گی۔

دفعہ ۱۶۸۱ اگر متاجر اور آجر نے مقدارِ اُجرت میں اختلاف کیا اور اثنائے مدّت اجارہ میں کیا تو دونوں سے قسم لی جائے گی اور اجارہ کو باقی مدّت کے لیے فسخ کر دیا جائے گا۔

گزری ہوئی مدّت کے لیے مستاجر کا بیان قبول کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۷۸۲ اگر بایع اور مشتری میں فروخت شدہ چیز کے تلف ہو چکنے یا کوئی ایسا عیب پیدا ہو چکنے کے بعد جو واپسی مال میں مانع ہو، اختلاف پیدا ہو جائے تو دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ صرف مشتری سے قسم لی جائے گی۔

دفعہ ۱۷۸۳ جب دعویٰ مؤجل یا غیر مؤجل ہونے میں اختلاف ہو، یا شرط خیار میں اختلاف ہو، یا قیمت کے کل یا جزء پر قبضہ میں اختلاف ہو تو ان تینوں صورتوں میں دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ صرف انکار کرنے والے سے قسم لی جائے گی۔

۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دستخط ہمایونی کے بعد اس کے بموجب عمل کیا جائے

کتاب شانزدہم

قضاء

ایک مقدّمہ اور چار ابواب

مقدّمہ

قضا سے متعلّق بعض فقہی اصطلاحات

دفعہ ۱۷۸۴ لفظ قضاء حکم اور حاکمیت کے معنیٰ میں آتا ہے۔

دفعہ ۱۷۸۵ حاکم وہ ذات ہے جسے سرکار کی طرف سے لوگوں کے دعاوی کو بموجب احکام شرعی ختم کرنے اور ان کے باہمی خصومات کا بموجب احکام شرعی فیصلہ کرنے کے لیے متعیّن و مقرّر کیا گیا ہو۔

دفعہ ۱۷۸۶ حکم :۔ حاکم کے اس فیصلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ وہ مخاصمت کو ختم کرتا اور مٹا دیتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں :۔

اوّل :۔ یہ کہ حاکم نے محکوم علیہ پر محکوم بہ کو لازمی قرار دیا مثلاً یہ کہا کہ مَیں نے یہ حکم دیا، یا یہ کہ تم پر جو دعویٰ کیا گیا ہے تم اس کو ادا کر دو، اس قسم کے فیصلے (حکم) کو قضاء الالزام اور قضاء الاستحقاق کہتے ہیں۔

دوم :۔ یہ کہ حاکم نے مدّعی کو منازعت سے روک دیا، مثلاً یہ کہا کہ تمہارا کوئی حق

نہیں، یا تم کو جھگڑا کرنے سے ممانعت کی جاتی ہے۔ اسے ترک قضاء ترک کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۷۸۷ محکوم بہ:۔ وہ چیز ہے جو حاکم نے محکوم علیہ پر لازم قرار دی ہو، قضاء الالزام میں یہ مدّعی کے حق کا ادا کرہ دینا ہوتا ہے اور قضاء ترک میں مدّعی کا منازعت (جھگڑے) سے باز آجانا اور اسے ترک کر دینا۔

دفعہ ۱۷۸۸ محکوم علیہ:۔ وہ فریقِ مقدّمہ جس کے خلاف حکم صادر ہو۔

دفعہ ۱۷۸۹ محکوم لہ:۔ وہ فریقِ مقدّمہ جس کے موافق حکم صادر ہو۔

دفعہ ۱۷۹۰ تحکیم:۔ مقدّمہ کے دونوں فریقوں کا باہمی رضامندی سے کسی شخص کو خصومت اور دعویٰ کے فیصلہ کر دینے کے لیے مقرّر کرنا۔
جس شخص کو مقرّر کیا جائے گا اسے حَکَم (بہ فتحۂ حاء وکاف) یا مُحکَّم (بہ ضمہ میم، فتحۂ حاء اور کاف مفتوح ومُشدّد) کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۷۹۱ وکیل مُسَخّر:۔ اس شخص کو کہتے ہیں جسے حاکم نے اس مدّعا علیہ کے لیے مقرّر کیا ہو جب کہ مدّعا علیہ کا محکمہ میں حاضر کرنا ممکن نہ ہو۔

باب اوّل

حاکم

اس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ حاکم کے اوصاف۔

دفعہ ۱۷۹۲ لازم ہے کہ حاکم سوجھ بوجھ رکھنے والا، سمجھدار، صحیح الحواس، امین، باوقار اور متین آدمی ہو۔

دفعہ ۱۷۹۳ لازم ہے کہ حاکم مسائلِ فقہ کا عالم، اُن سے پُوری طرح واقف۔ اصول محاکمہ کا جاننے والا اور دعاوی کو اصول کے مطابق فیصلہ کرنے کی صلاحیّت رکھتا ہو۔

دفعہ ۱۷۹۴ لازم ہے کہ حاکم میں اتنی صلاحیّت موجود ہو کہ انسانوں کی تمیز کر سکے۔ اس لیے کسی نوعمر صغیر، خبط الحواس، اندھے یا بہرے کا قاضی ہونا جائز نہیں ہے جو مقدّمہ کے فریقین کی آواز بھی نہ سُن سکے۔

دوسری فصل :۔ آداب حاکم۔

دفعہ ۱۷۹۵ حاکم کے لیے لازم ہے کہ ایسے افعال وحرکات سے اجتناب کرے جن کی وجہ سے عدالت کا رعب جاتا رہے جیسے خرید وفروخت، مذاق وتفریح، بذلہ سنجی۔

دفعہ ۱۷۹۶ حاکم فریقین میں سے کسی کا ہدیہ ہرگز نہ قبول کرے۔

دفعہ ۱۷۹۷ حاکم فریقین کے یہاں دعوت وضیافت میں قطعاً نہ جائے۔

دفعہ ۱۷۹۸ حاکم کے لیے لازم ہے کہ کبھی اسے ایسی حالت وحرکت میں نہ پایا جائے جس سے اس پر تہمت لگ سکے یا اس کے متعلق سوءِ ظن قائم ہو، جیسے کسی فریق سے گھر پر

ملاقات کرنا، یا عدالت میں اسے علیحدہ بات کرنا یا آنکھ، ہاتھ یا سر سے کوئی اشارہ کرنا یا کسی رازدارانہ انداز میں خفیہ گفتگو کرنا۔ یا فریقین میں سے کسی ایک سے ایسی زبان میں بات کرنا جس کو دوسرا فریق نہ سمجھ سکے۔

دفعہ ۱۷۹۹ حاکم دو متخاصمین کے مابین عدل کے لیے مامور ہے اس لیے اس پر لازم ہے کہ تمام عدالتی امور میں عدل و مساوات کا پورا پورا لحاظ رکھے، دونوں فریقوں کے بیٹھانے میں، ان کی طرف نظر اُٹھانے میں، ان سے مخاطبت میں، یہ نہ دیکھے کہ ان میں ایک بڑے اُونچے درجہ کا ہے اور دوسرا محض معمولی آدمی ہے۔

تیسری فصل :- حاکم کے فرائض۔

دفعہ ۱۸۰۰ حاکم سلطان (سربراہِ مملکت) کا نائب ہے تاکہ فیصلہ کرے اور حکم جاری کرے۔

دفعہ ۱۸۰۱ قضائت زمانہ، مقام اور بعض خصومات کے استثناء کے قیود سے مقید ہوتی ہے۔ مثلاً ایک حاکم کو ایک سال کے لیے مامور کیا جاتا ہے تو وہ صرف اس سال کے اندر ہی فیصلے کر سکتا ہے، اس کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ اس سال سے پہلے یا اس کے بعد بھی فیصلے کرے، ما حاکم ایک مخصوص علاقے کا حاکم ہو تو وہ ان حدود کے اندر فیصلے کرے گا، اس علاقے سے باہر کا کوئی مقدّمہ وہ نہیں سُن سکتا، اسی طرح حاکم ایک معیّن محکمہ میں مامور ہوتا ہے وہ صرف اسی محکمہ میں متعلقہ مقدّمات سُن سکتا ہے۔ اسے یہ حق حاصل نہیں کہ اس محکمہ کے علاوہ کسی اور مقام پر مقدّمے سُننے اور فیصلے کرے۔

اسی طرح اگر حکم سلطانی صادر ہو کہ فلاں چیز کے متعلّق کوئی دعویٰ نہ سُنا جائے اسی میں مصلحت عامہ ہے تو حاکم کو اس قسم کے دعاوی سُننے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا اور نہ کوئی حکم دے سکے گا۔ بعض معیّن مقدّمات کے لیے بھی حاکم مقرر کیے جاتے ہیں۔ انہیں اس خاص مقدّمہ کے سوا کوئی اور مقدّمہ نہیں سُننا چاہیئے۔ وہ صرف وہی مقدّمہ سُنیں گے اور فیصلہ کریں گے جس کے لیے ان کو مقرّر کیا گیا ہے۔

اسی طرح اگر حکم سلطانی صادر ہو کہ کسی خاص مجتہد کی رائے مصلحت وقت کے مطابق اور لوگوں کی حالت کے موافق ہے تو حاکم کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ اس مجتہد کی رائے کو چھوڑ کر کسی دوسرے مجتہد کی رائے پر جو اس کے منافی ہو، فیصلہ کرے۔ اگر حاکم نے ایسا کیا تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۸۰۲ دعاوی کی سماعت کے لیے اگر دو حاکم مقرّر کیے گئے ہوں تو ان میں سے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ تنہا مقدّمہ سُنے اور فیصلہ کر دے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا (دیکھئے دفعہ ۱۴۶۵)۔

دفعہ ۱۸۰۳ اگر فریقین میں سے ایک نے ایک حاکم کے پاس مرافعہ دائر کیا اور دوسرے فریق نے کسی دوسرے حاکم کے پاس مرافعہ کر دیا، اور اس وجہ سے کوئی اختلاف رائے پیدا ہوگیا تو اس حاکم کے فیصلہ کو ترجیح حاصل رہے گی جس کے سامنے مدّعا علیہ نے مرافعہ کیا ہو۔

دفعہ ۱۸۰۴ اگر کوئی حاکم معزول کر دیا گیا ہو، اور اسے ابھی معزولی کی خبر نہ ملی ہو تو خبر ملنے تک وہ جتنے فیصلے کرے گا یا حکم دے گا سب صحیح ہوں گے۔ معزولی کی اطلاع کے بعد جو حکم ہوگا وہ صحیح نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۸۰۵ حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ مجاز ہو تو اپنا نائب مقرّر کرے یا اُسے معزول کرے۔ اور اگر اس کے لیے وہ مجاز نہ ہو تو وہ نہ نائب مقرّر کر سکے گا اور نہ اسے معزول کر سکے گا۔ اگر حاکم مر جائے یا معزول ہو جائے تو اس کا نائب معزول نہیں ہوگا۔ (دیکھئے دفعہ ۱۴۶۶)۔ اسی لیے اگر کسی علاقہ کا حاکم مر جائے تو اس کے نائب کو اس علاقے کے دعاوی سُننے کا اختیار حاصل رہے گا۔ جب تک کہ دوسرا حاکم مقرّر ہو کر نہ آجائے۔

دفعہ ۱۸۰۶ نائب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ان دلائل پر فیصلہ صادر کرے جو حاکم نے سُنے تھے۔ اور حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ان دلائل پر فیصلہ کرے جو اس کے نائب نے سُنے تھے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حاکم نے دعویٰ کے حق میں دلائل سُنے اور اپنے نائب

کو اس کی اطلاع دے دی تو اسے یہ اختیار حاصل ہوگا کہ پھر سے مقدمہ سُننے کی بجائے حاکم کے سُنے ہوئے دلائل پر حکم دے۔ اور اگر نائب جو فیصلہ کا مجاز ہے اُس نے دلائل سُنے اور حاکم کو اطلاع دے دی تو حاکم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ پھر سے دلائل کی سماعت کرنے کی بجائے ان ہی دلائل پر حکم دے دے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ فیصلہ کرنے کا مجاز ہو ورنہ اگر صرف تحقیقات و استکشاف کے لیے مامور ہو تو حاکم اپنے نائب کی رپورٹ پر فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے لازم ہے کہ خود دلائل کی سماعت کرے۔

دفعہ ۱۸۰۷ کسی علاقے کے حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اس اراضی کے متعلق دعویٰ کی سماعت کرے جو اس کے علاقہ میں نہیں واقع ہے لیکن اس صورت میں اس کے حدود شرعیہ اسی طرح بیان کرنا لازمی ہوگا جیسا کہ کتاب الدعویٰ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

دفعہ ۱۸۰۸ شرط یہ ہے کہ جس کے حق میں حکم دیا جائے وہ حاکم کے اصول (باپ، دادا وغیرہ) فروع (بیٹا، پوتا، نواسا وغیرہ)، اُس کی بیوی یا اُسی مال میں جس کے بارے میں وہ حکم دینے والا ہے، اس کا شریک یا اس کا ملازم یا وہ متعلق شخص نہ ہو جس کے اخراجات حاکم پر ہوں۔ اس لیے کوئی حاکم ان میں سے کسی کے دعویٰ کی سماعت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی حکم دے سکتا ہے (یعنی اگر ان پر دعویٰ کوئی کرے تو وہ حاکم حکم نہیں دے سکتا)۔

دفعہ ۱۸۰۹ اگر کسی شخص کو اپنے شہر کے حاکم کے خلاف یا اس کے متعلقہ شخص کے خلاف کوئی دعویٰ ہو تو اس شہر کے دوسرے حاکم کے پاس دعویٰ دائر کرے اور اگر اس شہر میں کوئی دوسرا حاکم ہی نہ ہو تو دونوں اپنی رضامندی سے ایک حکم مقرر کر لیں یا نائب حاکم کے پاس اگر حاکم نائب مقرر کرنے کا مجاز ہو، یا قریب کے دوسرے شہر کے حاکم کی عدالت میں مقدمہ دائر کرے۔ اور اگر دونوں فریق ان میں سے کسی صورت پر راضی نہ ہوں تو وہ سلطان سے درخواست کریں کہ کوئی منصف مقرر کیا جائے۔

دفعہ ۱۸۱۰ حاکم پر لازم ہے کہ دعاوی کے دیکھنے میں اَلاَقدَم فالاَقدَم (یعنی جو پہلے ہو وہ پہلے

ہی رکھا جائے)، کے اصول کو مدِنظر رکھے لیکن اگر کسی بعد میں آنے والے دعویٰ کو جلد دیکھنا کسی خاص حالت یا مصلحت کی بنا پر ضروری ہو تو وہ اس کو مقدم کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۸۱۱ ضرورت کے وقت حاکم کا کسی اور شخص سے فتویٰ لینا جائز ہے۔

دفعہ ۱۸۱۲ حاکم پر لازم ہے کہ جب وقت اس کا ذہن اُلجھا ہوا ہو، اس وقت کوئی مقدمہ سُننے کیلئے نہ بیٹھے، اس کے فکر کی صحت میں کوئی چیز مانع نہیں ہونی چاہیئے۔ مثلاً غم غصہ، بھوک پیاس، نیند کا غلبہ، ان حالتوں میں مقدمہ کی سماعت نہ کرے۔

دفعہ ۱۸۱۳ حاکم کے لیے لازم ہے کہ مقدمہ کی ایک ایک بات کی پُوری طرح چھان بین کرے اور کسی بات کو تاخیر دالتوا میں نہ ڈالے۔

دفعہ ۱۸۱۴ حاکم کے لیے ضروری ہے کہ محکمہ میں رجسٹر رکھے جس میں وثائق، اعلانات اور اُن سندات کا مکمّل اور غیر مشتبہ اندراج ہو جو وہ جاری کرتا ہے، اور بہت اچھی طرح کاغذات دفتر کی حفاظت کرے اور جب وہ الگ ہو تو اپنے جانشین کو خود یا اپنے امین کے ذریعہ رجسٹر، اور کاغذات حوالہ کر دے۔

چوتھی فصل :۔ صورت محاکمہ۔

دفعہ ۱۸۱۵ حاکم اپنا فیصلہ بالاعلان جاری کرے گا لیکن فیصلہ سے پہلے اس کی کیفیت کو ظاہر نہ ہونے دے۔

دفعہ ۱۸۱۶ جب دونوں فریق حاکم کے سامنے محاکمہ کے لیے حاضر ہوں، تو اوّلاً مدّعی کو دعویٰ پیش کرنے کا حکم دیا جائے، اور اگر اس کا دعویٰ بصورت تحریر پہلے سے منضبط ہے تو اس کو سُنا کر اس سے تصدیق کرالی جائے۔ اس کے بعد مدّعا علیہ کا جواب طلب کیا جائے۔ حاکم اس سے بایں طور سوال کرے کہ مدّعی نے آپ پر اس طرح دعویٰ کیا ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں ؟

دفعہ ۱۸۱۷ اگر مدّعا علیہ اقرار کرے تو حاکم اس کے اقرار کی بنا پر دعویٰ کو لازم قرار دے دے، اور اگر انکار کرے تو حاکم مدّعی سے دعویٰ پر ثبوت کے دلائل طلب کرے گا۔

دفعہ ۱۸۱۸ اگر مدّعی دلائل ثبوت کے ذریعہ اپنا دعویٰ ثابت کر دے تو حاکم اس کے بموجب حکم دے گا۔ اور اگر نہ ثابت کر سکے تو اس کے لیے قسم کا ایک حق باقی رہ جاتا ہے، اگر وہ مطالبہ کرے تو حاکم مدّعا علیہ سے قسم لے گا۔

دفعہ ۱۸۱۹ اگر مدّعا علیہ نے قسم کھالی یا مدّعی نے قسم کا مطالبہ ہی نہیں کیا تو حاکم مدّعی کو مدّعا علیہ کے خلاف دعویٰ کرنے سے ممانعت کر دے گا۔

دفعہ ۱۸۲۰ اور اگر مدّعا علیہ نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو حاکم اس کے انکار پر فیصلہ کر دے گا، اور اگر بعد کو اس نے کہا کہ اچھا اب ہم قسم کھانے کو تیار ہیں تو اس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

دفعہ ۱۸۲۱ اگر کسی حاکم محکمہ کی طرف سے دی ہوئی اطلاعات اور سندات جعلسازی اور تغیر و تبدیلی کے شبہ سے پاک ہوں تو دیگر دلائل کی عدم موجودگی میں اِن کی بنیاد پر حکم دینا اور عمل کرنا جائز ہے۔

دفعہ ۱۸۲۲ اگر مدّعا علیہ سوال کے وقت سکوت پہ اصرار کرے، نہ ہاں کہے اور نہ نہیں، تو اس کا سکوت انکار سمجھا جائے گا۔ اور اسی طرح سے اگر وہ جواب میں یہ کہے کہ نہ میں اقرار کرتا ہوں اور نہ انکار، تو اسے بھی انکار ہی قرار دیا جائے گا اور دونوں صورتوں میں مدّعی سے دعویٰ کے ثبوت کے لیے دلیل طلب کی جائے گی۔

دفعہ ۱۸۲۳ اگر مدّعا علیہ اقرار یا انکار کے وقت مدّعی کے دعویٰ کو دفع کرنے کے لیے ایک دعویٰ پیش کر دے تو اس کے ساتھ کتاب الدعویٰ اور کتاب البیّنات میں لکھے ہوئے مسائل کے بموجب عمل کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸۲۴ دونوں فریقوں میں کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ ایک کی بات ختم ہونے سے پہلے بات کرے، اگر کوئی ایسا کرے گا تو حاکم کی طرف سے اُسے روک دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸۲۵ حاکم اپنے محکمہ میں دیانت دار اور قابلِ اعتماد ترجمان رکھے گا تاکہ وہ فریقین میں سے جو عدالت کی زبان سے ناواقف ہو اس کی باتوں کا ترجمہ کرے۔

دفعہ ۱۸۲۶ ان مقدمات میں جو قریبی رشتہ داروں کے مابین ہوں یا جن میں طرفین سے صلح کی خواہش پائی جاتی ہو، ایسے مقدمات میں ایک دو مرتبہ حاکم طرفین کو صلح کے لیے کہے گا اور اس کی ترغیب دے گا۔ اگر طرفین نے اتفاق کر لیا تو کتاب الصلح میں مذکورہ مسائل کے بموجب ان میں صلح کرادے گا، ورنہ عدالتی کارروائی کی تکمیل کرے گا۔

دفعہ ۱۸۲۷ جب حاکم عدالتی کارروائی کی تکمیل کر چکے اور اس کے بموجب حکم دے چکے تو ایک اطلاع نامہ تیار کرے جس میں اس کا حکم، اس کے اسباب درج ہوں اور یہ اطلاع نامہ محکوم لہٗ کو دے، جب محکوم لہٗ اسے لے چکے تو اس کی ایک نقل تیار کر کے محکوم علیہ کو دیدے۔

دفعہ ۱۸۲۸ جب حکم (فیصلہ) کے لیے تمام اسباب و شرائط موجود ہوں تو حاکم کے لیے یہ جائز نہیں کہ حکم دینے میں تاخیر کرے۔

باب دوم

حُکم (فیصلہ)

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل :۔ شروطِ حُکم۔

دفعہ ۱۸۲۹ حُکم کے لیے یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے کوئی دعویٰ پیش ہو چکا ہو، یعنی حاکم کا جو حُکم ہو، لوگوں کے کسی حق سے متعلق ہو، اس کے لیے یہ شرط ہے کہ کسی شخص نے اس حق کا دعویٰ پہلے پیش کیا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کے خلاف کسی حق کا دعویٰ پہلے نہ پیش کیا ہو تو حاکم کا اس کے لیے کوئی حُکم صادر نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۸۳۰ فیصلہ کے وقت طرفین مقدّمہ کا اجلاس پر حاضر ہونا ضروری ہے۔ یعنی عدالتی کارروائی کی تکمیل کے بعد جب فیصلہ سُنایا جائے اس وقت طرفین کا حاضر ہونا مشروط ہے۔

لیکن اگر کسی نے دعویٰ کیا اور مدّعا علیہ نے اقرار کر لیا ہے۔ اس کے بعد حاکم کے حکم دینے کے وقت اگر مدّعا علیہ موجود نہ ہو تو حاکم اس کے اقرار کی بنا پر اس کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ سُنا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مدّعا علیہ نے انکار کیا ہے اور مدّعی نے دلائل و شواہد پیش کر دیئے۔ اس کے بعد مدّعا علیہ شواہد کی تنقیح اور فیصلہ سے قبل غیر حاضر ہو جائے تو حاکم اس کی عدم موجودگی میں فیصلہ دیدے گا۔

دفعہ ۱۸۳۱ مدّعا علیہ کے وکیل کی موجودگی میں مدعی نے جو شواہد پیش کیے ہیں، ان کی بنا پر مدّعا علیہ کی موجودگی میں حاکم فیصلہ دے سکتا ہے اور اسی طرح اس کے برعکس جو دلائل و شواہد مدّعا علیہ کے مواجہہ میں پیش ہو چکے ہیں ان کی بنا پر مدّعا علیہ کے وکیل کی موجودگی میں حاکم فیصلہ دے سکتا ہے۔

دفعہ ۱۸۳۲ اگر دعویٰ تمام ورثاء کے مقابلہ میں ہو، اور ایک وارث کی موجودگی میں دلائل وشواہد گزر چکے ہوں، اور فیصلہ کے وقت وہ وارث موجود نہ ہو تو حاکم کو اختیار ہے کہ فیصلہ کے وقت جو وارث حاضر ہے اس کے خلاف ان ہی دلائل وشواہد کی بنا پر فیصلہ صادر کر دے۔ دوبارہ دلائل وشواہد کی ضرورت نہیں۔

دوسری فصل :- فیصلہ بصورت غیر حاضری مدّعا علیہ۔

دفعہ ۱۸۳۳ حاکم کی طرف سے مدّعا علیہ کو طلب کیا جائے گا۔ اگر مدّعا علیہ عدالت میں حاضری یا اپنے وکیل کے ارسال سے پہلوتہی کرے تو جبراً اُسے حاضر عدالت کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸۳۴ اگر مدّعا علیہ نہ خود حاضر ہو اور نہ اپنا وکیل بھیجے اور اُس کا حاضر کرنا ممکن بھی نہ ہو تو محکمہ کی طرف سے مدعی کی درخواست پر مدّعا علیہ کے نام طلب نامے تین مرتبہ مختلف اوقات میں ارسال کیے جائیں گے، اگر اس پر بھی مدّعا علیہ حاضر عدالت نہ ہو تو حاکم اسے فہمائش دے گا کہ اگر وہ حاضر نہ ہوا تو عدالت خود اس کی طرف سے ایک وکیل مقرّر کر کے مدّعی کے دعویٰ اور اس کے دلائل وشواہد کی سماعت کرے گی۔ اگر اس کے بعد بھی مدّعا علیہ نہ خود حاضر ہو اور نہ اس کی طرف سے کوئی وکیل حاضر ہو تو حاکم عدالت ایک وکیل اس کی طرف سے مقرّر کر دے گا جو اس کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور اس وکیل کی موجودگی میں دعویٰ اور اس کے دلائل ثبوت سُنے گا۔ اگر تحقیق وتنقیح کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ دعویٰ مبنی بر صحت ہے تو اس کے بموجب فیصلہ کر دے گا۔

دفعہ ۱۸۳۵ حاکم عدالت مدّعا علیہ کو اس کی غیر حاضری میں دیا ہوا فیصلہ اس طریقہ سے پہنچا دے گا جو حاکم کی رائے میں مناسب ہو۔

دفعہ ۱۸۳۶ جس کے خلاف اس کی عدم حاضری میں فیصلہ دیا گیا ہے، اگر وہ اس کے بعد حاضر عدالت ہو کر ایک ایسا دعویٰ پیش کرے جس سے اس کے خلاف دعویٰ دفع ہو جاتا ہو تو اس کا دعویٰ سُنا جائے گا اور قاعدہ سے اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے اپنے خلاف دعویٰ کا دفعیہ اس دعویٰ کے ذریعہ نہیں کیا،

یا کیا مگر اس سے اس کے خلاف دعویٰ دفع نہ ہو سکا تو حاکم اس حکم کو جو اس کی عدم موجودگی میں دیا گیا تھا جاری و نافذ کر دے گا۔

باب سوم

فیصلہ کے بعد نگرانی و نظر ثانی

دفعہ ۱۸۳۷ جس دعویٰ کا فیصلہ شرعی اصول کے بموجب ہو چکا اور اس فیصلہ کی اطلاع بھی دے دی گئی، یعنی شروط فیصلہ اور اس کے اسباب کے ساتھ ایک فیصلہ سُنایا جا چکا اس پہ نظر ثانی اور پھر سے اس کی سماعت جائز نہیں ہے۔

دفعہ ۱۸۳۸ فیصلہ جس فریق کے خلاف ہوا ہے، اگر وہ دعویٰ کرے کہ دعویٰ کے متعلق جو فیصلہ ہوا ہے وہ شرعی اصول کے موافق نہیں ہے، اور یہ بھی بیان کرے کہ اس جہت سے یہ اصولِ شرعی ناموافق ہے اور فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کرے تو اس فیصلہ کی تحقیق کی جائے گی، اگر اصول شرعی کے موافق ثابت ہوا تو اسی فیصلہ کی تصدیق کی جائے گی، ورنہ اس پر نظر ثانی ہوگی۔

دفعہ ۱۸۳۹ دعویٰ کے حق میں جو فیصلہ ہوا ہے اگر محکوم علیہ اس سے مطمئن نہ ہوا اور اس کی درخواست میں اس اعلامیہ میں کسی غلطی کی نشان دہی پائی گئی جس میں یہ فیصلہ درج تھا تو اعلامیہ پر غور کیا جائے گا۔ اگر اصول شرعی کے موافق پایا گیا تو اسی اعلامیہ کی تصدیق کر دی جائے گی ورنہ اُسے باطل کر دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸۴۰ فیصلہ سے قبل اور فیصلہ کے بعد بھی دعویٰ کا ردّ کر دینا صحیح ہے۔ اس لیے محکوم علیہ اگر کوئی ایسا سبب بیان کرے اور پیش کرے جو دعویٰ کے ردّ ہو جانے کے لیے کافی ہو، اور اس کے اس دعویٰ میں کہ مدعی کا دعویٰ ردّ ہو جاتا ہے اور اس درخواست میں کہ مقدمہ پھر سے دیکھا جائے کوئی حقیقت پائی جائے تو اس کے دعویٰ کو محکوم لہٗ کے سامنے سُنا جائے گا۔ اور اس کے اس دعویٰ کا فیصلہ بھی کیا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص نے ایک مکان کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ مکان اس کا موروثی

ہے ۔اس نے اپنے باپ سے وراثت میں پایا ہے ، اور وہ مکان اس وقت کسی دوسرے کے تصرف میں ہے۔ وراثت کا دعویٰ کرنے والے نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا۔ فیصلہ کے بعد ایک وثیقہ قابلِ وثوق ملا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے باپ نے یہ مکان اُس شخص کے باپ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا جس شخص کے قبضہ میں اس وقت یہ مکان ہے۔ اس صورت میں جس کے قبضہ میں یہ مکان ہے، اس کا دعویٰ سُنا جائے گا اور اگر یہ ثابت ہو گیا تو پہلا فیصلہ ردّ کر کے وراثت کا دعویٰ دفع کر دیا جائے گا۔

باب چہارم

تحکیم یعنی ثالث بنانے کے مسائل

دفعہ ۱۸۴۱ تحکیم (یعنی ثالث مقرر کرنا) مال کے ان دعاوی میں جائز ہے جن کا تعلّق لوگوں کے حقوق سے ہو۔

دفعہ ۱۸۴۲ محکم (یعنی ثالث) کا فیصلہ صرف ان ہی فریقوں کے حق میں جائز اور نافذ ہوگا جنہوں نے اسے ثالث بنایا ہے اور صرف اسی معاملہ میں جائز اور نافذ ہوگا جس کے لیے ثالث بنایا گیا ہے. فریقین کے دوسرے اختلافات پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۸۴۳ حکم (یعنی ثالث) ایک سے زیادہ بھی ہوسکتے ہیں یعنی یہ جائز ہے کہ دو یا تین یا اس سے زائد ثالث مقرر کیے جائیں، اس خصوصیت کی وجہ سے کہ مدّعی اور مدّعا علیہ دونوں اپنے اپنے علیحدہ حکم (ثالث) مقرر کر سکتے ہیں۔

دفعہ ۱۸۴۴ اگر کسی معاملہ میں ایک سے زیادہ ثالث ہوں تو ان میں باہمی اتفاق رائے ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی ایک تنہا کوئی حکم نہیں دے سکتا۔

دفعہ ۱۸۴۵ حکم کو اگر فریقین کی اجازت حاصل ہو تو دوسرے کو حکم بنانے کا بھی حق حاصل ہوگا ورنہ نہیں.

دفعہ ۱۸۴۶ اگر تحکیم میں وقت کی قید ہوگی تو اس وقت کے گزرنے پر تحکیم ختم ہو جائے گی، مثلاً حکم مقرر کیا گیا کہ فلاں دن سے ایک مہینہ کے اندر فیصلہ کردے تو اسے صرف اسی مدت کے اندر فیصلہ کا اختیار حاصل ہوگا۔ اس کے بعد یہ اختیار حاصل نہ رہے گا۔ اور اگر وہ مدّت مقررہ کے بعد فیصلہ کرے گا تو یہ فیصلہ نافذ نہیں ہوگا.

دفعہ ۱۸۴۷ فریقین کو فیصلہ سے پہلے حکم (یعنی ثالث) کو معزول کردینے کا اختیار حاصل ہے لیکن اگر ایک ایسے حاکم نے حکم بنانے کی اجازت دے دی ہو جسے سلطان کی طرف سے

اپنا نائب مقرر کرنے کی اجازت حاصل ہے تو اس حکم کی حیثیت اس حاکم کے نائب کی ہو جائے گی، کیونکہ وہ اس حاکم کی جانشینی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

دفعہ ۱۸۴۸ جس طرح سرکاری حاکموں کے فیصلے ان تمام لوگوں کے حق میں لازم الاجراء ہیں جو ان کے حدود وعدل میں ہیں، اسی طرح ثالثوں کے فیصلے بھی ان فریقوں کے حق میں جنہوں نے ثالث بنایا ہے اور اس معاملہ میں جس کے لیے ثالث بنایا ہے لازم الاجراء ہوں گے۔ اس لیے کسی فریق کو ثالث کے فیصلہ سے اگر وہ اصول شرعی کے موافق ہے تو انکار کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

دفعہ ۱۸۴۹ اگر ثالث کا فیصلہ سلطان کے مقرر کردہ حاکم کے سامنے پیش ہوگا تو وہ اس فیصلہ کی اگر موافق شرع ہوگا تو تصدیق کر دے گا ورنہ اس فیصلہ کو توڑ دے اور باطل قرار دے گا۔

دفعہ ۱۸۵۰ اگر دونوں فریقوں نے اپنے اپنے ثالثوں کو صلح کی اجازت دیدی ہے تو ان کی صلح معتبر ہوگی، اس طرح کہ ایک فریق نے اپنے ثالث کو اور دوسرے نے اپنے ثالث کو اس معاملہ میں جو زیرِ تنازع ہے صلح کر لینے کے لیے وکیل بنا دیا۔ اور ان دونوں ثالثوں نے ان مسائل کے بموجب جو صلح کے باب میں مذکور ہیں، باہم صلح کر لی، تو کسی فریق کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس صلح کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

دفعہ ۱۸۵۱ اگر کسی شخص کے مابین تنازع کا فیصلہ کر دیا حالانکہ اس کو فریقین نے ثالث نہیں بنایا تھا، تو اس کا فیصلہ بھی اگر دونوں فریق راضی ہو جائیں اور اس کے حکم کو قبول کر لیں تو نافذ ہو جائے گا۔

سلطانی منظوری کی تاریخ ۲۶ شعبان المعظم ۱۲۹۳ھ



منتخب 112 استنباطی مضامین قرآن (بحوالہ آیات، سورۃ)

میں سے چند اہم عنوانات کی جھلکیاں

اسلام کا نظامِ اعتقادات ☆ اسلام کا نظامِ عبادات ☆ اسلام کا نظامِ نظافت ☆ اسلام میں سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت وعظمت ☆ اسلام میں نظریہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حقیقت آمیز تجزیہ ☆ اسلام کا نظامِ امن ☆ قرآنی حقائق کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد؟ ☆ اسلام، عقل اور سائنس ☆ اسلام میں نظریہ رؤیتِ ہلال اور سائنسی استدلالات ☆ وحی رسالت اور وحی بمعنی الہام والقاء کے متعلق شرعی حقیقت ☆ اسلام کا نظامِ محنت ☆ اسلام کا نظامِ معیشت اور طبقاتی نظام (موازنہ) ☆ نظریاتی وتہذیبی اختلاف کے فکری نتائج ☆ اسلام میں حقوق نسواں ☆ عالمی معاشی وباء (سودی نظام) ☆ معاملات کے لین دین کا قانونی نظام ☆ بین المذاہب مکالمہ ☆ فرقہ واریت کی اُصولی بحث ☆ اسلام کا نظامِ عفت وپاکدامنی ☆ اسلام کا نظامِ میراث ☆ اسلام کا نظامِ تجارت اور اس کے رہنما اُصول ☆ احکامِ دین کا عملی وقانونی نفاذ ☆ عزیمت اور رخصت کا حکیمانہ اُسلوب ☆ وکالتِ باطلہ وصحیحہ ☆ اسلام میں نظامِ عدل وانصاف مع نظامِ شہادت ☆ حلال وحرام اور نظریہ شریعت ☆ مشروط امن معاہدے اور اسلام کی دفاعی وخارجہ پالیسی ☆ فلسفہ انقلابِ احوال ☆ جامعیت قرآن کی ہمہ جہتی حقیقت ☆ حکمت اور موعظہ حسنہ ☆ اسلام کا اخلاقی نظام ☆ اسلام کا نظامِ حکومت ☆ اختلاف رائے او رآزادی رائے ☆ نظریہ جہاد اور اس کی حکمت مع حدود وقیود ☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی آواز ☆ قواعد واُصول وقتی نہیں ہوتے ☆ اسلام اور تربیت اولاد ☆ اسلام اور نظریہ تعلیم وفن ☆ ناموس رسالت ، آداب، محبّت وعشق رسول ﷺ ☆ اسلام کا نظامِ طلاق ☆ اسلام اور سماجی خدمات ☆ اسلام اور حقوق العباد ☆ بیعت ،تزکیہ نفس اور اصلاحی حقائق ☆ شریعت وطریقت ☆ کونسی جماعت برحق ہے؟ ☆ آدابِ معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو ☆ تحقیقِ حالات کا شرعی نظام ☆ تقلیدِ محمود کی آسان فہم حقیقت ☆ اسلام اور باقی مذاہب کا تقابلی جائزہ ☆ باطنی اعتبار سے عذابِ الٰہی کی بدترین قسم ☆ نظامِ حدود وتعزیرات ☆ نظامِ فطرت کے خدائی اُصول اورعقلیات کے بے لگام گھوڑے ☆ بحر وبر میں سبب فساد کا تجزیہ برحق ☆ فلسفہ عزت وذلت وغیرہ